دعوتِ اسلامی

کو عام کرنے کے لئے

صحیح فضائلِ اعمال

تالیف: ابو حمزہ عبد الخالق صدیقی   ترتیب، تخریج و اضافہ: حافظ حامد محمود الخضری

تقریظ: شیخ الحدیث عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ   تقدیم: ڈاکٹر وصی اللہ محمد عباس مدرس مسجد الحرام

فہرست مضامین

۳. کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ

٤. کتاب العلم

٥. کتاب الطھارۃ

٦. کتاب الصلاۃ

۷. کتاب فضائل القرآن

۸. کتاب الصیام

۹. کتاب الزکوٰۃ والصدقات

۱۰. کتاب الحج والعمرة

۱۱. کتاب الأدب

۱۲۔ کتاب الذکر والدعاء

۱۳. کتاب التوبة

۱۴. کتاب الجهاد

۱۵. کتاب المناقب

۱۶. کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنہم

۱۷. کتاب صفة جهنم

۱۸. کتاب صفة الجنة

۱۹. اصلاح عقائد

مقدمہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ، وَنَسْتَعِیْنُہٗ، وَنَسْتَغْفِرُہٗ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَیِّاٰتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ، وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ، وَ أَشْھَدُ أَنْ لَّآ إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لا شَرِیْکَ لَہٗ وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ .

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٠٢﴾ ﴾ (آل عمران: ۱۰۲)

﴿ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ خَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَ بَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ﴿١﴾ ﴾ (النساء: ۱)

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ﴿٧٠﴾ یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ؕ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ﴿٧١﴾ ﴾ (الاحزاب: ۷۰۔۷۱)

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ، وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ (ﷺ) وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا، فَإِنَّ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ، وَّکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ، أَلضَّلَالَۃُ فِي النَّارِ. " وَبَعْدُ!

دین اسلام بہت سے عقائد، اعمال اور اخلاق کا مجموعہ ہے، ان تمام امور کا اثبات، کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے محکم ادلہ پر موقوف ہے جس طرح کسی بھی مسئلہ کے اثبات کے لیے ضروری ہے کہ وہ قرآن و حدیث سے منصوص ہو، اس طرح ہر مسئلہ کی

فضیلت اور اجر وثواب کے تعین کی معرفت بھی قرآن وحدیث کی دلیل پر قائم ودائم ہے۔

فضائل اعمال دین کا ایک انتہائی اہم گوشہ ہے، اس کے ساتھ ساتھ بعض اعمال کی ادائیگی کے تعلق سے کچھ علاقوں مثلاً مسجد حرام، مسجد نبوی، بیت المقدس، اور مسجد قباء، کچھ زمانوں مثلاً لیلۃ القدر، عشر ذی الحجہ، دس محرم اور یومِ عرفہ وغیرہ کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔

مسجد حرام اور مسجد نبوی میں نماز کی فضیلت کی دلیل:

((صَلاةٌ فِـيْ مَسْـجِـدِيْ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ، إِلَّا الْـمَسْجِدَ الْحَرَامَ، وَصَلاةٌ فِيْ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَفْضَلُ مِنْ مِئَةِ أَلْفِ صَلاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ.)) [1]

''میری مسجد میں نماز مسجد حرام کے سوا دوسرے مقامات میں ہزار نماز سے افضل ہے۔ اور مسجد حرام میں نماز دوسرے مقامات میں نماز سے ایک لاکھ درجہ افضل ہے۔''

بیت المقدس کی فضیلت کی دلیل:

((لَا تُشَـدُّ الـرِّحَـالُ إِلَّا إِلـىٰ ثَـلَاثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِ الْأَقْصٰى، وَمَسْجِدِيْ.)) [2]

''تین مساجد، مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری مسجد کے علاوہ رخت سفر نہ باندھا جائے۔''

مسجد قباء کی زیارت اور اس میں نماز کی فضیلت کی دلیل:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْتِيْ قُبَاءَ رَاكِبًا وَمَاشِيًا.))

''نبی مکرم ﷺ (ہر ہفتے) پیادہ یا سوار مسجد قباء تشریف لایا کرتے تھے۔''

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ابن نمیر کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں:

---

[1] سنن ابن ماجة، أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها، رقم: ١٤٠٦۔ علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ارواء الغلیل: ١٤٦/٤٠، رقم: ١١٢٩۔ التعليق الرغيب: ٢/ ١٣٦.

[2] صحيح بخاري، كتاب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، رقم: ١١٩٣.

((فَيُصَلِّي فِيهِ رَكْعَتَيْنِ .)) ❶

''اور اس میں دو رکعت نماز نفل ادا کرتے تھے۔''

مزید برآں رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ كَعُمْرَةٍ .)) ❷

''مسجد قباء میں نماز پڑھنا ثواب کے اعتبار سے عمرہ جیسا ہے۔''

لیلۃ القدر کی فضیلت کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ①﴾ (القدر: ١)

''بے شک ہم نے اس (قرآن مقدس) کو لیلۃ القدر میں نازل فرمایا۔''

اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ يَقُمْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) ❸

''جس نے ایمان اور ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر کا قیام کیا، اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

عشرہ ذوالحجہ میں عبادت کی فضیلت کی دلیل:

((مَا الْعَمَلُ فِي أَيَّامِ الْعَشْرِ أَفْضَلُ مِنَ الْعَمَلِ فِي هٰذِهِ)) قَالُوْا: وَلَا الْجِهَادُ؟ قَالَ: ((وَلَا الْجِهَادُ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ يُخَاطِرُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ بِشَيْءٍ .)) ❹

''کسی اور دن میں عبادت ان دس دنوں میں عبادت کرنے سے افضل نہیں۔''

---

❶ صحيح بخاري، كتاب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، رقم: ٢٣٢٦.

❷ سنن ابن ماجة، ابواب إقامة الصلوات والسنة فيه، رقم : ١٤١١۔ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ صحيح البخاري، كتاب الإيمان، رقم : ٣٠.

❹ صحيح بخاري، كتاب العيدين، رقم : ٩٦٩.

صحابہ نے عرض کیا: جہاد بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا: جہاد بھی نہیں، مگر وہ آدمی جو اپنی جان و مال لے کر اللہ کی راہ میں نکلے اور کسی چیز کے ساتھ واپس نہ آئے۔''

دس محرم اور یوم عرفہ کے روزے کی فضیلت کی دلیل:

((صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ ، اَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهُ ، وَالسَّنَةَ الَّتِيْ بَعْدَهُ ، وَصِيَامُ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ ، اَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهُ .)) [1]

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ...... یوم عرفہ کے روزہ سے، میں اللہ تعالیٰ سے گزشتہ اور آئندہ ایک ایک سال کے گناہوں کے کفارہ کی اُمید رکھتا ہوں۔ اور یومِ عاشوراء کے روزہ سے میں اللہ سے گزشتہ ایک سال کے گناہوں کے کفارہ کی اُمید رکھتا ہوں۔''

لیکن ہر عمل، مکان کی یا زمان کی فضیلت کا تعین، قرآن و حدیث پر موقوف و منحصر ہے، اور حدیث ایسی ہو جو محدثین کے قواعد و مناہج کی روشنی میں درجہ مقبول پر فائز ہو یعنی صحیح یا حسن ہو۔

امام ابو محمد الرامہرمزی نے اپنی کتاب '' المحدث الفاصل بين الراوي والواعي، ص: ۳۲۰'' میں امام بخاری رحمہ اللہ کے طریق سے ان کے خاص الخاص استاذ علی بن مدینی کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ:

((التَّفَقُّهُ فِيْ مَعَادِ الْحَدِيْثِ نِصْفُ الْعِلْمِ ، وَمَعْرِفَةُ الرِّجَالِ نِصْفُ الْعِلْمِ .))

''یعنی متن حدیث کو بار بار پڑھ کر اس کی فقہ حاصل کرنا آدھا علم ہے۔ اور اس حدیث کی سند کی معرفت بقیہ آدھا۔''

یہ قول منہج محدثین کا بہترین ترجمان اور عکاس ہے۔ چنانچہ حدیث میں تفقہ کے ساتھ

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الصيام، رقم : ٢٧٤٦.

ساتھ رجالِ حدیث کی معرفت اور صحت مخرج کی پہچان عصابۂ حق وصداقت کا میزہ وخصیصہ ہے۔ بالفاظِ دیگر محدثین کرام حدیث کو نقد وتفتیش کے کڑے مراحل سے گزارنے کے بعد قابل احتجاج واستدلال قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَقُوْلَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، إِلَّا بَعْدَ التَّثَبُّتِ وَالْعِلْمِ بِهِ.)) [1]

''کسی آدمی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مگر تثبت اور اس کے علم کے بعد۔''

محدثین کے نزدیک کسی بھی حدیث کے قابل قبول ہونے کے لیے اس کا درج ذیل معیار پر اترنا ضروری ہے۔

(1) اس کے تمام راوی کمال درجہ کے حافظ، ضابط، اور متقن ہوں، اور اگر کسی راوی کے ضبط واتقان میں معمولی سا ضعف بھی نقل ہو تو شاہد، متابع کے بغیر روایت قبول نہیں کی جائے گی۔

(2) سند اوّل تا آخر متصل ہو، اور کسی طبقہ میں کسی قسم کا انقطاع نہ پایا جائے۔

(3) راویٔ حدیث گو ذاتی طور پر ثقہ یعنی عادل وضابط ہے، مگر وہ اس حدیث کی روایت میں اپنے سے اوثق کی مخالفت نہ کر رہا ہو۔

(4) بعض اوقات ایک حدیث کا ظاہر سنداً یا متناً صحت وسلامتی پر دکھائی دیتا ہے، مگر اس میں کوئی مخفی علت پائی جاتی ہے جو ضعف حدیث کا موجب بن جاتی ہے۔ ضروری ہے کہ وہ حدیث ایسی مخفی علت سے بھی پاک ہو۔ (مخفی علل کی اطلاع جہابذہ محدثین کے ذریعے ہی ممکن ہوتی ہے۔) ان کڑی شرائط سے منہج محدثین کی دقت اور عرق ریزی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ لیکن افسوس! آج اس منہج کو باقاعدہ ایک سازش کے تحت پامال کیا جا رہا ہے۔

[1] جزء الجويباري، ص: ۲۲۷۔۲۲۸.

یونس بن یزید الایلی، جو امام زہری کے اثبت تلامذہ میں سے ہیں، فرمایا کرتے تھے:

((لَيْسَ شَيْءٌ أَغْرَبَ مِنْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، وَأَغْرَبُ مِنْهَا أَهْلُهَا .))

''یعنی رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے بڑھ کر کوئی چیز اجنبی نہیں ہے، اور اس سے زیادہ اجنبی اہل الحدیث ہیں۔''

یہ ایک دوسری صدی ہجری کے عالم کا اپنے دور کا تجزیہ ہے، اگر وہ آج کا دور ملاحظہ کر لیتے تو ان کے کیا الفاظ ہوتے؟ سچ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

((بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ كَمَا بَدَأَ غَرِيْبًا .)) [1]

آج بعض جماعتیں فضائل اعمال کا خصوصی اہتمام کرتی ہیں، لیکن ان کے علماء، وزعماء اور واعظین کی تقریر وتحریر میں ضعیف بلکہ موضوع، جھوٹی اور من گھڑت احادیث کی بھرمار ہوتی ہے۔ فانا للّٰه وانا اليه راجعون .

'' فضائل اعمال، ص: ۸۷۶، حکایت نمبر: ۴۳، طبع مکتبہ رحمانیہ، لاہور'' میں یہ واقعہ درج ہے کہ: ''اک سود خور کے مرنے کے بعد اس کا سر (منہ وغیرہ) سور جیسا ہوگیا تو نبی اکرم ﷺ کی سفارش سے سر اور منہ درست ہوگیا۔''

حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے تو سود خود، اس کے لیے لکھنے والے اور اس پر گواہ بننے والے پر لعنت فرمائی ہے:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهُ وَشَاهِدَيْهِ وَكَاتِبَهُ .)) [2]

جبکہ اس خود ساختہ واقعہ میں رسول اللہ ﷺ سود خود کی سفارش فرما رہے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم: ٣٧٢.

[2] سنن ترمذي، كتاب البيوع، رقم الحديث: ١٢٠٦۔ علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنے والے کے لیے کیا شرعی وعید ہے؟ غور تو کیجیے؟

((كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ .)) ❶

''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ ہر سنی ہوئی بات (بغیر تحقیق کے) بیان کردے۔''

مزید فرمایا:

((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ .))

''جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا، پس وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔''

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ يَّكْذِبْ عَلَيَّ يَلِجِ النَّارَ .)) ❷

''مجھ پر جھوٹ نہ بولو، پس بے شک جس نے مجھ پر جھوٹ بولا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔''

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنے والی یہ روش دین اسلام کے لیے کس قدر نقصان دہ ہے۔ خوب سوچئے۔

جماعت اہلحدیث جس کا تا قیام قیامت قائم رہنا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے ثابت ہے کہ اس کا وجود پوری کائنات کے لیے انتہائی مسعود و مبارک ہے، امام ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((اِنَّهُمْ خَيْرُ النَّاسِ .))❸

''اہل حدیث سب سے اچھے لوگ ہیں۔''

---

❶ صحيح مسلم، مقدمه، رقم : ۷.

❷ صحيح مسلم، مقدمة، رقم : ۱ـ مسند ابوداؤد، طيالسى ، رقم : ۱۰۷.

❸ معرفة علوم الحديث، للحاكم.

اور امام حفص بن غیاث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((هُمْ خَيْرُ أَهْلِ الدُّنْيَا .))

''اہل حدیث ہی پوری دنیا میں بہترین جماعت ہے۔''

کیونکہ علماء اہل حدیث اس قسم کے فتنوں کی تردید وتفنید کے لیے ہمیشہ مستعد رہتے ہیں، نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی حدیث ہے:

((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ .)) ❶

''میری اُمت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی، ان کی مخالفت کرنے والے ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔''

مزید فرمایا:

((يَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلُهُ، يَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِيْفَ الْغَالِيْنَ، وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِيْنَ، وَتَأْوِيْلَ الْجَاهِلِيْنَ .)) ❷

''اس علم (قرآن وحدیث) کو ہر زمانے کے عادل لوگ حاصل کرتے رہیں گے (پڑھیں گے اور پڑھائیں گے، سیکھیں اور سکھائیں گے، عمل کریں گے اور کراتے رہیں گے) اس میں زیادتی کرنے والوں کی تحریف وتبدیلی کو اور باطل پسندوں کی صلہ جوئی کو اور جاہلوں کی تاویل کو ختم کرتے رہیں گے۔''

بحمد للہ! اہل حدیث اسی زمانے سے آج تک یہ فریضہ ادا کرتے رہے ہیں، اور آپ ﷺ کی پیشگوئی انہی پر صادق آتی ہے، چنانچہ امام بخاری کے استاذ العلل، علی بن المدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((هُمْ أَصْحَابُ الْحَدِيْثِ .)) ❸

---

❶ شرف اصحاب الحديث، رقم: ٩. ❷ شرف اصحاب الحديث، ص: ٤٠، رقم: ١٠.

❸ الحجة في بيان المحجة: ١/ ٢٤٦، ٩٨.

''اس سے مراد اہل حدیث ہیں۔''

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ جماعت اہلحدیث کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کرتے تھے:

((لَوْلَا هٰذِهِ الْعِصَابَةُ لَانْدَرَسَ الْإِسْلَامُ .))

''یعنی اگر یہ جماعت نہ ہوتی تو اسلام مٹ چکا ہوتا۔''

فتنوں کی تردید وتنفید کے اس عمل کو بہت سے علماء کرام نے جہاد سے افضل قرار دیا ہے۔

بڑی شدت کے ساتھ ایک ایسی کتاب کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی جو اعمال، مقامات اور اوقات کے حوالہ سے صرف صحیح اور ثابت احادیث پر مشتمل ہو۔ چنانچہ ہمارے انتہائی عزیز ساتھی اور دوست ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی حفظہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بڑے احسن انداز سے اس ضرورت کو پورا کر دیا۔ چنانچہ ''دعوتِ اسلامی کو عام کرنے کے لیے صحیح فضائل اعمال'' نامی کتاب اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ فجزاه الله عنی وعن المسلمين خير الجزاء .

محترم بھائی ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی حفظہ اللہ منہج سلف صالحین کے نور سے منور، علماء کے محبّ اور زمرۂ محدثین کے سچے خادم ہیں۔ حدیث کی نشر واشاعت کے جذبہ سے سرشار ہیں، اور چونکہ اخلاص وتقویٰ کی دولت سے مالا مال ہیں۔ ﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (الحدید: ۲۱)

لہٰذا ان کے دل سے نکلی ہوئی باتیں سیدھا پڑھنے والوں کے دلوں میں داخل ہو جاتی ہیں۔ اللھم زد فزد!

ہمارے انتہائی قابل احترام ساتھی فضیلۃ الشیخ حافظ حامد محمود الخضری نے اس میں کچھ جاندار اضافے، اس کی تحقیق وتخریج اور ترتیب دینے کا ان تھک کام کیا اور کتاب کو تحقیق و تعلیق سے چار چاند لگا دیئے۔

محترم حافظ حامد محمود صاحب کو اللہ تعالیٰ نے علم وعمل کے رسوخ واتقان سے نوازا ہے، بڑی لگن، محنت، جانفشانی اور عرق ریزی سے علم اور بالخصوص حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں مصروف ہیں، بہت سی عربی اور اُردو کتب کے مصنف ہیں، اور بہت سی کتب زیر طباعت و زیر تالیف ہیں۔ آج کے پرفتن دور میں جنہیں اشتغال بالسنہ اور اہتمام بالعلم النافع کی توفیق مل جائے وہ بڑے برگزیدہ لوگ ہیں، اور محترم حافظ صاحب کی جملہ جہود و مساعی کا محور و مدار یہی نکتہ ہے، اللہ تعالیٰ ان پر مزید علم نافع اور عمل صالح کے دروازے کھول دے۔ اور دل کو تقویٰ واخلاص سے معمور فرمادے۔ وجعله سنداً لخدمة الاسلام والمسلمين ، وحفظه ورعاه وسدد خطاه .

چونکہ فضائل اعمال میں ضعیف اور موضوع روایات کو سنانے اور اپنانے کی وباء پاک و ہند میں بڑی شد و مد سے پھیل چکی ہے، تو ان ہمارے انتہائی قابل احترام دوستوں نے اس زیر نظر کتاب میں صرف صحیح وحسن روایات پر اعتماد کیا ہے، اور ساتھ ساتھ علمی تشریحات اور اقوال سلف کے بیان سے اس کتاب کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کے مؤلف، مخرج ومحقق اور جملہ معاونین و مساہمین کو اجر جزیل سے نوازے، اور اس کتاب کو ان کی میزانِ حسنات کا ذخیرہ بنادے اور اس کا نفع عام کر دے۔ آمین!

وأصلي وأسلم على نبيه وخليله محمد وعلى آله وصحبه وأهل طاعته أجمعين .

وكتبه

عبداللہ ناصر رحمانی

سرپرست: انصار السنۃ پبلی کیشنز، لاہور

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

الحمد لله رب العالمين ، والصلاة والسلام على خير خلقه محمد وعلى آله وصحبه . وبعد .

اللہ ربّ العزت نے اس انسان کو پیدا کر کے مختلف قسم کی رغبتوں اور خواہشوں کو بھی اس کے ساتھ لگا دیا۔

نفع کے حصول کی خواہش، نقصان سے بچنے اور دور رہنے کی خواہش نفس انسانی کا بہت اہم جزء ہے۔ نفع کے اسباب کا اختیار کرنا، نقصان کے اسباب سے بچنا اسی غریزہ کا نتیجہ ہے۔ اس لیے اللہ ربّ العزت نے آدم وحواء کو زمین پر اتارتے وقت ترغیب وترہیب سے مخاطب فرمایا:

﴿قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى ۚ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ﴿١٢٤﴾﴾ (طٰهٰ : ١٢٣ تا ١٢٤)

”اتر جاؤ زمین پر، وہاں تمہیں میری ہدایت آئے گی تو جو ہدایت قبول کر کے اس کی پیروی کرے گا تو وہ گمراہ ہوگا اور نہ بدبخت ہوگا۔ اور جو میری یاد سے منہ موڑے گا تو اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔“

اللہ ربّ العزت کی ایک یہ بھی بڑی رحمت ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو ہر زمانے میں بشارت وندامت کے لیے بھیجا تاکہ لوگوں کو دین الٰہی کی طرف بلائیں، سب سے آخر میں خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشیر ونذیر کے لقب سے نواز کر قیامت تک کے لیے آپ کی لائی ہوئی شریعت کو انھیں دونوں معنوں کے ذریعہ قبول کرنے کی دعوت دی۔

جنت وجہنم، عذاب وثواب حسنات الدنیا والاخرۃ ان سب کا ذکر اسی لیے ہے کہ

مسلمان ان پر ایمان لاکر اللہ کی رضامندی اور جنت کے حصول کے اسباب کو برتیں اور عذاب الٰہی کے اسباب سے دور رہنے کی کوشش کریں۔

قرآن کریم اور سنت نبویہ میں ترغیب و ترہیب کے اسلوب سے مختلف مقامات پر لوگوں کو اصلاح کی دعوت دی گئی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ ایک مزدور جب مزدوری کرتا ہے تو اس لیے کہ اس کے پیچھے اسے روزی ملے گی۔ اگر اس کو یقین ہو کہ محنت اور کاوش سے ایسے کوئی فائدہ نہ ملے گا تو وہ اپنے کو کیوں ہلکان کرے گا۔ اللہ کی رضا اور غضب پھر آخرت میں حساب و کتاب و جنت و جہنم پر ایمان یہ ایمان بالغیب ہے، یہ ایمان جس قدر پختہ ہوگا اسی قدر انسان کے اوپر پہرہ دار بن کر اس کو برائیوں سے دور رکھنے کا سبب بنے گا۔ انسانی پہرہ دار اور پولیس کی اسے ضرورت نہیں۔ اسے یقین ہے کہ اللہ کی آنکھ مجھے دیکھ رہی ہے، اللہ کے فرشتے ہمارے تمام اعمال کو لکھ رہے ہیں۔

اس ایمان ہی نے حضرت ماعز بن مالک اسلمی کو مجبور کر دیا کہ تم خود نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر جرم زنا کا اعتراف کر کے اپنے کو دنیا کے عذاب میں مبتلا کر کے آخرت کے عذاب سے بچ جاؤ، انہیں کسی حسب و رقیب نے نہ دیکھا اور نہ اُس کے گناہ پر کوئی گواہ تھا، لیکن خوف آخرت نے انھیں اس جگہ پہنچا دیا جہاں انہوں نے جان دے دی۔

اسلام میں فضائل اعمال و اقوال کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ اللہ کی مرضی کا متلاشی انسان ان پر عمل کر کے زیادہ سے زیادہ ثواب کما کر اللہ کو خوش کرنا چاہتا ہے اور پھر اللہ کی رحمتوں اور نعمتوں کو حاصل کر کے اپنی دنیا و آخرت کو اچھی بنانا چاہتا ہے۔

اس لیے اعمال کی فضیلت اور ان کے اجر و ثواب کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک عام کرنے کی کوشش کرتے رہنی چاہیے۔

اسلام ایک حقیقت ہے، اس کے تمام اعمال وعقائد مبنی پر حقیقت ہیں اور اس حقیقت کو خیال و خرافات و اوہام سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلامی شریعت کے تمام پہلوؤں کو اللہ ربّ العزت نے قرآن اور سنت صحیحہ کے اندر محصور کر دیا ہے۔ کسی بھی پہلو کو حاصل کرنے کے

لیے ایک مسلمان پر واجب ہے کہ قرآن وسنت میں اسے ڈھونڈھے قرآن کریم اور سنت رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ کیا ہوا ہے۔

اگر کوئی شخص کسی قول وعمل کی فضیلت بیان کرنا چاہتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ قرآن کریم اور سنت صحیحہ میں ڈھونڈھے۔ ترغیب وترہیب کے باب میں لوگوں کو کس قدر جھوٹی احادیث گھڑ کر نبی کریم ﷺ کے ساتھ منسوب کردی ہیں، ان جھوٹوں نے نیک نیتی یا بدنیتی سے سادے مسلمانوں کے جذبات کو متوجہ کرنے کے لیے یہ فعل بد کیا ہے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ بیچارا جاہل مسلمان نبی اکرم ﷺ کے نام ہی پر دھوکا کھا سکتا ہے۔ اور پھر ترغیب وترہیب سے اس کو خاص دلچسپی ہوگی اس لیے اعمال کی فضیلتوں کو گھڑ کر جھوٹوں نے اسلام کے اندر نئی چیز داخل کرنے کی کوشش کی ہے، جو چیز دین کی نہ ہو اسے دین بنانا یا لوگوں کو دین کا حصہ بتانا بہت بڑے جرم کی بات ہے۔ اس لیے نبی کریم ﷺ نے اس سے ڈرایا اور فرمایا ہے:

”مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ .“ [1]

”جو جان کر قصداً جھوٹ چیز کو میری طرف منسوب کرے گا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم کو بنالے۔“

اس لیے ضعیف احادیث کو شریعت میں قبول نہ کیا جائے گا۔ کسی چیز میں فضیلت کا اثبات یا ثواب وعذاب کا اثبات بدشرعی چیز ہے جب اس پر صحیح دلیل نہ ہو۔ اس کا اثبات جائز نہیں جس طرح شریعت کی ثابت شدہ چیز کی نفی وانکار جائز نہیں۔ فضائل اعمال سے متعلق سب سے مشہور کتاب تبلیغی جماعت کی تبلیغی نصاب کی کتاب ہے لیکن اللہ جانتا ہے اس میں کس قدر آزادی سے ضعیف اور موضوع احادیث کو بھر دیا گیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ ایسے قصوں اور کہانیوں کو جمع کر دیا گیا ہے جو صحیح عقیدہ کے خلاف ہیں۔ کرامت کے نام پر انہیں قبول کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے ان کے جامع اور مؤلف کو نیز ان پر یقین رکھنے والوں کو۔

آج سے تقریباً اٹھارہ انیس سال پہلے کی بات ہوگی۔ حائل میں ایک ٹریننگ کورس تھا جس میں مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ بھی شامل تھے۔ میں بھی ان پروگراموں میں شامل رہا۔ وہاں

---

[1] صحیح بخاری، کتاب العلم، رقم: ۱۱۰.

ہم دونوں نے تہیہ بلکہ زبانی معاہدہ کیا تھا کہ دونوں مل کر صحیح فضائل اعمال جمع کریں گے لیکن بات توفیق کی ہے۔ مشغولیات میں ڈوب کر کچھ نہ ہوسکا، وہ تمنا تمنا ہی رہی اور اس کے جمع کرنے کی خواہش کی تجدید بھی ہوتی رہتی، کہ اچانک منظر عام پر ایک کتاب آئی۔ جس کا عنوان ہے صحیح فضائل اعمال، جس کے مؤلف ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی ہیں ترتیب و اضافہ حافظ حامد محمود سلمہ نے کیا ہے۔

یہ کتاب مجھے مکہ میں مقیم بھائی عبد السلام سلمہ اللہ کے ذریعہ ملی، مؤلف فاضل نے بطور ہدیہ مع اپنی دیگر تالیفات کے میرے لیے بھیجی۔ جزاہ اللہ خیرا.

ان تالیفات کو پاکر بڑی خوشی ہوئی خصوصاً صحیح فضائل اعمال کو دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا، مؤلف، مرتب کے لیے دل سے دعائیں، اللہ تعالیٰ انہیں صحت وسلامتی کے ساتھ فراغت بال و حال سے نواز کر مزید دین خالص کی خدمت کی توفیق دے۔ انہوں نے سلفی جماعت کی طرف سے کفارہ ادا کردیا۔ جزاهما الله خيرا.

کتاب میں قرآن وحدیث صحیح کے ذریعہ فضائل اعمال کو جمع کیا گیا ہے، مواد کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف، مرتب، پبلشر سب کو اپنے انعامات سے نوازے، محترم مؤلف سے گزارش ہے کہ صحابہ کرام اور اسلاف کے صحیح قصوں کو بھی ان کی مناسب جگہوں میں پرودیں اس سے کتاب مزید مفید ہوجائے گی۔

اہل خیر وطلاب خیر کے لیے اجر وثواب کا بہت بڑا موقع ہے کہ اس کتاب کو مفت لوگوں میں تقسیم کر کے عام فروخت کے لیے بھی واجبی قیمت رکھی جائے۔ رضائے الٰہی کے مستحق ہوں۔ اللہ کے دین کی خدمت کا یہ بھی ایک بڑا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کتاب کو مفید عام بنائے گا کیونکہ اللہ کی اور سنت رسول ہی کی باتوں کا مجموعہ ہے۔

والسلام

وصی اللہ بن محمد عباس

المدرس بالمسجد الحرام
جامعة أُمّ القرىٰ، مكة المكرمه
١٤٣١/٧/٩ھ

1...... کتاب الاخلاص

اخلاصِ نیت کا ثواب:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝﴾ (الزمر : ٢)

''اے میرے نبی! پس آپ اللہ کی بندگی، اس کے لیے دین کو خالص کر کے کرتے رہیے۔''

عَنْ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((اَلْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ، وَلِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوَى ، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ .)) [1]

''سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اعمال نیت ہی سے صحیح ہوتے ہیں (یا نیت ہی کے مطابق ان کا بدلہ ملتا ہے) اور ہر شخص کو وہی ملے گا جو نیت کرے گا۔ پس جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہجرت کرے اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی خاطر ہوگی، اور جو کوئی دنیا کمانے کے لیے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لیے ہجرت کرے گا، تو اس کی ہجرت ان ہی کاموں کے لیے ہوگی۔''

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أُجِرْتَ

[1] صحیح البخاری، کتاب الایمان، رقم: ٥٤.

عَلَيْهَا ، حَتَّى مَا تجعلُ فِي فَمِ امْرَأَتِكَ .)) ❶

''سیّدنا سعد بن أبي وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ، یقیناً رسول اکرم ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا: بے شک تو جو کچھ خرچ کرے اور اس سے تیری نیت اللہ کی رضا حاصل کرنی ہو تو تجھ کو اس کا ثواب ملے گا۔ یہاں تک کہ اس پر بھی جو تو اپنی بیوی کے منہ میں (لقمہ) ڈالے۔''

اخلاص نیت جہنم کی آگ سے بچاتا ہے:

((عَـنْ عَمْرٍو...... يَعْنِيْ ابنَ دِيْنَارٍ...... قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ: أنَــا مَــنْ شَهِــدَ مُعَاذًا حِيْنَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ يَـقُوْلُ: اكْشِفُوْعَنِّي سَـجفَ الْـقُبَّةِ أُحَـدِّثُكُمْ حَدِيْثاً سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ مَـرَّةً: أُخْبِرُكُمْ بِشَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أُحَدِّثَكُمُوْهُ إِلَّا أَنْ تَتَّكِلُوا ، سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((مَنْ شَهِدَ أَنْ لَّا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصًا مِنْ قَلْبِهِ ، أَوْ يَقِيْنًا مِنْ قَلْبِهِ ، لَمْ يَدْخُلِ النَّارَ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ . " وَقَالَ مَرَّةً: "دَخَلَ الْجَنَّةَ وَلَمْ تَمَسَّهُ النَّارُ . ")) ❷

''عمرو بن دینار سے مروی ہے ، فرماتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت ان کے پاس موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے خیمے کا پردہ ہٹا دو، کیونکہ میں تمہیں وہ حدیث سنانے لگا ہوں جو میں نے رسول کریم ﷺ سے سنی ہے۔ مجھے صرف اس بات نے روکے رکھا کہ کہیں تم اس پر بھروسہ نہ کر لو۔ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے بھی صدق دل اور یقین قلب کے ساتھ یہ گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں تو اس کو

❶ صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم: ٥٦. ❷ مسند احمد: ٢٣٦/٥۔ مسند حمیدی ، رقم: ٣٦٩۔ ابن حبان نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔ صحیح ابن حبان، رقم: ٢٠٠.

جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی، اور وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

اخلاصِ نیت کے متعلق اقوالِ سلف:

1۔ امام سعید بن المسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ جب جمعہ کے دن ممبر پر تشریف فرما ہوئے تو بلال رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ نے مجھے اپنا غلام بنانے کے لیے آزاد کیا تھا، یا رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر؟ تو آپ نے فرمایا: اللہ کی رضا کی خاطر۔ تو بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: پھر مجھے غزوہ میں جانے کی اجازت دے دیں۔ چنانچہ انہوں نے اجازت دے دی۔ پس وہ ملک شام کو روانہ ہوگئے اور وہیں آپ کی وفات ہوئی۔ ❶

2۔ امام أبو حازم رحمہ اللہ فرمایا کرتے کہ تم جس طرح اپنی برائیوں کو چھپاتے ہو اسی طرح اپنی نیکیوں کو بھی چھپا کر رکھا کرو۔ ❷

3۔ امام ربیع بن خثیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو کام رضائے الٰہی کی خاطر نہ کیا جائے، بلکہ ریا کاری کی خاطر کیا جائے تو وہ ناپید ہو جاتا ہے۔ ❸

4۔ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو علم خلوص نیت کے ساتھ حاصل کیا جائے، اس سے افضل اور اعلیٰ عمل کوئی نہیں ہے۔ ❹

5۔ امام معمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انسان غیر اللہ کی خاطر علم حاصل کرنا چاہے تو علم انکار کر دیتا ہے، اور علم تب حاصل ہوتا ہے جب رضائے الٰہی کی خاطر حاصل کیا جائے۔ ❺

6۔ امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کتنے ہی اعمال بہت چھوٹے ہوتے ہیں لیکن (اخلاص) نیت ان کو بڑا کر دیتا ہے، اور کتنے ہی اعمال بڑے ہوتے ہیں لیکن نیت (میں عدم اخلاص) ان کو حقیر بنا دیتا ہے۔ ❻

---

❶ سیر اعلامالنبلاء: ۱/ ۳۵۷.
❷ سیر اعلام النبلاء: ٦/ ۱۰۰.
❸ سیر أعلام النبلاء: ٤/ ٢٥٩.
❹ سیر أعلام النبلاء: ٧/ ٢٤٤.
❺ سیر أعلام النبلاء: ٧/ ١٧.
❻ سیر أعلام النبلاء: ٨/ ٤٠٠.

2......کتاب الایمان

ایمان اور تقویٰ کی فضیلت

تحویل قبلہ کے بعد بعض مسلمانوں نے اپنی نہایت خوشی کا اظہار کیا، تو اس بارے میں اُن کا تشدد اس حد تک پہنچ گیا کہ کعبہ کا قبلہ بننا اُن کی نظر میں دین کی سب سے بڑی غرض و غایت ٹھہر گیا، تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ ''نیکی یہ نہیں کہ آدمی مشرق یا مغرب کی طرف اپنا رُخ پھیر لے، بلکہ نیک وہ ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے (جو ہر صفت کمال کے ساتھ متصف اور ہر نقص سے پاک ہے) اور یومِ آخرت اور اس کی ان تمام تفصیلات پر ایمان لائے جن کی خبر اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ نے دی ہے، اور فرشتوں پر ان تمام تفصیلات کے ساتھ ایمان لائے، جن کی خبر اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ نے دی ہے، اور تمام کتابوں پر ایمان لائے، جنہیں اللہ نے اپنے رسولوں پر نازل کیا اور خاص طور پر اللہ کی عظیم ترین کتاب قرآن کریم پر اور تمام انبیائے کرام پر اور خاص طور پر خاتم النّبیین محمد ﷺ پر۔ اسی طرح نیک وہ ہے جو اپنا عمدہ مال رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور مانگنے والوں پر اور غلاموں کو آزاد کرنے پر خرچ کرے، اور جس نے نماز قائم کی اور زکوۃ ادا کی، اللہ تعالیٰ اور بندوں سے کئے ہوئے وعدوں کو پورا کیا، اور جس نے تکلیف ومصیبت کے وقت، اور دشمنان اسلام سے جہاد کرتے ہوئے صبر واستقامت سے کام لیا۔

فرمایا کہ یہی لوگ اپنے ایمان میں صادق ہیں، اس لیے کہ ان کے اقوال وافعال نے ان کے ایمان قلبی کی تصدیق کر دی، اور انہوں نے ثابت کر دیا کہ خوف و دہشت اور

حالات زمانہ انہیں نہیں بدل سکتے۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو کوئی ایمان کے بعد مذکورہ بالا اوصاف سے متصف نہیں ہوتا، وہ اپنے دعوئے ایمان میں صادق نہیں ہوتا۔

اور یہی لوگ حقیقی معنوں میں متقی ہیں، کیونکہ انہوں نے محرمات وممنوعات کو چھوڑ دیا، اور نیک کاموں کو اپنا شیوہ بنالیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝﴾

(البقرہ: ۱۷۷)

”حقیقی معنوں میں نیکی یہ نہیں ہے کہ تم اپنے چہرے مشرق ومغرب کی طرف پھیرلو، بلکہ نیکی تو یہ ہے کہ آدمی ایمان لائے اللہ پر، یوم آخرت پر، فرشتوں پر، کتاب پر، اور تمام انبیاء پر، اور مال خرچ کرے اس کی محبت کی خاطر، رشتہ داروں پر، یتیموں پر، مسکینوں پر، مسافروں پر، مانگنے والوں پر، اور غلاموں کو آزاد کرنے پر، اور نماز قائم کرے، اور زکوٰۃ دے، اور جب کوئی عہد کرے تو اسے پورا کرے، اور دُکھ اور مصیبت میں اور میدانِ کارزار میں صبر سے کام لے۔ یہی لوگ (اپنے قول وعمل میں) سچے ہیں اور یہی لوگ اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔“

جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کے عذاب وعقاب سے ڈرتے ہوئے اس کے اوامر کی پابندی کرے گا، نواہی سے بچے گا، اور اس کے حدود کا پاس ولحاظ رکھے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے شدائد سے نکلنے کے لیے راستے بنادے گا، اور اس کے

لیے ایسی جگہ سے روزی کا سامان کر دے گا جو اس کے شان و گمان میں بھی نہیں تھا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ﴾ (الطلاق : ۲۔۳)

''جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کے لیے راستہ پیدا کر دیتا ہے، اور اسے ایسی جگہ سے روزی پہنچاتا ہے جہاں کا اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔''

اللہ تعالیٰ عظیم و برتر نے سیّدنا نوح علیہ السلام کو ان کی قوم پر رحم فرماتے ہوئے رسول بنا کر مبعوث کیا، اور انہیں حکم فرمایا کہ وہ اپنی قوم کو توحید کی دعوت دیں، شرک سے ڈرائیں، اور انہیں بتائیں کہ اگر وہ شرک سے باز نہ آئے تو اللہ جبار و قہار کا دردناک عذاب انہیں اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔

چنانچہ سیّدنا نوح علیہ السلام نے اپنے رب کے حکم کی فوراً تعمیل کی، اور اپنی قوم سے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں کفر و شرک سے پوری صراحت و وضاحت کے ساتھ ڈرانے والا بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ میری دعوت یہ ہے کہ تم سب صرف معبودِ برحق کی عبادت کرو، اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور ہر حال میں اس کا تقویٰ اختیار کرو، اور میرے اوامر و نواہی میں میری اطاعت اور فرمانبرداری کرو، کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں اس کے حکم کے مطابق تمہیں کسی کام کا حکم دیتا ہوں، اور اسی کے حکم سے کسی کام سے روکتا ہوں۔

اگر تم میری اس دعوت کو قبول کرو گے، تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا، اور تمہیں تمہاری مقررہ عمر تک زندہ رہنے دے گا یعنی عذاب دینے میں جلدی نہیں کرے گا۔ تو اسے ٹالا نہیں جائے گا۔ کاش! کہ تم ان باتوں کو سمجھتے تو ضرور اللہ کی طرف رجوع کرتے، اپنے گناہوں سے توبہ کرتے اور اس سے مغفرت طلب کرتے:

﴿قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ

وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۳﴾ یَغْفِرْ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ وَیُؤَخِّرْکُمْ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا یُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴﴾﴾ (نوح: ۲-۴)

''انہوں نے کہا: اے میری قوم! میں تمہارے لئے پوری صراحت کے ساتھ ڈرانے والا آیا ہوں کہ تم سب اللہ کی عبادت کرو، اور اس سے ڈرتے رہو، اور میری اطاعت کرو۔ وہ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا، اور تمہیں ایک وقت مقرر تک مہلت دے گا، بے شک اللہ کا وقت مقرر جب آ جائے گا تو اسے ٹالا نہیں جا سکتا، کاش! کہ تم یہ بات سمجھ جاتے۔''

انسان سب کے سب آدم وحوا کی اولاد ہیں۔ لہٰذا نسب کے اعتبار سے سب برابر ہیں۔ اب ان میں جو جتنا زیادہ متقی ہوگا، اللہ اور اس کے رسول کا مطیع وفرماں بردار ہوگا، اتنا ہی اس کا مقام اللہ کے نزدیک بلند ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰی وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ﴾

(الحجرات: ۱۳)

''اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے، اور اس لیے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو، تمہارے کنبے اور قبیلے بنا دیے ہیں، اللہ کے نزدیک تم سب میں سے باعزت وہ ہے، جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون شخص سب سے زیادہ باعزت ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

((أَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ .)) [1]

''اللہ کے نزدیک لوگوں میں سب سے باعزت وہ ہے جو اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔''

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ٤٦٨٩.

امام مسلم رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلٰى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ إِلٰى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ.)) ❶

''یقیناً اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مال کو نہیں دیکھتا، بلکہ وہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔''

ذیل کی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی کامیابی کے لیے کوشش کرنے کا درس دیا ہے کہ اے بندو! دنیا کی زندگی لہو ولعب سے زیادہ کچھ بھی نہیں، اس لیے اس کی لذتوں کے اسیر نہ بنو، اور اپنی آخرت کو کامیاب بنانے کی کوشش میں لگے رہو، اس لیے کہ اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے اور وہ صرف پرہیزگار لوگوں کے لیے ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٣٢﴾﴾ (الانعام: ٣٢)

''اور دنیاوی زندگانی تو سوائے لہو ولعب کے کچھ بھی نہیں، اور آخرت کا گھر متقیوں کے لیے بہتر ہے، کیا تم سوچتے نہیں ہو؟''

ہر وقت ہر حال میں بندہ اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم رکھے، اس کا تقویٰ اختیار کرے، اس کے عقاب سے ڈرتا رہے، اور اس کی عظمت وجلال کا اعتراف اس کے دل و دماغ پر مسلط رہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٠٢﴾﴾ (آل عمران: ١٠٢)

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اتنا ہی ڈرو، جیسا اس سے ڈرنا چاہیے اور تم مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔''

---

❶ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ٦٥٤٣.

''سورۃ التغابن'' میں ارشاد فرمایا کہ لوگو! جتنی طاقت رکھتے ہو اتنا اللہ سے ڈرتے رہو، اور اللہ کے اوامر کو خوب اچھی طرح سمجھو اور اُن پر عمل پیرا ہو جاؤ۔ اور اللہ مالک الملک نے تمہیں جو مال و دولت دیا ہے، اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو، اس میں تمہارے لیے بھلائی ہے۔ اور جان لو کہ آخرت میں فلاح ونجات پانے والے صرف وہ لوگ ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ مال و دولت کے لالچ، اس کی عبادت اور بخل کی بیماری سے بچالے، جس کے نتیجے میں وہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا مال اس کی راہ میں خرچ کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٦﴾ ﴾

(التغابن : ١٦)

''تم سے جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو، اور سنتے رہو، اور مانتے چلے جاؤ، اور اللہ کی راہ میں خیرات کرتے رہو جو تمہارے لیے بہتر ہے، اور جو شخص اپنے نفس کے بخل سے محفوظ رکھا جائے وہی کامیاب ہے۔''

ذیل کی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو دو باتوں کی نصیحت کی ہے:

پہلی بات یہ کہ وہ اس کا تقویٰ اختیار کریں یعنی اس کے عقاب سے ڈریں، فرائض کو ادا کریں اور نواہی، محرمات سے اجتناب کریں۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ ہر حال میں حق اور سچی بات کہیں۔

اور اس پر مستزاد اِن دونوں کارہائے خیر و بھلائی کا ثمرہ یہ بتایا کہ اللہ غفور رحیم ان کے نیک اعمال قبول کرے گا، اور ان کے گناہ بخش دے گا، کیونکہ نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ اور آخر میں انہیں خوش خبری دی کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا، اوامر کو بجالائے گا، اور نواہی سے اجتناب کرے گا، تو وہ بہت بڑی کامیابی حاصل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿٧٠﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ

اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۱﴾ (الاحزاب : ۷۰،۷۱)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، درست بات کہا کرو۔ وہ تمہارے کاموں کی اصلاح کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا، اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا، وہ یقیناً بڑی کامیابی سے سرفراز ہوگا۔''

تقویٰ اختیار کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں انسان کی ہیبت وعزت بٹھا دیتا ہے، اور کوئی شخص اس کے اہل وعیال، مال و دولت اور عزت و ناموس پر دست درازی کرنے کی جرأت نہیں کرتا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾ ﴾

(الانفال : ۲۹)

''اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو وہ تمہیں نورِ بصیرت عطا کرے گا اور تم سے تمہارے گناہ مٹا دے گا، اور تم کو بخش دے گا، اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔''

اور ''سورۃ الحشر'' میں مؤمنوں کو اللہ تعالیٰ نے نصیحت کی ہے کہ وہ ظاہر اور پوشیدہ ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہیں، ہر لمحہ اپنی آخرت کی سدھار کی کوشش میں لگے رہیں، اور ہر دم یہ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال دیکھ رہا ہے، اور انہیں ریکارڈ میں لا رہا ہے، کوئی چیز بھی اس کے علم سے پوشیدہ اور مخفی نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ ﴾ (الحشر : ۱۸)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو، اور ہر شخص دیکھ بھال لے کہ اس نے کل (روزِ قیامت) کے واسطے کیا تیاری کی ہے۔ اور (ہر وقت) اللہ سے

ڈرتے رہو۔ اللہ تمہارے سب اعمال سے پوری طرح باخبر ہے۔''

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَاتُّقَى ، وَالْعَفَافَ وَالْغِنَى)) ❶

''اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، پرہیز گاری (تقوی)، پاک دامنی اور (لوگوں سے) بے نیازی کا سوال کرتا ہوں۔''

انسان کی ہمیشہ تقویٰ و پرہیز گاری والا عمل اختیار کرنا چاہیے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ ، ثُمَّ رَاٰى اَتْقَى لِلّٰهِ مِنْهَا فَلْيَاْتِ التَّقْوَى)) ❷

''جو شخص کسی بات پر قسم کھالے، پھر اس سے زیادہ پرہیز گاری والا عمل دیکھے تو اسے اختیار کرے۔''

تقویٰ انسان کو جنت میں لے جاتا ہے، چنانچہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کس عمل کی وجہ سے لوگ زیادہ تر جنت میں داخل ہوں گے، تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((قَالَ: تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلْقِ۔ وَسُئِلَ عَنْ اَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ ، فَقَالَ: اَلْفَمُ وَالْفَرْجُ .)) ❸

''تقویٰ اور اچھا اخلاق''۔ پھر آپ سے سوال کیا گیا: ''کون سا عمل سب سے زیادہ لوگوں کے جہنم کی آگ میں جانے کا باعث بنے گا؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''منہ اور شرم گاہ (کا غلط و ناجائز استعمال)۔''

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، رقم: ٦٩٠٤.

❷ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب ندب من حلف يمينا فرأي غيرها خيرا منها، رقم: ٤٢٧٥.

❸ سنن الترمذى كتاب البر والصلة ، باب ما جآء فى حسن الخلق ، رقم: ٢٠٠٤ ۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن الاسناد'' قرار دیا ہے۔

تقویٰ اختیار کرنے سے دنیا و آخرت میں آسانیوں اور برکتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا ۝٤﴾ (الطلاق : ٤)

''اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کے لیے اس کے کام میں آسانی پیدا کر دیتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے ہلاک کی جانے والی قوموں کی قلت ایمان کا حال بیان کیا کہ وہ لوگ ایمان و تقویٰ سے عاری تھے، اگر وہ اپنے زمانے کے انبیاء پر ایمان لائے ہوتے اور محرمات سے اجتناب اور اعمال صالحہ کا التزام کیا ہوتا تو اللہ عزوجل اسمان اور زمین سے اپنی برکتوں کے دروازے ان کے لیے کھول دیتا، لیکن انہوں نے رسولوں کی تکذیب کی تو اللہ نے ان کے کفر وشرک کی وجہ سے انہیں پکڑ لیا۔ فرمایا:

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝٩٦﴾

(الاعراف : ٩٦)

''اور اگر یہ بستیوں والے ایمان لاتے اور اللہ کی نافرمانی سے بچتے، تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکات (کے دروازے) کھول دیتے، لیکن انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا، تو ہم نے ان کے کئے کی وجہ سے انہیں پکڑ لیا۔''

''حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ مومن نیکیاں کرتا رہتا ہے اور اللہ سے خائف رہتا ہے۔ اور فاجر انسان گناہ کرتا رہتا ہے اور پھر بھی اپنے آپ کو مامون سمجھتا ہے۔'' (تیسیر الرحمن : ١/٣٨٢)

اللہ تعالیٰ صرف متقی لوگوں ہی کی نیکی کو قبول فرماتا ہے۔ چنانچہ آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے جس کی قربانی کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا، اس ہی کے قول کو اللہ تعالیٰ نے بایں الفاظ ذکر فرمایا ہے:

﴿اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴾ (المائدہ : ۲۷)

''اللہ صرف صاحب تقویٰ لوگوں کے نذرانے قبول کرتا ہے۔''

تقویٰ بہترین زادِراہ ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۫ وَ اتَّقُوْنِ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ ﴾

(البقرہ : ۱۹۷)

''اور زادِراہ (سفر کا خرچ) لے لیا کرو، بے شک سب سے اچھا زادِراہ سوال سے بچنا ہے، اور اے عقل والو، مجھ سے ڈرتے رہو۔''

بہترین لباس ایمان وتقویٰ ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴾

(الاعراف : ۲۶)

''اے آدم کے بیٹو! ہم نے تمہارے لیے لباس اتارا ہے جو تمہاری شرمگاہوں کو پردہ کرتا ہے، اور وسیلۂ زینت بھی ہے، اور پرہیزگاری کا لباس ہی بہترین ہے۔ یہ لباس اللہ کی نشانیوں میں سے ہے، تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔''

کسی بھی بندے کے لیے مال و دولت اور صحت وقوت میں صرف اسی حالت میں بھلائی اور خیر ہے، جب کہ وہ دولت تقویٰ سے بہرہ ور ہو، یعنی ایمان وعمل صالح کی زندگی اختیار کرے۔ احمد، ابن ماجہ اور حاکم نے عبداللہ بن حبیب کے حوالے سے ان کے چچا (یسار بن عبداللہ المزنی رضی اللہ عنہ) سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: ''ہم ایک مجلس میں تھے، تو نبی کریم ﷺ تشریف لائے، اور آپ کے سر (مبارک) پر پانی (کے استعمال) کا اثر باقی تھا۔ ہم میں سے کسی نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا: آج ہم آپ کو خوش طبع دیکھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، الحمد للہ! پھر لوگ آسودگی کے تذکرہ میں لگ گئے، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((لَا بَأْسَ بِالْغِنَى لِمَنِ اتَّقَى ، وَالصِّحَّةُ لِمَنِ اتَّقَى خَيْرٌ مِنَ الْغِنَى ، وَطِيبُ النَّفْسِ مِنَ الْغِنَى)) ❶

''متقی کے لیے تونگری میں کچھ مضائقہ نہیں، اور متقی شخص کے لیے صحت آسودگی سے بہتر ہے اور خوش طبعی تونگری میں سے ہے۔''

ایمان اور تقویٰ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی دوستی مل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿بَلَىٰ مَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ وَاتَّقَىٰ فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝٧٦﴾

(آل عمران : ٧٦)

''ہاں (ضرور گناہ ہوگا) جو شخص اپنا عہد پورا کرے گا، اور اللہ سے ڈرے گا، تو اللہ متقیوں سے محبت رکھتا ہے۔''

تقویٰ سے آدمی رسول کریم ﷺ کے دوست بننے کے عظیم المرتبت اعزاز سے سرفراز ہو جاتا ہے۔ چنانچہ سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا! جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں یمن کی طرف بھیجا، تو آپ وصیت کرتے ہوئے ان کے ساتھ نکلے اور (دورانِ وصیت) آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَهْلَ بَيْتِي هٰؤُلَاءِ يَرَوْنَ أَنَّهُمْ أَوْلَى النَّاسِ بِي ، وَإِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِي الْمُتَّقُونَ ، مَنْ كَانُوا ، وَحَيْثُ كَانُوا)) ❷

''بلاشبہ میرے یہ اہل بیت سمجھتے ہیں، کہ وہ میرے ساتھ تمام لوگوں سے زیادہ تعلق رکھنے والے ہیں، اور درحقیقت متقی لوگ مجھ سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والے ہیں، وہ کوئی بھی ہوں، اور جہاں بھی ہوں۔''

---

❶ مسند احمد، رقم: ٢٣١٥٨۔ سنن ابن ماجه، ابواب التجارات، رقم: ٢١٥٧۔ مستدرك حاكم: ٣/٢۔ حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے، اور حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے۔ بوصیری نے بھی اس کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔ سلسلة الصحيحة: ١/١٢٥۔ ١٢٦.

❷ الاحسان فى ترتيب صحيح ابن حبان: ٢/٤١٤، ٤١٠، رقم: ٦٤٧۔ مسند احمد: ٣٧٦/٣٦، رقم: ٥٢۔٢٢۔ شیخ شعیب نے اس حدیث کی اسناد کو ''قوی'' قرار دیا ہے۔

امام ابن حبان نے اس حدیث پر بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے:

((ذِكْرُ الْخَبَرِ الدَّالِ عَلَى اَنَّ اَوْلِيَاءَ الْمُصْطَفٰى ﷺ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ دُوْنَ اَقْرِبَائِهِ اِذَا كَانُوا فَجَرَةً))

''اس بات پر دلالت کرنے والی حدیث کا ذکر، کہ بلاشبہ مصطفیٰ ﷺ کے دوست ان کے اقارب کے بجائے متقی لوگ ہیں، جب کہ وہ اقارب فاجر ہوں۔''

تقویٰ اختیار کرنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَ اتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٧٦﴾﴾

(آل عمران: ۷۶)

''ہاں جو شخص اپنا عہد پورا کرے گا، اور اللہ سے ڈرے گا، تو اللہ متقیوں سے محبت رکھتا ہے۔''

تقویٰ کا ایک ثمرہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿١٩٤﴾﴾ (البقرہ: ۱۹۴)

''اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کفار کے شر و فساد سے بچنے کا یہ طریقہ بتایا کہ مسلمانوں کو اللہ کی طرف سے آزمائشوں پر صبر کی عادت ڈالنی چاہیے۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو کافروں کا مکر و فریب انہیں نقصان نہیں پہنچائے گا، اس لیے کہ جو اللہ پر توکل کرے گا، آزمائشوں پر صبر کرے گا اور صرف اسی سے مدد مانگے گا، وہ یقیناً اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گا۔ اللہ اسے کبھی بھی ضائع نہیں کرے گا، اور دشمن کے مقابلہ میں اسے فتح و نصرت عطا کرے گا، اور جو غیروں سے مدد چاہے گا، اللہ اسے اس کے نفس کے حوالے کر دے گا، اور اپنی نصرت سے اسے محروم کر دے گا:

﴿وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا

يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿١٢٠﴾ (آل عمران : ١٢٠)

''اور اگر تم صبر کرو گے اور اللہ سے ڈرتے رہو گے، تو ان کا مکر وفریب تمہیں کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکے گا، بے شک اللہ ان کے کرتوتوں کو اچھی طرح جانتا ہے۔''

کاش مسلمان آج بھی یہ نسخہ استعمال کر کے دیکھتے اور اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کے سامنے جبہ سائی نہ کرتے۔ بڑی طاقتوں کو اپنا معبود نہ بناتے، اللہ کے بجائے ان سے مدد نہ مانگتے، تو اللہ کا وعدہ ہمیشہ کے لیے ایک ہی ہے۔ فتح وکامیابی ان کا قدم چومتی، عزت و سیادت ان کا سرتاج ہوتی اور دوسری قومیں ان کے سامنے گھٹنا ٹیک دیتیں۔ کیا کوئی ہے جو اس آواز پر کان دھرے۔ (تیسرالرحمن، ص : ٢٠٤)

توحید کا ثواب:

کلمۂ توحید کا اقرار دین اسلام کا بنیادی اور اہم رکن ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر روانہ کیا تو فرمایا:

((أُدْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذٰلِكَ ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذٰلِكَ ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ ، تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ .)) [1]

''لوگوں کو (اوّلاً) ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللّٰہ'' کی طرف دعوت دینا، اگر وہ اسے مان لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دن اور رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں، اگر وہ اسے مان لیں تو پھر انہیں بتانا

[1] صحیح بخاری ، کتاب الزکاۃ، رقم : ١٣٩٥.

کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مالوں پر زکوٰۃ فرض کی ہے، جو ان کے مال داروں سے وصول کی جائے گی اور ان کے فقراء کو دی جائے گی۔''

غیر مسلم کلمۂ توحید کا اقرار کرلے تو اس کی جان اور مال محفوظ ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ رسول ہاشمی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشادِ گرامی ہے:

((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، فَمَنْ قَالَ لَا إِلٰـهَ إِلَّا الـلّٰـهُ عَصَمَ مِنِّی مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ إِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَی اللّٰهِ .)) ❶

''مجھے حکم ہوا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک قتال کرتا رہوں جب تک وہ کلمہ توحید ''لا الـہ الا الـلّٰہ'' کا اقرار نہ کرلیں۔ جس شخص نے کلمہ توحید کا اقرار کرلیا، اس نے مجھ سے اپنا مال اور جان بچالیا، مگر اس کے حق کے ساتھ، اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔''

کلمۂ توحید پر ایمان گناہوں کے کفارہ کا باعث بنے گا۔ چنانچہ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((يَـا ابْـنَ آدَمَ إِنَّكَ مَـا دَعَـوْتَنِی وَرَجَوْتَنِی غَفَرْتُ لَكَ عَلٰی مَا كَـانَ فِيْكَ وَلَا أُبَالِی ، يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِی غَفَرْتُ لَكَ وَلَا أُبَالِی ، يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِی بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِی لَا تُشْرِكُ بِی شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً .)) ❷

''اے ابن آدم! تو جب تک مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے بخشش کی اُمید رکھے

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: ١٢٥.

❷ سنن ترمذی، كتاب الدعوات، رقم: ٣٥٤٠۔ سلسلة الصحيحة ، رقم: ١٢٧، ١٢٨۔ الروض النضير، رقم: ٤٣٢.

گا، میں تجھ سے سرزد ہونے والا ہر گناہ بخشتا رہوں گا۔ اے ابن آدم! مجھے کوئی پرواہ نہیں اگر تمہارے گناہ آسمان کے کنارے تک پہنچ جائیں اور تو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں گا۔ اے ابن آدم! مجھے کوئی پرواہ نہیں اگر تو روئے زمین کے برابر گناہ لے آئے اور مجھے اس حال میں ملے کہ کسی کو میرے ساتھ شریک نہ کیا ہو، تو میں روئے زمین کے برابر ہی تجھے مغفرت عطا کروں گا یعنی سارے گناہ معاف کر دوں گا۔''

خلوص دل سے کلمہ توحید کا اقرار کرنے والا رسول اکرم، شافع محشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کا مستحق قرار پاتا ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! قیامت کے دن آپ کی شفاعت سے سب سے زیادہ سعادت کسے حاصل ہو گی؟ تو رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! مجھے یقین تھا کہ تم سے پہلے کوئی اس بارے میں مجھ سے دریافت نہیں کرے گا۔ کیونکہ میں نے حدیث کے متعلق تمہاری حرص دیکھ لی تھی۔ (سنو!)

((أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ .)) ❶

''میری شفاعت سے قیامت کے دن سب سے زیادہ فیض یاب وہ شخص ہوگا، جو سچے دل سے ''لا إله إلا الله'' کہے گا۔''

خالص اللہ تعالیٰ کی رضا مندی مقصود ہو تو کلمۂ توحید کا اقرار کرنے والے پر جہنم حرام ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَنْ يُوَافِيَ عَبْدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ النَّارَ .)) ❷

---

❶ صحيح بخاری، كتاب العلم، باب الحرص على الحديث، رقم: ٩٩ـ مسند أحمد: ٢/٢٧٣.

❷ صحيح بخاری، كتاب الرقاق، رقم: ٦٤٢٣.

''کوئی بندہ جب روزِ قیامت اس حالت میں پیش ہوگا کہ اس نے کلمہ ''لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کا اقرار کیا ہوگا، اوراس سے مقصود اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا ہوگی تو اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ کو اس پر حرام کردے گا۔''

خلوص دل سے کلمہ توحید کی گواہی دینے والا جنت میں جائے گا۔جیسا کہ سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، یقیناً نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ شَهِدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصًا مِّنْ قَلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) ❶

''جس شخص نے ''لَا إِلٰـهَ إِلَّا الـلّٰهُ '' (کلمۂ توحید) کی گواہی دل کو خالص کرتے ہوئے دی، وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

بلکہ عقیدۂ توحید کا اقرار عرش الٰہی سے قربت کا ذریعہ ہے۔ فقیہ الامہ، سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا قَالَ عَبْدٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَطُّ مُخْلِصًا، إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَآءِ حَتَّى تُفْضِيَ إِلَى الْعَرْشِ، مَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ .)) ❷

''جو بندہ سچے دل سے ''لَا إِلٰـهَ إِلَّا الـلّٰهُ '' کہتا ہے، تو اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ عرش تک پہنچ جاتا ہے، بشرطیکہ کبائر سے اجتناب کرتا رہے۔''

عقیدۂ توحید پر زندگی گزارنے والا شخص جب دنیا سے رُخصت ہونے لگتا ہے تو اس وقت اسے یہ خوش خبری ملتی ہے کہ:

﴿يَٰٓأَيَّتُهَا ٱلنَّفْسُ ٱلْمُطْمَئِنَّةُ ۝٢٧ ٱرْجِعِىٓ إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝٢٨ فَٱدْخُلِى فِى عِبَٰدِى ۝٢٩ وَٱدْخُلِى جَنَّتِى ۝٣٠﴾ (الفجر: ۲۷ تا ۳۰)

---

❶ صحیح ابن حبان: ۱/ ۲۸۰، رقم: ۲۰۰۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۲۳۵۵.

❷ سنن ترمذی، کتاب الدعوات، رقم: ۳۵۹۰۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔المشکاة، رقم: ۲۳۱۴۔ التعليق الرغيب: ۲/ ۲۳۸.

''اے اطمینان پانے والی روح! اپنے رب کی طرف لوٹ چل (اس حالت میں کہ) تو اُس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔ تو میرے (ممتاز) بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔''

اور رسول ہاشمی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ .)) [1]

''جو شخص اس حال میں فوت ہوا کہ وہ اس بات کا علم رکھتا تھا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں ہے تو وہ آدمی جنت میں داخل ہوگا۔''

سیّدنا نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا تو اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((أَوْصِيْكَ بِقَوْلِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَإِنَّهَا لَوْ وُضِعَتْ فِيْ كِفَّةِ الْمِيْزَانِ وَوُضِعَتَ السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ فِيْ كِفَّةٍ لَرَجَحَتْ بِهِنَّ)) [2]

''میں تجھے ''لا الہ الا اللہ'' پر سختی سے کار بند رہنے کی وصیت کرتا ہوں، کیونکہ اگر ساتوں آسمان اور زمینیں ترازو کے ایک پلڑے میں رکھی جائیں، اور ''لا الہ الا اللہ'' دوسرے پلڑے میں، تو یہ وزنی ثابت ہوگا۔''

شرک کے نقصانات:

وقتِ فرصت ہے کہاں! کام ابھی باقی ہے
نُورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

مشرک کی تمام بھلائیاں برباد اور تمام اعمال غارت ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کی مقدس جماعت سیّدنا ابراہیم، اسحاق، یعقوب، نوح، داؤد،

[1] صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: ٤٣ ـ مسند أحمد: ٦٥/١، ٦٩.

[2] الادب المفرد، رقم: ٥٤٨ ـ مسند البزار، رقم: ٣٠٢٩ ـ كتاب الزهد لأحمد، رقم: ٢٨٢ ـ سلسلة الصحيحة، رقم: ١٣٤.

سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ، ہارون، زکریا، یحییٰ، اسماعیل، یسع، یونس اور لوط علیہم السلام کا ذکر خیر کرنے کے بعد فرمایا:

﴿وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝﴾ (الانعام: ۸۸)

''اور اگر وہ لوگ شرک کرتے تو اُن کے اعمال ضائع ہو جاتے۔''

حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ آپ کو اور آپ سے پہلے تمام انبیاء کو بذریعہ وحی یہ بات بتا دی گئی تھی کہ اگر آپ نے شرک کیا تو آپ کے سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ اور ان لوگوں میں سے ہو جائیں گے جو قیامت کے دن حقیقی گھاٹا کھانے والے ہوں گے:

﴿وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝﴾ (الزمر: ٦٥)

''اور آپ کو اور ان رسولوں کو جو آپ سے پہلے گزر چکے ہیں وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر آپ نے اللہ کا کسی کو شریک بنایا تو آپ کا عمل ضائع ہو جائے گا، اور آپ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔''

کیونکہ مشرک پر جنت حرام کر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝﴾ (المائدہ: ۷۲)

''بے شک جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہرائے گا، تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے، اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہو گا۔''

مشرک کی بخشش نہیں ہوگی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ﴾

(النساء: ٤٨)

''بے شک اللہ اس بات کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنایا

جائے ، اور اُس کے علاوہ گناہوں کو جس کے لیے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔''

مشرک آدمی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں پڑا رہے گا۔ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا الْمُوجِبَتَانِ؟ فَقَالَ: "مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ ، وَمَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا ، دَخَلَ النَّارَ")) [1]

''ایک دیہاتی صحابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا: یا رسول اللہ ! دو واجب کرنے والی چیزیں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص اس حال میں مرے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا، وہ جنت میں جائے گا۔ اور جس کو اس حال میں موت آئی کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہراتا تھا، تو وہ جہنم میں جائے گا۔''

مشرک آدمی کو اللہ تعالیٰ اکیلے چھوڑ دیتا ہے، مشرک کو اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل نہیں ہوتی۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيْهِ مَعِي غَيْرِي ، تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ .)) [2]

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں دوسرے شریکوں کے مقابلے میں، شرک سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں۔ جو کوئی ایسا عمل کرے، جس میں وہ میرے ساتھ میرے علاوہ کسی اور کو بھی شریک ٹھہرائے تو میں اس کو اس کے شرک سمیت چھوڑ دیتا ہوں۔''

مشرک کے لیے سفارش نہ ہوگی۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے شفاعت کبریٰ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الدلیل علي أن من مات لا یشرك بالله شیئا دخل الجنة، رقم: ۲٦٨ .

[2] صحیح بخاری، کتاب العلم، رقم: ۹۹ .

((اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَنْ قَالَ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهٖ)) [1]

''روزِ قیامت میری سفارش سے بہرہ مند وہ شخص ہوگا، جس نے خالصتاً تہ دل سے ''لا الہ الا اللہ'' کہا ہوگا۔''

اللہ سے خوف اور امید (بیک وقت) رکھنے کا ثواب:

ایمان......خوف اور اُمید کے درمیان ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب وعقاب سے ڈرا جائے، اور اس کی جنت کا طمع رکھا جائے۔ مؤمن کتنے ہی نیک اعمال کرتا ہو، لیکن ہر وقت ڈر لگا رہتا ہے کہ شاید میری نیکیاں بارگاہِ الٰہی میں قبول نہ ہوئی ہوں اور شاید میرا خاتمہ بُرا ہو جائے۔

ابوعثمان نے کہا کہ گناہ کرتے جانا اور پھر نجات کی اُمید رکھنا بدبختی کی نشانی ہے۔

علماء نے کہا ہے کہ حالت صحت میں اپنے دل پر خوف غالب رکھے اور مرتے وقت اس کے رحم وکرم کی اُمید زیادہ رکھے۔

امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح ''کتاب الرقاق'' میں باب قائم کرتے ہیں ''باب الرجاء مع الخوف......'' ''اللہ کے خوف کے ساتھ (رحمت کی) اُمید رکھنے کا باب۔''

بہرکیف اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کی صفت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۡ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۱۶﴾ (السجدہ: ۱۶)

''ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں یعنی تہجد پڑھتے ہیں اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کے عذاب سے ڈرنے سے اور اس کی جنت کی اُمید میں پکارتے ہیں۔''

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الزهد، باب تحريم الرياء، رقم: ۷٤۷۵.

اللہ کی رحمت سے نا اُمید ہونا کفار کا شیوہ ہے، یہی وجہ ہے کہ سیّدنا یعقوب علیہ السلام نے جب اپنے بیٹوں سے کہا کہ وہ مصر جائیں، اور سیّدنا یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائی بنیامین کے بارے میں پتہ لگائیں، تو ساتھ یہ بھی درس دیا کہ اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہوں، اس لیے کہ اس کی رحمت سے صرف کافر لوگ نا اُمید ہوتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾

(یوسف: ۸۷)

''اے میرے بیٹو! تم جاؤ، یوسف کی اور اس کے بھائی کی پوری طرح تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو۔ یقیناً رب کی رحمت سے نا امید صرف کافر لوگ ہوتے ہیں۔''

جو لوگ شرک، قتل اور رسول ہاشمی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی جیسے گناہوں کے مرتکب ہو چکے تھے، اور اسلام کا ارادہ رکھتے تھے، لیکن انہیں خوف تھا کہ شاید ان کے گناہ معاف نہیں کیے جائیں گے۔ اللہ عزوجل جو کہ رحیم وغفور ہے، نے اپنے رسول کو حکم صادر فرمایا کہ انہیں اور اللہ کے تمام بندوں کو اس کی وسیع رحمت اور عظیم مغفرت کی خوش خبری دے دیں کہ انہیں اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہیں ہونا چاہیے، وہ تو اپنے بندوں کے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے، اس لیے کہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور بے حد مہربان ہے، چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾

(الزمر: ۵۳)

''(اے میرے نبی!) میری جانب سے کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر (گناہوں کا ارتکاب کر کے) زیادتی کی ہے، تم اللہ کی رحمت

سے نا امید نہ ہو جاؤ، بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش، بڑی رحمت والا ہے۔''

علامہ شوکانی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ''یہ آیت قرآنِ کریم کی سب سے زیادہ اُمید بھری آیت ہے۔ اس میں اللہ نے بندوں کی نسبت اپنی طرف کی ہے اور پھر انہیں گناہوں کے ارتکاب میں حد سے متجاوز ہونے کی صورت میں اپنی رحمت سے نا اُمید ہونے سے منع فرمایا ہے، اور یہ کہہ کر مزید کرم فرمایا کہ وہ تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔'' [1]

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ''یہ آیت کریمہ کافر و مؤمن تمام گناہ گاروں کو توبہ کی دعوت دیتی ہے، اور خبر دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے، چاہے وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔'' [2]

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے:

((قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ: یَا ابْنَ آدَمَ! إِنَّكَ مَادَعَوْتَنِيْ وَرَجَوْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ عَلٰی مَا كَانَ فِيكَ وَلَا أُبَالِيْ ، یَا ابْنَ آدَمَ! لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عَنَانَ السمآءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِيْ غفرتُ لَكَ وَلَا أُبَالِيْ ، یَا ابْنَ آدَمَ! إِنَّكَ لَو أَتَيْتَنِيْ بِقُرابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لا تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لا تيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً)) [3]

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے انسان! جب تک تو مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے (اچھی) امید رکھے گا، میں تجھے بخشتا رہوں گا، چاہے تیرے عمل کیسے ہی

---

[1] تفسیر فتح القدیر: ۵۶۵/۲.

[2] تفسیر ابن کثیر: ۴۹۳/۱.

[3] سنن الترمذی، کتاب الدعوات، رقم: ۳۵۴۰۔ سلسلة الأحادیث الصحیحة، رقم: ۱۲۸،۱۲۷.

ہوں اور میں پروانہیں کروں گا۔ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں تک پہنچ جائیں، پھر تو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں گا، اور پرواہ نہیں کروں گا۔ اے آدم کے بیٹے! اگر تو میرے پاس زمین بھر گناہوں کے ساتھ آئے اور تو مجھے اس حال میں ملے کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو، تو میں تیرے پاس زمین بھر بخشش لے کر آؤں گا۔''

اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھو، اس کی رحمت و بخشش سے پر اُمید رہو، چنانچہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تین دن قبل آپ کو فرماتے ہوئے سنا:

((لَا يَمُوتَنَّ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)) ❶

''تم میں سے کسی شخص کو موت نہ آئے، مگر اس حال میں کہ وہ اللہ عزوجل کے ساتھ اچھا گمان رکھتا ہو۔''

انسان کو چاہیے کہ ہر وقت نیک عمل کرے، کیونکہ موت کا کوئی علم نہیں کس وقت آجائے، جبکہ موت کے وقت انسان کو اللہ کے ساتھ عفو ورحمت کی امید رکھنی چاہیے، جو کہ ایمان اور عمل صالح کے بغیر ناممکن ہے۔ مزید برآں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝۱۰۲﴾ (آل عمران: ۱۰۲)

''تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعُقُوبَةِ، مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهِ أَحَدٌ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ، مَا قَنِطَ مِنْ جَنَّتِهِ أَحَدٌ)) ❷

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الجنة، باب الأمر بحسن الظن بالله تعالى عندالموت، رقم: ۷۲۳۱.

❷ صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب فى سعة رحمة الله تعالىٰ وأنها تغلب غضبه، رقم: ۶۹۷۹.

''اگر مؤمن کو اُس سزا اور عذاب کا علم ہو جائے جو اللہ کے ہاں (نافرمانوں کے لیے) ہے تو اُس کی جنت کی کوئی امید نہ کرے۔ اور اگر کافر اللہ کی رحمت جان لے جو اللہ کے پاس ہے تو اس کی جنت سے کوئی بھی نا اُمید نہ ہو۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے ارشاد فرمایا:

((لَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ بِكُلِّ الَّذِيْ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ لَمْ يَيْأَسْ مِنَ الْجَنَّةِ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ بِكُلِّ الَّذِيْ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعَذَابِ لَمْ يَامَنْ مِنَ النَّارِ.)) [1]

''اگر کافر کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کس قدر وسیع ہے تو وہ جنت سے کبھی مایوس نہ ہو۔ اور اگر مؤمن کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا کیا عذاب ہیں تو وہ کبھی جہنم سے بے خوف نہ ہو۔''

ان احادیث مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کا بھی بیان ہے، تاکہ انسان اس سے بچنے کی کوشش کرے۔ اور اس کی وسعت رحمت کا بھی بیان ہے، تاکہ انسان اس کی مغفرت اور رحمت کی امیدیں رکھے۔ یہ رحمت ان ہی لوگوں پر ہوگی جو اس کے اطاعت گزار ہوں گے، اور عذاب کے مستحق وہ ہوں گے جو اس کے نافرمان ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ)) [2]

''وہ شخص جہنم کی آگ میں داخل نہیں ہوگا جو اللہ کے ڈر سے رو دیا۔ یہاں تک کہ دودھ دوبارہ تھنوں میں لوٹ آئے۔''

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب الرجاء مع الخوف، رقم: ٦٤٦٩.

[2] سنن ترمذی، باب ما جاء فی فضل الغبار فی سبیل الله، رقم: ١٦٣٣۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ المشکاۃ، رقم: ٣٨٢٨.

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ عَلٰی شَابٍّ ، وَهُوَ فِی الْمَوْتِ ، فَقَالَ: کَیْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَ: وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَرْجُوا اللّٰهَ وَاِنِّیْ اَخَافُ ذُنُوْبِیْ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَجْتَمِعَانِ فِیْ قَلْبِ عَبْدٍ فِیْ مِثْلِ هٰذَا الْمَوْطِنِ ، اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ مَا یَرْجُوْا وَ آمَنَهٗ مِمَّا یَخَافُ)) [1]

''نبی اکرم ﷺ ایک قریب المرگ نوجوان کے پاس تشریف لے گئے، اور پوچھا: ''تم کیا محسوس کرتے ہو؟'' اس نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! ڈرتا بھی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے پر امید بھی ہوں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس موقع پر جب کسی کے دل میں خوف اور امید جمع ہوتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ حسب امید فضل و کرم کرتا ہے اور حسب خوف محفوظ و مامون رکھتا ہے۔''

اے آندھیو سنبھل کے چلو اس دیار میں
امید کے چراغ جلائے ہوئے ہیں ہم

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تین کام نجات دینے والے ہیں:

خفیہ اور اعلانیہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا۔

فقیری اور امیری میں میانہ روی اختیار کرنا۔

غضب اور رضا میں عدل و انصاف سے کام لینا۔'' [2]

---

[1] سنن ترمذی ، کتاب الجنائز، رقم: ۹۸۳۔ سنن ابن ماجه ، کتاب الزهد، باب ذکر الموت والاستعداد له، رقم: ۴۲۶۱۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

[2] صحیح الجامع الصغیر رقم: ۳۰۳۹۔ السلسلة الصحیحة، رقم: ۱۸۰۲.

اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا شکر ادا کرنے کا ثواب:

بنی نوع انسان پر اللہ عظیم و برتر کے بے پایاں احسانات ہیں۔ ان کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ، منعم حقیقی کا شکر ادا کیا جائے، سلف کا کہنا ہے کہ:

((شُكْرُ الْمُنْعِمِ وَاجِبٌ .))

''منعم حقیقی کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے بندوں کو شکر ادا کرنے کا حکم بایں الفاظ دیا:

﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ﴿١٥٢﴾﴾

(البقرہ: ۱۵۲)

''پس تم لوگ مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا۔ اور میرا شکر ادا کرو اور ناشکری نہ کرو۔''

ذیل کی آیت کریمہ میں سیّدنا سلیمان علیہ السلام کے ایک سفر کا ذکر ہے، جب وہ جنوں، انسانوں اور چڑیوں پر مشتمل اپنی ایک منظّم و مرتب فوج کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستہ میں ان کا گزر ایک ایسی وادی پر سے ہوا، جس میں چیونٹیاں پائی جاتی تھیں۔ ایک چیونٹی نے اس لشکر جرار کو دیکھ کر دیگر چیونٹیوں سے کہا کہ تم سب جلد از جلد اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ، کہیں تمہیں سلیمان اور اس کے لشکر کے افراد غیر شعوری طور پر کچل نہ دیں۔ سیّدنا سلیمان علیہ السلام اس کی یہ بات سن کر مسکرانے لگے اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے دعا کرنے لگے:

﴿رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ﴿١٩﴾﴾

(النمل: ۱۹)

''میرے رب! مجھے توفیق دے کہ تیری ان نعمتوں کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے ماں باپ کو دی ہیں، اور ایسا نیک کام کروں جسے تو پسند کرتا ہے،

اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل کر دے۔''

علامہ شوکانی رحمہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ'' باپ ماں پر احسان گویا آدمی پر احسان ہوتا ہے، اس لیے اس پر بھی اللہ کا شکر ادا کرنے کی توفیق مانگی، اور چاہا کہ دنیاوی نعمتوں کے ساتھ اللہ انہیں دینی نعمت سے نوازے، اس لیے عمل صالح کی توفیق مانگی۔ اور مردِ مؤمن کا انتہائے مقصود آخرت کی کامیابی ہے، اس لیے آخر میں دعا کی کہ اللہ انہیں قیامت کے دن اپنے نیک بندوں میں شامل کر دے۔

یہاں علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے اپنے لیے دعا کی ہے کہ اے میرے اللہ! میں بھی تجھ سے وہی مانگتا ہوں جو تیرے نبی کریم سلیمان علیہ السلام نے تجھ سے مانگا تھا، تو میری دعا قبول کر لے اور مجھ پر فضل فرما، اگرچہ میں عمل میں کوتاہ ہوں، لیکن جنت کے حصول کا سبب محض تیرا فضل وکرم ہے۔'' [1]

ہم عاجز وخطا وار بندے بھی اپنے ہاتھوں کو اللہ ارحم الراحمین، رؤف اور رحیم کے حضور پھیلا کر دعا کرتے ہیں کہ ہمارے پروردگار! ہم بھی تجھ سے تیری رضا اور عمل صالح کی توفیق مانگتے ہیں، اور مولائے کریم! بڑی عاجزی وانکساری کے ساتھ تیرے سامنے سربسجود ہو کر دعا کرتے ہیں کہ روزِ قیامت ہمیں بھی اپنے فضل وکرم سے اپنے صالحین میں شامل کر دینا، اور ہمارے والدین، ہمارے بھائی بہن، ہماری بیویوں اور ہماری اولاد اور دوستوں کو بھی اپنے لطف وکرم کے سائے میں جگہ عطا فرما دینا۔ آمین!

جو شخص اللہ کا شکر ادا کرتا ہے، اور دل سے ایمان لے آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کا بہترین اجر عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴾ (النساء: ١٤٧)

''اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دے کر کیا کرے گا، اگر تم شکر گزاری کرتے رہو اور

[1] فتح القدير: ٢/ ٢٩٥.

باایمان رہواور اللہ بہت قدر کرنے والا اور بڑا علم والا ہے۔''

اگر کوئی اللہ تعالیٰ، منعم حقیقی کی عطا کردہ نعمتوں کا ایمان خالص اور عمل صالح کے ذریعے شکرادا کرتا ہے، تو وہ اسے زیادہ روزی دیتا ہے اور دنیا میں معزز ومکرم بنا دیتا ہے، قرآن مجید میں ہے کہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے یہ بھی کہا کہ:

﴿ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۝ ﴾ (ابراهيم : ٧)

''اور جب تمہارے پروردگار نے تمہیں آگاہ کر دیا کہ اگر تم شکر گزاری کرو گے تو بے شک میں تمہیں زیادہ دوں گا، اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے سیّد ولد آدم، سرکارِ دو عالم، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ وہ اللہ کی بڑائی بیان کرتے ہوئے کہیں کہ وہی ذات واحد ہر حمد وثناء کی مستحق ہے، نہ ہی دو جہان کی بادشاہت میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ ہی اس میں عاجزی اور کمزوری پائے جانے کی وجہ سے اس ذاتِ واحد کا کوئی ولی اور دوست ہے:

﴿ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا ۝ ﴾

(بنی اسرائیل : ۱۱۱)

''اور آپ کہہ دیجیے کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے، نہ اپنی بادشاہت میں کسی کو شریک وساجھی رکھتا ہے، نہ وہ ایسا عاجز ہے کہ اس کا کوئی حمایتی ہو، اور آپ اس کی پوری پوری بڑائی بیان کرتے رہیے۔''

سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذا مَاتَ وَلَدُ العَبْدِ ، قَالَ اللّٰهُ لِمَلآئِكَتِهِ: قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي! فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ فَيَقُوْلُ: قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهِ! فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ فَيَقُوْلُ:

فَـمَـاذَا قَالَ عَبْدِي؟ فَيَقُوْلُوْنَ: حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ . فَيَقُوْلُ اللّٰهُ : ابْنُوا لِعَبْدِي بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ ، وَسَمُّوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ)) ❶

''جب کسی بندے کی اولاد فوت ہوجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے، تم نے میرے بندے کی اولاد (کی روح) کو قبض کیا ہے! تو وہ کہتے ہیں، ہاں۔ پس اللہ فرماتا ہے، تم نے اس کے دل کا پھل قبض کیا ہے! وہ کہتے ہیں: ہاں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، پس میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں، اس نے تیری حمد بیان کی اور ''اِنَّـا لِـلّٰـهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، تم میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس کا نام ''بيت الحمد'' رکھو۔''

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کھانا کھائے اور پھر یہ کلمات کہے:

((اَلْـحَـمْـدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِیْ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ))

''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے کھانا دیا اور مجھے بغیر میری طاقت وقوت کے رزق دیا''

تو اس کے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔'' ❷

''الحمدللہ'' کہنا، اللہ کی حمد بیان کرنا افضل ترین دعا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((اَفْضَلُ الدُّعَاءِ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ .))❸

---

❶ سنن ترمذی، أبواب الجنائز، باب فضل المصيبة إذا احتسب، رقم: ١٠٢١۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ١٤٠٨.

❷ صحيح سنن ترمذی ، كتاب الدعوات، باب ما يقول اذا فرغ من الطعام ، رقم: ٣٤٥٨۔ سنن ابن ماجة، رقم: ٣٢٨٥.

❸ سنن ترمذی، كتاب الدعوات، رقم: ٣٣٨٣۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٣٨٠٠۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

''سب سے افضل دعا کلمہ ''الحمد للہ'' ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ ہمارے لیے اسوۂ اور بہترین نمونہ ہے، چنانچہ سیّدنا ابو بکرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے نامدار، ختم الرسل، امام الانبیاء، نبی مکرم ﷺ کا معمول تھا:

((اِذَا جَاءَهُ أَمْرُ سُرُوْرٍ أَوْ يُسَرُّ بِهِ خَرَّ سَاجِدًا ، شَاكِرًا لِلّٰهِ تَعَالٰى .)) ❶

''جب آپ کے پاس کوئی خوش کر دینے والا معاملہ آتا تو آپ اللہ کا شکریہ ادا کرنے کے لیے سجدہ ریز ہو جایا کرتے تھے۔''

پھر نماز میں اتنے لمبے لمبے قیام، رکوع اور سجود کرتے کہ پاؤں مبارک پر ورم آ جایا کرتا تھا۔ لہٰذا سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پوچھتیں کہ اے اللہ کے محبوب رسول! آپ کی تو اللہ تعالیٰ نے اگلی پچھلی لغزشیں معاف فرما دی ہیں، پھر آپ اتنی مشقت کیوں اُٹھاتے ہیں؟ تو آپ ﷺ فرماتے: کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ ❷

رسول اللہ ﷺ کا یہ طرز درحقیقت ان آیات کی تفسیر تھا کہ جن میں اللہ رب العزت نے آپ سے فرمایا کہ آپ صرف اللہ کی عبادت کیجئے، اور توحید و نبوت اور دعوت و رسالت جیسی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرتے رہئے:

﴿بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٦٦﴾﴾ (الزمر: ٦٦)

''بلکہ آپ اللہ کی بندگی کرتے رہیے اور اس کے شکر گزار بندوں میں شامل رہیے۔''

اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورۃ المائدہ میں یہود و نصاریٰ سے دوستی کی ممانعت کے بعد

❶ سنن ابوداؤد، باب فی سجود الشکر، رقم: ٢٧٧٤۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔
❷ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ٤٨٣٧۔ صحیح مسلم، کتاب التوبہ، رقم: ٧١٢٦.

دین اسلام سے ہر زمانے میں مرتد ہونے والوں کا حال بیان کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے، اللہ تعالیٰ اپنی قدرت مطلقہ سے ایسے لوگوں کو ہر زمانے میں لائے گا جو اس کے دین کی تائید کرنے والے ہوں گے اور شریعت اسلامیہ کا نفاذ کرنے والے ہوں گے، اور ان کی صفت عالیہ یہ ہوگی کہ اللہ ان سے محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے، مسلمانوں کے لیے تواضع اختیار کریں گے اور کفار کے لیے بڑے سخت ہوں گے، اللہ کے رستے میں جہاد کریں گے، اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٥٤﴾ ﴾ (المائدہ : ٥٤)

''اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا، تو اللہ تعالیٰ عنقریب ایسے لوگوں کو لائے گا جن سے اللہ محبت کرے گا، اور وہ اللہ سے محبت کریں گے، جو مؤمنوں کے لیے جھکنے والے اور کافروں کے لیے سخت ہوں گے، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے، اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے، یہ اللہ کا انعام ہے، وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے، اور اللہ بڑی بخشش والا، بڑا علم والا ہے۔''

اتباعِ رسول ﷺ کی وجہ سے انسان کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کا طریقہ یہ ہے کہ رسول ہاشمی، محسن انسانیت، سرورِ کائنات محمد ﷺ کی اتباع کی جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٣١﴾ ﴾ (آل عمران : ٣١)

''آپ کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، خود اللہ تم

سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا، اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔''

اس آیت کریمہ کے بہت سے شانِ نزول اور اسباب وارد ہوئے ہیں۔ ایک سبب نزول یہ بھی ہے کہ:

''یہود کے سردار کعب بن اشرف نے دعویٰ کیا کہ ''نَحْنُ اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ...... ہم اللہ کی محبت میں بہت سخت ہیں۔'' اسی وجہ سے ہم اللہ کے پیارے ہیں۔ ''نَحْنُ اَحِبَّاءُ اللّٰهِ'' تو اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل کیں، فرمایا کہ ان کے دعوؤں اور خود ساختہ طریقوں سے اللہ کی محبت اور اس کی رضا حاصل نہیں ہوسکتی، اس کا تو صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ میرے پیغمبر کی اتباع کرو۔'' [1]

اس آیت کریمہ نے تمام دعوے داران کے لیے ایک کسوٹی اور معیار مہیا کر دیا ہے کہ محبت الٰہی کا طالب اگر اتباع محمد ﷺ کے ذریعے سے یہ مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے پھر تو یقیناً وہ کامیاب ہے اور اپنے دعوے میں سچا ہے، ورنہ وہ جھوٹا اور اس مقصد کے حصول میں ناکام بھی رہے گا۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کامیابی کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے اور رضائے الٰہی کے حصول میں اس قدر کامران ہوئے کہ اُنہیں ((رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ)) کی نوید سنا ہی گئی۔ وجہ کیا تھی؟ وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے تمام اعمال و افعال میں نبی اکرم ﷺ کی اتباع کرتے تھے۔ [2]

اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے حقیقی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی محبت کو ہر شے کی محبت پر مقدم رکھا جائے۔ باپ ہو یا بیٹا، بھائی ہو یا بیوی، یا خاندان کا کوئی فرد، یا مال و دولت جسے آدمی اپنی کدو کاوش سے حاصل کرتا ہے، یا انواع و اقسام کے اموال تجارت، یا

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھیں: العجاب فی بیان الاسباب: ۲/ ۶۷۷.

[2] ہم پر نبی کریم ﷺ کے حقوق، ص: ۳۰، از حافظ حامد محمود الخضری۔

بلند و بالا کوٹھیاں، ان سب کی اللہ اور اس کے رسول کے مقابلہ میں مؤمن کے دل میں کوئی بھی حیثیت نہیں ہوتی۔ جس کے ہاں یہ سب چیزیں اللہ، رسول اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ محبوب ہوں گی وہ فاسق ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴾ (التوبہ: ٢٤)

”آپ کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے قبیلے، اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو، اور وہ حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو، اگر یہ تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو تم اللہ کے حکم سے عذاب کے آنے کا انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ لے کر آجائے، اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

جو مشرکین ہوتے ہیں، وہ اللہ کے بجائے دوسروں کی پرستش کرتے ہیں، اور اپنے معبودانِ باطلہ سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ سے کی جانی چاہیے، لیکن جو صادق الایمان ہوتے ہیں، وہ توحید باری تعالیٰ کا صحیح علم رکھنے کی وجہ سے اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں ٹھہراتے، صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں، اسی پر توکل کرتے ہیں، زندگی کے تمام اُمور میں صرف اللہ کی جناب میں پناہ لیتے ہیں اور صرف اسی سے محبت کرتے ہیں۔ اس کی محبت میں کسی دوسرے کو شریک نہیں ٹھہراتے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۭ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ

الْعَذَابَ ۙ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ﴿١٦٥﴾ إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ﴿١٦٦﴾ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا ۗ كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ﴿١٦٧﴾ (البقره : ١٦٥ تا ١٦٧)

''بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اللہ کا شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے، اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں، کاش! کہ مشرک لوگ جانتے جب کہ اللہ کے عذابوں کو دیکھ کر (جان لیں گے) کہ تمام طاقت اللہ ہی کو ہے اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے (تو ہرگز شرک نہ کرتے) جس وقت پیشوا لوگ اپنے تابعداروں سے بیزار ہو جائیں گے اور عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے، اور کل رشتے ناتے ٹوٹ جائیں گے۔ اور تابعدار لوگ کہیں گے: اے کاش! ہم دنیا کی طرف دوبارہ جائیں تو ہم بھی ان سے ایسے ہی بیزار ہو جائیں، جیسے یہ ہم سے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ انہیں ان کے اعمال دکھائے گا کہ ان کے اعمال ان کے لیے باعث حسرت وندامت بن گئے، یہ ہرگز جہنم سے نہ نکلیں گے۔''

جب بندہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو اللہ عزوجل بھی بندے سے محبت کرتا ہے۔

جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے:

((إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا نَادَى جِبْرِيلَ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ ، ثُمَّ يُنَادِي جِبْرِيلُ فِي السَّمَاءِ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ، وَيُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ)) [1]

---

[1] صحيح بخارى، كتاب التفسير، رقم: ٧٤٥٨.

''جب اللہ تبارک و تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل کو بلا کر کہتا ہے: بے شک میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو، تو جبرائیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر جبرائیل آسمان میں یہ آواز لگاتے ہیں: بلاشبہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے، لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ چنانچہ اہل آسمان بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور وہ شخص روئے زمین پر بھی مرجع خلائق بن جاتا ہے۔''

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ایک بدو صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا کہ (میری تیاری یہ ہے کہ میرے دل میں) اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت (ہے)۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو (قیامت کے دن) انہیں کے ساتھ ہوگا جن سے تجھے محبت ہے۔'' [1]

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا عمل بتائیے کہ جب میں عمل کروں تو اللہ مجھے اپنا محبوب بنا لے، اور لوگ بھی مجھ سے محبت کرنے لگ جائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا: ''دنیا سے بے نیاز و بے رغبت ہو جا، اللہ تعالیٰ تجھے محبوب رکھے گا اور لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس سے بھی بے نیاز ہو جا، لوگ بھی تجھے محبوب رکھیں گے اور پسند کریں گے۔'' [2]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ٦٧١١.

[2] سنن ابن ماجة، کتاب الزهد، رقم: ٤١٠٢ ـ سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم: ٤٧٥.

نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے کی فضیلت:

حافظ حامد محمود الخضری اپنی کتاب ''ہم پر نبی کریم ﷺ کے حقوق'' ص: ۵۱، ۵۲ پر رقم طراز ہیں: ''آپ ﷺ کے حقوق سے آٹھواں حق آپ ﷺ سے محبت ہے، یاد رہے کہ محبت ایک جذبہ ہے کوئی مادی شے نہیں کہ اسے ماپ تول سکیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر کس پیمانے سے ماپیں اور کس کسوٹی سے جانچیں کہ محبت کس سے زیادہ ہے یا کس سے کم؟ اس بات کو قرآن پاک نے بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٤﴾ ﴾ (التوبہ: ۲۴)

''آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ، اور تمہارے بیٹے، اور تمہارے بھائی، اور تمہاری بیویاں، اور تمہارا خاندان، اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں، اور وہ تجارت جس کی کساد بازاری سے تم ڈرتے ہو، اور وہ مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو، تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے، اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

اس آیت میں یہ نہیں کہا گیا کہ اپنے گھرانے اور قبیلے کے افراد کو تم عزیز کیوں رکھتے ہو؟ نہ ہی یہ کہا گیا ہے کہ اپنی دولت اور اپنے مکانوں سے تمہیں محبت کیوں ہے؟ بلکہ کہا یہ گیا ہے کہ اگر یہ مال و دولت اور رشتے ناطے تمہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کے رستے میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو تم حلقہ اطاعت سے باہر ہوئے جاتے ہو۔ یہ

ساری چیزیں اپنی اپنی جگہ ضروری ہیں اور ان کی اہمیت وافادیت بھی ناگزیر ہے، اور قبول انسانی میں ان سب کی محبت بھی طبعی ہے، لیکن جب بھی اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور غیر اللہ کی محبت میں تصادم ہو تو غیر اللہ کو خیر باد کہہ دیا جائے۔

جب تک تمام کائنات اور تمام موجودات سے رسول اللہ ﷺ کی ذات عزیز تر نہ ہو جائے ایمان ناقص اور......ادھورا ہے'' انتہیٰ!

چنانچہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشادِ گرامی ہے:

((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ)) ❶

''کوئی بندہ مؤمن نہیں ہوتا جب تک اس کو میری محبت، گھر والوں، مال و دولت اور سب لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔''

رسول اللہ ﷺ سے محبت کا فائدہ یہ بھی ہے کہ انسان روزِ قیامت آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی معیت میں ہوگا، چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ)) ❷

''آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اس کی محبت ہوگی۔''

امام مسلم نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا: قیامت کب ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو نے قیامت کے لیے کیا تیار کر رکھا ہے؟ اس نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کی محبت۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک تو اس کے ساتھ ہے جس

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: ١٦٨.

❷ صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب علامة الحب في الله، رقم: ٦١٦٨ تا ٦١٨١ ـ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب المرء مع من أحبّ، رقم: ٦٧١٠ تا ٦٧١٨.

کے ساتھ تو نے محبت کی۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہمیں اسلام لانے کے بعد کسی بات سے اتنی زیادہ مسرت نہ ہوئی جتنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی:

((فَإِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ))

''بے شک تو اس کے ساتھ ہے جس کے ساتھ تو نے محبت کی۔''

سے ہوئی۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے مزید کہا: میں اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرتا ہوں، اور مجھے امید ہے کہ (آخرت میں) انہی کے ساتھ ہوں گا اگرچہ میں نے ان کے برابر اعمال نہیں کیئے۔'' [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے محبت بھی آپ سے محبت کی دلیل ہے جس کا لازمی نتیجہ جنت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس نے میری سنت سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ کل روزِ قیامت جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔'' [2]

ہر کسی کو یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ محبّ صادق کی سب سے بڑی تمنا اور آرزو اپنے محبوب کا دیدار و وصال ہوتی ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار و وصال کے لیے بے چین رہتے تھے۔ اپنے محبوب کے سوز و ساز میں ہر وقت ترساں رہتے ہیں۔ جب محبت کی اس علامت کو محبین مصطفیٰ علیہ السلام میں دیکھتے ہیں تو ہم ان کے ایمان کی داد دیئے بغیر نہیں رہتے۔ آیئے ایسے ہی ایک مشتاق دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے محبوب سے قلبی لگاؤ دیکھیئے۔

''ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یقیناً آپ مجھے میری جان سے زیادہ عزیز تر ہیں۔ بلاشبہ آپ مجھے میری اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہیں، اور سچی بات ہے کہ گھر بیٹھے آپ کی یاد آتی ہے تو مجھے اس وقت چین

---

[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ٢٦٣٩/١٦٣.

[2] تاریخ ابن عساکر: ١٤٥/٣.

نصیب نہیں ہوتا جب تک آپ کی خدمت عالیہ میں حاضری دے کر آپ کا دیدار نہ کرلوں۔ اور جب میں آپ کی وفات کا تصور کرتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ آپ جنت میں داخل ہونے کے بعد انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بلند مقام پر ہوں گے اور اگر میں جنت داخل ہو بھی گیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کا دیدار نہ کر پاؤں گا۔

جبریل علیہ السلام کے مندرجہ ذیل آیت کریمہ کے ساتھ تشریف لانے تک نبی کریم ﷺ نے اس کے جواب میں کچھ نہ فرمایا:

﴿مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿٦٩﴾﴾ (النساء: ٦٩)

''اور جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے، وہ (جنت میں) ان کے ساتھ ہوں گے، جن پر اللہ نے انعام کیا ہے، یعنی انبیاء اور صدیقین، اور شہداء اور صالحین کے ساتھ۔'' [1]

وہ بھی کیا مقام تھا، اس میں کتنی روح پرور لذت تھی کہ جب محبانِ مصطفیٰ علیہ السلام شہادت کے درجہ پر فائز ہو رہے ہوں گے، سامنے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک ہوگا، دید ہوتی رہی ہوگی اور جان نکلتی رہی ہوگی۔ اور سچے محبت کرنے والوں کا یہی مقصد حیات ہے۔

جنگ احد کی افراتفری میں جب سرورِ کائنات ﷺ کو کفار نے گھیر لیا اور اس وقت فخر موجودات ﷺ نے آواز دی کہ کون مجھ پر جان دیتا ہے؟ تو زیاد بن السکن رضی اللہ عنہ چند انصاریوں کو لے کر یہ خدمت ادا کرنے کے لیے بڑھے۔ ہر ایک نے جان بازی سے لڑتے ہوئے اپنی جان فدا کر دی مگر ایک زخم بھی رحمت عالم ﷺ کو لگنے نہیں دیا۔ رحمت عالم ﷺ نے حکم صادر کیا کہ ان کا لاشہ میرے قریب لاؤ۔ لوگ اٹھا کر لائے۔ ابھی کچھ کچھ جان باقی تھی آپ رضی اللہ عنہ نے زمین پر گھسٹ کر اپنا رخسار محبوب رب العالمین ﷺ کے

[1] مجمع الزوائد: ۲/۲۔ علامہ ہیثمی نے اس حدیث کے راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے۔

قدموں پر رکھ دیا اور اس حالت میں آپ کی روح پرواز کر گئی۔ ❶

اس پر کیف لمحے کو بڑے خوبصورت انداز میں نظم کیا گیا۔

نکل جائے جاں تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی خواہش یہی آرزو ہے

اللہ کی خاطر محبت کرنے کے فضائل:

اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرنا بڑا عظیم عمل ہے۔ بلکہ ایک حدیث میں تو اسے افضل الایمان قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ معاذ بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل الایمان کے متعلق سوال کیا، تو آپ نے ارشاد فرمایا:

((اَفْضَلُ الْاِیْمَانِ اَنْ تُحِبَّ لِلّٰهِ ، وَتُبْغِضَ فِیْ اللّٰهِ .)) ❷

''افضل الایمان یہ ہے کہ آپ اللہ کی خاطر محبت کریں، اور اللہ تعالیٰ کے لیے کسی سے ناراضگی رکھیں۔''

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَنَّ رَجُلًا زَارَ أَخاً لَهُ فِي قَرْيَةٍ أُخْرَى ، فَأَرْصَدَ اللّٰهُ عَلَى مَدْرَجَتِهِ مَلَكًا ، فَلَمَّا أَتَى عَلَيْهِ قَالَ: أَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ: أُرِيْدُ أَخاً لِيْ فِي هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ، قَالَ: هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا عَلَيْهِ؟ قَالَ: فَإِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكَ بِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ فِيْهِ)) ❸

''ایک آدمی کسی دوسری بستی میں اپنے بھائی کی زیارت کے لیے گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتہ بٹھا دیا جو اس کا انتظار کرتا تھا، جب وہ شخص

---

❶ سیرت ابن هشام: ۳/ ۲۹۔ السیرة النبویة لابن حبان، ص: ۲۲۳۔ ۲۲۲٤۔ تاریخ الاسلام (المغازی) للذهبی، ص: ۱۷٤.

❷ مسند احمد: ۵/ ۲٤۷۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح لغیره'' قرار دیا ہے۔

❸ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة ، باب فضل الحب في الله، رقم: ٦٥٤٩.

اس کے پاس سے گزرا، تو فرشتے نے پوچھا، تم کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا: اس بستی میں میرا بھائی رہتا ہے، اس کے پاس جا رہا ہوں۔ فرشتے نے پوچھا: کیا اس کا تم پر کوئی احسان ہے؟ جس کی وجہ سے تم یہ تکلیف اٹھا رہے ہو اور اس کا بدلہ اتارنے جا رہے ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ صرف اس لیے جا رہا ہوں کہ میں اس سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں، فرشتے نے کہا: میں تیری طرف اللہ کا فرشتہ ہوں (اور یہ بتانے کے لیے آیا ہوں کہ) اللہ تعالیٰ (بھی) تجھ سے محبت کرتا ہے، جیسے تو اس سے صرف اللہ کے لیے محبت کرتا ہے۔''

مزید برآں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِيْ؟ الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِيْ ظِلِّيْ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّيْ.)) [1]

''اللہ تعالیٰ قیامت والے دن فرمائے گا، میری عظمت وجلالت کے لیے باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میں ان کو اپنے سائے میں جگہ دوں گا، جس دن میرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہے۔''

رضائے الٰہی کی خاطر آپس میں محبت کرنے والوں کو روزِ قیامت ایسا نور عطا کیا جائے گا کہ انبیاء وشہداء بھی ان پر رشک کریں گے۔ سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: الْمُتَحَابُّوْنَ فِيْ جَلَالِيْ، لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّوْنَ وَالشُّهَدَاءُ.)) [2]

''اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میرے جلال کے پیش نظر جو لوگ آپس میں محبت

---

[1] مسلم، كتاب البر والصلة، باب فضل الحب فى الله تعالىٰ، رقم: ٦٥٤٨.

[2] سنن ترمذي، أبواب الزهد، باب ماجاء في الحب في الله، رقم: ٢٣٩٠۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ المشكاة، رقم: ٥٠١١۔ التعليق الرغيب: ٤/ ٤٧.

رکھتے ہیں، ان کے لیے ایسے نور ہوں گے جن پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثَـلَاثٌ مَـنْ کُنَّ فِیْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ: مَنْ کَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا ، وَ مَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَا یُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰـهِ ، وَمَـنْ یَکْرَهُ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ کَمَا یَکْرَهُ اَنْ یُلْقٰی فِی النَّارِ .)) [1]

''تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں پائی جائیں اس نے ایمان کی حلاوت کو پالیا۔ **اوّل** یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب بن جائیں۔ **دوسرے** یہ کہ وہ کسی انسان سے محض اللہ کی رضا کے لیے محبت رکھے۔ **تیسرے** یہ کہ وہ کفر میں واپس لوٹنے کو یوں برا جانے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو برا سمجھتا ہے۔''

سیّدنا مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

((اِذَا اَحَبَّ اَحَدُکُمْ اَخَاهُ فَلْیُعْلِمْهُ اِیَّاهُ .)) [2]

''جب کسی کے دل میں اپنے بھائی (مسلمان) کے لیے خلوص و محبت کے جذبات ہوں تو اسے چاہیے کہ اپنے دوست کو بھی ان جذبات سے آگاہ کردے اور اسے بتادے کہ وہ اس سے محبت رکھتا ہے۔''

ابو ادریس خولانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں داخل ہوا تو میری نگاہ ایک شخص پر پڑی جس کے دانت خوبصورت چمک دار تھے۔ لوگ اس کے پاس بیٹھے ہوئے

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم: ۲۱.

[2] سنن ترمذی، کتاب الزهد، باب ماجاء فی اعلام الحب رقم: ۲۳۹۲۔ سلسلة الصحیحة، رقم: ۴۱۷، ۲۵۱۵.

تھے۔ جب ان میں کسی چیز کے بارے میں اختلاف ہوتا تو اس کی طرف رجوع کرتے، اور اس کی رائے پر عمل کرتے۔ میں نے اس کے متعلق دریافت کیا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب اگلا دن ہوا تو میں صبح سویرے ہی (مسجد میں) جا پہنچا، میں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے بھی پہلے آچکے تھے اور نماز پڑھ رہے تھے۔ چنانچہ میں ان کے انتظار میں بیٹھ گیا، یہاں تک کہ انہوں نے اپنی نماز ختم کر لی۔ پھر میں ان کے سامنے سے ان کے پاس آیا، اور انہیں سلام کیا، اور کہا: اللہ کی قسم! میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: کیا اللہ کے لیے؟ میں نے عرض کیا: ہاں، اللہ کے لیے۔ انہوں نے پھر فرمایا: کیا اللہ کے لیے؟ میں نے ان سے عرض کیا: ہاں، اللہ کے لیے۔ انہوں نے میری چادر کا کنارہ پکڑا اور مجھے اپنی طرف کھینچا۔ پھر فرمایا: تمہارے لیے خوشخبری ہے۔ بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جو لوگ میری لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، اور میرے لیے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں، اور میرے لیے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں، اور میرے لیے مال خرچ کرتے ہیں ان سے محبت کرنا مجھ پر واجب ہے۔ [1]

اللہ پر بھروسہ کرنے کے فضائل:

اہل ایمان کو صرف اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے، اس ایمان و یقین کے ساتھ کہ اس کے علاوہ کوئی حامی و ناصر نہیں۔ اللہ پر بھروسہ کرنے والا اللہ کا محبوب بن جاتا ہے، اور جو اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جائے اسکے کیا کہنے؟ چنانچہ رب ذوالجلال والاکرام کا ارشاد ہے:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي

[1] مؤطا، کتاب الشعر، رقم: ١٦۔ مسند احمد: ٥/٢٢٩۔ شیخ شعیب نے اسے "صحیح الاسناد" کہا ہے۔

الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾

(آل عمران : ۱۵۹)

''اللہ کی رحمت کے باعث آپ ان کے لیے نرم دل ہیں، اور اگر آپ تُرش مزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔ پس آپ اُن سے درگزر کریں، اور ان کے لیے استغفار کریں، اور کام کا مشورہ ان سے کیا کریں، پھر جب آپ کا پختہ ارادہ ہو جائے تو اللہ پر بھروسہ کریں۔ بے شک اللہ توکل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔''

علامہ فخر الدین رازی رحمہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: ''یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے کہ توکل میں اسباب ظاہری کو اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں، بس اسباب اختیار کیے جائیں اور بھروسہ و اعتماد ان پر نہ ہو، بلکہ اللہ عزوجل کی ذاتِ اقدس پر ہو۔'' [1]

بقولِ علامہ اقبال

توکل کا یہ مطلب ہے کہ خنجر تیز رکھ اپنا
پھر فیصلہ اس کی تیزی کا اللہ کے حوالے کر

اللہ مالک الملک نے ساقی کوثر، امام الرسل، خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم صادر فرمایا کہ آپ اپنے تمام دعوتی اور غیر دعوتی اُمور میں صرف اللہ پر توکل کریں جو ازل سے زندہ و قائم ہے اور ابد تک زندہ و قائم رہے گا، ہر مخلوق مر جائے گی اور رب ذوالجلال کی ذاتِ واحد زندہ و قائم رہے گی، لہٰذا وہی بھروسہ و اعتماد کرنے کے لائق ہے۔ اور تبلیغ دین کی خاطر جو مصائب و مشکلات پیش آئیں، انہیں برداشت کرنے اور ان پر ثابت قدم رہنے کے لیے اللہ وحدہ لاشریک کی تسبیح بیان کیجیے، نماز پڑھیے اور ذکر الٰہی کا ورد کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

---

[1] تفسیر کبیر ، تحت آیت فبما......

﴿وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَ كَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ۚ﴿۵۸﴾﴾ (الفرقان : ۵۸)

''آپ ہمیشہ زندہ رہنے والے پر توکل کریں جسے کبھی موت نہیں، اور اس کی تعریف کے ساتھ پاکیزگی بیان کرتے رہیں، وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے پوری طرح خبردار ہے۔''

جو شخص اپنے تمام اُمور میں صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے، اور اس کے فرائض و واجبات کو ضائع نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ ہر حال میں اس کا حامی و ناصر ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ﴿۳﴾﴾ (الطلاق : ۳)

''اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہوگا۔ اللہ اپنا کام پورا کر کے ہی رہے گا۔ اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔''

مؤمنین کی یہ صفت بیان ہوئی ہے کہ وہ ہر حال میں صرف اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں، نہ غیر اللہ سے کوئی اُمید رکھتے ہیں، نہ ہی ڈرتے ہیں۔ نہ اپنے معاملات غیر اللہ کے حوالے کرتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۚ﴿۲﴾﴾

(الانفال : ۲)

''بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں، اور جب اللہ کی آیتیں اُن کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں، اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔''

مزید ارشاد فرمایا:

﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٣﴾﴾ (المائدہ: ۲۳)

''اور تم اگر مؤمن ہو تو تمہیں اللہ پر ہی بھروسہ رکھنا چاہیے۔''

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ! لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ. اللّٰهُمَّ أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ؛ لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْ تُضِلَّنِي، أَنْتَ الحَيُّ الَّذِي لا يَمُوتُ، والْجِنُّ وَالإِنْسُ يَمُوتُونَ.)) ❶

''اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کردیا، اور تیرے ساتھ ایمان لایا، اور تجھ پر میں نے بھروسہ کیا، اور تیری طرف میں نے رجوع کیا، اور تیری عدالت سے میں اپنے متنازعہ مسائل کا حل چاہتا ہوں، اے اللہ! میں تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، اس بات سے کہ تو سیدھے راستے سے مجھے بھٹکا دے، تو زندہ اور قیوم ہے جسے موت نہیں آئے گی، اور تمام انس وجن موت کی آغوش میں چلے جائیں گے۔''

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

((حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، قَالَهَا إِبْرَاهِيْمُ عليه السلام حِيْنَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم حِيْنَ قَالُوْا: إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيْمَانًا وَقَالُوْا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الوَكِيْلُ.)) ❷

''سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ''حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْل'' (ہمیں اللہ کافی ہے

---

❶ صحیح بخاری، کتاب التوحید، رقم: ۷۳۸۳۔ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، رقم: ۶۸۹۹.

❷ صحیح بخاري، کتاب التفسیر، سورة آل عمران، باب ﴿إن الناس قد جمعوا لکم فاخشوهم﴾، رقم: ۴۵۶۳، ۴۵۶۴.

اور وہ اچھا کارساز ہے) اس وقت فرمایا جب انہیں آگ میں ڈالا گیا، اور سیّدنا محمد ﷺ نے بھی یہ کلمہ اس وقت فرمایا جب کافر لوگوں نے کہا کہ بے شک لوگ تمہارے مقابلے کے لیے جمع ہو گئے ہیں، ان سے ڈرو! پس اس بات نے ان کے ایمان میں اور اضافہ کر دیا، اور انہوں نے کہا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔''

علامہ داؤد راز دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اس مبارک کلمہ میں توحید و توکل کا بھرپور اظہار ہے۔ اس لیے یہ ایک بہترین کلمہ ہے۔ جس سے مصائب کے وقت عزم و حوصلہ میں استحکام پیدا ہو سکتا ہے۔ بطورِ وظیفہ اسے بلا ناغہ پڑھنے سے نصرت الٰہی حاصل ہوتی ہے اور اس کی برکت سے ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے رسول کو خود تلقین فرمایا ہے، جیسا کہ آیت ﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ﴾ (التوبہ: ۱۲۹) میں مذکور ہے۔ [1]

جب توکل اللہ تعالیٰ پر ہو تو رزق کی پرواہ تک نہیں ہونی چاہیے، کیونکہ رزق تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ امیر المؤمنین سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ أَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرُزِقْتُمْ كَمَا يُرْزَقُ الطَّيْرُ، تَغْدُوْ خِمَاصاً وَتَرُوحُ بِطَانًا .)) [2]

''اگر تم اللہ پر اس طرح توکل کرو جیسا کہ اس پر توکل کرنے کا حق ہے، تو وہ تمہیں اس طرح روزی دے جیسے وہ پرندوں کو روزی دیتا ہے، وہ صبح بھوکے نکلتے ہیں، اور شام کو شکم سیر ہو کر واپس لوٹتے ہیں۔''

[1] شرح صحیح بخاری از علامہ داؤد راز دھلوی: ۱۲۹/٦.

[2] سنن ترمذي، أبواب الزهد، باب في التوكل على الله، رقم: ٢٣٤٤ـ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٥٢٥٤.

ظاہری اسباب کا اختیار محض اطمینان قلب کے لیے ہوتا ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ کسی ظاہری سبب کا محتاج نہیں ہے، اسکی مثال ہجرت کے وقت کے حالات ہیں جب اہل مکہ نے آپ ﷺ کو قتل کر دینا چاہا اور آپ ﷺ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ سے چھپ کر نکلے اور تین ایام تک غارِ ثور میں چھپے رہے۔ دشمنوں نے ان کا پیچھا کیا اور انہیں پا لینے کی ہر انسانی تدبیر کر ڈالی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی حفاظت کی اور بحفاظت تمام مدینہ منورہ پہنچایا۔ امام بخاری و مسلم نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ:

((نَظَرْتُ إِلَى أَقْدَامِ الْمُشْرِكِيْنَ عَلَى رُؤُوسِنَا وَنَحْنُ فِي الْغَارِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ إِلٰى قَدَمَيْهِ اَبْصَرَنَا تَحْتَ قَدَمَيْهِ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ. مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا؟)) ❶

''جب ہم غار میں تھے تو میری نظر مشرکین کے قدموں پر پڑی، جب کہ وہ ہمارے سروں پر تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر دشمنوں میں سے کوئی اپنے قدموں پر نظر ڈالے گا تو ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابو بکر! آپ کا ان دونوں کے بارے میں کیا خیال ہے، جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔''

کوئی شخص اگر ظاہری اسباب کا اختیار بھی ترک کر دے گا، تو یہ کمال توکل ہے۔ ایسے لوگ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ چنانچہ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ہاشمی، ختم الرسل، دانائے سبل، محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُوْنَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ قَالُوْا: مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: هُمُ الَّذِيْنَ يَسْتَرْقُوْنَ، وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ،

---

❶ صحيح بخاري، كتاب التفسير، باب قوله ﴿ثاني اثنين إذهما في الغار﴾ رقم: ٤٦٦٣۔ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبى بكر الصديق رضي الله عنه، رقم: ٦١٦٩.

وَلَا یَکْتُوْنَ ، وَعَلَی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ .)) ❶

''میری اُمت کے ستر ہزار افراد بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایسے لوگ ہیں جو دم طلب نہیں کرتے ، بدشگونی اختیار نہیں کرتے اور داغ نہیں لگواتے ، بلکہ اپنے پروردگار پر ہی بھروسہ رکھتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت کرنے کی فضیلت:

کتاب اللہ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے انسانیت کی تخلیق عبث اور کھیل کے طور پر نہیں فرمائی۔ بلکہ ان کی تخلیق کی ایک غرض و غایت ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآنِ مجید میں ذکر فرمایا:

﴿ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴾

(الملك : ۲)

''جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا ہے، تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل کے اعتبار سے زیادہ بہتر ہے۔''

مذکورہ بالا آیت کی روشنی میں تخلیق انسانیت کی حکمت ان کا امتحان و آزمائش معلوم ہوتی ہے، تاکہ نیکی کرنے والوں کو اس کی جزاء اور برائی کرنے والوں کو اس کی سزا مل سکے، پس ہر کلمہ گو کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے خالق حقیقی کے حقوق و واجبات کو پہچانے، سمجھے اور پھر ان پر قولی و عملی اعتقاد رکھے، لیکن افسوس! کہ اکثر لوگ اس بارے میں جہالت کا شکار ہیں اور جن لوگوں کو ان حقوق و واجبات کی معرفت و پہچان ہے، وہ بھی ان کی ادائیگی میں کوشاں نظر نہیں آتے۔ اِلَّا مَنْ رَحِمَ رَبِّیْ .

وہ حقوق و واجبات یہ ہیں:

---

❶ صحیح مسلم ، کتاب الایمان، رقم: ۲۱۸.

1۔ اللہ پر ایمان لانا۔

2۔ اللہ کی اطاعت کرنا۔

3۔ اللہ کی عبادت کرنا۔

4۔ اختلافی اُمور میں اللہ کی طرف رجوع کرنا۔

5۔ اللہ تعالیٰ کی کسی معاملہ میں نافرمانی نہ کی جائے۔

6۔ بدعات کو ترک کرنا۔

7۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔

8۔ اللہ تعالیٰ سے خیر خواہی۔

9۔ اللہ تعالیٰ سے محبت۔

10۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔

11۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی حفاظت کرنا۔

12۔ طاغوت کی اطاعت سے بچنا وغیرہ۔

پس جو آدمی حقوق اللہ کا پاس رکھے گا، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، وہاں انہیں موت لاحق ہو گی، اور نہ ہی وہاں سے نکالے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ⑬﴾ (النساء: ۱۳)

”اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا، تو وہ اسے جنتوں میں داخل کرے گا، جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی۔“

حرف آخر کے طور پر یہ یاد رکھیں کہ جو آدمی حقوق اللہ کی پاسداری رکھے گا، اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتا ہے۔ چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

((كُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، يَوْمًا فَقَالَ: "يَا غُلَامُ إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ: احْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ ، احْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ ، وَاعْلَمْ: أَنَّ الأُمَّةَ لو اجْتَمَعَتْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا لَمْ يَنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ ، وَلَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ ، لَمْ يَضُرُّوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ؛ رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ ، وَجَفَّتِ الصُّحُفُ")) [1]

''میں ایک دن (سواری پر) رسول اللہ ﷺ کے پیچھے (بیٹھا ہوا) تھا، آپ نے فرمایا، اے بیٹے! میں تجھے چند اہم باتیں بتلاتا ہوں (انہیں یاد رکھو) تو اللہ (کے حقوق) کی حفاظت کر! اللہ تیری حفاظت فرمائے گا، تو اللہ (کے حقوق) کا خیال رکھ، تو اس کو اپنے سامنے پائے گا یعنی اس کی حفاظت اور مدد تیرے ہم رکاب رہے گی، جب تو سوال کرے تو صرف اللہ سے کر، جب تو مدد چاہے تو صرف اللہ سے مدد طلب کر اور یہ بات جان لے کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو کر تجھے کچھ نفع پہنچانا چاہے تو وہ تجھے اس سے زیادہ کچھ نفع نہیں پہنچا سکتی، جو اللہ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے، اور اگر وہ تجھے کچھ نقصان پہنچانے کے لیے جمع ہو جائے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی، جو اللہ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا لیے گئے اور صحیفے خشک ہو گئے۔''

اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کرنے کی فضیلت:

رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

[1] سنن التِّرمذيُّ، كتاب صفة القيامة، رقم: ٢٥١٦۔ مشكوٰة ، رقم: ٥٣٠٢۔ ظلال الجنة ، رقم: ٣١٦، ٣١٨۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں جناب رسول کریم ﷺ کے ایک سچے محبّ سیّدنا ربیعہ بن کعب الاسلمی رضی اللہ عنہ کا واقعہ ان کی زبانی ہی بیان فرمایا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس رات گزاری، آپ کی حاجت اور وضو کے لیے پانی لے کر حاضر ہوا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((سَلْ! فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ . قَالَ: أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ؟ قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ قَالَ: فَاَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ .)) [1]

''کچھ مانگنا ہے تو مانگو، میں نے عرض کیا کہ جنت میں بھی آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ فرمایا: اس کے علاوہ؟ میں نے عرض کیا: بس یہی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ کثرت سجود سے اپنے نفس پر میری مدد کرو۔''

دیکھیے! محبّ صادق کو فرمائش کا موقع میسر آیا تو بلا تردد جناب رسول اللہ ﷺ کی رفاقت کا سوال کیا، دوسرے موقع پر پھر اسی فرمائش کو دہرایا۔ اور ادھر رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا جارہا ہے کہ جو لوگ صبح و شام رضائے الٰہی کے متلاشی رہتے ہیں، ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ اپنے آپ کو روکے رکھیں، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَ اصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾ (الکھف: ۲۸)

''اور اپنے آپ کو انہی لوگوں کے ساتھ رکھا کریں جو اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے ہیں اور اسی کی رضا کے متلاشی ہیں۔''

رضائے الٰہی کی خاطر کیا گیا کام انسان کو بڑی بڑی مشکلات سے نجات دلوا دیتا ہے، چنانچہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

(انْطَلَقَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَتّٰى آوَوُا الْمَبِيْتَ إِلٰى

[1] صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۱۰۹۳.

غَارٍ فَدَخَلُوهُ، فَانْحَدَرَتْ صَخْرَةٌ مِنَ الجَبَلِ فَسَدَّتْ عَلَيْهَا الغَارَ، فَقَالُوا: إِنَّهُ لا يُنْجِيكُمْ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ إِلَّا أَنْ تَدْعُوا اللّٰهَ بِصَالِحِ أَعْمَالِكُمْ، قَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: اَللَّهُمَّ كَانَ لِيْ أَبَوانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ، وَكُنْتُ لا أَغْبِقُ قَبْلَهُمَا أَهْلًا وَلا مَالاً. فَنَأَى بِى فِىْ طَلَبِ شَيْءٍ يَوْمًا فَلَمْ أُرِحْ عَلَيْهِمَا حَتَّى نَامَا فَحَلَبْتُ لَهُمَا غَبُوْقَهُمَا، فَوَجَدْتُهُمَا نَائِمَيْنِ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَغْبِقَ قَبْلَهُمَا أَهْلًا أَو مَالًا، فَلَبِثْتُ والقَدَحُ على يَدَيَّ أَنْتَظِرُ اسْتِيْقَاظَهُمَا حَتَّى بَرَقَ الفَجْرُ فاستَيْقَظَا فَشَرِبَا غَبُوْقَهُمَا، اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ، فَانْفَرَجَتْ شَيْئًا لا يَسْتَطِيْعُوْنَ الخُرُوجَ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: قَالَ الْآخَرُ: اَللَّهُمَّ كَانَتْ لِي بِنْتُ عَمٍّ كَانَتْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ فَأَرَدْتُهَا عَلَى نَفْسِهَا، فَامْتَنَعَتْ مِنِّي حَتَّى أَلَمَّتْ بِهَا سَنَةٌ مِنَ السِّنِيْنَ فَجَاءَتْنِيْ فَأَعْطَيْتُهَا عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ دِيْنَارٍ على أَنْ تُخَلِّيَ بَيْنِي وبَيْنَ نَفْسِها فَفَعَلَتْ، حَتَّى إِذَا قَدَرْتُ عَلَيْهَا. قَالَتْ: لا أُحِلُّ لَكَ أَنْ تَفُضَّ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ، فَتَحَرَّجْتُ مِنَ الْوُقُوْعِ عَلَيْهَا فَانْصَرَفْتُ عَنْهَا وَهِيَ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ وَتَرَكْتُ الذَّهَبَ الَّذِي أَعْطَيْتُهَا، اَللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَأَفْرِجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ، فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ غَيرَ أَنَّهُمْ لا يَسْتَطِيْعُوْنَ الخُرُوجَ مِنْهَا۔ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: قَالَ الثَّالِثُ: اَللَّهُمَّ اسْتَأْجَرْتُ أُجَرَاءَ فَأَعْطَيْتُهُمْ أَجْرَهُمْ غَيرَ رَجُلٍ وَاحِدٍ تَرَكَ الَّذِيْ لَهُ وَذَهَبَ فَثَمَّرْتُ أَجْرَهُ حَتَّى كَثُرَتْ مِنْهُ الأَمْوَالُ فَجَاءَنِي بَعْدَ حِيْنٍ فَقَالَ: يا عَبْدَاللّٰهِ، أَدِّ إِلَيَّ أَجْرِي، فَقُلْتُ لَهُ:

كُلُّ مَا تَرَى مِنْ أَجْرِكَ: مِنَ الإِبِلِ وَالبَقَرِ وَالغَنَمِ وَالرَّقِيْقِ . فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَسْتَهْزِئْ بِيْ! فَقُلْتُ: لَا أَسْتَهْزِئُ بِكَ ، فَأَخَذَهُ كُلَّهُ فَاسْتَاقَهُ فَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهُ شَيْئًا ، اَللّٰهُمَّ فَإِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَانَحْنُ فِيْهِ ، فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ فَخَرَجُوا يَمْشُوْنَ .)) [1]

’’تم سے پہلی امتوں میں سے تین شخص تھے جو ایک ساتھ سفر پر نکلے، حتی کہ رات ہوگئی، چنانچہ رات گزارنے کے لیے وہ ایک غار میں داخل ہوگئے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد پہاڑ سے ایک بڑا سا پتھر لڑھک کر نیچے آیا جس نے غار کے دھانے کو بند کردیا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے آپس میں مشورہ کیا، ان کی سمجھ میں یہی بات آئی کہ اس ابتلاء سے نجات کی یہی صورت ہے کہ تم اپنے اعمال صالحہ کے واسطے سے اللہ سے دعا کرو۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اپنے عمل کے واسطے سے دعائیں کیں۔ ان میں سے ایک نے کہا: یا اللہ! تو جانتا ہے، میرے بوڑھے ماں باپ تھے اور شام کو میں سب سے پہلے انہی کو دودھ پلاتا تھا، ان سے پہلے میں نہ تو اہل وعیال کو دودھ پلاتا اور نہ خادموں کو۔ چنانچہ ایک دن درختوں کی تلاش میں میں دور نکل گیا اور جب واپس لوٹ کر آیا، میں نے شام کا دودھ دوہا اور ان کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا تو دیکھا کہ وہ سوئے ہوئے ہیں، میں نے ان کو جگانا بھی پسند نہیں کیا اور ان سے قبل اپنے اہل وعیال اور غلاموں کو دودھ پلانا بھی گوارا نہیں کیا۔ میں دودھ کا پیالہ ہاتھ میں پکڑے، ان کے سرہانے کھڑا، ان کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا، حتی کہ صبح ہوگئی اور وہ بیدار ہوئے، میں نے انہیں ان کے شام کے حصے کا دودھ پلایا اور

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الإجارة، رقم: ٢٢٧٢ ـ صحيح مسلم، كتاب الرقاق، باب قصة أصحاب الغار الثلاثة، رقم: ٦٩٤٩ .

انہوں نے پی لیا۔ یا اللہ! اگر یہ کام میں نے صرف تیری رضا کے لیے کیا تھا، تو ہم اس چٹان کی وجہ سے، جس نے غار کا منہ بند کر دیا ہے، جس مصیبت میں پھنس گئے ہیں، اس سے ہمیں نجات عطا فرما دے۔ اس دعا کے نتیجے میں وہ چٹان تھوڑی سی سرک گئی، لیکن ابھی اس سے باہر نکلنا ممکن نہیں تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دوسرے شخص نے دعا کی، یا اللہ! میری چچا زاد بہن تھی جو مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی۔ (ایک مرتبہ) میں نے اس سے اپنی نفسانی خواہش پوری کرنے کا ارادہ کیا، لیکن وہ آمادہ نہیں ہوئی اور اس نے انکار کر دیا، حتی کہ ایک وقت آیا کہ قحط سالی نے اسے میرے پاس آنے پر مجبور کر دیا، میں نے اسے اس شرط پر ایک سو بیس دینار دیئے کہ وہ میرے ساتھ خلوت اختیار کرے، چنانچہ وہ آمادہ ہوگئی۔ جب میں اس پر قادر ہوگیا (اور وہ میرے قابو میں آگئی)، تو اس نے کہا میں آپ کے لیے اس مہر کو بغیر حق کے توڑنے کی اجازت نہیں دیتی، پس میں نے اس پر واقع ہونے کو بُرا جانا اور میں نے اسے چھوڑ دیا، حالانکہ وہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ مجھے پیاری تھی اور میں نے سونے کے وہ دینار بھی چھوڑ دیئے جو میں نے اسے دیئے تھے۔ یا اللہ! اگر میں نے یہ کام تیری رضا کے لیے کیا تھا تو یہ نازل شدہ مصیبت ہم سے دور فرما دے! چنانچہ وہ چٹان کچھ اور سرک گئی، لیکن باہر نکلنے کا راستہ اب بھی نہیں بنا۔
نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: تیسرے نے دعا کی۔ یا اللہ! میں نے کچھ مزدوروں کو اجرت پر رکھا تھا، سب کو میں نے ان کی اجرت عطا کر دی، صرف ایک مزدور اپنی مزدوری لیے بغیر چلا گیا تھا۔ میں نے اس کی مزدوری کی رقم کو کاروبار میں لگا دیا، حتی کہ اس سے بہت سا مال بن گیا۔ کچھ عرصے کے بعد وہ ایک دن آیا اور آکر کہا ''اللہ کے بندے! مجھے میری اجرت ادا کر دے'' میں نے کہا ''یہ اونٹ، گائے، بکریاں اور غلام جو تجھے نظر آرہے ہیں، یہ سب تیری اجرت کا

ثمر ہے'' اس نے کہا '' اللہ کے بندے! مجھ سے مذاق نہ کر'' میں نے کہا '' میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا'' (حقیقت بیان کر رہا ہوں) چنانچہ (میری وضاحت پر) وہ سارا مال لے گیا، اس میں سے اس نے کچھ نہ چھوڑا۔ یا اللہ! اگر میں نے یہ کام صرف تیری رضا کی خاطر کیا ہے تو یہ مصیبت جس میں ہم پھنسے ہوئے ہیں، دور کر دے! پس وہ چٹان بالکل سرک گئی اور غار کا منہ کھل گیا اور وہ باہر نکل آئے۔''

اصحاب رسول ﷺ ہر لمحہ اور ہر لحظہ جیسا کہ ابھی گذرا ہے کہ رضائے الٰہی کی تلاش میں رہتے۔ ہر عمل صالح اللہ کو راضی کرنے کے لیے کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی علامات بیان کرتے ہوئے ایک علامت اور نشانی یہ بھی بیان فرمائی کہ:

﴿يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا﴾ (الفتح : ٢٩)

'' یہ لوگ اللہ کی رضا اور اس کے فضل کی جستجو میں رہتے ہیں۔''

آپ ﷺ کے چاہنے والوں میں سے سیّدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی سیرت پڑھیے اور سنئے گا، وہ فرماتے ہیں کہ:

((هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ نَلْتَمِسُ وَجْهَ اللّٰهِ فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ، فَمِنَّا مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا، مِنْهُمْ مُصْعَبُ بن عُمَيْرٍ رضي الله عنه، وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمْرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا، قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ، فَلَمْ نَجِدْ لَهُ مَا نُكَفِّنُهُ بِهِ إِلَّا بُرْدَةً إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ، خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ، خَرَجَ رَأْسُهُ، فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ، وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الإِذْخِرِ)) [1]

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب إذا لم يجد كفنا إلا ما يواري رأسه أو قدميه غطّي رأسه، رقم: ١٢٧٦ـ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب كفن الميت، رقم: ٢١٧٧.

''ہم نے اللہ کی رضا کی تلاش کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی تو ہمارا اجر اللہ پر ثابت ہوگیا۔ پس ہم میں سے بعض وہ ہیں جو فوت ہو گئے اور اپنے اجر میں سے کوئی حصہ (مال غنیمت وغیرہ کی صورت میں) انہوں نے نہیں کھایا۔ اور بعض ہم میں سے وہ ہیں جن کے پھل پک گئے ہیں اور وہ اسے چن رہے ہیں۔ ان میں سے ایک سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہیں جو جنگ احد میں شہید ہوئے۔ انہوں نے ایک کمبل اپنے پیچھے چھوڑا تھا، جب ہم اس کے ساتھ ان کا سر ڈھانپتے تو ان کے پیر ننگے ہو جاتے اور جب پیر ڈھانپتے تو سر کھل جاتا۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم ان کا سر ڈھانپ دیں اور ان کے پیروں پر اذخر گھاس ڈال دیں''

یہ اس لیے کہ رضائے الٰہی کی خاطر کیا جانے والا عمل جنت میں بلندی درجات کا باعث ہے، نبی ہاشمی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے:

((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَرْفَعُهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ ، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَهْوِيْ بِهَا فِيْ جَهَنَّمَ .)) [1]

''بندہ اللہ کی رضا مندی کی بات کرتا ہے، اس کی طرف اس کی توجہ بھی نہیں ہوتی، لیکن اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے کئی درجے بلند فرما دیتا ہے۔ اور بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والی بات کرتا ہے جس کی طرف اس کا دھیان بھی نہیں ہوتا، لیکن اس کی وجہ سے وہ جہنم میں جا گرتا ہے۔''

ہمارے لیے اُسوۂ حسنہ رسول مکرم، آقائے دو جہاں، والی بطحا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ گرامی ہے، دیکھیے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کیسے اللہ کو راضی کرنے میں منہمک ہیں۔ حالانکہ آپ کا رب تو آپ ﷺ پر راضی تھا، (درحقیقت اس میں ہمارے لیے درس ہے۔)

[1] صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، رقم: ٦٤٧٨.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول کریم ﷺ کو اپنے بستر پر گم پایا، چنانچہ میں آپ کو تلاش کرنے لگی کہ اچانک میرے ہاتھ آپ کے پاؤں کے تلووں پر جا پڑے، آپ حالت سجدہ میں تھے، آپ کے دونوں پاؤں کھڑے تھے اور آپ یہ دعا پڑھ رہے تھے:

((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْكَ لا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ)) ❶

''اے اللہ! میں تیری رضا کے ذریعے سے تیری ناراضگی سے، اور تیری عافیت کے ذریعے سے تیری سزا سے اور تیری ذات کے ذریعے سے تیرے قہرو غضب سے پناہ مانگتا ہوں۔ میں تیری تعریف کا شمار نہیں کر سکتا، تو ویسا ہی ہے، جیسے تو نے خود اپنی تعریف بیان کی ہے۔''

جو شخص رضائے الٰہی کی خاطر کسی کی ملاقات اور زیارت کے لیے جاتا ہے، تو اس کا مہمان نواز خود اللہ تعالیٰ بن جاتا ہے، اور اس کی مہمان نوازی جنت کی صورت میں کرتا ہے، چنانچہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْ عَبْدٍ أَتَى أَخاً لَهُ يَزُوْرُهُ فِي اللّٰهِ إِلَّا نَادَى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ طِبْتَ وَطَابَتْ لَكَ الْجَنَّةُ، وَإِلَّا قَالَ اللّٰهُ فِي مَلَكُوْتِ عَرْشِهِ: عَبْدِي زَارَ فِيَّ، وَعَلَيَّ قِرَاهُ، فَلَمْ أَرْضَ لَهُ بِقِرًى دُوْنَ الْجَنَّةِ.)) ❷

''جو کوئی بندہ اللہ کی رضا کے لیے اپنے بھائی کے پاس اس کی زیارت کی غرض سے آتا ہے تو آسمان سے منادی اعلان کرتا ہے کہ تو خوش ہو جا، تیرے

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب مايقال في الركوع والسجود، رقم: ١٠٩٠.

❷ صحيح الترغيب والترهيب، رقم: ٢٥٧٩_ السلسلة الصحيحة، رقم: ٢٦٣٢.

لیے جنت عمدہ و اچھی ہو چکی ہے، اور اللہ تعالیٰ اپنے عرش کی بادشاہت میں فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے میری رضا کے لیے زیارت کی، مجھ پر اس کی مہمان نوازی لازم ہے، لہٰذا میں نے اس کے لیے مہمان نوازی کے طور پر صرف جنت کو ہی پسند کیا ہے۔''

امام ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''رضائے الٰہی کی خاطر محبت کرنے کی علامت اور نشانی یہ ہے کہ انسان اپنے بھائی کی رضا کی تلاش میں رہے، اور اس کا خیال رکھے۔'' [1]

اور حذیفہ بن قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''کسی شخص کے متعلق مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ مجھ سے رضائے الٰہی کی خاطر دشمنی اور بغض رکھتا ہے تو میں اپنے آپ پر رضائے الٰہی کی خاطر اس کی محبت حاصل کرنا لازم کرلوں۔'' [2]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے فضائل:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آسمان و زمین دونوں جگہ لائق صد احترام ہیں۔ آسمان میں اللہ تعالیٰ اور فرشتے ان پر درود بھیجتے ہیں، اور زمین پر تمام اہل ایمان سے مطلوب ہے کہ ان پر درود و سلام بھیجتے رہیں۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝۵۶﴾ (الاحزاب: ٥٦)

''اللہ اور اُس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم ان پر درود بھیجو اور اچھی طرح سلام بھی بھیجتے رہا کرو۔''

فائدہ:...... امام بخاری رحمہ اللہ نے ابو العالیہ سے روایت کی ہے کہ اللہ کے دُرود سے مراد فرشتوں کی محفل میں آپ کا ذکر خیر ہے، اور فرشتوں کے دُرود سے مراد آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے خیر و برکت کی دعا ہے۔ [3]

---

[1] سیر أعلام النبلاء: ۱/ ۳۹۱.
[2] سیر أعلام النبلاء: ۹/ ۲۸۳.
[3] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله: ان الله و ملائکته یصلون علی النبی.

مزید تفصیل ملاحظہ کیجئے: جلاء الافہام از حافظ ابن قیم رحمہ اللہ ، میں ''صلاۃ'' یعنی دُرود کا معنی ومفہوم۔

امام بخاری نے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ علیہ الصلوۃ والسلام سے پوچھا کہ ہم آپ کو سلام کرنا تو جانتے ہیں، دُرود کیسے بھیجیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ ، وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ . اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ .)) [1]

''اے اللہ! محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما، جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت نازل کی ، بے شک تو تعریف کے قابل اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! محمد اور آل محمد پر برکت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی۔ بے شک تو تعریف کے قابل اور شرف ومجد کا مالک ہے۔''

یہ بات بھی یاد رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر جب بھی آئے آپ پر دُرود بھیجنا واجب ہے۔ [2]

دُرود پاک کثرت سے پڑھا جائے تو پریشانیوں سے نجات ملتی ہے، سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے عرض کیا:

((يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي أُكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَيْكَ ، فَكَمْ أَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِي؟ قَالَ: "مَا شِئْتَ" قُلْتُ: الرُّبُعَ؟ قَالَ: "مَا شِئْتَ ، فَإِنْ

---

[1] صحيح بخاری، كتاب أحاديث الانبياء ، رقم: ٣٣٧٠.

[2] مزید تفصیل دیکھیں: تفسير ابن كثير ، تحت آيت : إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ......

زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ" قُلْتُ: فَالنِّصْفَ؟ قَالَ: "مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ" قُلْتُ: فَالثُّلُثَيْنِ؟ قَالَ: "مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ" قُلْتُ: أَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِي كُلَّهَا؟ قَالَ: "إِذاً تُكْفِى هَمَّكَ، وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ")) ❶

''اے اللہ کے رسول، میں آپ پر کثرت سے درود پڑھتا ہوں، پس میں آپ پر درود کے لیے کتنا وقت مقرر کروں؟ آپ نے فرمایا: جتنا تم چاہو، میں نے کہا، دعا کا چوتھائی حصہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا جتنا تم چاہو اگر تم زیادہ کرو گے تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے کہا، تو پھر آدھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا، جتنا تم چاہو، پس اگر تم زیادہ کرو گے تو تمہارے لیے بہتر ہے، میں نے کہا، پس دو تہائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا جتنا تم چاہو، اگر تم زیادہ کرو گے تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے کہا۔ میں اپنا سارا وقت آپ ﷺ پر درود کے لیے وقف کر دیتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا پھر تو (یہ عمل) تمہارے غموں (کے دور کرنے) کے لیے کافی ہوگا اور تمہارے گناہ بھی معاف کر دیئے جائیں گے۔''

جس مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا جائے، رسول اللہ ﷺ پر دُرود شریف نہ بھیجا جائے، وہ یقیناً بے برکت مجلس ہے اور اس کے شرکاء ایک صحیح حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مستحق ٹھہر سکتے ہیں۔ چنانچہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيهِ وَلَمْ يُصَلُّوا عَلَى نَبِيِّهِمْ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً، فَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ")) ❷

---

❶ سنن ترمذي، أبواب صفة القيامة، رقم: ٢٤٥٧۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❷ سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب القوم يجلسون ولا يذكرون اللّٰه تعالى، رقم: ٣٣٨٠۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ٧٤.

''جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں، اس میں اللہ کا ذکر نہ کریں اور نہ ہی اپنے نبی ﷺ پر درود بھیجیں تو یہ مجلس ان کے لیے حسرت (اور عیب کا باعث) ہوگی۔ پس اگر اللہ چاہے گا تو انہیں عذاب دے گا اور چاہے گا تو معاف فرما دے گا۔''

رسول اکرم ﷺ پر درود بھیجنے والے شخص پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا)) ❶

''جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔''

نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے سے درجات بلند ہوتے ہیں۔ چنانچہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ صَلَّى عَلَى صَلاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْه عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَ حُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيْئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ .)) ❷

''جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اور اس کے دس گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اس کے دس درجات بلند فرما دیتا ہے۔''

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

''اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو شخص صبح اور شام کے وقت دس دس مرتبہ مجھ پر درود بھیجتا ہے کل قیامت کے دن اس کو میری شفاعت نصیب ہوگی۔'' ❸

روزِ قیامت نبی کریم ﷺ کے سب سے زیادہ قریب وہی ہوگا جو سب سے زیادہ آپ ﷺ پر دُرود شریف بھیجتا ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

❶ سنن نسائی، کتاب السھو، رقم: ۱۲۹۷۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔ المشکوۃ، رقم: ۹۰۲.

❷ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۹۱۲.

❸ صحیح الجامع الصغیر: ۲/ ۱۰۸۸.

اکرم ﷺ نے فرمایا:

((أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً .)) ❶

''قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرے قریب وہ ہوگا جو سب سے زیادہ مجھ پر دُرود بھیجے گا۔''

نبی کریم ﷺ پر کثرت سے درود پڑھنا دخول جنت کا سبب ہے۔سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ نَسِيَ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ خَطِئَ بِهِ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ .)) ❷

نبی کریم ﷺ پر جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھنا چاہیے۔ چنانچہ اویس بن اویس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے دنوں میں جمعہ کا دن سب سے افضل ہے۔ پس تم اس دن مجھ پر کثرت سے درودھ بھیجا کرو اس لیے تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے (صحابہ رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ پر ہمارا درود پڑھنا کیسے پیش کیا جائے گا، حالانکہ آپ کا جسم مبارک تو (قبر میں) بوسیدہ ہو چکا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے اجسام زمین پر حرام کردیئے ہیں۔'' ❸

جب بھی نبی کریم ﷺ کا ذکر ہو، آپ پر درود پڑھا جائے۔ حسین بن علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْبَخِيْلُ الَّذِيْ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ .)) ❹

---

❶ سنن ترمذی، باب ما جاء فی فضل الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم، رقم: ٤٨٤۔ صحیح ابن حبان، رقم: ٢٣٨٩۔ ابن حبان نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن الکبری، للبیهقی: ٢٨٦/٩۔ یہ حدیث حسن ہے۔

❸ سنن ابوداود، باب تفریع ابواب الوتر، رقم: ١٥٣١۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❹ سنن ترمذی، ابواب الدعوات، رقم: ٣٥٤٦۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ المشکاة، رقم: ٩٣٣۔ التعلق الرغیب: ٢٨٤/٢)

''بخیل وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔''

مدد صرف اللہ تعالیٰ سے مانگنے کی فضیلت:

''استعانت'' یعنی مدد طلب کرنا، عبادت ہے، جو کہ اللہ کے سوا کسی کو جائز نہیں۔ لہٰذا جو آدمی مشکلات میں مدد طلب کرنا چاہے تو ایک اللہ سے طلب کرے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝۴۰﴾

(الأنفال: ٤٠)

''پس تم جان لو کہ بے شک تمہارا مولیٰ اللہ ہے، اور وہ بڑا ہی اچھا مولیٰ اور بڑا ہی اچھا مددگار ہے۔''

دوسرے مقام پر رسول اکرم ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۭ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ ۝۱۰۷﴾ (البقرہ: ۱۰۷)

''کیا تم نہیں جانتے کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ کے لیے ہے، اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی ولی ہے اور نہ کوئی مددگار۔''

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''بندہ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ ہر نماز میں ''اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنَ'' کہے۔ کیونکہ شیطان اسے شرک کرنے کا حکم دیتا ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ غیروں کو شریک ٹھہرائے، غیروں سے مدد مانگے اور اللہ کے بجائے انبیاء وصالحین اور قبروں میں مدفون لوگوں سے مدد مانگے۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اونٹ پر جا رہا تھا (سفر کے دوران) آپ نے فرمایا کہ اے لڑکے! میں تجھے چند کلمات سکھلاتا ہوں، اللہ کے احکام کی حفاظت (احترام اور عمل سے) کر، وہ تیری حفاظت کرے

گا۔ اللہ (کے موجود ہونے پر یقین کامل) کی حفاظت کر تو اللہ کو اپنے سامنے پائے گا۔ اپنا سوال اللہ سے ہی کر اور اگر مدد چاہے تو اسی کی اعانت طلب کر۔ یاد رکھ! اگر تمام لوگ مل کر تجھے فائدہ پہنچانا چاہیں تو اتنا ہی فائدہ پہنچا سکیں گے جتنا اللہ نے تیرے لیے مقدر کر دیا۔ اور تمام لوگ مل کر تجھے نقصان پہنچانا چاہیں تو وہ آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتے، مگر اتنا کہ جو اللہ نے تیرے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ قلمیں اُٹھا لی گئی ہیں، اور صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔ ❶

اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے کا نتیجہ جنت ہے۔ سیّدنا عیاض بن صحار مجاشعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا:

((وَاَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلٰثَةٌ: ذُوْسُلْطٰنٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ ، وَ رَجُلٌ رَحِيْمٌ رَقِيْقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِيْ قُرْبٰى ، وَمُسْلِمٌ وَعَفِيْفٌ وَ مُتَعَفِّفٌ ذُوْعِيَالٍ .)) ❷

”جنت میں جانے والے تین قسم کے لوگ ہیں:

1۔ حاکم، انصاف کرنے والا، سچ بولنے والا اور نیک کاموں کی توفیق دیا گیا۔

2۔ وہ شخص جو ہر قرابت دار اور ہر مسلمان کے لیے مہربان اور نرم دل ہے۔

3۔ وہ شخص جو پاکدامن ہے اور عیالداری کے باوجود کسی سے سوال نہیں کرتا۔“

مزید برآں سیّدنا ثوبان مولیٰ رسول ہاشمی فرماتے ہیں کہ: سیّد البشر، سیّد الانبیاء رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ تَكَفَّلَ لِيْ اَنْ لَّا يَسْئَلَ النَّاسَ شَيْئًا وَ اَتَكَفَّلُ لَهٗ بِالْجَنَّةِ .))

”جو شخص مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ وہ کسی سے سوال نہیں کرے گا، میں

---

❶ سنن ترمذی، کتاب صفة القيامة، والرقائق والورع، رقم: ۲۵۱۶۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الجنة...... باب الصفات التی یعرف بها فی الدنیا......، رقم: ۷۲۰۷.

اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔''

چنانچہ سیّدنا ثوبان نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں ضمانت دیتا ہوں۔ (راوی کا کہنا ہے) کہ وہ (اللہ کے علاوہ) کسی سے کوئی سوال نہیں کرتے تھے۔ [1]

اللہ کے دین کی مدد کرنے کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ نے اپنے مؤمن بندوں سے کہا ہے کہ اگر وہ اس کے دین کی مدد کریں گے تو وہ ان کی نصرت فرمائے گا، ہر موقعہ پر انہیں ثبات قدمی عطا فرمائے گا۔ اللہ رب کائنات کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ۝﴾

(محمد : ۷)

''اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا، اور تمھیں ثابت قدمی عطا کرے گا۔''

دوسرے مقام پر یوں بیان فرمایا:

﴿وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ ۗ﴾ (الحج : ٤٠)

''اور اللہ یقیناً ان کی مدد کرتا ہے جو اس (کے دین) کی مدد کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے مؤمن بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ ہر حال میں اپنی جانوں، مالوں اور افعال کے ذریعے اس سچے اور سُچے دین کی نصرت کریں جسے اللہ رب العزت نے اپنی اطاعت و بندگی کی خاطر نازل فرمایا ہے۔ اور جیسے سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے ان کی آواز پر لبیک کہا، دعوت کے کام میں ان کی مدد کی، اور ان سے وعدہ کیا کہ وقت آنے پر وہ اپنی جانوں کی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ

[1] سنن ابی داؤد، باب کراهية المسألة، رقم: ١٦٤٣۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَ كَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ۚ فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِیْنَ ﴿۱۴﴾ (الصف : ١٤)

''اے ایمان والو! اللہ کے مددگار بن جاؤ، جیسا کہ عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا کہ دعوت الی اللہ کی راہ میں میری کون مدد کرے گا؟ حواریوں نے کہا: ہم اللہ کے دین کی مدد کرنے والے ہیں، پس بنی اسرائیل کی ایک جماعت ایمان لے آئی، اور دوسری جماعت کافر ہوگئی، تو ہم نے ایمان والوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد کی، پس وہ غالب ہوگئے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ''جب حواریوں نے سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ کی دعوت لوگوں تک پہنچانے کے لیے ہم آپ کی نصرت و تائید کریں گے، چنانچہ روح اللہ علیہ صلوٰت اللہ نے اسرائیلیوں اور یونانیوں میں انہیں مبلغ بنا کر شام کے شہروں کی طرف بھیجا۔ حج کے دنوں میں سرور رسل صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرمایا کرتے تھے: کوئی ہے جو مجھے جگہ دے تاکہ میں اللہ کی رسالت کو پہنچا دوں، قریش تو مجھے رب کا پیغام پہنچانے سے روک رہے ہیں۔ ❶

چنانچہ اہل مدینہ کے قبیلے اوس وخزرج کو اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت ابدی بخشی۔ انہوں نے آپ سے بیعت کی، آپ کی باتیں قبول کیں اور مضبوط عہد و پیمان کیے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں آجائیں تو پھر کسی سرخ و سیاہ کی طاقت نہیں جو آپ کو دُکھ پہنچائے، ہم آپ کی طرف سے جانیں لڑا دیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی آنچ نہ آنے دیں گے، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو لے کر ہجرت کر کے ان کے ہاں گئے تو فی الواقع انہوں نے اپنے کہے کو پورا کر دکھایا۔ اپنی زبان کی پاسداری کی۔ اسی لیے انصار کے معزز لقب سے ممتاز ہوئے اور یہ لقب گویا ان کا امتیازی نام بن گیا۔'' ❷

---

❶ مسند احمد: ٣/٣٢٢۔ صحیح ابن حبان، رقم: ٦٢٧٤۔ ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ تفسیر ابن کثیر: ٥/٤٠٨۔ طبع مکتبه قدوسیه، لاهور.

بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ اس میں مؤمنین کو ان کے رب کی طرف سے تائید ونصرت اور فتح وکامرانی کی نوید سنائی گئی ہے، بشرطیکہ وہ دین حنیف کی سربلندی کے لیے متحد ہو کر کوشاں رہیں، اور باہمی اختلاف سے یکسر دُور رہیں۔ وباللّٰہ التوفیق

اللہ تعالیٰ کا یہ کریمانہ وعدہ ہے کہ جو اہل کتاب میں سے رسول اکرم علیہ الصلاۃ والسلام پر ایمان لے آئیں گے، آپ کی تعظیم وتوقیر کریں گے، آپ کی نصرت ومدد کریں گے اور قرآن حکیم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں گے، تو اللہ رب کائنات انہیں دنیا وآخرت میں فائز المرام بنا دے گا۔ چنانچہ ارشاد رب العالمین ہے:

﴿ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ١ٚ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىِٕثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ١ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ١ۙ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۠ (۱۵۷) ﴾

(الاعراف: ۱۵۷)

''ان کے لیے جو ہمارے رسول نبی اُمّی کی اتباع کرتے ہیں، جن کا ذکر وہ اپنے تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، جو لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہیں، اور برائی سے روکتے ہیں، اور ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں، اور خبیث اور گندی چیزوں کو حرام کرتے ہیں، اور ان بارہائے گراں اور بندشوں کو ان سے ہٹاتے ہیں جن میں وہ پہلے سے جکڑے ہوئے تھے، پس ان پر ایمان لائے ہیں، اور جنھوں نے ان کے مقام کو پہچانا ہے، اور ان کی مدد کی ہے، اور اس نور کی پیروی کی ہے جو ان پر نازل ہوا، وہی فلاح پانے والے ہیں۔''

وہ مہاجر اور فقراء جنھوں نے اللہ کی رضا اور اس کے دین کی نصرت کی خاطر اپنا گھر

بار چھوڑا، مدینہ اس حال میں پہنچے کہ اُن کے پاس نہ کھانے کے لیے روٹی تھی اور نہ تن ڈھانکنے کے لیے کپڑا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے اخلاصِ عمل کے سبب انہیں ''صادقین'' کے لقب سے نوازا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۚ﴿۸﴾ ﴾ (الحشر: ۸)

''وہ مال اُن فقیر مہاجرین کے لئے ہے جو اپنے گھروں اور مال و دولت سے نکال دیئے گئے، وہ لوگ اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کے طلبگار تھے، اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے تھے، وہی لوگ سچے تھے۔''

اللہ کے دین کی نصرت کرنے والے شخص کو شریعت قابل رشک قرار دیتی ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم، شفیع المؤمنین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٍ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسُلِّطَ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ۔ وَرَجُلٍ آتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا)) [1]

''رشک کے قابل صرف دو آدمی ہیں۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے مال دیا، پھر اسے حق کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق بھی دی۔ اور دوسرا وہ آدمی، جس کو اللہ نے دانائی سے نوازا، پس وہ اس کے ساتھ (لوگوں کے معاملات کے) فیصلے کرتا اور دوسروں کو بھی سکھاتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے یہ بنیادی حق ہے کہ اس کے دین کی نصرت و تائید کی جائے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

---

[1] صحيح بخاري، كتاب العلم، باب الاغتباط في العلم والحكمة، رقم: ۷۳۔ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضل من يقوم بالقرآن ويعلّمه، رقم: ۱۸۹۶.

﴿اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۝﴾ (الفتح : ۹)

''اے میرے نبی! ہم نے بے شک آپ کو گواہ اور خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، اے مسلمانو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور اس کے دین کی مدد کرو، اور اس کا ادب کرو، اور اللہ کی پاکی بیان کرو صبح وشام۔''

محافظ دین کا محافظ خود اللہ بن جاتا ہے، چنانچہ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِحْفَظِ اللّٰهِ يَحْفَظْكَ اِحْفَظِ اللّٰهِ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ .)) ❶

''تو اللہ (کے دین) کی حفاظت کر اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کرے گا، تو اللہ تعالیٰ (کے دین) کی حفاظت کر، تو اس کو سامنے پائے گا۔''

خیر خواہی کرنے کا ثواب:

دین خیر خواہی کا نام ہے، جس کی دلیل رسول اکرم، سیّد المرسلین محمد عربی علیہ الصلاۃ والسلام کی حدیث یہ ہے جسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں سیّدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: یقیناً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((الدِّيْنُ النَّصِيحَةُ، قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُولِهٖ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ .)) ❷

''دین خیر خواہی کا نام ہے، ہم نے کہا: کس کے لیے؟ فرمایا: اللہ کے لیے، اور اس کی کتاب کے لیے، اور اس کے رسول کے لیے، اور آئمہ مسلمین اور تمام

---

❶ سنن ترمذی، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع، رقم: ۲۵۱٦۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۱۹٦.

مسلمانوں کے لیے۔''

خیر خواہی کرنے والے شخص کے لیے اللہ رب العزت نے اجرِ عظیم کا وعدہ فرمایا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١١٤﴾﴾ (النسآء: ١١٤)

''ان کی بہت سی سرگوشیوں میں کوئی خیر نہیں ہے، سوائے اس آدمی (کی سرگوشی) کے جو کسی کو صدقہ یا بھلائی یا لوگوں کے درمیان اصلاح کا حکم دے، اور جو اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ایسا کرے گا، تو ہم اسے اجرِ عظیم عطا کریں گے۔''

اصلاح اور خیر خواہی کرنے والوں اور ارادۂ اصلاح و خیر رکھنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت جوش مارتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٥﴾﴾

(النور: ٥)

''سوائے ان لوگوں کے جو اس گناہ کے بعد توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کرلیں، تو بے شک اللہ بڑا مغفرت والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

اہل ایمان مصلحین کو نہ مستقبل کا کوئی خوف لاحق ہوگا اور نہ ماضی کا غم۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَمَنْ آمَنَ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٤٨﴾﴾

(الانعام: ٤٨)

''پس جو لوگ ایمان لائیں گے، اور اصلاح کریں گے، انہیں نہ مستقبل کا کوئی خوف لاحق ہوگا اور نہ ماضی کا غم۔''

خیر خواہی کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ انسان جو اچھی چیز، اچھا عمل اپنے لیے پسند کرتا ہے، وہی اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے لیے کرے۔ چنانچہ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتَّی یُحِبَّ لِأَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهِ .)) ❶

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مؤمن نہیں ہوسکتا، جب تک وہ اپنے (مسلمان) بھائی کے لیے بھی وہ چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔''

گناہوں سے بچنے کا ثواب:

امام مسلم رحمہ اللہ نے سیّدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گناہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

((اَلْاِثْمُ مَا حَاكَ فِیْ صَدْرِكَ وَکَرِهْتَ اَنْ یَّطَّلِعَ عَلَیْهِ النَّاسُ .)) ❷

''گناہ وہی ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے، اور تمہیں پسند نہ ہو کہ لوگوں کو اس کی اطلاع ہو جائے۔''

گناہ ظاہر ہو یا پوشیدہ اسے یکسر چھوڑ دینا واجب ہے، جو لوگ گناہوں سے تائب ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو بھی نیکیوں میں بدل دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝۷۰﴾ (الفرقان: ۷۰)

''مگر جو شخص توبہ کرے گا، اور ایمان لے آئے گا اور نیک عمل کرے گا، تو

---

❶ صحیح بخاري، کتاب الإیمان، باب من الإیمان أن یحب لأخیه……، رقم: ۱۳۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الدلیل علی أن من خصال الإیمان أن یحب لأخیه ما یحب لنفسه من الخیر، رقم: ۱۷۰.

❷ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ٦٥١٦.

اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا، اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، بے حد مہربان ہے۔'' ❶

گناہوں سے بچنے والے اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ١٨٢﴾ (البقرہ: ۱۸۲)

''ہاں اگر کسی وصیت کرنے والے کی طرف سے جانبداری یا گناہ کا ڈر ہو، اس لیے اگر کوئی شخص رشتہ داروں کے درمیان صلح کرا دے، تو ایسا کرنے والے پر کوئی گناہ نہیں، بے شک اللہ مغفرت کرنے والا، اور رحم کرنے والا ہے۔''

کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرنے کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے ہر وہ کام جو جنت میں لے جانے، اور ہر وہ کام جو جہنم میں دخول کا سبب بنے واضح کر دیا۔ اور اس بارہ میں ترغیب و ترہیب دی، لا محالہ جہنم میں وہی شخص جائے گا جو رب کی نافرمانی کا مرتکب ہوگا۔ رب کی نافرمانی گناہوں کے ذریعے ہوتی ہے۔ جو کبیرہ وصغیرہ ہیں۔ کبیرہ گناہ جن میں کفر، شرک، سحر، کہانت، والدین کی نافرمانی، قتل وغیرہ وغیرہ ہیں، سے اجتناب جنت میں دخول کا ذریعہ ہے۔ بلکہ بعض ایسے کبیرہ گناہ بھی ہیں کہ اگر صرف انہی سے اجتناب کیا جائے تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرما دیتا ہے۔ جیسا کہ شرک ہے۔ اگر کوئی شخص دیگر امور میں کوتاہی کے ارتکاب کے باوجود اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتا تو اس کی برکت سے جنت میں جائے گا۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۚ﴾

(النساء: ۴۸)

---

❶ گناہ کے موضوع کو مکمل تفصیل سے جاننے کے لیے ہماری کتاب ''گناہ اور توبہ'' کا مطالعہ کریں۔

''یقیناً اللہ شرک کو معاف نہیں کرے گا، اس کے علاوہ دیگر گناہوں کو معاف کردے جس کے لیے چاہے گا۔''

مزید فرمایا:

﴿وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ ﴿١٢٠﴾﴾ (الانعام: ۱۲۰)

''اور تم کھلے اور چھپے سب گناہوں سے باز آ جاؤ۔ بے شک جو لوگ گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں، وہ عنقریب اپنے کیے کی سزا پائیں گے۔''

اسی طرح شرک کے علاوہ اگر کوئی دیگر کبیرہ گناہوں سے بھی اجتناب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنا فضل وکرم فرماتا ہے اگر اس سے کچھ خطائیں، لغزشیں صادر بھی ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کردے گا۔

جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا ﴿٣١﴾﴾ (النساء: ۳۱)

''اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچتے رہو گے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ مٹا دیں گے اور عزت و بزرگی کی جگہ داخل کریں گے۔''

نفسانی خواہشات سے بچنے کے فضائل:

نفسانی خواہشات انسان کو تباہ و برباد کر دیتی ہیں، اور اس کے برعکس جس نے خوفِ الٰہی کو اپنے دل میں جگہ دی ہوگی، اور اس ایمان کے ساتھ دنیا میں زندگی گزاری ہوگی کہ اُسے اپنے رب کے سامنے میدانِ محشر میں کھڑا ہونا ہوگا، اور اس ایمان کے زیر اثر، اس نے اپنے آپ کو خواہش نفس کی اتباع سے دُور رکھا ہوگا، اُس دن اس کی جائے رہائش جنت عدن ہوگی، جس کی نعمتوں کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان نے سنا ہے، اور نہ ہی کسی انسان کا دل اس کا تصور کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿٤٠﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٤١﴾﴾ (النازعات: ٤٠، ٤١)

''اور جو اپنے رب کے مقام سے ڈرا، اور اپنے نفس کو خواہش کی اتباع سے روکا، تو بے شک جنت اس کا ٹھکانا ہوگا۔''

رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آیت کریمہ کی تفسیر بایں الفاظ فرمائی ہے:

((حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ، وحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ".)) [1]

''جہنم کو شہوات نفسانی کے ساتھ ڈھانپ دیا گیا ہے، اور جنت کو گراں گزرنے والے ناگوار کاموں سے ڈھانپ دیا گیا۔''

یعنی جو شخص خواہشات نفسانی کے پیچھے پڑ گیا اس نے گویا دوزخ کا حجاب اُٹھا دیا۔ اب دوزخ میں داخل ہوگا۔ اور جو مشکلات کا سامنا کرتا رہے، مصائب پر صبر کرتا رہے تو اس نے جنت کا حجاب اُٹھا دیا، اب جنت میں داخل ہوگا۔

فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں سرحد پر پہرہ دینے والے کے سوا ہر مرنے والے کا عمل اس کے مرنے کے ساتھ ہی ختم ہو جاتا ہے اس لیے کہ اس کے عمل کو قیامت کے دن تک بڑھایا جاتا ہے، اور وہ قبر کی آزمائش سے بھی محفوظ رہتا ہے۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔'' [2]

نیکیوں کی طرف جلدی کرنے کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نصیحت کی ہے کہ تمہارا شیوہ ہر خیر اور ہر بھلائی کی طرف سبقت والا ہونا چاہیے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب حجبت النار بالشهوات، رقم: ٦٤٨٧ـ صحيح مسلم، أوائل كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، رقم: ٧١٣٠.

[2] سنن ترمذی، ابواب فضائل الجهاد، رقم: ١٦٢١ـ سلسلة الصحيحة، رقم: ٥٤٩.

﴿وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ (البقرہ : ۱۴۸)

''ہر صاحب مذہب کا ایک قبلہ ہوتا ہے، پس تم نیکیوں کی طرف دوڑو۔ جہاں کہیں بھی تم ہوگے، اللہ تمہیں لے آئے گا۔ اللہ ہر چیز پر (پوری طرح) قادر ہے۔''

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں کلمہ ''مسابقت'' استعمال ہوا ہے جو کہ ''مسارعت'' سے زیادہ بلیغ ہے۔ کیونکہ اس میں دوسروں پر سبقت لے جانے کا معنی بھی پایا جاتا ہے۔ اور ''خیرات'' سے مراد وہ تمام اعمالِ صالحہ اور نیکی کے کام ہیں جن کے ذریعے دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کی جاسکتی ہے۔

اس پر مستزاد اس میں اعمالِ صالحہ کے لیے ایک قسم کی ترغیب اور تحریض ہے، کیونکہ آدمی کو جب یقین ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ زندہ کرے گا اور اس کے اعمال کا بدلہ چکائے گا، تو پھر وہ آخرت کی تیاری میں تیز تر ہو جائے گا۔

ایک دوسرے مقام پر فرمایا کہ اہل ایمان کو چاہیے کہ ان اعمالِ صالحہ اور اُمورِ خیر کی طرف سبقت کریں جو اللہ کی مغفرت کا ذریعہ بنتے ہیں، اور جن کی وجہ سے اللہ اپنے فضل و کرم سے انہیں جنت میں داخل کرے گا، جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴾ (آل عمران : ۱۳۳)

''اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((بَادِرُوْا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ

مُـؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا أَو يُمْسِيْ مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا، يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا .)) [1]

''نیک اعمال کرنے میں جلدی کرلو ایسے فتنوں کے آنے سے پہلے جو شب تاریک کے مختلف ٹکڑوں کی طرح رونما ہوں گے۔ صبح کو آدمی مؤمن ہوگا اور شام کو کافر۔ شام کو مؤمن ہوگا تو صبح کو کافر۔ وہ اپنے دین کو دنیا کے معمولی سامان کے عوض بیچ دے گا۔''

پس بندوں کو اللہ کی مغفرت، اس کی رضا اور جنت کے حصول کے لیے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور یہ چیزیں صدقِ دل سے توبہ، طلب مغفرت، گناہوں سے دوری، عملِ صالح اور اللہ کی مخلوق کے ساتھ بھلائی کرنے سے حاصل ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢١﴾﴾ (الحدید: ۲۱)

''لوگو! تم اپنے رب کی مغفرت کی طرف دوڑو، اور اس کی جنت کی طرف جس کی کشادگی آسمان وزمین کی کشادگی کی مانند ہے، ان کے لیے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں، یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے، اور اللہ عظیم فضل والا ہے۔''

نبی کریم ﷺ کے اہلِ بیت کی تکریم کرنے کے فضائل:

رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کا احترام، توقیر اور تکریم ایمان کا جزء ہے، بلکہ عین ایمان ہے، رسول کریم ﷺ کی خوشنودی آپ کے اہل بیت کے ساتھ محبت کے ذریعے

[1] صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الحث على المبادرة بالأعمال قبل تظاهر الفتنة، رقم: ٣١٣.

حاصل ہوسکتی ہے۔ چنانچہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

((اُرْقُبُوْا مُحَمَّدًا ﷺ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ .)) ❶

''تم محمد ﷺ کی (خوشنودی)، ان کے اہل بیت کے ساتھ (محبت) کے ذریعے تلاش کرو۔''

آپ کے اہل بیت سے اللہ تعالیٰ بھی محبت کرتا اور آپ بھی محبت رکھتے، لہٰذا اس سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے، ہمیں بھی ان سے محبت رکھنی چاہیے، ان کی تکریم کرنی چاہیے۔ سیدنا براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَى عَاتِقِهِ ، يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ .)) ❷

''میں نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو نبی کریم ﷺ کے کندھوں پر سوار دیکھا، اور آپ نے یہ دعا مانگی، اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت فرما۔''

آپ ﷺ کے اہل بیت سے محبت آپ ﷺ سے محبت ہے، اور آپ کے اہل بیت سے بغض آپ سے بغض رکھنے کے مترادف ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اُم المومنین سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

((لَا تُؤْذِينِي فِيْ عَائِشَةَ ، فَإِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَأْتِنِي وَأَنَا فِي ثَوْبِ امْرَأَةٍ إِلَّا عَائِشَةَ ، قَالَتْ: فَقُلْتُ أَتُوبُ إِلَى اللّٰهِ مِنْ أَذَاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، ثُمَّ إِنَّهُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

---

❶ صحيح بخاري، كتاب فضائل الصحابة، باب مناقب الحسن والحسين رضي الله عنهما، رقم: ٣٧٥١.

❷ صحيح بخاری، كتاب فضائل الصحابة، باب مناقب الحسن والحسين، رقم: ٣٧٤٩ ـ صحيح مسلم ، كتاب فضائل الصحابة ، باب فضائل الحسن والحسين، رقم: ٦٢٥٩.

تَقُولُ: إِنَّ نِسَائَكَ يَنْشُدْنَكَ اللّٰهَ الْعَدْلَ فِي بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ: يَا بُنَيَّةُ أَلَا تُحِبِّيْنَ مَا أُحِبُّ؟ قَالَتْ: بَلَى، فَرَجَعَتْ إِلَيْهِنَّ...... وَفِي رِوَايَةِ مُسْلِمٍ قَالَ: فَأَحِبِّي هٰذِهِ.)) [1]

'' مجھے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے تکلیف مت پہنچاؤ! عائشہ کے علاوہ اور کسی بیوی کے بستر پر مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی ،اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ! میں آپ کی ایذا رسانی پر اللہ تعالیٰ کے حضور معافی مانگتی ہوں، پھر انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، انہوں نے آپ سے بات کی ،تو آپ نے فرمایا: بیٹی کیا تمہیں اس سے محبت نہیں جس سے میں محبت کرتا ہوں؟ انہوں نے فرمایا: کیوں نہیں، یہ پیغام لے کر وہ امہات المومنین کی طرف لوٹیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم عائشہ سے محبت کیا کرو۔''

انصار صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت کرنے کی فضیلت:

خصوصاً انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا بھی ایمان کی علامت اور نشانی ہے، اور ان سے بغض رکھنا علامت نفاق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

((آيَةُ الْمُنَافِقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ، وَآيَةُ الْمُؤْمِنِ: حُبُّ الْأَنْصَارِ.)) [2]

''منافق انسان کی علامت ہے کہ وہ انصار (صحابہ) سے بغض رکھتا ہے، اور مؤمن شخص کی علامت ہے کہ وہ انصار (صحابہ) سے محبت کرتا ہے۔''

بلکہ حب انصار رضی اللہ عنہم عین ایمان ہے۔ رسول اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کا ارشادِ گرامی ہے:

---

[1] صحيح بخاری، كتاب الهبة، باب من اهدى الى صاحبه، رقم: ٢٥٨٠ ـ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل عائشه، رقم: ٦٢٩٠.

[2] صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: ٢٣٥.

((لَا يُبْغِضُ الْأَنْصَارَ رَجُلٌ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ .)) ❶

''جو اللہ تعالیٰ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہے، وہ شخص کبھی انصار سے بغض نہیں رکھ سکتا۔''

جو شخص انصار صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتا ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

((مَنْ اَحَبَّ الْاَنْصَارَ أَحَبَّهُ اللّٰهُ ، وَمَنْ اَبْغَضَ الْأَنْصَارَ أَبْغَضَهُ اللّٰهُ)) ❷

''جو شخص انصار سے محبت کرتا ہے، اللہ اس سے محبت کرتا ہے۔ اور جو شخص انصار سے بغض رکھتا ہے، اللہ اس سے بغض رکھتا ہے۔''

نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے کا ثواب:

ذیل کی آیت کریمہ میں مؤمنین اور مؤمنات کی صفاتِ حمیدہ کا بیان ہے جن میں سے ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ ایک دوسرے سے دل سے محبت کرتے ہیں، اور دینی معاملات میں ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٧١﴾﴾

(التوبہ: ۷۱)

''اور مؤمن مرد اور مرد عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں، بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور زکاۃ

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۲۳۸.

❷ مسند احمد: ۵۲۷/۲۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح لغیرہ'' قرار دیا ہے۔

دیتے ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کی بات مانتے ہیں، اللہ انہی لوگوں پر رحم کرے گا۔ بے شک اللہ زبردست، بڑی حکمتوں والا ہے۔''

مزید فرمایا کہ مسلمانوں کا شیوہ ہے کہ بھلائی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حکماً ارشاد فرمایا:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ (المائدہ: ۲)

''نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو۔''

سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ .)) [1]

''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی تھی۔''

اچھی باتوں کی حمایت کرنا اور بُری باتوں سے منع کرنا مسلمانوں پر فرض ہے جس سے صحت مند معاشرے کی تخلیق ہوتی ہے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک سفر تھے کہ ایک آدمی اپنی سواری پر آیا، اور دائیں بائیں دیکھنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے پاس فالتو سواری ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ اسے دے جس کے پاس سواری نہیں، اور جس کے پاس زائد زادِ راہ ہو تو وہ اسے دے جس کے پاس زادِ راہ نہیں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اس طرح مالوں کی مختلف اقسام کا ذکر کیا۔ یہاں تک کہ ہم نے سمجھا کہ ہم میں سے کسی شخص کا ضرورت سے زائد چیز پر کوئی حق نہیں۔'' [2]

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان، باب بیان ان الدین النصیحة، رقم: ۲۰۰.

[2] صحیح مسلم، کتاب اللقطة، باب استحباب الحسواساة بغضوں ایمان، رقم: ۱۷۲۹/۱۸.

''ہر نیکی صدقہ ہے، اور تیرا اپنے بھائی کو خندہ پیشانی سے ملنا اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈالنا بھی نیکی ہے۔'' ❶

مسلمانوں کے ساتھ اپنے تعلقات کو درست رکھنے کا ثواب:

کسی بھی معاشرے کی ترقی و بہتری کی سب سے بہترین صورت یہ ہے کہ اس کے لوگ ایک دوسرے سے محبت کرنے والے، ایک دوسرے کے دُکھ درد کو اپنا سمجھنے والے، مصائب ومشکلات میں ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے ہونے والے، الغرض ہر معاملے میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے والے ہوں۔ جب یہ سب خوبیاں کسی مکان کے مکینوں میں پیدا ہوجائیں تو ایک بے نظیر، مثالی معاشرہ جنم لیتا ہے۔ جس کی مثال جو کہ تاریخ کا بحرِ بے کراں اپنی بے پناہ وسعتوں کے پیش کرنے سے قاصر ہے۔ مدینہ منورہ کا اسلامی معاشرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اسی معاشرے کو قائم کرنے اور اس کوالٹی کو برقرار رکھنے کے لیے اس معاشرے کے لوگوں کو گاہے بگاہے راہنمائی کرتے تھے، اور آپس میں تعلق مضبوط استوار کرنے کے فضائل و برکات بیان کرتے تھے، جن میں چند ایک حسب ذیل ہیں:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٠﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۖ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ۖ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿١١﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا

❶ سنن ترمذی، ابواب والصلة، رقم: ۱۹۷۰۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ''حسن صحیح'' اور البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

﴿ فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴾

(الحجرات: ۱۰۔۱۲)

''یاد رکھو! سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ اے ایمان والو! کوئی جماعت دوسری جماعت سے مسخرا پن نہ کرے ممکن ہے کہ یہ اس سے بہتر ہو، اور نہ عورتیں عورتوں سے ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں، اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ اور نہ کسی کو بُرے لقب دو۔ ایمان کے بعد گناہ گاری بُرا نام ہے اور جو توبہ نہ کریں وہی ظالم لوگ ہیں۔ اے ایمان والو! بہت بدگمانیوں سے بچو یقین مانو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور بھید نہ ٹٹولا کرو اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تم کو اس سے گھن آئے گی اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔''

آیت بالا میں ایک دوسرے کے ساتھ مثالی تعلق کے قیام کا زبردست فارمولہ بیان ہوا ہے اور وہ بیماریاں جو کہ معاشرے کی جڑوں کو مثل دیمک چاٹ جاتی ہیں، بیان کر کے ان سے احتراز کا حکم دیا ہے۔ اس کے علاوہ بعض ایسے معاملات جن میں ذی شعور انسان تک اپنے حواس سے بیگانہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً ماں، بہن، بیٹی کا معاملہ ہے کہ ماں، بہن، بیٹی ایسے رشتے ہیں کہ جن کے ساتھ کوئی بھی کسی بھی قسم کی ظلم و ناانصافی روا رکھنے کو پسند نہیں کرتا۔ اس ظلم و زیادتی کی ایک مثال طلاق ہے۔ ایسے گھمبیر و پیچیدہ معاملے میں بھی شریعت نے ایک دوسرے کے حفظ مراتب، فضیلت کا پاس رکھنے کا حکم دیا ہے۔ کیونکہ طلاق سے صرف شوہر بیوی کے مابین ہی علیحدگی نہیں ہوتی، بلکہ دو خاندان کے درمیان بھی اختلافات کی وسیع خلیج حائل ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اس میں بھی عفو و درگزر کے معاملے کو تھامنے کا حکم دیا ہے:

﴿ وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ

فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ وَ اَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؕ وَ لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۷﴾ (البقرہ : ۲۳۷)

''اور اگر تم عورتوں کو اس سے پہلے طلاق دے دو کہ تم نے انہیں ہاتھ لگایا ہو اور تم نے ان کا مہر بھی مقرر کر دیا ہو تو مقررہ مہر کا آدھا مہر دے دو، یہ اور بات ہے کہ وہ خود معاف کر دیں یا وہ شخص معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔ تمہارا معاف کر دینا تقویٰ کے بہت نزدیک ہے اور آپس کی فضیلت اور بزرگی کو فراموش نہ کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔''

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

((الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) [1]

''ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے، اور نہ کسی مصیبت میں اس کا ساتھ چھوڑے اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں لگا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی حاجتیں پوری کرتا رہتا ہے۔ اور جو شخص کسی مسلمان کی سختی دُور کرتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کی سختیوں میں سے اس کی سختی دُور کرے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] صحیح بخاری کتاب المظالم، باب لا یظلم المسلم المسلم، رقم: ۲۴۴۲۔ صحیح مسلم کتاب البر والصلة، باب تحریم الظلم، رقم: ۶۵۷۸.

((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِأَخِیهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهِ .)) ❶

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کوئی بندہ اُس وقت تک ایمان دار نہیں بنتا، جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی بات پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَیُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا .)) ❷

''وہ شخص ہماری جماعت سے خارج ہے جو ہمارے کم عمر پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑی عمر والے کی عزت نہ کرے۔''

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ تَرَاحُمِهِمْ ، وَتَوَادِّهِمْ ، وَتَعَاطُفِهِمْ کَمَثَلِ الْجَسَدِ ، إِذَا اشْتَکٰی عُضْوًا تَدَاعٰی لَهُ سَائِرُ جَسَدِهٖ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰی .)) ❸

''تم مسلمانوں کو باہمی ہمدردی اور باہمی محبت اور باہمی شفقت میں ایسا دیکھو گے جیسے بدن ہوتا ہے کہ جب اس کے ایک عضو میں تکلف ہوتی ہے تو تمام بدن بے خوابی اور بیماری میں اس کا ساتھ دیتا ہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے ہر

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب من الایمان ان یحب لاخیه ما یحب لنفسه: ۱۳۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان: ۴۵.

❷ سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی رحمة الصبیان، رقم: ۱۹۱۹۔ سلسلة الصحیحة، رقم: ۲۱۹۶.

❸ صحیح بخاری، کتاب الادب، باب رحمة الناس والبهائم: ۶۰۱۱۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تراحم المؤمنین و تعاطفهم، رقم: ۶۵۸۵.

ایک شخص اپنے بھائی کا آئینہ ہے۔ پس اگر اس (اپنے بھائی میں) کوئی گندی بات دیکھے تو اس سے (اس طرح) صاف کر دیتا ہے کہ صرف عیب والے پر تو ظاہر کر دیتا ہے لیکن کسی دوسرے پر ظاہر نہیں کرتا۔ اس طرح اس شخص کو چاہیے کہ اس کے عیب کی خفیہ طور پر اصلاح کر دے، فضیحت نہ کرے۔'' ❶

عیاض مجاشعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَیَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا یَفْخَرُ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ، وَّلَا یَبْغِیْ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ .)) ❷

''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی فرمائی ہے کہ سب آدمی تواضع اختیار کریں یہاں تک کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے، اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے۔''

سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا یَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَّا یَرْحَمُ النَّاسَ .)) ❸

''اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا قَالُوا: یَا رَسُولَ اللّٰهِ! هٰذَا نَنْصُرُهُ مَظْلُومًا، فَكَیْفَ نَنْصُرُهُ ظَالِمًا؟ فَقَالَ: تَأْخُذُ فَوْقَ یَدَیْهِ .)) ❹

---

❶ سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی النصیحة والحیا، رقم: ۴۹۱۸۔ سلسلة الصحیحة، رقم: ۹۲۶.

❷ صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب الصفات التی یعرف بها، رقم: ۷۲۱۰.

❸ صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب ما جاء فی دعاء النبی صلی اللہ علیه وسلم، رقم: ۷۳۷۶.

❹ صحیح بخاری، کتاب المظالم، باب اعن اخاك ظالما او مظلوماً، رقم: ۲۴۴۴۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب نصر الاخ ظالماً او مظلوماً، رقم: ۶۵۸۲.

''اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرو، وہ ظالم ہو خواہ مظلوم۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مظلوم ہونے کی صورت میں تو مدد کریں مگر ظالم ہونے کی صورت میں کیسے مدد کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو ظلم سے روک دو۔ تمہارا یہ عمل ہی اس ظالم کی مدد کرنا ہے۔''

حق کو نہ چھپانے کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو بڑے فضائل و برکات، انعامات و اکرامات سے نوازا اور انھیں اپنے برگزیدہ بندوں میں شمار کیا، لیکن ان ظالموں نے اللہ تعالیٰ کے ان اکرامات کو درخواعتناء نہ جانا اور اپنی خواہش کی اتباع میں لگ کر اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ہدایت و احکامات میں تغیر وتبدل کے مرتکب ہوئے۔ اور اپنے مزعوم مقاصد کے حصول کے لیے حق پر بیسیوں پردے ڈال کر باطل کو زائع و شائع کیا۔ نتیجتاً اللہ تعالیٰ کے مغضوب بندوں میں اپنا اندراج کروالیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کرتوتوں کی قرآنِ مقدس میں جابجا مذمت کی ہے۔ اور حق کو بیان کرنے اور حق والوں کا ساتھ دینے کے احکامات بیان کیے۔ اور ایسے لوگوں کے فضائل ومناقب قرآن وحدیث میں بے شمار ہیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ﴿١٥٩﴾﴾

(البقرہ: ۱۵۹)

''بے شک جو لوگ ہماری نازل کردہ نشانیوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں، اس کے باوجود کہ ہم اسے لوگوں کے واسطے کتاب میں بیان کر چکے ہیں، ان پر اللہ اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔''

مزید ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا

قَلِيلًا ۙ أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٧٤﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿١٧٥﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ نَزَّلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ ۗ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَابِ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ﴿١٧٦﴾ (البقرہ: ۱۷۴ تا ۱۷۶)

''جولوگ اللہ کی نازل کردہ کتاب کو چھپاتے ہیں، اور اس کے بدلے حقیر سی قیمت قبول کرلیتے ہیں، وہ درحقیقت اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتے ہیں، اور قیامت کے دن اللہ ان سے بات نہیں کرے گا۔ اور نہ انہیں پاک کرے گا، اور ان کے لیے بڑا دردناک عذاب ہوگا۔ انہی لوگوں نے ہدایت دے کر ضلالت لے لی، اور مغفرت کے بدلے عذاب قبول کرلیا۔ یہ لوگ عذابِ نار پر کس قدر صبر کرنے والے ہوں گے۔ یہ (عذاب اُنہیں) اس لئے دیا جائے گا کہ اللہ نے سچی کتاب اتاری ہے (اور انہوں نے اسے چھپا دیا) اور جو لوگ اس کتاب میں اختلاف کرتے ہیں، وہ بڑی مخالفت وعداوت میں پڑ گئے ہیں۔''

﴿ وَالْعَصْرِ ﴿١﴾ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ﴿٢﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿٣﴾ ﴾ (العصر)

''زمانے کی قسم! بے شک و بالیقین انسان سراسر نقصان میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور جنہوں نے آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔''

حق بات کو چھپانا قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے:

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: ((يَكُوْنُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَأْتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ مَالَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا آبَاءُ كُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا

يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يُفْتِنُوْنَكُمْ .)) ❶

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آخری زمانے میں ایسے مکار اور جھوٹے لوگ پیدا ہوں گے جو ایسی حدیثیں بیان کریں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی، نہ تمہارے آباؤ واجداد نے سنی ہوں گی (خبردار!) ایسے لوگوں سے بچ کے رہنا کہیں تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور فتنوں میں مبتلا نہ کر دیں۔''

نیز رسول اللہ ﷺ اپنی اُمت کو حق بات کے کتمان سے ترہیب دلاتے ہوئے باطل سے نہ دبنے کی ترغیب دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ [وَفِي رِوَايَةٍ: حَقٍّ] عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ .))❷

''افضل جہاد جابر حکمران کے سامنے کلمۂ انصاف یعنی کلمۂ حق کہنا ہے۔''

اس حدیث پر ائمہ دین محدثین کرام رحمہم اللہ اجمعین نے کھلے بندوں عمل کیا کہ انجام کی قطعاً کوئی پروا نہ کی اور حکمرانوں کو وعظ ونصیحت کرتے رہے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے سب سے بڑا حق جو کہ قرآن وحدیث کی صورت میں ہمارے پاس ہے کی تبلیغ ،نشر واشاعت کرنے والے کے بارہ میں ارشاد فرمایا:

((نَضَّرَ اللّٰهُ امْرأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا ، فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَ ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ .)) ❸

''اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جو ہم سے کوئی شے سن کر اسے اسی طرح آگے بیان کرتا ہے۔ بسا اوقات جسے بات پہنچائی جاتی ہے، وہ اسے زیادہ محفوظ رکھنے والا ہوتا ہے۔''

---

❶ صحيح مسلم، مقدمة ،رقم: ٧.

❷ سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم : ٤٩١.

❸ سنن الترمذي، كتاب العلم، رقم : ٢٦٥٧۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

لہٰذا قرآن واحادیث صحیحہ کا مجموعہ لوگوں کے سامنے بیان کیا جائے تاکہ لوگوں تک حق پہنچ جائے۔ موضوع من گھڑت احادیث بیان کرنے سے گریز کیا جائے تاکہ لوگ خالص دین پر عمل پیرا ہوں اور فرقہ بندی سے بالاتر ہو کر دین اسلام کو دنیا تک پہنچانے کی راہ ہموار ہو سکے۔

دین کی نشر واشاعت کرنے کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ نے اپنے احکامات، پیغامات لوگوں تک پہنچانے کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کو منتخب فرمایا جو لوگوں کو پیغام ربانی پہنچا کر راہِ ضلالت سے ہٹا کر راہِ صواب کی طرف راہنمائی کرتے تھے۔ چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ امام الانبیاء، خاتم النّبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا ہے۔ لہٰذا یہ ذمہ داری اب امت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کی ہے، اور اس ذمہ داری کے لیے حصولِ دین، تعلیماتِ اسلامیہ سے آگاہی لازمی اور ضروری ہے۔ لیکن اس کا اب یہ مطلب بھی نہیں کہ سب لوگ کام دھندہ چھوڑ کر اس طرف لگ جائیں۔ بلکہ کچھ لوگ حصولِ دین کے لیے خود کو وقف کریں پھر لوگوں کو آ کر احکامات دینیہ سے آگاہ کریں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ﴿١٢٢﴾﴾ (التوبة: ۱۲۲)

”مؤمنوں کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ سب کے سب ہی نکل کھڑے ہوں۔ پھر ایسا کیوں نہ ہوا کہ ہر فرقہ میں سے کچھ لوگ دین میں سمجھ پیدا کرنے کے لیے نکلتے تاکہ جب وہ ان کی طرف واپس جاتے تو اپنے لوگوں کو (برے انجام سے) ڈراتے۔ اسی طرح شاید وہ برے کاموں سے بچے رہتے۔“

اللہ تعالیٰ نے نا صرف دعوت دین کے لیے اُمت کی ذمہ داری لگائی، بلکہ اس سلسلے میں جان کھپا دینے اور حق ادا کر لینے پر ابھارا بھی ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم کی آیات اس پر

شاہد ہیں۔ ایسی آیات میں اللہ تعالیٰ نے مخاطب تو اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیا ہے اور انھیں دعوت دین کما حقہ پہنچانے کی ترغیب دی ہے۔ تو اس میں راز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دراصل ان انبیاء کرام علیہم السلام کے مخاطبین کی تسلی کے لیے یہ ارشاد فرمایا کہ انھیں تسلی و تشفی ہو جائے کہ یہ نبی اپنی طرف سے نہیں بیان کر رہا، اور اس بیان میں کوئی بات چھپا بھی نہیں رہا، بلکہ سب منزل من اللہ باتیں ہمیں پہنچا رہا ہے۔ دوسرا نکتہ اس میں یہ کہ بعد میں انبیاء کے ورثاء بھی اس سلسلے میں لاپرواہی کا شکار نہ ہوں، بلکہ اسے احسن انداز سے سرعام بیان کریں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُۥ ۚ وَٱللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ ٱلنَّاسِ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلْكَٰفِرِينَ ﴿٦٧﴾﴾ (المائدہ : ٦٧)

''اے رسول! آپ پر آپ کے رب کی جانب سے جو نازل کیا گیا ہے، اسے پہنچا دیجیے، اور اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو گویا آپ نے اس کا پیغام نہیں پہنچایا، اور اللہ لوگوں سے آپ کی حفاظت فرمائے گا، بے شک اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مقدس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد اسلام کی تبلیغ، نشر و اشاعت اور ادیانِ باطلہ پر اسلام کا غالب کرنا بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿هُوَ ٱلَّذِىٓ أَرْسَلَ رَسُولَهُۥ بِٱلْهُدَىٰ وَدِينِ ٱلْحَقِّ لِيُظْهِرَهُۥ عَلَى ٱلدِّينِ كُلِّهِۦ وَلَوْ كَرِهَ ٱلْمُشْرِكُونَ ﴿٣٣﴾﴾ (التوبة : ٣٣)

''وہ اللہ کی ذات جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے، تاکہ اسے دنیا کے تمام ادیان پر غالب کرے، اگرچہ مشرکین ایسا نہیں چاہتے۔''

اور اسی بات کو دیگر مقامات پر بھی بیان فرمایا۔ مثلاً: ''سورۃ الفتح آیت: ۲۸ اور سورۃ الصّف آیت: ۹''۔

اور یہ کام گھر بیٹھ کر نہیں بلکہ میدانِ عمل میں اتر کر اللہ کی راہ میں تکالیف، مصائب، پریشانیوں کو برداشت کرتے ہوئے کیا جاتا ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے موقع دیا، اپنی زبان سے لوگوں کو دعوت دین دی، اور جہاں پر ضدی، ہٹ دھرم متعصب لوگوں سے سامنا ہو اور وہ اسلام کی نشر و اشاعت میں روڑے اٹکانے لگیں تو حکمت سے کام لیا جائے۔

اس طرح سے اسلام دیگر ادیانِ باطلہ پر غالب ہو جائے گا۔ اور جب بندہ اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے محنت و کوشش کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی مدد کچھ اس انداز سے بھی نازل ہوتی ہے:

﴿إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۖ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٤٠﴾﴾ (التوبة: ٤٠)

''اگر تم لوگ رسول اللہ کی مدد نہیں کرو گے تو (کوئی فرق نہیں پڑتا) اللہ نے ان کی مدد اس وقت کی جب کافروں نے انھیں نکال دیا تھا، اور وہ دو میں سے ایک تھے۔ جب دونوں غار میں تھے، اور اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کیجیے، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ تو اللہ نے انہیں اپنی طرف سے تسکین دیا، اور ایسے لشکر کے ذریعے انھیں قوت پہنچائی جسے تم لوگوں نے نہیں دیکھا، اور کافروں کی بات نیچی دکھائی، اور اللہ کی بات اوپر ہوئی، اور اللہ زبردست، بڑی حکمتوں والا ہے۔''

کلمہ، بات اللہ تعالیٰ کی ہو اور نیچے ہو جائے، مغلوب ہو جائے یہ ناممکن ہے۔ اسی بات کو رسول اللہ ﷺ بایں الفاظ ارشاد فرماتے ہیں:

((اَلْإِسْلَامُ يَعْلُوْ وَلَا يُعْلٰى عَلَيْهِ .)) [1]

---

[1] مسند الرو یانی، رقم: ٧٨٣۔ سنن دار قطنی: ٣/٢٥٢۔ صحيح البخاري تعليقًا، قبل حديث رقم: ١٣٥٤۔ ارواء الغليل: ٥/١٠٦، رقم: ١٢٦٨.

’’اسلام غالب رہتا ہے، مغلوب نہیں ہوسکتا۔‘‘

دعوت دین پہنچانے والے لوگوں کی تحسین فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝۳۳﴾ (حٰمٓ السجدة : ۳۳)

’’اور اس آدمی سے زیادہ اچھی بات والا کون ہے جس نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا، اور عمل صالح کیا، اور کہا کہ میں بے شک مسلمانوں میں سے ہوں۔‘‘

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

’’کفار قریش کا کفر وعناد، قرآنِ کریم سے ان کا اعراض، اور دعوتِ اسلامیہ میں ان کی رخنہ اندازی بیان کیے جانے کے بعد، اب نبی کریم ﷺ کو نصیحت کی جارہی ہے کہ آپ قرآنِ کریم کی تلاوت کرتے وقت مشرکین کی شرانگیزیوں کی پرواہ نہ کیجیے، اور پوری پابندی کے ساتھ توحید کی دعوت لوگوں کو دیتے رہیے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس آدمی سے بہتر بات کس کی ہوسکتی ہے جو لوگوں کو صرف ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دیتا ہے، اور جن اعمال صالحہ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے، ان پر پہلے خود عمل کرتا ہے، اور پورے فخر واعتزاز کے ساتھ کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ یہ بات مسلمہ ہے کہ یہ صفات رسول اللہ ﷺ میں بدرجہ اتم پائی گئیں، اس لیے آپ ﷺ کی بات سب سے اچھی بات تھی، اور آپ سب سے اچھے داعی الی اللہ تھے، اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے مشورہ دیا کہ مشرکین کی باتوں کی پرواہ نہ کریں اور اپنے مشن کو آگے بڑھانے میں لگے رہیں۔

مفسرین لکھتے ہیں کہ اس آیت کے مصداق سب سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام ہیں، پھر علماء، پھر مجاہدین، پھر اذان دینے والے، اور پھر توحید خالص اور

قرآن وسنت کی دعوت دینے والے۔'' (تیسیر الرحمٰن: ۲/۱۳۴۳)

دین کی نشر واشاعت، تبلیغ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا:

((فَوَ اللّٰهِ لَأَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ)) ❶

''اللہ کی قسم! تیرے ذریعے سے کسی ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے دے، تو تیرے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بلاشبہ مؤمن آدمی کو اسکے عمل اور نیکیوں سے اس کی موت کے بعد بھی جو فائدہ ملتا رہتا ہے اس میں یہ چیزیں شامل ہیں:

(1) ایسا علم جس کی اس نے تعلیم دی اور اسے نشر کیا۔

(2) نیک اولاد۔

(3) قرآن حکیم جس کا وہ وارث بنا۔

(4) یا جو اس نے مسجد تعمیر کی۔

(5) یا مسافر خانہ تعمیر کیا۔

(6) یا نہر جاری کی۔

(7) یا اپنی زندگی اور تندرستی میں اپنے مال سے صدقہ نکالا تو اُسے مرنے کے بعد ان کا اجر وثواب ملتا رہے گا۔'' ❷

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا

---

❶ صحیح البخاري، کتاب المغازی، باب غزوة خیبر، رقم: ٤٢١٠۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابه، باب من فضائل علی بن ابی طالبؓ، رقم: ٢٤٠٦.

❷ سنن ابن ماجه، المقدمه، باب ثواب معلم الناس الخیر، رقم: ٢٤٢۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

((إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهُ.)) [1]

''جب آدمی فوت ہوجاتا ہے تو اس کا ہر عمل اس سے منقطع ہوجاتا ہے سوائے تین چیزوں کے۔ (1) صدقہ جاریہ (2) اس کا پھیلایا ہوا علم جس سے نفع حاصل کیا جاتا ہے (3) اور وہ نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔''

نیکی کا حکم دینے اور بُرائی سے روکنے کا ثواب:

دین کی نشر واشاعت کا ایک شعبہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر بھی ہے، یعنی نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔ لہٰذا اسے یہاں اس عظیم کام کی اور اس کے حاملین کے چند ایک فضائل بیان کیے جاتے ہیں:

﴿ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ ﴾ (التوبه: ۱۱۲)

''وہ ایسے ہیں جو توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع اور سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کی تعلیم کرنے والے، اور بُری باتوں سے باز رکھنے والے اور اللہ کی حدوں کا خیال رکھنے والے ہیں۔ اور ایسے مؤمنین کو آپ خوش خبری سُنا دیجیے۔''

اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مؤمن و کامیاب بندوں کی صفات بیان فرمائی ہیں۔ انہی صفات میں سے ایک امر بالمعروف ونہی عن المنکر بھی ہے۔ اور ایسے مؤمنین کے لیے جنت کی بشارت ہے:

﴿ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ

[1] صحیح مسلم، کتاب الوصية، باب مايلحق الانسان من الثواب بعد وفاته، رقم: ١٦٣١.

يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٤﴾

(آل عمران : ۱۰۴)

’’تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے، اور نیک کاموں کا حکم کرے، اور بُرے کاموں سے روکے اور یہی لوگ فلاح ونجات پانے والے ہیں۔‘‘

﴿ كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُم ۚ مِّنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿١١٠﴾ ﴾ (آل عمران : ۱۱۰)

’’تم بہترین اُمت ہو جو لوگوں کے لیے ہی پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بُری باتوں سے روکتے ہو، اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو اگر اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کے لیے بہتر تھا، ان میں ایمان والے بھی ہیں لیکن اکثر تو فاسق ہیں۔‘‘

ان آیات میں بھی اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے والے کی خیریت اور فلاح بیان کی ہے۔ یعنی کہ امر بالمعروف ...... کوئی معمولی کام نہیں، بلکہ نجات کے امور میں سے ہے۔ اور جو اسے معمولی سمجھتے ہوئے اس پر عمل کرنے سے گریزاں ہیں یا دوسروں کو تو عمل کرنے کی دعوت دیتے لیکن ان پر عمل کرنے سے تہی دامن ہیں تو ایسے لوگوں کے بارہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿ لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿٧٨﴾ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٧٩﴾ ﴾

(المائدہ : ۷۸۔۷۹)

’’بنی اسرائیل کے کافروں پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبانی لعنت کی گئی اس

وجہ سے کہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور حد سے آگے بڑھ جاتے تھے۔ آپس میں ایک دوسرے کو برے کاموں سے جو وہ کرتے تھے روکتے نہ تھے، جو کچھ بھی یہ کرتے تھے یقیناً وہ بہت بُرا تھا۔''

عـن أبـي سـعيدٍ الخُدْريّ رضيَ اللّٰه عنه قالَ: سَمِعْتُ رسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَـنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَـطِـعْ فَبِـلِسَـانِـهِ، فَـإِنْ لَـمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِـهِ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الإيمان .)) 1

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص تم میں سے کسی برائی کو (ہوتے) دیکھے، تو اسے اپنے ہاتھ سے روک دے۔ اگر (ہاتھ سے روکنے کی) طاقت نہیں ہے تو زبان سے (اس کی برائی کو واضح کرے) اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے (اسے برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔''

اس حدیث سے واضح ہوا کہ امر بالمعروف ...... ایمان میں سے ہے۔ جو شخص امر بالمعروف ...... پر عمل پیرا ہے، وہ ایمان کے اعلیٰ درجہ پر ہے۔ اور درحقیقت امر بالمعروف ...... کرنے والا لوگوں کا بڑا خیر خواہ ہوتا ہے۔ اور خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ نقصان دہ امور سے خبردار اور سودمند امور کی طرف رہنمائی کی جائے:

عـنِ ابنِ مسْعُودٍ رضي اللّٰه عنه، أنَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ قال: ((مَا مِـنْ نَبِـيٍّ بَعَثَهُ اللّٰه في أُمَّةٍ قَبْلي، إلَّا كان لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ حَوارِيُّون وَأَصْحابٌ يَأْخُذُون بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُون بِأمْرِهِ، ثُمَّ إنَّهَا تخْلُفُ مِنْ بَـعْـدِهِـمْ خُـلُـوفٌ، يـقُـولُـون مَا لا يَفْعَلُونَ، وَيَفْعَلُونَ مَالا يُـؤْمَـرُون، فَـمَـنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُو مُؤْمِنٌ، ومَنْ جَاهَدهُمْ

1 صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان كون النهى عن المنكر من الإيمان، رقم: ١٧٧.

بِقَلْبِهِ فَهُو مُؤْمِنٌ ، ومَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُو مُؤْمِنٌ ، وَلَيْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ مِن الإِيمانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ .)) [1]

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھ سے پہلے اللہ نے جو نبی بھی بھیجا، اس کے اس کی امت میں سے حواری اور ساتھی ہوتے، جو اس کی سنت پر عمل اور اس کے حکم کی اقتداء کرتے، پھر ان کے بعد ایسے ناخلف لوگ پیدا ہوئے جو ایسی باتیں کہتے جو وہ کرتے نہیں تھے، اور وہ کام کرتے تھے جن کا انہیں حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ پس جو شخص ان سے ہاتھ سے جہاد کرے گا، وہ مؤمن ہے، اور جو ان سے دل کے ساتھ جہاد کرے گا، وہ مؤمن ہے، جو ان سے اپنی زبان سے جہاد کرے گا، وہ مؤمن ہے اور اس کے علاوہ رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان کا (درجہ) نہیں۔''

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي اللّٰهُ عنه عن النَّبِيِّ ﷺ قال: ((إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ في الطرُقاتِ ، فَقَالُوا: يَا رَسولَ اللّٰه! مَالَنَا بُدٌّ مِنْ مَجلِسِنَا ، نَتَحَدَّثُ فِيهَا ، قال رسول الله ﷺ: ((فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ ، قالوا: وَمَا حَقُّهُ؟ قال: غَضُّ الْبَصَرِ ، وَكَفُّ الأَذَى ، وَرَدُّ السَّلام ، والأَمْرُ بالْمَعْرُوفِ ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرَ .)) [2]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم راستوں

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان كون النهى عن المنكر من الإيمان، رقم: ٥٠.

[2] صحيح بخاري، كتاب المظالم، باب أفنية الدور والجلوس على الصعدات ، رقم: ٢٤٦٥۔ صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب النهي عن الجلوس في الطرقات، رقم: ٢١٢١.

میں بیٹھنے سے بچو!'' صحابہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! ہمارے لیے ان مجلسوں کے بغیر چارہ نہیں، ہم وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم نے وہاں ضرور بیٹھنا ہی ہے تو تم راستے کو اس کا حق دو۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا، یارسول اللہ! راستے کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نگاہوں کو پست رکھنا، تکلیف دہ چیزوں کو راستے سے ہٹا دینا (یا خود تکلیف پہنچانے سے باز رہنا) سلام کا جواب دینا، نیکی کی تلقین کرنا اور برائی سے روکنا۔''

عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ، وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ، أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللّٰهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ، ثُمَّ تَدْعُونَهُ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ .)) [1]

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم ضرور ضرور نیکی کا حکم کرو اور ضرور ضرور برائی سے روکو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے کوئی عذاب بھیج دے، پھر تم اس سے دعائیں کرو گے لیکن وہ قبول نہیں کی جائیں گی۔''

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اولادِ آدم میں سے ہر انسان کو تین سو ساٹھ جوڑوں پر پیدا کیا گیا ہے۔ پس جس نے ''اللّٰہ اکبر ، الحمدللّٰہ ، لا الہ الا اللّٰہ ، سبحان اللّٰہ ، استغفر اللّٰہ'' کہا، لوگوں کے راستے سے کوئی پتھر یا کانٹا یا ہڈی کو ہٹایا، نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا، یہ عمل اس نے (جسم کے) تین سو ساٹھ جوڑوں کی تعداد کے برابر کیے تو وہ اس روز اس حال میں شام کرے گا کہ اس نے یقیناً اپنے آپ کو نارِ جہنم سے بچالیا ہوگا۔'' [2]

---

[1] سنن ترمذي، أبواب الفتن، باب ماجاء في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، رقم: ٢١٦٩۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ٢٨٦٨.

[2] صحيح مسلم، كتاب الزكاة ، رقم : ١٠٠٧.

ائمہ محدثین کا امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر بڑی تندہی سے عمل کرتے تھے۔ جیسا کہ شجاع بن الولید کہتے ہیں:

''میں نے امام سفیان رحمہ اللہ کے ساتھ سفر کیا تو سفیان رحمہ اللہ چلتے پھرتے اپنی زبان سے لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے تھے۔'' ❶

اسی طرح سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جب کسی شخص کے پڑوسی اس کی تعریف پر رطب اللسان ہوں تو ایسا شخص (حقیقت میں) برا ہے، اس لیے کہ وہ بسا اوقات انھیں برائی کرتے دیکھتا ہے تو منع نہیں کرتا، بلکہ خندہ پیشانی سے ان سے ملاقات کرتا ہے۔'' ❷

قول وفعل میں تضاد ہونے پر وعید:

ایمان صادق کا تقاضا یہ ہے کہ مومن نہ جھوٹ بولے اور نہ وعدہ خلافی کرے، جو کہے اس کے مطابق عمل کرے اور جو نیک کام نہ کیا ہو، اسے اپنی طرف منسوب نہ کرے، کیونکہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض بات یہ ہے کہ آدمی اپنی طرف ایسا بھلائی کا کام منسوب کرے جو اس نے نہ کیا ہو، یا کہے کہ میں فلاں خیر کا کام کروں گا، اور پھر اسے نہ کرے۔ ایسے لوگوں کو یہ بات نہ بھولنی چاہیے کہ اللہ تو علیم بذات الصدور ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۲۸۴﴾ (البقرہ: ٢٨٤)

''جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ کی ملکیت ہے، اور تمہارے دل میں جو کچھ ہے، اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ اس پر تمہارا محاسبہ کرے گا، پھر جسے چاہے گا معاف کردے گا، اور جسے چاہے گا عذاب دے گا، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

❶ سیر اعلام النبلاء: ٧/٢٥٩.

❷ سیر اعلام النبلاء: ٦/٢٧٨.

اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ وہ دلوں کے اسرار و رموز سے بھی واقف ہے۔ اس سے کوئی بھی معاملہ، بات پوشیدہ نہیں، ہاں لوگوں کے سامنے تو اپنے ظاہر و باطن میں فرق کر کے ان سے مخفی رکھا جا سکتا ہے، لیکن علیم بذات الصدور سے باطن کی کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے۔ الغرض اس آیت میں ظاہر و باطن کو بالکل صاف ستھرا رکھنے اور جو بات بندہ بیان کرے اس پر اسے خود بھی عمل کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

بنی اسرائیل کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان میں ایک بہت ہی بری صفت ہے کہ وہ لوگوں کو تو ایمان اور بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں، حالانکہ وہ تورات پڑھتے ہیں جس میں خیانت، ترکِ خیر اور قول و عمل میں تضاد پر بہت ہی شدید وعید آئی ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾﴾ (البقرہ: ٤٤)

''کیا لوگوں کو بھلائیوں کا حکم کرتے ہو؟ اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو باوجود یہ کہ تم کتاب پڑھتے ہو کیا اتنی بھی تم میں سمجھ نہیں؟''

اس خصلت کی مزید برائی بیان کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آخر میں کہا کہ کیا تمہارے پاس اتنی بھی عقل نہیں کہ قول و عمل کے تضاد کی برائی کو محسوس کر سکو؟

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲﴾ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۳﴾﴾ (الصف: ٢-٣)

''اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ تم جو کرتے نہیں اس کا کہنا اللہ کو سخت ناپسند ہے۔''

عقل مند آدمی جو بات بھری مجلس میں بیان کرتا ہے، تنہائی میں اس پر عمل بھی کرتا ہے کہ جس بات پر لوگوں کو عمل کرنے کی ترغیب دلائے، اور اس کے فضائل و مناقب بیان کرے، لیکن خود اس پر عمل کرنے سے قاصر ہو تو ایسا شخص عقل مند نہیں ہوتا، جیسا کہ آیت

مقدسہ میں اس جانب اشارہ ہے۔ اور ایسی صورتِ حال کو اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ تو ہے ہی لوگ بھی اسے نظرِ تحسین سے نہیں دیکھتے:

﴿قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ۭ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۭ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴾ (ھود: ۸۸)

''کہا: اے میری قوم! دیکھو تم اگر میں اپنے رب کی طرف سے ظاہر دلیل لیے ہوئے ہوں اور اس نے مجھے اپنی جانب سے بہترین روزی دے رکھی ہے، میرا یہ ارادہ بالکل نہیں کہ تمہارا خلاف کر کے خود اس چیز کی طرف جھک جاؤں جس سے تمہیں روک رہا ہوں میرا ارادہ تو اپنی طاقت بھر اصلاح کرنے کا ہی ہے۔ میری توفیق اللہ ہی کی مدد سے ہے۔ اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔''

سیّدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((يُـؤْتَـى بـالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقَى في النَّارِ ، فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُ بَـطْـنِـهِ ، فَيَـدُورُ بِهَا كَمَا يَدُورُ الحِمَارُ بِالرَّحٰى ، فَيَجْتَمِعُ إِلَيْهِ أَهْلُ النَّار ، فَيَقُولُوْنَ: يَا فُلَانُ! مَالكَ؟ أَلَمْ تَكُنْ تَأْمُرُ بالمَعْرُوفِ وَتَـنْهـى عَـنِ الْـمُنْكَرِ؟ فَيَقُولُ: بَلَى ، كُنْتُ آمُرُ بالمَعْروفِ وَلا آتِيه ، وَأَنْهَى عَنِ المُنْكَرِ وَآتِيهِ".)) ❶

''قیامت والے دن آدمی لایا جائے گا اور آگ میں ڈال دیا جائے گا، اس کی انتڑیاں باہر نکل آئیں گی، وہ انہیں لے کر ایسے گھومے گا جیسے گدھا، چکی کے

❶ صحيح بخاري، كتاب بدء الخلق، باب صفة النار، رقم: ٣٢٦٧۔ صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب عقوبة من يأمر بالمعروف ولا يفعله......، رقم: ٧٤٨٣.

ساتھ گھومتا ہے، سو اس کے گرد جہنمی جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے، اے فلاں! تجھے کیا ہوا ہے؟ کیا تو نیکی کا حکم نہیں دیتا تھا اور برائی سے نہیں روکتا تھا؟ وہ کہے گا، ہاں یقیناً (میں وہی ہوں) لیکن (میرا حال یہ رہا) کہ میں لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتا تھا، لیکن خود عمل نہیں کرتا تھا اور دوسروں کو تو برائی سے روکتا تھا لیکن خود اس کا ارتکاب کرتا تھا۔''

جس دور پہ نازاں تھی دنیا اب ہم وہ زمانہ بھول گئے
اوروں کو جگانا یاد رہا خود ہوش میں آنا بھول گئے
منہ دیکھ لیا آئینے میں پر داغ نہ دیکھا سینے میں
جی ایسا لگایا جینے میں مرنے کو مسلماں بھول گئے

نیکی کا ارادہ کرنے کے فضائل:

اسلام کی دعوت آنے کے بعد لوگ دو جماعتوں میں بٹ گئے۔ ایک جماعت نے اس دعوت کو قبول کیا، دنیا کی رنگینیوں اور خواہشاتِ نفس سے ہٹ کر اللہ کی رضا جوئی کو اپنا مقصد حیات بنایا، اور اس کی اس طرح عبادت کی کہ جیسے وہ اللہ کو دیکھ رہے ہوں۔ ایسے مومنین مخلصین کو اللہ تعالیٰ نے جنت کی خوشخبری دی ہے، اور اس سے بھی عظیم تر نعمت دیدار کا وعدہ کیا ہے:

﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ۖ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٦﴾ وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ مَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ ۖ كَأَنَّمَا أُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطَعًا مِنَ اللَّيْلِ مُظْلِمًا ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٧﴾﴾ (یونس: ٢٦-٢٧)

''جن لوگوں نے نیکی کی ہے ان کے واسطے جنت ہے، اور اللہ کا دیدار بھی، اور ان کے چہروں پر نہ کدورت چھائے گی اور نہ ذلت، یہ لوگ جنت میں رہنے والے

ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور جن لوگوں نے بد کام کیے ان کی بدی کی سزا اس کے برابر ہوگی اوران کو ذلت چھائے گی ان کو اللہ تعالیٰ سے کوئی نہ بچا سکے گا گویا ان کے چہروں پر اندھیری رات کے پرت کے پرت لپیٹ دیئے گئے ہیں یہ لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔''

امام احمد اور امام مسلم نے صہیب رومی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی اور کہا کہ جب کہ جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں داخل ہو جائیں گے، تو ایک منادی آواز لگائے گا کہ اے اہل جنت! اللہ نے تم سے ایک وعدہ کیا تھا جسے اب پورا کرنا چاہتا ہے۔ وہ لوگ کہیں گے کہ کیا اللہ نے ہمارے ترازؤں کو بھاری نہیں بنا دیا، کیا ہمارے چہروں کو روشن نہیں کر دیا اور ہمیں جہنم سے ہٹ کر جنت میں داخل نہیں کر دیا، اب اور کیا چیز باقی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ پردہ ہٹا دے گا، اور جنتی اسے دیکھنے لگیں گے۔ اللہ کی قسم، اس نعمت دیدار سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہوگی، اور اس سے بڑھ کر آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی کوئی شے نہیں ہوگی۔'' [1]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ، فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ ، عَزَّوَجَلَّ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ ، فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً ، فَإِنْ هَمَّ بِهَا وَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ ، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً ، فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً .)) [2]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ٢٦٧.

[2] صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب من هم بحسنة أو سيئة ، رقم: ٦٤٩١ـ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب إذا هم العبد بحسنة كتبت، وإذا هم بسيئة لم تكتب، رقم: ١٣١ .

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رب تعالیٰ سے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے نیکیوں اور برائیوں کولکھا پھرانہیں واضح کردیا اب جوشخص کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے لیکن اسے انجام نہیں دے پاتا، تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں اپنے پاس سے ایک نیکی لکھ دیتا ہے، اور اگر وہ ارادہ کرنے کے بعد اس پر عمل بھی کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے پاس اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیوں سے لے کر سات سو نیکیاں بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ نیکیوں کا ثواب لکھ دیتا ہے۔ اور وہ شخص جو برائی کا ارادہ کرتا ہے لیکن بُرائی کرتا نہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ایک مکمل نیکی لکھ دیتا ہے اور اگر وہ ارادہ کرنے کے بعد اس برائی کو کرتا ہے تب اس کے نامہ اعمال میں ایک ہی بُرائی لکھی جاتی ہے۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس کسی نے نیکی کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہ کیا تو اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ اور جس نے نیکی کا ارادہ کر کے اس پر عمل کر بھی لیا تو اس کے لیے دس سے لے کر سات سو تک نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور جس نے برائی کا ارادہ کر کے اس پر عمل نہیں کیا، تو اس کا گناہ نہیں لکھا جاتا، اور اگر عمل کر لے تو صرف ایک گناہ ہی لکھا جاتا ہے۔'' [1]

نیک اعمال کی حفاظت کرنے کا ثواب:

نیکی کرنے کے بعد اس کی حفاظت ضروری ہے، تب جا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ثواب کی اُمید ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا يَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُكْفَرُوهُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ﴿١١٥﴾﴾

(آل عمران: ۱۱۵)

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۱۳۰.

''اور وہ لوگ جو بھی بھلائی کریں گے اس کے اجر وثواب کے لیے ان کی ناقدری نہیں کی جائے گی، اور اللہ تقویٰ والوں کو خوب جانتا ہے۔''

عبدُ اللّٰهِ بنُ عمرِو بنِ العاصِ رضی اللہ عنہما قال: قال لي رسولُ اللّٰه ﷺ: ((يَا عَبْدَ اللّٰهِ! لا تكُنْ مِثْلَ فُلانٍ، كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ)) [1]

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عبداللہ! تم فلاں شخص کی طرح نہ ہونا، وہ رات کو قیام کرتا (نوافل وغیرہ پڑھتا) تھا پھر اس نے رات کا قیام چھوڑ دیا۔''

نیک اعمال کی حفاظت بہت ضروری ہے، ورنہ ایک طرف سے جگ میں پانی ڈالتے رہیں، دوسری طرف سوراخ سے نیچے گرتا رہے تو پانی جمع نہیں ہوگا، اسی طرح نیکیوں کی حفاظت تب ہی ہوگی جب وہ اعمال نہ کیے جائیں جس سے نیکیاں ختم ہوجاتی ہیں یا برائیاں نیکیوں سے بڑھ جانے کا خدشہ ہو۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالىٰ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ .)) [2]

''اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ اعمال وہ ہیں، جن پر ہمیشگی اختیار کی جائے، اگرچہ وہ کم ہوں۔''

اللہ کی راہ میں جدوجہد کرنے کے فضائل:

جو لوگ اللہ کی خاطر نفس، شیطان، اور اللہ کے دشمنوں کے خلاف جہاد کرتے ہیں، ایسے لوگ بڑے خوش نصیب ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی محنت کا صلہ بڑھا چڑھا کر عطا فرماتا

[1] صحیح بخاري، كتاب التهجد، باب ما يكره من ترك قيام الليل، رقم: ١١٥٢۔ صحیح مسلم، كتاب الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرربه أو فوت به حقا، رقم: ١١٥٩/١٨٥.

[2] صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم من قيام الليل، رقم: ٧٨٣.

ہے اور انھیں اعمال صالحہ کی توفیق دیتا ہے۔ تاکہ ان کے ذریعے اس کی قربت حاصل کریں۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:

﴿وَ الَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴾ (العنکبوت: ٦٩)

''اور جو لوگ ہمارے دین کی خاطر کوشش کرتے ہیں، ہمیں انھیں اپنے راہِ راست پر ڈال دیتے ہیں، اور بے شک اللہ نیک عمل کرنے والوں کے ساتھ ہوتا۔''

﴿وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْیَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْیُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴾ (بنی اسرائیل: ١٩)

''اور جس کا ارادہ آخرت کا ہو، اور جیسی کوشش اس کے لیے ہونی چاہیے وہ کرتا بھی ہو اور وہ با ایمان بھی ہو۔ پس یہی لوگ ہیں جن کی کوشش کی اللہ کے ہاں پوری قدردانی کی جائے گی۔''

﴿اِنَّ رَبَّكَ یَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَیِ الَّیْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِیْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ یُقَدِّرُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَیْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَیَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَیْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾ (المزمل: ٢٠)

''تیرا رب بخوبی جانتا ہے کہ تو اور تیرے ساتھ کے لوگوں کی ایک جماعت قریب دو تہائی رات کے اور آدھی رات کے اور ایک تہائی رات کے تہجد پڑھتے ہیں، اور رات دن کا پورا اندازہ اللہ تعالیٰ کو ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ تم

اسے ہرگز نہ نبھا سکو گے۔ پس اس نے تم پر مہربانی کی لہٰذا جتنا قرآن پڑھنا تمہارے لیے آسان ہو اتنا ہی پڑھو، وہ جانتا ہے کہ تم میں بعض بیمار بھی ہوں گے، بعض دوسرے زمین میں چل پھر کر اللہ کا فضل یعنی روزی بھی تلاش کریں گے اور کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد بھی کریں گے۔ سو تم باآسانی جتنا قرآن پڑھ سکو پڑھو، اور نماز کی پابندی رکھو، اور زکوٰۃ دیتے رہا کرو، اور اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دو، اور جو نیکی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر سے بہتر اور ثواب میں بہت زیادہ پاؤ گے، اللہ سے معافی مانگتے رہو۔ یقیناً اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

اللہ عزوجل کی راہ میں جتنی زیادہ جدوجہد کی جائے، اللہ تعالیٰ اتنا ہی بندے کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ جیسا کہ درج ذیل حدیث قدسی میں آیا ہے:

عَن أنس رضي اللّٰه عنه، عن النَّبِيِّ ﷺ يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ: ((إِذَا تَقَرَّبَ العَبْدُ إِلَيَّ شِبراً تقَرَّبْتُ إِلَيْه ذِرَاعًا، وَإِذَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ منهُ بَاعاً، وَإِذَا أَتَانِي يَمْشِي أَتَيتُهُ هَرْوَلَةً.)) [1]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے رب سے روایت فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جب بندہ میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ذراع قریب ہوجاتا ہوں، اور جب وہ میری طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں اس کی طرف دو ہاتھ قریب ہوجاتا ہوں، اور جب وہ میری طرف چلتا ہوا آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتا ہوا آتا ہوں۔''

غور فرمائیں! معصوم عن الخطأ، شفیع المذنبین، شافع محشر محمد رسول اللہ ﷺ رستہ الٰہی میں کتنی جدوجہد کرتے ہیں، کتنی زیادہ محنت کرتے ہیں؟

---

[1] صحيح بخاري، كتاب التوحيد، باب ذكر النبي صلى الله عليه وسلم وروايته عن ربه، رقم: ٧٥٣٦.

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟! قَالَ:((أَفَلَا أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ عَبْدًا شَكُورًا؟)) ❶

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کو (اتنا لمبا) قیام فرماتے کہ آپ کے قدم مبارک پھٹ جاتے، میں نے آپ ﷺ سے کہا: آپ ایسا کیوں کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف فرما دیئے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں اس بات کو پسند نہ کروں کہ میں اس کا شکرگزار بندہ بنوں؟''

اللہ کی راہ میں جدوجہد کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ دن بھر بندہ دعوت کے میدان میں مصروفِ عمل رہے، اور رات کی تنہائیوں میں اپنے رب کے حضور سربسجود ہوکر اپنے رب سے مناجات کرے۔ تاکہ اس کا رب اس سے راضی ہوجائے، اور اگر دین کو اختیار کرنے کی صورت میں مشکلات و شدائد رکاوٹِ راہ بنیں تو انھیں خاطر میں لائے بغیر بس دین و ایمان کی پرواہ کرے۔ ایسا شخص جس قدر عظیم کام کا متحمل ہو رہا ہے، اسی قدر اس کی مدح قرآن واحادیث میں بیان کی گئی ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ اَلصَّابِرُ فِيهِمْ عَلَى دِينِهِ كَالْقَابِضِ عَلَى اَلْجَمْرِ .))❷

---

❶ صحیح بخاري، کتاب التفسیر، رقم: ٤٨٣٦۔ صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب اِکثار الأعمال والاجتهاد في العبادة، رقم: ٢٨٢٠.

❷ سنن ترمذی، کتاب الفتن، باب الصابر علی دینه فی الفتن ...... رقم: ٢٢٦٠۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آئے گا جس میں دین پر صبر کرنے والا شخص اس آدمی کے مانند ہوگا جس نے اپنی مٹھی میں انگارہ لے لیا ہو۔''

نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین رحمہم اللہ نے دین الٰہی کے لیے اپنا مال و جان تک قربان کر دیا، وہ جانتے تھے کہ یہ سب رب کا فضل ہے اور اسی کے بارے میں سوال ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَا أَفْنَاهُ؟ وَعَنْ عِلْمِهٖ فِيْمَ فَعَلَ فِيْهِ؟ وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيْمَ أَنْفَقَهُ؟ وَعَنْ جِسْمِهٖ فِيْمَ أَبْلَاهُ .)) [1]

''کسی بندے کے قدم اس وقت تک نہیں ہل سکیں گے جب تک اس سے چار سوالات نہیں کر لیے جائیں گے: اس نے اپنی عمر کو کس چیز میں ختم کیا؟ اپنے علم پر کہاں تک عمل کیا؟ اور اس نے اپنا مال کہاں سے کمایا اور کس چیز پر خرچ کیا؟ اور اس نے اپنے جسم کو کس چیز میں بوسیدہ کیا؟''

دین کی اشاعت و تبلیغ کے سلسلے میں سیّدنا ابوبکر، عمر، عثمان و عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم جیسے صحابہ کی کاوشیں، جدوجہد، اس کی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی کہ جب بھی ضرورت پڑی، تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دامے درمے سخنے قدمے اس میں شریک کار ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے راستے میں خلوص، اخلاص اور استقامت عطا فرمائے۔ آمین!

شکوک وشبہات والے عمل سے بچنے کا ثواب:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ

[1] سنن الترمذي، کتاب صفة القيامة، باب في القيامة: ٢٤١٧۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

حَيْرَانَ لَهٗۤ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗۤ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾ (الانعام : ۷۱)

''آپ کہیئے ، کیا ہم اللہ کے سوا ان کو پکاریں جو ہمیں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان ، اور کیا اللہ کی ہدایت ہمارے پاس آجانے کے بعد الٹے پاؤں پھر جائیں ، اس آدمی کے مانند جسے شیطان نے بھٹکا دیا ہو اور زمین میں حیران وپریشان پھر رہا ہو، اس کے کچھ دوست بھی ہوں ، جو اُسے سیدھی راہ کی طرف بلا رہے ہوں کہ ہمارے پاس آجاؤ، آپ کہیئے کہ اصل ہدایت تو اللہ کی ہدایت ہے، اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ رب العالمین کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں ۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک مثال کے ذریعے بات سمجھائی ہے کہ ایسا شخص جو دین کو قبول کر لینے کے بعد شیطان کی وساوس وتلبیسات کا شکار ہو جائے ۔ تو ایسے شخص کی مثال ایسے ہی ہے گویا کہ وہ ثمرات سے بھرے نخلستان کو چھوڑ کر بے سائبان، تپتے ریگستان میں آ گیا ہو اور جب اس کے ساتھی ، دوست، غمخوار اسے ان وساوس کی عمیق کھائیوں سے نکلنے کی دعوت دیتے ہیں، تو اس کے پاس شکوک وشبہات کے تار عنکبوت کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ اور نتیجتاً وہ گمراہیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔

چونکہ دین اسلام یقین کی پختہ بنیادوں پر قائم ہے۔ اور اس کی ہر بات دلیل و برہان کے غیر متزلزل عمود کے سہارے قائم ہے۔ اس لیے ایک مؤمن و مسلم کی یہ شان ہے کہ وہ ایمان ویقین کو ایک دفعہ قبول کر کے اس بارے میں شیطانی وساوس کا شکار نہیں ہوتا:

وَعَنِ النُّعمَان بنِ بَشيرٍ رضيَ اللّٰهُ عنهما قال: سَمِعْتُ رسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الحَلالَ بَيِّنٌ وَإِنَّ الحَرامَ بَيِّنٌ ، وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهِ وَعِرْضِهِ ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الحَرَام ، كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَرتَعَ فِيهِ ،

أَلا! وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى ، ألا ، وَإِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهُ ، أَلا! وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً ، إِذَا صَلَحَت صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ ، ألا ، وَهِيَ الْقَلْبُ .)) ❶

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''یقیناً حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح، اور ان کے درمیان (بہت سی چیزیں) شبہے والی ہیں جن کی حقیقت سے اکثر لوگ بے علم ہوتے ہیں۔ جو شخص شبہے والی چیزوں سے بچ گیا، اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو شبہات میں پھنس گیا وہ حرام میں مبتلا ہو گیا۔ جیسے وہ چرواہا جو (کسی کی مخصوص) چراگاہ کے اردگرد (اپنے جانوروں کو) چراتا ہے۔ قریب ہے کہ اس کے جانور اس چراگاہ کے اندر داخل ہو کر اسے بھی چرنا شروع کر دیں گے۔ سنو! ہر بادشاہ کی چراگاہ ہوتی ہے سنو! اللہ کی چراگاہ، اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں، سنو! جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، جب وہ درست ہوتا ہے تو سارا جسم صحیح ہوتا ہے، اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو سارا جسم انسانی خراب ہو جاتا ہے اور وہ مضغہ (گوشت) دل ہے۔''

یعنی کہ اللہ ربّ العزت نے حلال و حرام ہر چیز کی وضاحت فرما دی ہے۔ اور بعض باتوں سے سکوت اختیار کیا ہے تو ایک مؤمن و مسلم کا یہ فریضہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرائض کو بجا لائے، حلال استعمال کرے، اور اللہ کی منہیات، حرام کردہ چیزوں سے اجتناب کرے۔ اور یہی مطلوب ہے۔ لیکن اس دوران کسی قسم کے شکوک و شبہات کو اپنے پاس نہ پھٹکنے دے۔ کیونکہ شکوک دیمک کی مانند ہیں جو کہ آہستہ آہستہ یقین کی پختہ عمارت کو بھی چاٹ جاتے ہیں۔ لہٰذا اس کے قرب و جوار میں بھی جانے کی اجازت نہیں دی گئی۔

---

❶ صحیح بخاري، كتاب الإيمان، باب فضل من استبرأ لدينه، رقم: ٥٢ـ صحیح مسلم، كتاب البيوع، باب أخذ الاحلال وترك الشبهات، رقم: ١٥٩٩.

رسول اللہ ﷺ کی عملی زندگی اس سلسلے میں اسوۂ حسنہ ہے کہ آپ نے کس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تربیت کی، اوران کے ایمان وعقیدہ کی پختگی کے عوامل ان کے سامنے واضح بیان کیے اورانھیں شکوک وشبہات سے بچانے کے عملی اقدامات کیے:

''اُمّ المؤمنین سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا، رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف میں تھے تو ان سے ملاقات کرنے تشریف لائیں۔ بعدازاں رسول اللہ ﷺ انھیں چھوڑنے کے لیے مسجد کے دروازے تک تشریف لائے، تو اسی اثناء دو انصاری صحابی وہاں سے گزرے اور رسول اللہ ﷺ کو سلام کر کے گزر گئے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی جگہ پر ٹھہرو! (اور میری بات سنو) یہ صفیہ بنت حیی ہیں۔'' (جو کہ میری بیوی ہے، کچھ اور نہ سمجھنا) تو ان صحابہ نے تعجب سے کہا: سبحان اللہ! یا رسول اللہ (کیا ہم پر شک کریں گے؟) اور یہ بات ان پر شاق وگراں گزری تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنْ ابْنِ آدَمَ مَبْلَغَ الدَّمِ ، وَإِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ يَقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا شَيْئًا .)) [1]

''شیطان خون کی طرح انسانی بدن میں دوڑتا ہے، مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں تمہارے دلوں میں وہ کوئی بدگمانی نہ ڈال دے۔''

قبل اس کے کوئی شکوک وشبہات میں مبتلا ہو، اس کے شکوک کا ازالہ کردیا جائے۔ کیونکہ اگر کوئی شکوک کا شکار ہوگیا تو دوسروں کو بھی اس میں مبتلا کرے گا۔ اسی طرح رائی کا پہاڑ بن جائے گا۔ لہٰذا فائدہ اس میں ہے کہ بات کو پہلے ہی وضاحت سے بیان کردیا جائے۔

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: چند صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الاعتكاف، باب هل يخرج المعتكف لحوائجه الى باب المسجد ، رقم: ٢٠٣٥.

اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: ہمارے دلوں میں ایسے خیالات، شکوک (بسا اوقات) جنم لیتے کہ جسے بیان کرنا ہمارے لیے مشکل ہے۔ (یعنی اس کا کیا حل ہے؟) تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''کیا واقعی تمہاری یہی حالت ہے؟'' انہوں نے کہا: جی ہاں! آپ نے جواب دیا: ''یہ تو صریح ایمان ہے۔'' [1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شکوک و وساوس تو دل میں آئیں گے لیکن انہیں درخو اعتناء نہ سمجھا جائے۔ اور انہیں ردّ کرنے کی کوشش کی جائے۔ اگر ان وساوس کے متعلق ناپسندیدگی کا اظہار ایمان ہے، تو ان شکوک وشبہات میں پڑنا ایمان کو ضائع کرنے کے مترادف ہے۔

سرکشی اور تکبر سے بچنے کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ کو ہر وہ کام جس میں اس کی معصیت ہو، اس کے احکامات کی خلاف ورزی ہو، ناپسند ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے احکامات کی بجا آوری، عاجزی وانکساری کو محبوب رکھتا ہے۔ اور اس کے مقابلے میں سرکشی، تکبر جو کہ اللہ تعالیٰ کی معصیت کا سبب بنتا ہے، سخت ناپسندیدہ ہے۔ کیونکہ بڑائی اللہ تعالیٰ کا وصف ہے کہ وہ مالک الملک ہے۔ کائنات کی بادشاہت اس کے پاس ہے۔ اور اگر اسی کی مخلوق میں سے کوئی اس کی سرکشی پر اتر آئے، اور اپنی بڑائی ظاہر کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے غضب سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اور زمین پر اکڑ کر نہ چلو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ متکبر اور دوسروں کے سامنے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا ہے، جو اس خیال غلط میں مبتلا ہوتا ہے کہ اللہ اس سے محبت کرتا ہے جبھی تو اس نے اسے یہ نعمتیں دے رکھی ہیں، اس لیے کہ دنیا کی نعمتیں تو اللہ اپنے کافر بندوں کو بھی دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الوسوسة فی الایمان، رقم: ۱۳۲.

﴿وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَ لَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴾ (لقمان : ۱۸)

''اور لوگوں سے اپنا چہرہ پھیر کر بات نہ کر، اور زمین میں اکڑ کر نہ چل، بے شک اللہ ہر اس شخص کو پسند نہیں کرتا ہے جو اکڑ کر چلنے والا، فخر کرنے والا ہوتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اپنے بندوں کی صفتیں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَ لَا فَسَادًا ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴾ (القصص : ۸۳)

''وہ آخرت کا گھر تو ہم ان لوگوں کے لیے مخصوص کردیں گے جو زمین میں اپنی بڑائی نہیں چاہتے، اور نہ فساد کرنا چاہتے ہیں اور انجام کار بھلائی متقین ہی کے لیے ہے۔''

اور سورۃ النساء میں ارشاد ہوا:

﴿وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ﴾ (النساء : ۳۶)

'' اور اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور اچھا سلوک کرو ماں باپ سے، اور قرابت داروں سے، اور یتیموں اور محتاجوں سے، اور قرابت والے ہمسایہ سے، اور اجنبی ہمسایہ سے، اور پاس بیٹھنے والے (ہم جنس) سے، اور مسافر سے، اور جو تمہاری ملک ہوں (کنیز۔ غلام)، بیشک اللہ اسے دوست نہیں رکھتا جو اترانے والا، بڑ مارنے والا ہو۔''

یہ تو تھیں چند آیات ربانیہ جن میں سرکشی و تکبر کی مذمت اور تواضع و انکساری کی

فضیلت بیان ہوئی ہے۔اب چند ایک احادیث عاجزی وانکساری کی فضیلت اور سرکشی وتکبر کی مذمت میں ملاحظہ فرمائیں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے:

((وَمَا تَوَاضَعُ أَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ .)) ❶

''اور جس شخص نے اللہ کے لیے عاجزی اختیار کی اللہ تعالیٰ اسے بلند فرما دے گا۔''

عن أبي سعيدٍ الخدري رضي الله عنه عن النَّبيِّ ﷺ قال: ((احْتَجَّتِ النَّارُ وَالْجَنَّةُ ، فقالتِ هٰذِهِ: يَدْخُلُنِی الْجَبَّارُوْنَ وَالْمُتَكَبِّرُوْنَ ، وَقَالَتِ هَذِهِ: يَدْخُلُنِي الضُّعَفَاءُ وَالْمَسَاكِيْنُ ، فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِهٰذِهِ: أَنْتِ عَذَابِيْ أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ . وَ قَالَ لِهٰذِهِ: أَنْتِ رَحْمَتِيْ أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ ، وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْكُمَا مِلْؤُهَا .)) ❷

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جنت اور دوزخ کے درمیان جھگڑا ہوا۔ جہنم نے کہا: میرے اندر سرکش اور متکبر انسان ہوں گے اور جنت نے کہا: میرے اندر کمزور اور مسکین لوگ داخل ہوں گے، پھر اللہ نے ان کے درمیان فیصلہ فرمایا، (اور دوزخ سے کہا) تو میرا عذاب ہے، میں تیرے ذریعے سے جس کو چاہوں گا عذاب دوں گا، (جنت سے کہا) تو میری رحمت ہے، تیرے ذریعے سے میں جس پر چاہوں گا رحم کروں گا تم دونوں کا بھرنا میری ذمے داری ہے۔''

حَارِثَةُ بْنُ وَهْبٍ رضي الله عنه قال: سمعتُ النَّبِيَّ ﷺ يقولُ: ((أَلا أُخْبِرُكَ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ؟ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعَّفٍ ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ ، أَلا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ

❶ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب استحباب العفو والتواضع، رقم: ٢٥٨٨.

❷ صحيح مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها، باب النار يدخلها الجبارون، والجنة، رقم: ٢٨٤٦.

مُسْتَكْبِرٍ .)) ❶

سیدنا حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''کیا میں تمہیں جنتیوں کی خبر نہ دوں؟ (پھر آپ نے خود ہی جواب دیا) ہر کمزور، جو کمزور سمجھا جاتا ہے، اگر وہ اللہ پر قسم کھالے تو اللہ اسے پوری کر دیتا ہے۔ کیا میں تمہیں جہنمیوں کی خبر نہ دوں؟ (پھر جواب دیا) ہر تند خو سرکش، بخیل (یا اترا کر چلنے والا) اور متکبر شخص۔''

عن سَلَمَةَ بنِ الأكوَعِ رضيَ اللّٰهُ عنه أن رَجُلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِشِمَالِهِ: فقَالَ: ((كُلْ بِيَمِينِكَ .)) قَالَ: ((لَا أَسْتَطِيعُ .)) قالَ: ((لَا اسْتَطَعْتَ .)) مَا مَنَعَهُ إِلَّا الكِبْرُ، قَالَ: ((فَمَا رَفَعَهَا إِلى فِيهِ .)) ❷

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بائیں ہاتھ سے کھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے دائیں ہاتھ سے کھا۔'' اس نے کہا، میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نہ ہی طاقت رکھے۔ اسے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ماننے سے) صرف تکبر نے روکا، پھر وہ اپنا ہاتھ اپنے منہ کی طرف نہ اٹھا سکا۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے:

((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخْتَرُ يَمْشِيْ فِيْ بُرْدَيْهِ قَدْ أَعْجَبَتْهُ نَفْسُهُ، فَخَسَفَ اللّٰهُ بِهِ الْأَرْضَ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيْهَا اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ .)) ❸

---

❶ صحيح بخاري، كتاب التفسير، باب قوله تعالي: ﴿عتلّ بعد ذلك زنيم﴾ رقم: ٤٩١٨ ـ صحيح مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها، باب النار يدخلها الجبارون، والجنة يدخلها الضعفاء، رقم: ٢٨٥٣.

❷ صحيح مسلم، كتاب الاشربة، باب آداب الطعام والشراب، رقم: ٢٠٢١.

❸ صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب تحريم التبختر فى المشى، مع اعجابه بثيابه، رقم: ٢٠٨٨.

''یوں ہوا کہ ایک شخص دو چادروں میں ملبوس تکبر سے چل رہا تھا اور اس کے نفس نے اسے خود پسندی اور تکبر میں مبتلا کر دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا، اب وہ قیامت کے دن تک زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔''

قزعۃ نامی ایک بندے نے سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو پرانے کپڑے پہنے دیکھا تو وہ کہتا ہے کہ میں نے ان سے کہا: میں آپ کے لیے خراسان کا بنا ہوا نرم کپڑا نہ لے آؤں؟ (جسے آپ زیب تن فرمائیں) اور جب میں آپ کو اس لباس میں دیکھوں گا تو میری آنکھوں کو سکون وٹھنڈک حاصل ہوگی۔ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''مجھے وہ کپڑا دکھاؤ، (جب کپڑا لایا گیا تو) اسے چھوکر کر پوچھا: کیا یہ ریشمی ہے؟ میں نے کہا: نہیں یہ کاٹن کا ہے۔ تو سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا: ''مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں میں یہ پہن کر متکبر اور شیخی خورہ نہ بن جاؤں، اور اللہ تعالیٰ ہر متکبر اور شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا۔'' [1]

یعنی سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اس قدر متقی و عاجزی پسند تھے کہ اس ڈر سے اچھا کپڑا انہیں پہنتے کہ ایسا نہ ہو کہ میں قیمتی کپڑا پہن کر دوسروں کو حقیر جاننے لگوں، اور میرے دل میں تکبر وفخر پیدا ہو جائے۔ لہٰذا انہوں نے انکار کر دیا۔

ابووہب المروزی فرماتے ہیں: ''میں نے عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ سے تکبر کے بارے میں پوچھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: تکبر یہ ہے کہ تو لوگوں کو حقیر جانے۔'' پھر میں نے خود پسندی، غرور کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ: ''خود پسندی یہ ہے کہ تیری یہ خواہش ہو کہ جو چیز تیرے پاس ہے کسی اور کے پاس ایسی شے نہ ہو، اور میں نمازی حضرات میں اس سے بری کوئی چیز نہیں جانتا۔'' [2]

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ: تکبر اللہ تعالیٰ کی چادر اور اس کا خاصہ ہے، لیکن اگر کوئی تکبر کا اظہار کرتا ہے، گویا وہ دانستگی یا نادانستگی میں اللہ تعالیٰ کے وصف میں شریک ہونے کی کوشش

---

[1] سیر اعلام النبلاء: ۳/ ۲۳۳۔ ۲۳۵.

[2] سیر اعلام النبلاء: ۸/۴۰۷.

کرتا ہے۔ اور شراکت اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں جبکہ اس کے مقابلے میں عاجزی وانکساری اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عاجزی وانکساری میں زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

دنیاوی زندگی پر آخرت کو ترجیح دینے کا ثواب:

اللہ ربّ العزت نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لیے تخلیق فرمایا اور یہی ان کی دنیا میں آمد کا مقصد ہے۔ دنیا امتحان کی تیاری کی جگہ ہے۔ جس کا پرچہ بیان کر دیا گیا ہے کہ دنیا میں اس کی تیاری کرلو، بعد میں اس کا امتحان ہوگا جہاں پاس، فیل کا اعلان کیا جائے گا۔

اب جو شخص امتحان گاہ کو ہی اصل بنالے، یا کوئی مسافر کہیں سفر کرتے ہوئے اگر کسی جگہ وقتی طور پر پڑاؤ ڈال لے، اور اپنی اصل منزل مقصود کو بھول کر اسے ہی مسکن سمجھ لے تو ایسے شخص کو کوئی بھی عقلمند نہیں کہتا، بلکہ یہی کہا جاتا ہے کہ اس نے اصل جگہ پر عارضی کو ترجیح دی ہے۔ بعینہٖ یہی معاملہ دنیا وآخرت کا ہے۔ دنیا عارضی اور ایسی عارضی کہ کسی کو معلوم نہیں کہ اس نے کب یہاں سے کوچ کرنا ہے؟ جبکہ آخرت کو بقاء و دوام ہے لیکن انسان شیطان کے ہتھکنڈوں کا شکار ہو کر اصل پر عارضی کو ترجیح دیتا ہے۔ لہٰذا یہاں چند اسی موضوع سے متعلقہ آیات اور پھر احادیث بیان کی جاتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل مقصد ہمیشہ رہنے والی جگہ کون سی ہے؟

﴿وَمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهْوٌ وَلَعِبٌ ۚ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٦٤﴾﴾ (العنکبوت: ٦٤)

''اس دنیا کی حقیقت کھیل اور تماشہ کے علاوہ کچھ بھی نہیں اور بے شک آخرت کی زندگی ہی اصل اور حقیقی زندگی ہے۔ کاش کہ لوگ اس حقیقت کو جان لیں۔''

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ﴿١٤﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ﴿١٥﴾ بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿١٦﴾ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿١٧﴾﴾ (الاعلیٰ: ١٤ تا ١٧)

'' بے شک ان لوگوں نے فلاح پالی جو پاک ہوگئے۔ اور جنہوں نے اپنے رب کا نام یاد رکھا اور نماز پڑھتے رہے لیکن تم تو دنیا کا جینا سامنے رکھتے ہو۔ اور آخرت بہت بہتر اور بہت بقا والی ہے۔''

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۝﴾

(الشوریٰ: ۲۰)

'' جس کا ارادہ آخرت کی کھیتی کا ہو ہم اسے اس کی کھیتی میں اور ترقی دیں گے، اور جو دنیا کی کھیتی کی طلب رکھتا ہو ہم اسے اس میں سے ہی کچھ دے دیں گے، اور ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔''

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝﴾ (یونس: ۷۔۸)

'' جن لوگوں کو ہمارے پاس آنے کا یقین نہیں ہے، اور وہ دنیوی زندگی پر راضی ہوگئے ہیں، اور اس میں جی لگا بیٹھے ہیں، اور جو لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں ایسے لوگوں کا ٹھکانا ان کے اعمال کی وجہ سے دوزخ ہے۔''

﴿فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ۝ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝ وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝﴾ (النازعات: ۳۷۔۴۱)

'' تو جس شخص نے سرکشی کی ہوگی، اور دنیوی زندگی کو ترجیح دی ہوگی اس کا ٹھکانا جہنم ہی ہے۔ ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا ہوگا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکا ہوگا، تو اس کا ٹھکانا جنت ہی ہے۔''

((وعـن عـائشةَ رضي الله عنها قالتْ: تُوُفِّي رسولُ اللّٰهِ ﷺ وَمَـا فـي بَيْتِـي مِـنْ شَيْءٍ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ إِلَّا شَطْرُ شَعِيْرٍ فِي رَفٍّ لِي ، فَأَكَلْتُ مِنْهُ حَتَّى طَالَ عَلَيَّ ، فَكِلْتُه فَفَنِيَ .)) [1]

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ میرے گھر میں کوئی چیز ایسی نہیں تھی جو کوئی جاندار کھائے، سوائے اس تھوڑے سے جَو کے جو میرے طاق میں رکھے ہوئے تھے۔ پس میں ایک مدت دراز تک اسی میں سے (لے لے کر) کھاتی رہی (بالآخر ایک دن) میں نے اسے ناپا تو وہ ختم ہوگیا۔''

جولوگ آخرت کی زندگی پر دنیا کو ترجیح دیتے ہیں، اور دنیا بنانے میں محو ہوجاتے ہیں نتیجتاً دنیا ہاتھ نہیں آتی ہے، اور آخرت کو تو پہلے ہی خیرباد کہہ دیتے ہیں، اور اُن کی زندگیاں مصائب سے بھر جاتی ہیں، ساتھ ہی گھرانوں کے گھرانے جہنم کے کنارے پر لا کھڑا کرتے ہیں۔ مگر جولوگ اُخروی زندگی کو دنیاوی زندگی پر ترجیح دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے دنیا اور آخرت دونوں کو آسان بنا دیتا ہے۔

یہ مال و دولتِ دنیا یہ رشتہ وَ پیوند
بتانِ وہم و گماں لا الٰہ الا اللّٰہ!

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر سوئے ہوئے تھے، جب سوکر اُٹھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر چٹائی کے نشان تھے، تو ہم نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! (اگر آپ ہمیں حکم دیں تو) ہم آپ کے لیے آرام دہ بستر تیار کردیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَـالِـيْ وَلِـلـدُّنْيَا ، مَا أَنَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا .))

[1] سنن ترمذی، کتاب الزهد، رقم : ٢٣٧٧۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

''مجھے دنیا سے کیا مطلب، میری اور دنیا کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی سوار کسی درخت کے نیچے کھڑا ہو کر سایہ سے فائدہ اُٹھائے، اور پھر چل دے اور درخت کو اپنی جگہ چھوڑ جائے۔'' ❶

رسول اللہ ﷺ اکثر مجلس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ کلمات لکھاتے:

((اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا يَحُوْلُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ ، وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَا تُهَوِّنُ بِهِ عَلَيْنَا مُصِيْبَاتِ الدُّنْيَا ، وَمَتِّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا ، وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا ، وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا ، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا ، وَلَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا ، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا ، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمْنَا .)) ❷

''اے اللہ! ہمیں اپنا ڈر نصیب فرما جو ہمارے اور تیری نافرمانی کے کاموں میں رکاوٹ بن جائے، اور اپنی اطاعت کرنے کی توفیق عطا فرما جو ہمیں تیری جنت میں پہنچا دے، اور ایسا یقین نصیب فرما جو ہم پر دنیا کی مصیبتیں آسان کر دے۔ (اے اللہ!) جب تک تو ہمیں زندہ رکھے ہمیں ہماری سماعت، بصارت اور طاقت سے فائدہ عطا فرما، اور اسی (بہرہ مندی) کو ہمارا وارث بنا۔ جو کوئی ہم پر ظلم کرے اس سے ہمارا انتقام لے، جو کوئی ہم سے دشمنی رکھے اس پر ہماری مدد فرما۔ اور دین میں مصیبتیں نہ ڈالنا، اور نہ ہی دنیا کو ہمارا مقصود اور نہ (دنیا کو) ہمارے علم کی انتہا بنا، اور ہم پر کسی ایسے شخص کو مسلط نہ کرنا جو ہم پر رحم نہ کرے۔''

---

❶ سنن ابن ماجة، رقم: ٤١٠٩ ـ سلسلة الصحيحة، رقم: ٤٣٨.

❷ سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب دعاء اللهم اقسم لنا ...... الخ، رقم: ٣٥٠٢ ـ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

عَن بنِ عمرَ رضي الله عنهما ، قال: أَخذَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ بِمَنْكِبَيَّ ، فقال: ((كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غريبٌ ، أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ . وكَانَ ابنُ عُمَرَ يقول: إِذَا أَمْسَيْتَ فَلا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلا تَنْتَظِرِ المَسَاءَ . وَخُذْ من صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ .)) [1]

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا کندھا پکڑ کر فرمایا: ''تم دنیا میں ایسے رہو گویا تم ایک اجنبی یا راہ گیر ہو۔'' اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: جب تم شام کرو تو صبح کا انتظار مت کرو، اور جب صبح کرو تو شام کا انتظار مت کرو، اور اپنی صحت میں بیماری کے لیے اور اپنی زندگی میں موت کے لیے (کچھ) حاصل کرلو۔''

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحت سے نوازا ہے تو اسے غنیمت جانتے ہوئے، اس سے فائدہ اُٹھاؤ، اور نیکی کے کام زیادہ سے زیادہ کرلو۔ مبادا کہیں ایسا نہ ہو کہ بیماری آلے اور اعمالِ صالحہ نہ کرپاؤ، اسی طرح اپنی زندگی کو بھی غنیمت جانو کیونکہ کوئی معلوم نہیں کہ کب موت آجائے اور مہلت نہ ملے۔

اگر نظر آخرت پر ہو تو ہر حال میں انسان خوش رہتا ہے۔ جیسے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أُنْظُرُوْا إِلَىٰ مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْكُمْ ، وَلَا تَنْظُرُوْا إِلَىٰ مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ ، فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ لَّا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ .)) [2]

''تم اس شخص کی طرف دیکھو جو (دنیاوی اعتبار سے) تم سے کم تر ہو، اور اس

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبی صلی الله علیه وسلم کن فی الدنیا کانك غریب، رقم: ٦٤١٦.

[2] صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، رقم : ٢٩٦٣.

شخص کی طرف مت دیکھو جو (دنیاوی اعتبار سے) تم سے بڑا ہو، کیونکہ اس طرح تم اللہ کی نعمتوں کو حقیر نہیں سمجھو گے۔''

مزید ارشاد فرمایا:

((مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ آمِنًا فِي سِرْبِهِ مُعَافًى فِيْ جَسَدِهِ، عِنْدَهُ قُوْتُ يَوْمِهِ، فَكَأَنَّمَا حِيْزَتْ لَهُ الدُّنْيَا .)) [1]

''جو شخص اس حالت میں صبح کرے کہ وہ بنفسہ پر امن اور تندرست ہو، اور اس کے پاس ایک دن کی غذا موجود ہو تو گویا اس کے لیے پوری دنیا کو جمع کر دیا گیا۔''

عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُوْشِكُ الْأُمَمُ اَنْ تَدَاعٰى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْاَكِلَةُ اِلٰى قَصْعَتِهَا)) فَقَالَ قَائِلٌ: وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: ((بَلْ اَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيْرٌ، وَلٰكِنَّكُمْ غُثَآءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ، وَلَيَنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ، وَلَيَقْذِفَنَّ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنَ)) فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! وَمَا الْوَهْنُ؟ قَالَ: ((حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ .)) [2]

سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب (کافر) امتیں تمہارے اوپر چڑھ دوڑنے کے لیے ایک دوسرے کو اس طرح بلائیں گی جس طرح کھانے والے ایک دوسرے کو دسترخوان کی طرف بلاتے ہیں۔'' ایک آدمی نے عرض کیا: شاید اس وقت ہم تعداد میں کم ہوں گے؟ آپ نے

---

[1] سنن ترمذی کتاب الزهد، رقم : ٢٣٤٦ ـ علامہ البانی نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

[2] سنن ابو داؤد، کتاب الملاحم، باب فی تداعی الرحم علی الاسلام، رقم : ٤٢٩٧ ـ سلسلة الصحيحة، رقم: ٩٥٦.

ارشاد فرمایا: ''نہیں! بلکہ تم کثرت میں ہوگے، لیکن تمہاری حیثیت پانی کے اوپر بہنے والے جھاگ کی مانند ہوگی، اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے دلوں سے تمہارا رُعب ختم کردے گا اور تمہارے دلوں میں وہن پیدا فرمادے گا۔'' ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہن کا کیا مطلب ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔''

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مؤمن دنیا کے مقابلے میں اپنے اصلی مقام آخرت کو ترجیح دیتا ہے۔ اوراس کے لیے سعی کرتا ہے۔ جس کا ثواب اسے جنت کی ابدی نعمتوں کی صورت میں ملے گا۔

اللہ کا قرب حاصل کرنے کے فضائل:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝٨﴾ (المزمل: ۸)

''اور آپ اپنے رب کا نام لیتے رہیے، اور اس کی طرف ہم تن اور یکسو ہوکر متوجہ ہوجائیے۔''

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ اس آیت مقدسہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ ہر وقت اپنے رب کی یاد میں مشغول رہیے، تسبیح وتہلیل، تکبیر وتحمید باری تعالیٰ، نماز، تلاوتِ قرآنِ کریم اور لوگوں کو اسلام کی تعلیم دینے میں لگے رہیے، اور اپنے نفس کو آلائشوں سے پاک کرکے، پورے اخلاص کے ساتھ اپنے رب کی یاد میں لگے رہیے، جو مشرق ومغرب کا رب ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اور اپنے تمام امور میں صرف اس پر بھروسہ کیجیے، اس کے سوا کسی کو اپنا کارساز نہ مانئے، وہ آپ کے لیے کافی ہوگا، اور ہر حال میں آپ کا حامی وناصر ہوگا، اور دعوت کی راہ میں کفارِ قریش کی جانب سے آپ کو اور آپ کے صحابہ کو جو اذیت پہنچتی ہے، اس پر صبر کیجیے اور

ان کی باتوں کا جواب نہ دیجیے۔‘‘ (تیسیر الرحمن: ۲/ ۱۶۵۸)

یعنی کوئی بھی مسئلہ ہو، اللہ تعالیٰ سے رابطہ کریں اور اس کی قربت کے خواہاں رہیں، جیسا کہ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَب ۝٨﴾ (الانشراح: ۸)

’’اور آپ اپنے رب کی طرف ہی رغبت کریں۔‘‘

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو نصیحت کی کہ جب آپ جہاد اور دیگر امور دنیا سے فارغ ہو جائیں، اور یکسوئی حاصل ہو جائے، تو اپنے رب کی عبادت کے لیے کھڑے ہو جایئے، اور نماز، دعا اور تسبیح و استغفار میں خوب محنت کیجیے، اور تمام علائقِ دنیا سے الگ ہو کر صرف اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنے میں لگ جایئے، اور ان لوگوں میں سے نہ ہو جایئے۔ جو فراغت کے اوقات لہو و لعب میں گزارتے ہیں، اور اپنے رب کی یاد سے غافل ہو جاتے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔‘‘ (تیسیر الرحمن: ۲/ ۱۷۵۲)

بعض لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس سے محبت کرتا ہے یا جو اللہ کے قریب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں مال و اولاد عطا فرماتا ہے کہ مال و اولاد کی وجہ سے اسے دنیا میں ایک مقام حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے مقرب ہونے کی دلیل ہے، حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اللہ کے ہاں مال و اولاد قربت نہیں دلا سکتے، بلکہ اعمال صالحہ اللہ کے ہاں قربت کا باعث بنتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:

﴿وَمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَلَآ أَوْلَٰدُكُم بِٱلَّتِى تُقَرِّبُكُمْ عِندَنَا زُلْفَىٰٓ إِلَّا مَنْ ءَامَنَ وَعَمِلَ صَٰلِحًا فَأُو۟لَٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ ٱلضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوا۟ وَهُمْ فِى ٱلْغُرُفَٰتِ ءَامِنُونَ ۝٣٧﴾ (سبا: ۳۷)

’’اور تمہارے اموال اور تمہاری اولاد وہ چیزیں نہیں ہیں جو تمہیں ہم سے

قریب کردیں گی، بلکہ جو ایمان لائے گا اور عمل صالح کرے گا، انہی کو ان کے نیک اعمال کا دوہرا بدلہ ملے گا۔ اور وہ لوگ جنت کے بالا خانوں میں امن و امان کے ساتھ رہیں گے۔''

اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کے اوصاف جن کے ذریعے قرب الٰہی کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ان میں سے چند درج ذیل آیت میں بیان ہوتے ہیں:

﴿وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنفِقُ قُرُبَاتٍ عِندَ اللَّهِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ ۚ أَلَا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ۚ سَيُدْخِلُهُمُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٩٩﴾﴾ (التوبة: ۹۹)

''اور بعض دیہاتی ایسے ہوتے ہیں جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، اور اللہ کی راہ میں جو خرچ کرتے ہیں اسے اللہ سے قربت اور رسول کی نیک دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں، ہاں، یقیناً یہ ان کے لیے قربت کا ذریعہ ہے، عنقریب اللہ انھیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا، بے شک اللہ بڑا معاف کرنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے۔''

مذکورہ بالا آیت کریمہ کی روشنی میں قرب الٰہی کے حصول کے لیے ضروری امور یہ ہیں:

1: اللہ تعالیٰ پر ایمان۔

2: یومِ آخرت پر ایمان۔

3: اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنا۔

اس کے علاوہ نوافل کے ذریعے بھی بندہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:

﴿كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِب ﴿١٩﴾﴾ (العلق: ۱۹)

''ہرگز نہیں، آپ اس کی بات نہیں مانئے، اور اپنے رب کے سامنے سجدہ کیجیے اور اس کا قرب حاصل کیجیے۔''

فائدہ :...... سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ ”اقراء باسم ربك“ اور ”اذا السماء انشقت“ میں سجدہ کیا۔ ❶

اس بات کو حدیث مبارک میں کچھ یوں بیان کیا گیا ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَقْرَبُ مَا يَكُوْنَ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ ، فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ .)) ❷

بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب حالت سجدہ میں ہوتا ہے، اس لیے تم لوگ سجدہ میں کثرت سے دعا کرو۔“

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ .)) ❸

سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہے، اور جو اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند نہیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند نہیں کرتا۔“

---

❶ صحيح مسلم، كتاب المساجد، رقم: ١٣٠١.

❷ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب ما يقال فى الركوع والسجود، رقم: ٤٨٢.

❸ صحيح بخارى، كتاب الرقاق، باب من احب لقاء الله احب الله، رقم: ٦٥٠٧ـ صحيح مسلم، كتاب الذكر، باب من احب لقاء الله احب الله لقاءه، رقم: ٢٦٨٣.

3......کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ

کتاب وسنت کو مضبوطی سے پکڑنے کا ثواب

مسلکِ سنت پر اے سالک چلا جا بے دھڑک
جنت الفردوس کو سیدھی جاتی ہے یہ سڑک

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نصیحت کی ہے کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جو ملے اس پر راضی رہنا چاہیے اور اگر آپ ﷺ انہیں کچھ نہ بھی دیں تب بھی ان کے فیصلے پر راضی رہنا چاہیے۔ اس میں اموالِ غنیمت، اموال فئ اور دیگر تمام چیزیں داخل ہیں۔ علماء نے ذیل میں دی گئی آیت سے استدلال کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ہر صحیح حدیث قرآن کے حکم میں داخل ہے، آیت کریمہ ملاحظہ فرمائیں:

﴿مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَیْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝﴾ (الحشر: ۷)

''اللہ نے اپنے رسول کو دیہات والوں سے جو مال دلوایا تو وہ اللہ کا ہے اور رسول کا، اور قرابت والوں اور یتیموں، مسکینوں، اور مسافروں کا ہے تاکہ تمہارے دولت مندوں کے ہاتھ میں ہی یہ مال نہ رہ جائے، اور تمہیں جو کچھ رسول دیں لے لو اور جس سے روکیں رُک جاؤ، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنے والا ہے۔''

جو شخص قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے، اور حدیث رسول اللہ ﷺ سے ہمیشہ راہنمائی لیتا رہے، تو یہ ناممکن ہے کہ وہ دین اسلام کو چھوڑ کر دوبارہ کفر قبول کرے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَ اَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَ فِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ وَ مَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۱۰۱﴾

(آل عمران : ۱۰۱)

''تم کیسے کفر کو قبول کرلو گے؟ جبکہ تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں، اور تم میں رسول اللہ موجود ہیں۔ جو شخص اللہ (کے دین) کو مضبوط تھام لے تو بلاشبہ اسے راہِ راست دکھا دی گئی۔''

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو اس بات سے بھی منع فرمایا ہے کہ وہ عجلت میں آکر نبی کریم ﷺ سے پہلے کوئی بات کہیں، یا کوئی کام کریں، یا اللہ اور اس کے رسول کا حکم جاننے سے پہلے کوئی اقدام کریں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۱ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۲ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۳﴾ (الحجرات : ۱۔۳)

''اے ایمان والے لوگو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو۔ یقیناً اللہ سننے جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو! نبی کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرو اور ان کے سامنے بلند آواز سے اس طرح بات نہ کرو جس طرح تم میں سے بعض بعض کے سامنے اپنی آواز بلند کرتا ہے، ورنہ

تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں گے، اور تم اس کا احساس بھی نہ کر سکو گے۔
بے شک جو لوگ رسول اللہ کے سامنے اپنی آوازیں دھیمی رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے پرکھ لیا ہے۔ ان کے لیے اللہ کی مغفرت اور اجر عظیم ہے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے آیت کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ ''مسلمانو! آپ ﷺ سے پہلے کوئی کام کرنے میں جلدی نہ کرو، بلکہ تمام امور میں ان کی پیروی کرو۔''

ابن جریر رحمہ اللہ نے اس کا معنی بیان کیا ہے کہ'' اے وہ لوگو! جنھوں نے اللہ کی وحدانیت اور اس کے نبی ﷺ کی نبوت کا اقرار کیا ہے، تم اپنے کسی جنگی یا دینی معاملے میں اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے سے پہلے خود کوئی فیصلہ نہ کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کی مرضی کے خلاف فیصلہ کر لو۔''

''نیز مفسرین لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد اس آیت کے پیش نظر، مسلمانوں پر واجب ہے کہ جب بھی آپ کا ذکر جمیل آئے، یا آپ کا کوئی حکم یا کوئی حدیث بیان کی جائے تو ادب واحترام ملحوظ رکھا جائے، آپ کی شان میں ادنیٰ گستاخی بھی نہ ہونے پائے، آپ کی حدیث پر کسی دوسرے کے قول کو مقدم نہ کیا جائے، چاہے وہ دنیا کا کوئی بھی انسان ہو۔'' (تیسیر الرحمن: ۲/ ۱۴۴۶، ۱۴۴۷)

زندگی کے تمام امور کو نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت اور ان کی سنت کی کسوٹی پر پرکھنا واجب ہے، جو چیز آپ ﷺ کی سنت کے مطابق ہو گی اسے قبول کر لیا جائے گا، اور جو قول وعمل اس کے مخالف ہو گا اسے رد کر دیا جائے گا، چاہے کہنے یا کرنے والا کوئی بھی انسان ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَآءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۚ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦٣﴾﴾ (النور: ٦٣)

''تم اللہ کے نبی کے بلانے کو ایسا معمولی بلاوا نہ سمجھو جیسا کہ آپس میں ایک دوسرے کو ہوتا ہے۔ تم میں سے انہیں اللہ خوب جانتا ہے جو نظر بچا کر چپکے سے سرک جاتے ہیں۔ سنو جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آ پڑے یا انہیں کوئی دکھ کی مار نہ پڑے۔''

''فقہاء نے اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کا ''امر'' وجوب کے لیے ہوتا ہے۔ اس لیے کہ یہاں آپ کے حکم کو ترک کر دینے کا لازمی نتیجہ دو سزاؤں میں سے ایک کو بتایا گیا ہے کہ یا تو کوئی بلا نازل ہوگی، یا کوئی دردناک عذاب ہے۔ اس لیے جو لوگ نبی کریم ﷺ کی سنت کی مخالفت کرتے ہیں، یا فاسد تاویلوں کے ذریعہ دوسروں کے اقوال کو اس پر ترجیح دیتے ہیں، انہیں اس آیت پر ضرور غور کرنا چاہیے، اور رسول اکرم ﷺ کے مقام و محبت کا تصور کرتے ہوئے، کسی کے قول و عمل کو سنت کے مقابلے میں درخور اعتناء نہیں سمجھنا چاہیے۔ ''ذلك فضل الله يوتيه من يشاء'' یہ بھی اللہ کا فضل و کرم ہے جس سے وہ سب کو نہیں نوازتا۔''

رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرنا باعث محبت الٰہی ہے، اور مزید برآں اللہ تعالیٰ متبعین سنت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کے گناہوں کو بھی بخش دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۱﴾ (آل عمران : ۳۱)

''کہہ دیجیے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو خود اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔''

نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی نیک صفات اور اچھے اخلاق و کردار میں مومنوں کے لیے بہتر نمونہ ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام مشکل گھڑیوں میں ہمیشہ ثابت قدم رہے، دکھ اور مصیبت پر صبر کیا، اور کسی حال میں بھی آپ کے پائے استقامت میں لغزش نہیں پیدا ہوئی۔ مکی زندگی

میں اہل قریش نے آپ پر مصائب کے پہاڑ ڈھائے، اور آپ اور مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا، لیکن آپ ایمان و عزیمت کے ساتھ سب کچھ جھیل گئے۔ آپ ﷺ کے یہ اوصاف ان مومنوں کے لیے مشعل راہ ہیں جو رضائے الٰہی اور ثواب آخرت کی امید لگائے ہوتے ہیں، ایسے لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے وقت بزدلی نہیں دکھاتے اور اللہ کو خوب یاد کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾﴾ (الاحزاب : ۲۱)

''یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ موجود ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے، اور بکثرت اللہ کو یاد کرتا ہے۔''

نبی کریم ﷺ کی سنت سراسر ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَ لَا الْاِيْمَانُ وَ لٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَ اِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۲﴾﴾ (الشوریٰ : ۵۲)

''اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے روح کو اتارا ہے، آپ اس سے پہلے یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ کتاب اور ایمان کیا چیز ہے؟ لیکن ہم نے اسے نور بنایا، اس کے ذریعہ سے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں، ہدایت دیتے ہیں بے شک آپ راہِ راست کی رہبری کر رہے ہیں۔''

اختلافی امور اور معاملات میں فیصل رسول اللہ ﷺ کو ماننا چاہیے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾﴾

(النساء: ٦٥)

''قسم ہے تیرے پروردگار کی یہ ایماندار نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔''

''اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان منافقین نے رسول اللہ ﷺ کے بجائے اور طاغوتوں کو اپنا فیصل مان کر اپنے آپ پر بڑا ظلم کیا، کہ نفاق کے عذاب کے ساتھ تو ایک اور عذاب الٰہی کے مستحق بنے۔ اس عذاب سے بچنے کا ایک ہی راستہ تھا کہ اپنے نفاق اور اس جرم عظیم سے تائب ہو کر آپ کے پاس آتے، اور اللہ سے مغفرت طلب کرتے، اور آپ بھی ان کے لیے مغفرت طلب کرتے، تو اللہ ان کے گناہوں کو معاف کر دیتا۔

آیت کا تعلق منافقین کے ایک خاص واقعہ سے ہے جس کا اوپر بیان ہو چکا کہ نفاق کی بیماری میں مبتلا ہونے کی وجہ سے، رسول اللہ ﷺ کے بجائے کاہنوں کو اپنا فیصل مانا، ورنہ عام حالات میں توبہ کے لیے یہ شرط نہیں تھی کہ مسلمان رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے اور ان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ایسا اور کوئی واقعہ نہیں ملتا۔

بعض مبتدعہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر کے پاس آکر طلب مغفرت کی دعا کرنا، ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ کی زندگی میں آپ کے پاس آکر مغفرت طلب کرنا تھا۔ اس لیے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو قبر میں ایسا ہی زندہ سمجھتے ہیں جیسے موت سے پہلے تھے۔ کہتے ہیں کہ صرف ایک حجاب حائل ہو گیا ہے، اور اسی آیت سے استدلال کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں یہ تحریف معنوی ہے، اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بارے میں قرآن وسنت کے سراسر خلاف عقیدہ ہے۔'' (تیسیر الرحمن: ۱/۲۷۱)

مزید ارشاد ہوا ہے:

﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ

مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۵۹﴾

(النساء: ۵۹)

’’اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان کی جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں، پھر اگر تم جھگڑ پڑو کسی بات میں تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو، اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور یوم آخرت پر، یہ بہتر ہے اور اس کا انجام بہت اچھا ہے۔‘‘

اطاعت رسول کی اہمیت کا اندازہ ذیل کی آیت کریمہ سے بخوبی ہو جاتا ہے کہ کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کر کے اللہ کا فرمانبردار نہیں بن سکتا، رسول اللہ ﷺ کی سنت کی خلاف ورزی کر کے اللہ کی بندگی نہیں ہوسکتی۔ پس جو شخص آپ کی اتباع کرے گا، وہ نیک بخت ہوگا اور جہنم سے نجات پا جائے گا، اور جو روگردانی کرے گا، وہ دنیا و آخرت میں خسارہ پائے گا:

﴿ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۰﴾ ﴾ (النساء: ۸۰)

’’جس نے رسول کی اطاعت کی پس تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے روگردانی کی تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان نہیں بھیجا۔‘‘

عن أنس رضي الله عنه يَقُوْلُ: جَاءَ ثَلاثَةُ رَهْطٍ إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ ، يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ ، فَلَمَّا أُخبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا فَقَالُوا: وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِ ﷺ؟ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ. فَقَالَ أَحَدُهُمْ: أَمَّا أَنَا أُصَلِّى اللَّيْلَ أَبَدًا، وَقَالَ آخَرُ: وَأَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلا أُفْطِرُ، وقالَ آخرُ: أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلا أَتَزوجُ أَبَدًا، فَجَاءَ إِلَيْهِمْ رسولُ اللّٰه ﷺ

فَقَالَ: ((أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا؟! أَمَا وَاللّٰهِ! إِنِّي لأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ، لٰكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي.)) [1]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین آدمی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھر آئے، ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق پوچھنے لگے۔ جب ان کو (اس کی تفصیل) بتلائی گئی تو گویا انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہا کہ ہمارا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا مقابلہ؟ آپ کے تو اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کردیئے گئے ہیں (اس لیے ہمیں تو آپ سے زیادہ عبادت کرنے کی ضرورت ہے) چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا: میں تو ہمیشہ ساری رات نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ روزے رکھوں گا، کبھی روزے کا ناغہ نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے کنارہ کش رہوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ باتیں پہنچیں تو) آپ ان کے پاس تشریف لائے اور ان سے پوچھا، تم نے اس اس طرح کہا ہے؟ (جب اس کا جواب انہوں نے اثبات میں دیا تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خبردار! اللہ کی قسم! میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور اس کا سب سے زیادہ خوف دل میں رکھنے والا ہوں۔ لیکن میں روزے رکھتا بھی ہوں اور چھوڑ بھی دیتا ہوں، (رات کو) نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے میں شادی بھی کرتا ہوں (پس یہ سارے کام ہی میری سنت ہیں) اور جس نے میری سنت سے اعراض کیا، وہ مجھ میں سے نہیں (یعنی مجھ سے اس کا تعلق نہیں)۔''

---

[1] صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب الترغيب في النكاح، رقم: ٥٠٦٣۔ صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه إليه......رقم: ١٤٠١.

رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی باعث ہلاکت، تباہی اور بربادی ہے۔ اس کا اندازہ درج ذیل واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے، سلمہ بن عمرو بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((أَنَّ رَجُلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰه ﷺ بِشِمَالِهِ فقالَ: ((كُلْ بِيَمِيْنِكَ)) قَالَ: لَا أَسْتَطِيْعُ . قَالَ: ((لا اسْتَطَعْتَ)) مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبْرُ ، فَمَا رَفَعَهَا إِلَى فِيْهِ .)) ❶

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھایا تو آپ نے اس سے فرمایا: ''اپنے داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔'' اس نے کہا: اس کی میں طاقت نہیں رکھتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس کی طاقت نہ ہی رکھے۔'' اس کو داہنے ہاتھ کے ساتھ کھانے سے صرف تکبر نے روکا تھا، پس (اس کے بعد) وہ اپنے داہنے ہاتھ کو اپنے منہ تک نہیں اٹھا پایا (یعنی اٹھانے کے قابل ہی نہیں رہا)''

نبی کریم ﷺ کی سنت کی اتباع جنت کا راستہ ہے۔ اور آپ کی نافرمانی جہنم کا راستہ ہے۔ یعنی نافرمان لوگ جنت میں جانے سے محروم رہیں گے:

عَنْ أَبِي هريرةَ رضی اللہ عنہ ، أن رسولَ اللّٰه ﷺ قَالَ: ((كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى .)) قِيلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ وَمَنْ يَأْبَى . قَالَ: ((مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى .)) ❷

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت، سب کی سب جنت میں جائے گی، سوائے ان افراد کے جو انکار کردیں، پوچھا گیا، یا رسول اللہ! (جنت میں جانے) سے کون انکار کرے گا؟ آپ نے

❶ صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشرب وأحكامهما، رقم: ٢٠٢١.
❷ صحيح بخاري، كتاب الاعتصام، باب الاقتداء بسنن رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم ، رقم: ٧٢٨٠.

جواب میں ارشاد فرمایا: ''جس نے میری اطاعت کی، وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے (جنت میں جانے سے) انکار کر دیا۔''

مصور کھینچ وہ نقشہ جس میں یہ صفائی ہو
ادھر حکم محمد (ﷺ) ہو، ادھر گردن جھکائی ہو

سیدنا ابو نجیح عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (ایک مرتبہ) نہایت مؤثر وعظ ارشاد فرمایا، جس سے دل ڈر گئے اور آنکھیں بہہ پڑیں۔ ہم نے کہا، یا رسول اللہ! یہ تو گویا الوداع کہنے والے کا وعظ ہے، پس آپ ہمیں وصیت فرما دیجیے! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى اخْتِلافًا كَثِيرًا۔ فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، تَمَسَّكُوا بِهَا عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلالَةٌ)) [1]

''میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی اور سمع و طاعت (یعنی امیر کی بات سننے اور اس پر عمل کرنے) کی وصیت کرتا ہوں، اگرچہ تم پر کوئی حبشی غلام امیر مقرر ہو جائے۔ (یاد رکھو!) تم میں سے جو (میرے بعد) زندہ رہے گا، وہ بہت اختلاف دیکھے گا، پس تم میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑنا، ان کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا، دین میں نئے نئے کام (بدعات) ایجاد کرنے سے بچنا، اس لیے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔''

مذکورہ بالا حدیث نبوی میں سنت نبوی اور سنت خلفائے راشدین کے اتباع کی تاکید

---

[1] سنن أبي داوٗد، كتاب السنة، باب لزوم السنة، رقم: ٤٦٠٧۔ سنن ترمذي، كتاب العلم، باب الأخذ بالسنة واجتناب البدع، رقم: ٢٦٧٦۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

اور بدعات سے اجتناب کی تلقین ہے۔ علاوہ ازیں اس میں نبی ﷺ نے اس امر کی خبر دی کہ یہ امت اختلاف کا شکار ہو جائے گی اور ساتھ ہی صحیح راستے کی نشاندہی بھی فرما دی اور وہ یہ کہ نبی کریم ﷺ کی سنت اور خلفائے راشدین کے تعامل سے تجاوز نہ کیا جائے۔ یہ کثرت اختلاف میں حق کو پہچاننے کی ایک کسوٹی اور معیار ہے۔ کاش! مسلمان اس معیار نبوی کو ہی واحد معیار حق تسلیم کر لیں۔

فائدہ: ...... سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حجرا سود کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا: ''میں جانتا ہوں، تو ایک پتھر ہے، نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے (کبھی) بوسہ نہ دیتا۔'' [1]

❀......❀......❀

[1] صحیح بخاری، کتاب الحج، رقم: ۱۶۱۰۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، رقم: ۱۲۷۰.

4...... کتاب العلم

علم حاصل کرنے کے فضائل

علم کا حصول ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ انھیں بنیادی اسلامی تعلیمات سے آگاہی ہونا لازمی ہے۔ یعنی عقیدہ توحید و رسالت، نماز، روزہ وغیرہ جیسی بنیادی عبادات کے بارے میں معلومات ہونا فرض ہے۔ اس کے علاوہ مزید گہرائی کا باقاعدہ علم ہونا فرض کفایہ ہے۔ یعنی کچھ لوگ مکمل باریک بینی کے ساتھ علم حاصل کرکے اپنے علاقوں میں لوگوں کی قرآن وسنت سے راہنمائی کریں۔ حصولِ علم اور اہل علم کے فضائل ومناقب بہت زیادہ ہیں کہ احاطہ تحریر میں لانا مشکل ہے۔ چند ایک درج ذیل ہیں۔

﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۸﴾﴾ (آل عمران : ۱۸)

''اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل علم گواہی دیتے ہیں کہ اُس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، جو عزت والا اور حکمت والا ہے۔''

ذیل کی آیت کریمہ سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لوگ اپنے شہر اور بستی میں بھی رہیں، بستیوں کو خالی کرکے سبھی لوگ نہ جہاد کے لیے چلے جائیں، تاکہ پیچھے رہنے والے مجاہدین کے گھر والوں کی دیکھ بھال کریں، ان کی ضرورتیں پوری کریں، اور شہداء اور بستی کی بھی نگرانی کرتے رہیں، اور جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کے لیے جائیں وہ جہاد کی کاروائیوں کے ساتھ ساتھ ان کی صحبت سے علمی فائدہ اٹھائیں، قرآن وسنت کا علم

حاصل کرتے رہیں، اور جب انہی اپنی بستیوں اور شہروں میں واپس پہنچیں تو جو کچھ اس سفر میں رسول اللہ ﷺ سے سیکھا ہے، باقی ماندہ لوگوں کو سکھائیں:

﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿١٢٢﴾﴾ (التوبة: ١٢٢)

''اور یہ بات مناسب نہیں ہے کہ تمام ہی مومنین نکل کھڑے ہوں سو ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ ہر جماعت کے کچھ لوگ نکلیں، تاکہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔ اور جب اپنی قوم کے پاس واپس لوٹیں تو انہیں اللہ سے ڈرائیں۔''

رسول اللہ ﷺ علم کے اضافے کی دعا فرمایا کرتے تھے:

﴿فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿١١٤﴾﴾ (طٰہٰ: ١١٤)

''سو اللہ عالی شان والا، سچا اور حقیقی بادشاہ ہے، آپ قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کریں اس سے پہلے کہ تیری طرف جو وحی کی جاتی ہے وہ پوری کی جائے، ہاں یہ دعا کر کہ پروردگار! میرا علم بڑھا۔''

صاحب ''فتح البیان'' لکھتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو علم کے سوا کسی چیز میں زیادتی طلب کرنے کی نصیحت نہیں کی۔'' (تیسیر الرحمن: ۱/ ۹۱۱)

اس سے زیادہ علم کی فضیلت اور کیا ہوگی کہ اللہ خود اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کو علم میں زیادتی حاصل کرنے کا حکم دے رہا ہے۔ اہل علم اور علم سے کورے قطعاً درجات میں برابر نہیں ہیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ يَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۭ اِنَّمَا

یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿٩﴾ (الزمر : ٩)

’’بھلا جو شخص راتوں کے اوقات سجدے اور قیام کی حالت میں عبادت میں گزارتا ہو، آخرت سے ڈرتا ہو، اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہو، اے میرے نبی! کہہ دیجیے کہ علم والے اور بے علم کیا برابر ہو سکتے ہیں؟ یقیناً نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقل مند ہوں۔‘‘

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ رقمطراز ہیں:

’’اس آیت کے آخر میں نبی کریم ﷺ کی زبانی کہا گیا ہے کہ علم و جہل اور عالم و جاہل برابر نہیں ہو سکتے ہیں۔ جو لوگ اللہ کی توحید اور اس کے اوامر و نواہی کا علم حاصل کرتے ہیں، اور اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں، وہ یقیناً ان نادانوں سے بہتر ہیں جو شرک و ضلالت کی وادیوں میں بھٹکتے رہتے ہیں۔ اور اس ربانی تعلیم سے وہی لوگ فائدہ اُٹھاتے ہیں جو اپنے جسموں میں عقل سلیم رکھتے ہیں۔‘‘ (تیسیر الرحمن: ۱۲۹۳/۳)

اور ایک مقام پر فرمایا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِیْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَ اِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿١١﴾ ﴾

(المجادلہ : ۱۱)

’’اے مسلمانو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں ذرا کھل کر بیٹھو تو تم جگہ کشادہ کر دو، اللہ تمہیں کشادگی دے گا اور جب کہا جائے کہ اُٹھ کھڑے ہو جاؤ تو تم اُٹھ کھڑے ہو جاؤ، اللہ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور جو علم دیئے گئے ہیں درجے بلند کر دے گا، اور اللہ ہر اس کام سے جو تم کر رہے ہو خوب خبر دار ہے۔‘‘

علامہ شوکانی رحمہ اللہ اس آیت کا معنی کچھ یوں بیان کرتے ہیں کہ:

''اللہ مومنوں کو غیر مومنوں پر، اور اہل علم کو غیر اہل علم پر کئی گناہ فوقیت دیتا ہے، تو جو شخص ایمان اور علم دونوں سے بہرہ ور ہوگا، اسے اللہ تعالیٰ ایمان کی وجہ سے کئی درجات دے گا، اور پھر علم کی وجہ سے کئی درجات عطا کرے گا۔''

(تیسیر الرحمن: ۲/۱۵۵۵)

﴿وَ مِنَ النَّاسِ وَ الدَّوَآبِّ وَ الْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ۲۸﴾

(فاطر: ۲۸)

''اور اسی طرح آدمیوں اور جانوروں اور چوپایوں میں بھی بعض ایسے ہیں کہ ان کی رنگتیں مختلف ہیں، اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں واقعی اللہ تعالیٰ بڑا زبردست بڑا بخشنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں پوری کائنات میں بکھری ہوئی ہیں۔ اور جو شخص ان پر غور وفکر، فہم وتدبر سے کام لیتا ہے، تو اس کا اللہ تعالیٰ کی قدر ومنزلت، عظمت وجلالت پر اسی قدر ایمان بڑھ جاتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے لگتا ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے حقیقت میں علم رکھنے والے ہی ڈرتے ہیں۔

یہ تو تھیں علم واہل علم کی فضیلت میں بے شمار آیات میں سے چند ایک آیات، اب اس سلسلے کی احادیث ملاحظہ ہوں۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ .)) [1]

''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔''

عن أبي هُريرةَ رضي الله عنهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَن

[1] سنن ابن ماجه ، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم ، رقم: ۲۲٤۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، واللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ، وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ. وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللّٰهِ، يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ، وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰه فِيمَنْ عِنْدَهُ۔ وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ.)) [1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے کسی مومن سے دنیا کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کی، اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی تکلیفوں میں سے کوئی بڑی تکلیف دور فرما دے گا۔ جس نے کسی تنگ دست اور عسیر الحال (بدحال) پر آسانی کی، اللہ تعالیٰ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی فرمائے گا، جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے (مسلمان) بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔ جو ایسے راستے پر چلتا ہے جس میں وہ علم (دین) تلاش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے اور جو لوگ بھی اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے اور آپس میں اس کی درس و تدریس کرتے ہیں، تو ان پر (اللہ کی طرف سے) سکینت نازل ہوتی ہے اور انہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر

[1] صحیح مسلم، کتاب الدعوات، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن......، رقم: ٢٦٩٩.

ان فرشتوں میں فرماتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں، اور جس کو اس کا عمل پیچھے چھوڑ گیا اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھائے گا۔''

علم اور جہالت میں اتنا فرق ہے کہ علم کے بعد رسی کو آدمی رسی ہی سمجھتا ہے اور جہالت میں سانپ کو بھی رسی سمجھتا ہے۔ علم ایک ایسی روشنی ہے جو اچھائی اور برائی، حق اور باطل میں فرق ظاہر کرتی ہے۔ علم ہی سے انسان درحقیقت اللہ پر ایمان اور آخرت پر یقین رکھ سکتا ہے۔ حتی کہ جو زمانے کے رنگ جہالت میں نظر آتے ہیں علم آ جانے کے بعد زمانے کے رنگ بدل جاتے ہیں۔ سوچیں بدل جاتی ہیں۔ نظریے بدل جاتے ہیں۔ دشمن دشمن اور دوست دوست نظر آتے ہیں۔

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَبْتَغِي فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللّٰهُ بِهِ طَرِيقًا إِلى الجَنَّةِ، وَإِنَّ المَلائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ العِلْمِ، وَإِنَّ العَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الأَرْضِ حَتَّى الحِيتَانُ فِي المَاءِ، وَفَضْلُ العَالِمِ عَلى العَابِدِ كَفَضْلِ القَمَرِ عَلى سَائِرِ الكَوَاكِبِ، وَإِنَّ العُلَمَاءَ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ الأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلا دِرْهَمًا وَإِنَّمَا وَرَّثُوْا العِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ.)) [1]

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص ایسے راستے پر چلے جس پر وہ (دین کا) علم تلاش کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے، اور فرشتے طالب علم کے لیے اس کے اس عمل سے خوش ہو کر اپنے پر بچھاتے ہیں، اور عالم

---

[1] سنن أبي داود، كتاب العلم، باب الحث على طلب العلم، رقم: ٣٦٤١۔ سنن ترمذي، أبواب العلم، باب ماجاء في فضل الفقه على العبادة، رقم: ٢٦٨٢۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

کے لیے آسمان وزمین کی ہر مخلوق، حتیٰ کہ مچھلیاں پانی میں مغفرت کی دعا کرتی ہیں۔ اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہے جیسے چاند کو سارے ستاروں پر فضیلت حاصل ہے۔ اور علماء انبیاء کے وارث ہیں، یقیناً انبیاء نے اپنے ورثے میں دینار اور درہم نہیں چھوڑے، وہ تو (دین کا) علم ہی ورثے میں چھوڑ کر جاتے ہیں، پس جس نے وہ علم حاصل کیا، اس نے (شرف وفضل کا) ایک بڑا حصہ حاصل کرلیا۔''

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رسولَ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا: لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الجَنَّةِ يَوْمَ القِيَامَةِ يَعْنِي: رِيحَهَا.)) ❶

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص وہ علم، جس سے اللہ کی رضا مندی طلب کی جاتی ہے، اس لیے حاصل کرے کہ اس کے ذریعے سے دنیا کا سازوسامان حاصل کیا جائے تو وہ قیامت کے روز جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔''

عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ.)) ❷

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔''

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

❶ سنن أبي داود، كتاب العلم، باب طلب العلم لغيرالله تعالىٰ، رقم: ٣٦٦٤۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحيح بخاري، كتاب العلم، باب من يرد الله به خيرا...... ، رقم: ٧١۔ صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب النهى عن المسألة، رقم: ١٠٣٧.

((نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَءًا سَمِعَ مِنَّا حَدِيْثًا فَحَفِظَهُ حَتّٰى يُبَلِّغَهُ غَيْرَهُ، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَيْسَ بِفَقِيْهٍ .)) ❶

''اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جو میری حدیث کو سنتا ہے پھر اس کو ذہن نشین کرتا ہے، پھر جیسے اس نے سنی ہے اسی طرح اس کو آگے پہنچا دیتا ہے، کتنے حاملین فقہ سے زیادہ دوسرے (جن تک علم دین پہنچایا جاتا ہے) فقیہ ہوتے ہیں، اور کتنے فقہ کے ایسے دعویدار ہیں کہ وہ فقیہ نہیں ہوتے۔''

سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص مسجد کی طرف گیا اور اس کا ارادہ صرف کوئی خیر و بھلائی کا کام سیکھنا یا سکھانا تھا تو اسے مکمل حج کرنے والے کے برابر اجر ملے گا۔'' ❷

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ساقی کوثر، شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَلَا اِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ، مَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا، اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ، وَعَالِمٌ أَوْ مُتَعَلِّمٌ .)) ❸

''یہ حقیقت یاد رکھو کہ دنیا ملعون ہے اور دنیا کا سب ساز و سامان بھی ملعون، اگر کوئی چیز اس سے مستثنیٰ ہے تو وہ ذکر الٰہی اور وہ شخص ہے جو ذکر الٰہی کا حامل ہو۔ اسی طرح جو عالم اور طالب علم ہو۔''

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيُقْبَضُ الْعِلْمُ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ، وَيُلْقَى الشُّحُّ، وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ .))

❶ سنن ترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فی الحث علی تبلیغ السماع، رقم: ۲۶۵۶۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح الترغیب والترهیب، رقم: ۸۲۔ مستدرك حاکم: ۱/ ۹۱.

❸ سنن ترمذی، کتاب الزهد، رقم: ۲۳۲۲۔ سنن ابن ماجة، رقم: ۴۱۱۲۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

قَالُوا:وَمَا الْهَرْجُ؟ قَالَ: ((اَلْقَتْلُ .)) ❶

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(قیامت کے قریب) وقت سکڑ جائے گا، علم اٹھالیا جائے گا، فتنے ظاہر ہوں گے (لوگوں کے دلوں میں) خودغرضی پیدا کردی جائے گی، اور ہرج عام ہوجائے گا۔'' صحابہ کرام نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! ہرج کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قتل۔''

علم کی اہمیت کا اس سے بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے، علم کے بغیر فتنے فساد خودغرضی اور قتل وغارت عام ہوگی، کیونکہ علم کے بغیر تقویٰ حاصل نہیں ہوتا، جہاں اللہ کا ڈر نہ ہو، وہاں انسان جانوروں کے درجے سے بھی گرجاتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((لَیْسَ الْعِلْمُ عَنْ کَثْرَةِ الْحَدِیْثِ، وَلٰکِنَّ الْعِلْمُ عَنْ کَثْرَةِ الْخَشْیَةِ .))❷

''علم زیادہ احادیث کو یاد کرنے کا نام نہیں۔ بلکہ کثرت خشیت الٰہی کا نام علم ہے۔''

اور امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((اِنَّمَا الْفَقِیْهُ مَنْ یَخَافُ اللّٰهَ .))❸

''فقیہ اور عالم وہ ہے جس کے دل میں خشیت الٰہی موجود ہو۔''

بے فائدہ بحث وتکرار سے بچنے کا ثواب:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

❶ صحیح مسلم، کتاب العلم، باب رفع العلم وقبضه، رقم: ۱۱/۱۵۷.

❷ جامع بیان العلم: ۲/۲۵.

❸ سنن دارمی، مقدمه، رقم: ۲۹۶.

﴿وَ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝۳۶﴾ (بنی اسرائیل: ۳۶)

''اور جس بات کا آپ کو علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ لگئے، بے شک کان، آنکھ اور دل ہر ایک کے بارے میں پوچھا جائے گا۔''

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ رقمطراز ہیں:

''اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسی بات کہنے سے منع فرمایا ہے، جس کا علم نہ ہو۔ شوکانی کہتے ہیں کہ یہ آیت قاعدہ کلیہ ہے، جس کے ضمن میں وہ تمام اقوال وافعال داخل ہیں، جن کی صداقت وحقانیت کا آدمی کو علم نہ ہو۔ مثلاً جھوٹی گواہی دینی، بغیر ثبوت کے کسی کی مذمت کرنی، پاکدامن مردوں اور عورتوں پر بہتان دھرنا، بغیر دلیل شرعی کے کسی چیز کو حلال اور کسی کو حرام ٹھہرانا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس ممانعت کی علت یہ بیان کی کہ قیامت کے دن انسان سے اس کے کان، آنکھ اور دل سب کے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اس کا ایک دوسرا مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان اعضاء کو قوت گویائی عطا کرے گا اور ان سے پوچھے گا کہ ان کے ذریعے کن کن گناہوں کا ارتکاب کیا گیا تھا۔'' (تیسیر الرحمن: ۱/ ۸۰۸)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے لایعنی سوالات پوچھنے کی ممانعت سے متعلق ارشاد فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝۱۰۱﴾ (المائدة: ۱۰۱)

''اے ایمان والو! تم لوگ ایسی چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو کہ اگر وہ تمہارے سامنے ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں (ذہنی طور پر) تکلیف پہنچائیں، اور اگر ان کے بارے میں نزول قرآن کے زمانے میں پوچھو گے تو تمہارے

سامنے ظاہر کردی جائیں گی۔ اللہ نے گزشتہ سوالات کو معاف کر دیا، اور اللہ بڑا مغفرت کرنے والا، بڑا برداشت کرنے والا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے غیر ضروری سوالات اور لایعنی تکرار سے منع فرمایا ہے کہ اس کا فائدہ کوئی نہیں ہے، لیکن اگر تم بال کی کھال اتارنے لگ جاؤ گے تو اس کا نقصان تمہیں ہی ہوگا۔ سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ اَعْظَمَ الْمُسْلِمِيْنَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمُ فَحرِمَ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ .)) [1]

''مسلمانوں میں سے سب سے بڑا مجرم وہ ہے جس نے کسی ایسی چیز کے بارے میں سوال کیا جو پہلے حرام نہیں تھی، اور اس کے سوال کرنے کی وجہ سے حرام کردی گئی۔''

((عن ابی هريرة عن النبى صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((دَعُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ ، إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ ، فَإِذَانَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوْهُ ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَاسْتَطَعْتُمْ .)) [2]

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تک میں تم سے یکسو رہوں تم بھی مجھے چھوڑ دو (اور سوالات وغیرہ نہ کرو) کیونکہ تم سے پہلے کی امتیں اپنے (غیر ضروری) سوال اور انبیاء کے سامنے اختلاف کی وجہ سے تباہ ہوگئیں۔ پس جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں تو تم

---

[1] صحیح البخاري، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب مایکره من کثرة السوال، رقم: ۷۲۸۹۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب توقیره صلی اللّٰه علیه وسلم، رقم: ۲۳۵۸.

[2] صحیح البخاري، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، رقم: ۷۲۸۸۔ صحیح مسلم، رقم: ۱۳۳۷/۱۳۰.

بھی اس سے پرہیز کرو اور جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو بجالاؤ جس حد تک تم میں طاقت ہے۔''

یعنی فضول سوالات اور لایعنی بحث و مباحثہ ہلاکت و بربادی کا سبب تو بن سکتا ہے، لیکن فلاح و بہبود کا ذریعہ نہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثًا، وَيَكْرَه لَكُمْ ثَلَاثًا: فَيَرْضَى لَكُمْ أَنْ تَعْبُدُوْهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَأَنْ تَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَلَا تَفَرَّقُوا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةَ المَالِ.)) ❶

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہارے لیے تین چیزوں کو پسند فرماتا ہے، اور تین چیزوں کو ناپسند۔ (1) وہ تمہارے لیے یہ پسند فرماتا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور (2) یہ کہ تم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو (3) فرقے فرقے نہ ہو۔ اور وہ تمہارے لیے ناپسند کرتا ہے، (1) بے فائدہ بحث و تکرار کو، (2) زیادہ سوال کرنے کو اور (3) مال ضائع کرنے کو۔''

وَعَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ المُغِيرَةِ قَالَ: كَتَبَ مُعَاوِيَةَ اِلَى الْمُغِيْرَةِ: اكْتُبْ اِلَيَّ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُول فِي دبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ: ((لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰه وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَه المُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.)) وَكَتَبَ إِلَيْهِ: أَنَّه كَانَ يَنْهَى عَنْ: قِيلَ وَقَالَ،

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الاقضية، باب النهى عن كثرة المسائل، رقم: ١٧١٥.

وَإِضَاعَةِ الْمَالِ، وَكَثْرَةِ السُّؤَلِ، وَكَانَ يَنْهَى عَنْ: عُقُوقِ الْأُمَّهَاتِ، وَوَأْدِ الْبَنَاتِ، وَمَنْعٍ وَهَاتِ.)) ❶

''سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ کے کاتب سیدنا وراد بیان کرتے ہیں کہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے خط میں لکھا کہ آپ نے جو رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، وہ میرے لیے تحریر کریں تو سیّدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف لکھا کہ نبی ﷺ اپنی ہر فرض نماز کے بعد یہ کلمات پڑھا کرتے تھے: ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ ...... اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کے لیے بادشاہی اور تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! تو جو عطا کرے، اسے کوئی روکنے والا نہیں، اور جو تو روک لے، اسے کوئی عطاء کرنے والا نہیں اور کسی شرف والے کا شرف تیرے مقابلے میں نفع دینے والا نہیں۔'' (اس کے علاوہ) اس میں یہ بھی لکھا کہ آپ ﷺ بے فائدہ بحث وتکرار سے، مال ضائع کرنے سے اور زیادہ سوال کرنے سے منع فرماتے تھے، نیز ماؤں کی نافرمانی کرنے سے، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے اور واجب الادا حق نہ دینے اور بغیر استحقاق کے کسی چیز کے طلب کرنے (یا پیچھے پڑ کر مانگنے) سے منع فرمایا کرتے تھے۔''

توحید کا علم سیکھنے کی فضیلت:

اسلام کا سب سے پہلا رکن توحید ہے۔ اور اس کا علم تمام فرائض سے اہم فریضہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا، وہی اس کا خالق و مالک ہے۔ لہٰذا ہر انسان پر لازم ہے کہ وہ سیکھے کہ توحید کیا ہے، توحید کے منافی کون سے امور ہیں، کن امور پر عمل پیرا ہونے سے توحید میں پختگی ہوتی ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ سردست یہاں صرف اسی علم کے حصول کے

❶ صحيح بخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب مايكره من كثرة السؤال، رقم: ۷۲۹۲۔ صحيح مسلم، كتاب الأقضية، باب النهى عن كثرة المسائل، رقم: ۱۷۱۵.

فضائل میں چند ایک آیات قرآنیہ اور احادیث بیان کی جارہی ہیں:

﴿اَوَ لَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ یَّتَفَیَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْیَمِیْنِ وَ الشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَ هُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَ لِلّٰهِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ هُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ یَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾﴾ (النحل: ۴۸۔۵۰)

''کیا انہوں نے ان چیزوں کو نہیں دیکھا ہے جنہیں اللہ نے پیدا کیا ہے جن کے سائے نہایت انکساری کے ساتھ سجدہ کرتے ہوئے دائیں اور بائیں جھکے رہتے ہیں۔ اور آسمان اور زمین میں جتنے چوپائے ہیں اللہ کو سجدہ کرتے ہیں، اور فرشتے بھی، درانحالیکہ وہ تکبر نہیں کرتے ہیں۔ اپنے رب سے اپنے اوپر کی طرف سے ڈرتے ہیں اور انہیں جو حکم دیا جاتا ہے اس پر عمل کرتے ہیں۔''

مزید ارشاد فرمایا:

﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ وَ النُّجُوْمُ وَ الْجِبَالُ وَ الشَّجَرُ وَ الدَّوَآبُّ وَ كَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَ كَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْهِ الْعَذَابُ ؕ وَ مَنْ یُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ ؕ ﴿۱۸﴾﴾ (الحج: ۱۸)

''کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ وہ تمام مخلوقات جو آسمانوں اور زمین میں ہیں، اور شمس وقمر اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور بہت سے بنی نوع انسان اللہ کے لئے سجدے کر رہے ہیں۔ اور بہت سے انسانوں کے لیے عذاب لازم ہوگیا ہے، اور جسے اللہ رسوا کرے اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا، بے شک اللہ جو چاہتا ہے اسے کر گزرتا ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے کائنات میں غور وتدبر کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ کیونکہ کائنات میں اللہ تعالیٰ کے وجود کے اثبات کی، اس کے یکتا، وحدہ لاشریک ہونے کی بے

شمار نشانیاں ہیں۔ لامحالہ جب بندہ ان پر غور و فکر، فہم و تدبر سے کام لے گا تو علم توحید حاصل ہوگا۔ جو کہ مقصود اصلی ہے۔

﴿وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ؕ وَ لَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿٢٣٥﴾﴾

(البقرة: ۲۳۵)

''اور اس میں کوئی گناہ کی بات نہیں کہ تم اشارے کنائے میں اُن عورتوں کو پیغامِ نکاح دو، یا اپنے دل میں اس ارادے کو چھپائے رکھو۔ اللہ جانتا ہے کہ تم ان سے ذکر کرو گے۔ لیکن خفیہ طور پر ان سے شادی کی بات طے نہ کرنا، سوائے اس کے کہ تم کوئی اچھی بات کہو، اور عقدِ زواج کا عزم اُس وقت تک نہ کرو، جب تک کہ نوشتہ اپنی مدت پوری نہ کر لے۔ اور جان رکھو کہ اللہ تمہارے دلوں کی باتوں کو جانتا ہے۔ اس لئے تم اُس سے ڈرتے رہو، اور جان لو کہ اللہ مغفرت کرنے والا اور بُردبار ہے۔''

آیت مذکورہ میں اللہ ربّ العزت نے اپنی ایک صفت کے بارہ میں آگاہ فرمایا ہے اور اس کا علم حاصل کرنے، اس کے بارہ میں اپنا یقین پختہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دلوں کے راز جاننے والا ہے۔ لہٰذا شادی بیاہ کا معاملہ ہو، یا لین دین، تجارت کا، کوئی بھی معاملہ ہو اللہ تعالیٰ کی اس صفت کو ذہن نشین رکھنا ہے۔ توحید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں، اس کی ذات میں اور اسماء و صفات میں کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ لامحالہ اسماء و صفات کا علم ہوگا تو بندہ اسے ذہن نشین رکھے گا۔

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ

دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۭ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْــــًٔـا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۭ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۷۴﴾﴾ (الحج : ۷۳۔۷۴)

''لوگو! ایک مثال بیان کی جارہی ہے ذرا کان لگا کر سُن لو: اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارتے رہے ہو وہ ایک مکھی بھی تو پیدا نہیں کر سکتے گو سارے کے سارے ہی جمع ہو جائیں، بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے بھاگے تو یہ تو اسے بھی اس سے چھین نہیں سکتے، بڑا کمزور ہے طلب کرنے والا اور بڑا کمزور ہے وہ جس سے طلب کیا جارہا ہے۔ انہوں نے اللہ کے مرتبہ کے مطابق اس کی قدر جانی ہی نہیں، اللہ تعالیٰ بڑا ہی زور وقوت والا اور غالب وزبردست ہے۔''

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ڮ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳﴾﴾

(فاطر : ۳)

''لوگو! تم پر جو اللہ نے انعام کیے ہیں انہیں یاد کرو۔ کیا اللہ کے سوا اور کوئی بھی خالق ہے جو تمہیں آسمان وزمین سے روزی پہنچائے؟ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر تم کہاں اُلٹے جاتے ہو۔''

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو حکم دیا ہے کہ ان کے لیے اللہ کی نعمتوں کا فیضان عام ہے، اسے یاد کریں اور اس کا شکر ادا کرتے رہیں، تا کہ وہ نعمتیں باقی رہیں اور مزید نعمتوں کا تسلسل باقی رہے۔ اور ان نعمتوں کو یاد کرنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ جب بندہ یہ سمجھے گا کہ ان نعمتوں کا پیدا کرنے والا اور انہیں اس تک بھیجنے والا صرف اللہ ہے، تو لامحالہ ایک سلیم الفطرت آدمی کے ذہن میں یہ بات آئے گی کہ عبادت کا بھی وہی تنہا حقدار ہے، اور اس سے بڑھ کر ناشکری

کیا ہو سکتی ہے کہ کھلائے وہ مالک کل اور بندہ گائے کسی اور کا۔ اسی لیے آیت کے آخر میں کہا گیا کہ جب اس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں ہے تو لوگ اس کی وحدانیت سے کیوں روگردانی کرتے ہیں؟'' (تیسیر الرحمن: ۲/ ۱۲۲۳)

عمل سے پہلے ضروری ہے کہ انسان عقیدہ توحید کا علم اچھی طرح سیکھ لے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَ مَثْوٰىكُمْ ﴿۱۹﴾ ﴾ (محمد: ۱۹)

'' سو (اے نبی!) آپ یقین کرلیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں، اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے حق میں بھی، اللہ تم لوگوں کی آمدورفت کی اور رہنے سہنے کی جگہ کو خوب جانتا ہے۔''

﴿ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۳۵﴾ ﴾ (الصافات: ۳۴۔۳۵)

'' ہم گنہگاروں کے ساتھ اسی طرح کیا کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو یہ سرکشی کرتے تھے۔''

یعنی جب ان سے عقیدہ توحید کے علم کے حصول کا کہا جاتا ہے تو سرکشی پر اتر آتے ہیں۔ اور اپنے حقیقی فرض کو بھول کر دنیا کی بھول بھلیوں میں مست ہو جاتے ہیں۔ الغرض عقیدۂ توحید کے علم سے اعراض کرنے والوں کے لیے سخت وعیدیں و عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے۔ آمین!

اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((يَآ اَيُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا.)) [1]

'' اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہو کامیاب ہو جاؤ گے۔''

---

[1] مسند احمد: ۳/ ۴۹۲۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۶۵۶۲۔ ابن حبان رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ .)) ❶

''جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے، پس ہر نبی نے اپنی دعا مانگنے میں جلدی کی، اور میں نے اپنی دعا کو اپنی اُمت کی شفاعت کی غرض سے مؤخر کیا ہے، پس یہ شفاعت میرے ہر اس اُمتی کو حاصل ہوگی، جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرے گا۔'' ❷

صحیح عمل تو اسی وقت ہوسکتا ہے جب توحید باری تعالیٰ کا علم حاصل کیا جائے۔ دل سے یقین، زبان سے اقرار ہو پھر ان شاء اللہ رب کریم کے فضل و کرم اور اللہ کی رحمت سے مومن مسلمان جنت الفردوس میں جائے گا۔

حدیث قدسی ہے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((يَا ابْنَ اٰدَمَ! اِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِىْ وَرَجَوْتَنِىْ غَفَرْتُ لَكَ عَلٰى مَا كَانَ فِيْكَ وَلَا اُبَالِىْ ، يَا ابْنَ اٰدَمَ! لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِىْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَا اُبَالِىْ ، يَا ابْنَ اٰدَمَ! اِنَّكَ لَوْ اَتَيْتَنِىْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِىْ لَا تُشْرِكُ بِىْ شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً .)) ❸

---

❶ سنن ابو داؤد، كتاب الجنائز، باب فى التلقين، رقم : ٣١١٦۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب اختباء النبى صلى الله عليه وسلم، دعوة الشفاعة لأمته، رقم : ١٩٩.

❸ سنن الترمذي، كتاب الدعوات، باب فى فضل التوبة ، رقم: ٣٥٤٠۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ١٢٧۔ ١٢٨.

''اے ابن آدم! تو جب تک مجھے پکارے گا، اور مجھ سے اُمید رکھے گا میں تجھے معاف کروں گا، خواہ تو کسی حال میں ہو، مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں کو بھی چھو رہے ہوں اور تو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تجھے معاف کر دوں گا۔ اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔

اے ابن آدم! اگر تو زمین بھر کر بھی گناہ لے کر میرے پاس آیا، تو میں تجھے اسی قدر مغفرت سے نوازوں گا، بشرطیکہ تو نے میرے ساتھ شرک نہ کیا ہو۔''

توحید کا علم ایک ایسی نیکی ہے جو سب گناہوں سے وزنی، اور شرک ایک ایسا گناہ ہے جو سب نیکیوں سے بھاری ہے۔ یعنی شرک کی موجودگی میں نیکیوں کے پہاڑ بھی ہلکے ہیں۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمُر رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((بُنِیَ الْإِسْلَامُ عَلٰی خَمْسَةٍ: عَلٰی اَنْ یُوَحَّدَ اللّٰهُ، وَاِقَامِ الصَّلَاةِ، وَاِیْتَاءِ الزَّکَاةِ، وَصِیَامِ رَمَضَانَ، وَالْحَجِّ .)) [1]

نبی کائنات ﷺ نے فرمایا: ''دین اسلام کی بنیادی چیزیں (جن کے بغیر انسان مسلمان تصور نہیں کیا جاتا وہ) پانچ ہیں: (1) اللہ کی وحدانیت کا اقرار کیا جائے۔ (2) نماز کو قائم کیا جائے۔ (یعنی مسنون طریقے پر ادا کیا جائے) (3) زکوٰۃ ادا کی جائے۔ (4) رمضان کے روزے رکھے جائیں۔ (5) حج کیا جائے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَوْمًا فَقَالَ: ((یَا غُلَامِ! اِنِّیْ اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ، اِحْفَظِ اللّٰهَ یَحفَظْكَ، اِحْفَظِ اللّٰهِ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، وَاِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ، وَاِذَا سْتَعَنْتَ فَاْستَعِنْ بِاللّٰهِ ......)) [2]

---

[1] صحیح البخاري، کتاب الایمان، باب دعاؤکم ایمانکم ...... ۸۱۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان ارکان الاسلام، رقم: ۱۶.

[2] سنن ترمذی، کتاب صفة القیامة، باب: ۵۹، رقم: ۲۵۱۶۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ایک دن میں آپ ﷺ کے پیچھے (سوار) تھا۔ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے لڑکے، تو اللہ (کے دین کی) حفاظت کرتا رہ، اللہ تیری حفاظت فرمائے گا۔ تو اللہ (کے دین کا) لحاظ رکھنا اللہ تیری حفاظت فرمائے گا۔ اور جب سوال کرنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے کرنا۔ اور جب مدد مانگنی ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگنا۔''

جن لوگوں نے توحید کے علم کو حاصل کیا، اور اللہ ہی کو اپنا ماویٰ و ملجا جانا، اور شرک سے دور کا بھی واسطہ و تعلق قائم نہ کیا، تو ایسے لوگوں کا انجام کار کس قدر حسین و قابل رشک ہے کہ بندہ جس قدر رشک کرے کم ہے۔ چند ایک واقعات ملاحظہ ہوں:

''ثابت البنانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیّدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مصر کے گورنر تھے، جب وہ نزع کے عالم میں تھے تو انھوں نے دربان کو کہا کہ ''اپنے دیگر ساتھیوں کو بھی بلاؤ، جب وہ آئے تو ان کی طرف دیکھ کر کہا: ''میری (جان کنی کی) حالت ہوگئی ہے۔ اسے مجھ سے دور کرو۔'' سب نے کہا: اے امیر محترم! آپ جیسا (صاحب ایمان) ایسی بات کہہ رہا ہے، جبکہ یہ اللہ کا حکم ہے جسے کوئی بھی دور نہیں کر سکتا۔ تو انھوں نے کہا: ''مجھے معلوم ہے لیکن میری خواہش، تمنا ہے کہ تم مجھے ''لا الہ الا اللہ'' کی نصیحت کرو۔'' پھر سیّدنا عمرو رضی اللہ عنہ مسلسل یہ کلمہ ادا کرتے رہے، حتیٰ کہ فوت ہوگئے۔'' [1]

''ابو جعفر الخیاط فرماتے ہیں: ہم عبداللہ بن جعفر کی وفات کے وقت ان کے پاس تھے، تو انھوں نے کہا: ملک الموت آ گیا ہے۔ اور فارسی زبان میں کہا: (اے ملک الموت!) میری روح ایسے قبض کرنا جیسے اس آدمی کی روح قبض کی

---

[1] سیر اعلام النبلاء: ۳/ ۷۶.

جاتی ہے، جونوے (۹۰) سال تک یہ کلمہ ادا کرتا رہا: ''اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبده ورسوله۔'' ❶

اللہ تعالیٰ ہمیں عقیدۂ توحید کا علم حاصل کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے اور جب موت آئے تو زبان میں کلمہ توحید کی صدا ہو۔ آمین!

❀......❀......❀

❶ سیر اعلام النبلاء: ۱۵/ ۵۵٤.

5...... کتاب الطهارة

طہارت کے فضائل

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴾ (البقرة: ٢٢٢)

''بے شک اللہ پسند کرتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور پسند کرتا ہے پاک صاف رہنے والوں کو۔''

مسواک کرنے کی فضیلت:

وَعَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْها، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((السِّوَاكُ مَطهَرَةٌ للفَمِ مَرْضاةٌ للرَّبِّ)) (1)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسواک منہ کی پاکیزگی اور رب کی رضا کا ذریعہ ہے۔''

وَعَنْ حُذيفَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ، إذا قَامَ مِنَ النَّومِ يَشُوصُ فَاهُ بالسِّوَاكِ .)) (2)

''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نیند سے بیدار ہوتے تو اپنا منہ مبارک مسواک کے ذریعے سے خوب صاف کرتے۔''

عَنْ أبي هُريرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْلا أَنْ أَشُقَّ على

(1) سنن نسائی، کتاب الطهارة، باب الترغيب في السواك، رقم: ٥- صحيح ابن خزيمة، رقم: ١٣٥- صحيح بخاري، كتاب الصيام تعليقًا، باب سواك الرطب واليابس للصائم قبل، رقم: ١٩٣٤.

(2) صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب السواك، رقم: ٢٤٥- صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب السواك، رقم: ٢٥٥.

أُمَّتِي...... أَوْ عَلَى النَّاسِ...... لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ .)) [1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر مجھے اپنی امت یا (فرمایا) لوگوں کے مشقت میں پڑ جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں یقیناً انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔''

وضو کرنے کے فضائل:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۶ ﴾ (المائدہ : ٦)

''اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے چہروں کو، اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو، اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو، اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کرلو، ہاں اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی حاجت ضروری سے فارغ ہو کر آیا ہو، یا تم عورتوں سے ملے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمّم کرلو، اسے اپنے چہروں پر اور ہاتھوں پر مل لو، اللہ تعالیٰ تم پر کسی قسم کی تنگی ڈالنا نہیں چاہتا، بلکہ اس کا ارادہ تمہیں پاک کرنے کا اور تمہیں بھرپور نعمت دینے کا ہے، تاکہ تم شکر ادا کرتے رہو۔''

[1] صحيح بخاري، كتاب الجمعة، باب السواك يوم الجمعة، رقم: ٨٨٧۔ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب السواك، رقم: ٢٥٢.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ۔ أَوِ الْمُؤْمِنُ۔ فَغَسَلَ وَجْهَهُ، خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ۔ فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ۔ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ۔ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ۔ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ۔ حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ")) [1]

"جب مسلمان یا مومن بندہ وضوء کرتا ہے، اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرہ سے پانی کے استعمال کے ساتھ ہی یا آخری قطرۂ آب کے ساتھ وہ تمام گناہ جھڑ جاتے جو اس نے اپنی آنکھوں سے کیے تھے۔ پھر جب اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں سے پانی کے استعمال کے ساتھ ہی یا آخری قطرۂ آب کے ساتھ، وہ سب گناہ نکل جاتے ہیں جو اس نے ہاتھوں کو استعمال کر کے کیے تھے۔ پھر جب وہ اپنے قدم دھوتا ہے تو پانی کے استعمال کے ساتھ ہی یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ، اس کے وہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں جو اس نے پیروں سے چل کر کیے تھے، یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔"

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ خَلِيلِي ﷺ يقولُ: ((تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوءُ.)) [2]

میں نے اپنے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ "(جنت میں) مومن کا زیور وہاں تک پہنچے گا، جہاں تک وضو پہنچے گا۔"

---

[1] صحیح مسلم کتاب الطهارة، باب خروج الخطايا مع ماء الوضوء، رقم: ٢٤٤.

[2] صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب تبلغ الحلية حيث يبلغ الوضوء، رقم: ٢٥٠.

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ مثلَ وُضوئِي هذا ثُمَّ قال: ((مَنْ تَوَضَّأَ هكذا، غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنبِهِ، وَكَانَتْ صَلاتُهُ وَمَشْيُهُ إلى المَسْجِدِ نَافِلَةً .)) ❶

میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے اس وضو کی طرح وضوء کرتے ہوئے دیکھا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو اس طرح وضو کرے تو اس کے پہلے (صغیرہ) گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اور اس کی نماز اور اس کے مسجد کی طرف چل کر جانے کا ثواب ایک زائد چیز ہے۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أتَى المقبُرَةَ فَقَالَ:((السَّلامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَومٍ مُؤْمِنِيْنَ. وَإِنَّا، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لاحِقُونَ، وَدِدْتُ أَنَّا قَدْ رَأَيْنَا إِخْوَانَنَا .)) قالُوا: أَوَلَسْنَا إِخْوانَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((أَنْتُمْ أَصْحَابِي، وَإِخْوانُنا الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ .)) فَقَالُوا: كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَأْتِ بَعْدُ مِنْ أُمَّتِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: ((أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَهُ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَيْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ، أَلا يَعْرِفُ خَيْلَهُ؟)) قَالُوا: بَلَى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ:((فَإِنَّهُمْ يَأْتُوْنَ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ، وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الحَوْضِ .)) ❷

''پیارے رسول اللہ ﷺ (بقیع) قبرستان تشریف لائے اور فرمایا: ''تم پر سلام ہو اے ایمان دار گھر والو! اور ہم، اگر اللہ نے چاہا تو تمہیں ملنے والے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں۔'' صحابہ نے عرض کیا،

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء والصلاة عقبه، رقم: ٢٢٩.

❷ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب استحباب إطالة الغرة والتحجيل، رقم: ٢٤٩.

یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میرے ساتھی ہو، اور ہمارے بھائی وہ ہیں جو ابھی تک نہیں آئے۔'' صحابہ نے کہا، اللہ کے رسول! آپ کی امت کے وہ لوگ جو ابھی تک نہیں آئے، آپ انہیں کیسے پہچانیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ بتلاؤ، اگر ایک آدمی کے ایسے گھوڑے، جن کی پیشانی اور ٹانگیں سفید ہوں اور خالص سیاہ رنگ کے گھوڑوں کے درمیان ہوں، کیا وہ اپنے گھوڑے نہیں پہچان لے گا؟'' صحابہ نے عرض کیا، کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: ''(میری امت کے بعد میں آنے والے لوگ بھی) اس حال میں (میدان محشر میں) آئیں گے کہ وضو کی وجہ سے ان کی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے اور میں حوض (کوثر) پر ان کا میر سامان ہوں گا۔ (یعنی پہلے پہنچا ہوا ہوں گا)۔''

سخت سردی کے موسم میں مکمل وضو کرنا بھی گناہوں کے مٹنے اور درجات کی بلندی کا باعث ہے۔ چنانچہ سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسے کام نہ بتاؤں جن کے باعث اللہ تعالیٰ گناہ ختم کر دیتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! ضرور بتائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تنگی اور تکلیف کے وقت مکمل وضو کرنا، مسجد کی طرف زیادہ قدم چل کر آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، یہی رباط ہے، یہی رباط ہے، یہی رباط ہے۔'' [1]

فائدہ:...... ''تنگی سے مراد سخت سردی اور جسمانی تکلیف وغیر کیفیات ہیں، جن میں انسان وضو کو مشکل سمجھتا ہے۔ چونکہ مذکورہ بالا کاموں کو باقاعدگی سے کرنے والا اللہ تعالیٰ سے گناہوں سے مغفرت، نیکیوں میں اضافے اور جنت میں داخل ہونے کی امید کر رہا ہوتا ہے، اس لیے اسے نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دشمن کے ساتھ جہاد کرنے والوں سے تشبیہ دی ہے، کیونکہ وہ بھی شہادت اور مغفرت کی امید لے کر دشمن کو ختم کرنے کے لیے اپنے آپ کو پابند کرتا ہے۔

[1] صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب فضل اتباع الوضوء علی المکاره، رقم: ۲۵۱/۴۱.

بعض علماء کا خیال ہے کہ ان کاموں کو رباط اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ کام لوگوں کو گناہوں اور نافرمانیوں سے باز رکھتے ہیں۔ واللہ اعلم۔'' ❶

وضو پر محافظت کرنے کا ثواب:

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''استقامت اختیار کرو، تم کبھی نیک اعمال کا احاطہ نہیں کر سکتے اور یہ جان لو کہ سب سے افضل عمل نماز ہے۔ ہمیشہ مومن ہی وضو پر محافظت رکھتا ہے۔'' ❷

وضو کرنے کے بعد دعا پڑھنے کا فضیلت:

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے جو شخص مکمل وضو کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

((اَشْهَدُ اَنْ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمْدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ)) ❸

تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، وہ جس میں سے چاہے گا، داخل ہوگا۔''

وضو کے بعد دو رکعت نماز پڑھنے کا ثواب:

سیّدنا زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص بہترین وضو کرے، پھر دو رکعت نماز پڑھے، اس دوران غافل نہ ہو، اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔'' ❹

❶ المتجر الرابح: ۱/۵۸۔۵۹.

❷ سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة وسننها، باب المحافظة على الوضوء، رقم: ۲۷۷۔ صحيح الترغيب والترهيب، رقم: ۱۹۲.

❸ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب الذكرا لمستحب عقب الوضوء، رقم: ۲۳٤/۱۷.

❹ سنن ابوداؤد، كتاب الصلوٰة، باب كراهية الوسوسة، وحديث النفس، رقم: ۹۰۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

6...... کتاب الصلاۃ

جوانی میں عبادت کرنے کی فضیلت:

اللہ ربّ العزت نے چند نوجوانوں کا واقعہ قرآنِ مقدس کی سورۃ الکھف میں بیان کیا ہے کہ ان جوانوں نے معبودانِ باطلہ کی پرستش سے انکار کرتے ہوئے ایک معبودِ برحق کی عبادت کا نعرہ بلند کیا۔ جب قوم نے ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا، اور زمین باوجود اپنی وسعتوں کے ان چند ایمان والوں پر سکڑ گئی تو ان اللہ والوں نے ایک غار میں پناہ لی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر کچھ اس انداز سے بیان فرمایا ہے:

﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَ زِدْنٰهُمْ هُدًى ۖ﴿۱۳﴾ وَّ رَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاۡ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ لَوْ لَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴿۱۵﴾﴾

(الکھف: ۱۳۔۱۵)

''ہم آپ کو ان کا صحیح واقعہ سناتے ہیں۔ بے شک وہ کچھ نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے، اور ہم نے انھیں راہ راست کی طرف زیادہ ہدایت دی تھی۔ اور ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کر رکھا جب وہ (دعوتِ حق کے لیے) کھڑے ہوئے، اور کہا کہ ہمارا رب آسمانوں اور زمین کا رب ہے، ہم

اس کے سوا کسی دوسرے معبود کی ہرگز عبادت نہیں کریں گے، ورنہ ہم حقیقت سے دور کی بات کہیں گے۔ ہماری قوم نے اللہ کے سوا دوسرے معبود بنائے ہیں، تو ان کے معبود ہونے کی کوئی صریح دلیل کیوں نہیں پیش کرتے ہیں؟ پس اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ کے بارے میں جھوٹ بولتا ہے۔''

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے (اِنَّھُمْ فِتْیَۃٌ) سے استنباط کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''بوڑھوں کے مقابلے میں نوجوان حق کو جلد قبول کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قریش کے اکثر بوڑھے اپنے کفر پر جمع رہے، ان میں سے بہت کم لوگوں نے اسلام قبول کیا۔''

[بحواله تيسير الرحمن: ۸۳۵/۱]

یعنی نوجوانوں کا کام توحید کی دعوت دینا اور شرک سے منع کرنا ہے۔ اور اس کے فضائل بہت زیادہ ہیں۔ اور ایسے نوجوانوں کی قرآن وحدیث میں کافی مدح کی گئی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عن النبيِّ ﷺ قَالَ: ((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهَ في ظِلّه يومَ لا ظِلَّ إلّا ظِلُّهُ: إمَامٌ عَادِلٌ، وشَابٌّ نَشَأ في عِبَادَةِ اللّٰهِ، وَرَجُلٌ قَلبُهُ مُعَلَّقٌ في المَسَاجِدِ، وَرَجُلَان تَحابَّا في اللّٰهِ، اجتَمَعا عليهِ وَتَفرقا عَلَيْهِ. وَرجُلٌ دَعَتْهُ امرأَةٌ، ذَاتُ مَنصِبٍ وَجمالٍ. فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ، وَرَجُلٌ تَصدَّقَ بِصَدَقَةٍ، فَأَخْفَاهَا حَتَّى لا تَعْلَمَ شِمَالُهُ ما تُنفِقُ يَمِينُهُ. ورَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِياً فَفَاضَتْ عَيناهُ.)) [1]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سات آدمی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سائے میں جگہ دے گا جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ (1) انصاف کرنے والا حکمران۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الزکوۃ، باب الصدقة باليمين، رقم: ۱۴۲۳۔ صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب فضل اخفاء الصدقة، رقم: ۱۰۳۱.

(2) وہ نوجوان، جو اللہ کی عبادت میں پل کر پروان چڑھا ہو، (3) وہ آدمی، جس کا دل مسجدوں میں اٹکا ہوا ہو، (4) وہ دو آدمی، جو اللہ کی رضا کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، اسی کی وجہ سے باہم جمع ہوتے اور اسی پر ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں، (5) وہ آدمی، جس کو منصب و جمال والی عورت دعوت گناہ دے اور وہ اس کے جواب میں کہہ دے، میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں (6) وہ آدمی، جس نے اس طرح خفیہ صدقہ کیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی یہ علم نہیں ہوا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا اور (7) وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے (اس کے خوف سے) آنسو رواں ہو گئے۔''

جوانی میں عبادت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سائے تلے جگہ عطا فرمائے گا۔ یہی نہیں بلکہ جوانی میں امورِ عبادات بجالانے والا اگر بیمار ہو جائے، یا بوڑھا ہو جائے اور وہ نیکی کا کام نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اس کے جوانی و گذشتہ اعمال صالحہ کی بناء پر اس کے ایامِ مرض میں بھی نیکیوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَامَرِضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيمًا صَحِيْحاً)) [1]

''جب اللہ تعالیٰ کا بندہ بیمار ہو جائے، یا حالت سفر میں ہو تو (بیماری یا سفر میں عمل نہ کر سکنے کے باوجود) اس کے حالت اقامت وصحت کے اعتبار سے ثواب لکھا جاتا ہے۔''

اسی طرح جو عبادت و اعمال صالحہ حالت جوانی میں ادا کیے جا سکتے ہیں۔ وہ بڑھاپے میں نہیں، کیونکہ بڑھاپا خود ایک بڑی بیماری ہے، کیونکہ اس میں جوانی والی قوت و طاقت

[1] صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب یکتب للمسافر مثل ما کان یعمل فی الاقامة، رقم: ٢٦٦٩.

نہیں ہوتی لہٰذا اس سے بہت سے اعمال رہ جاتے ہیں، اسی لیے جوانی کو غنیمت سمجھنے پر مسلمانوں کو اکسایا گیا ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ :شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ ، وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ، وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ ، وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ ، وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ .)) ❶

''یعنی پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت جانو: (1) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، (2) صحت کو بیماری سے قبل، (3) تونگری کو فقیری سے قبل، (4) فراغت کو مشغولیت سے قبل اور (5) زندگی کو موت سے قبل۔''

چونکہ جوانی ایک سرپٹ وسرکش گھوڑے کی مانند ہے۔ اسے قابو کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اس میں عبادات کی طرف توجہ بہت کم ہوتی ہے، تو جو نوجوان منہ زور جوانی کو کنٹرول کرتا ہے اور اپنی خواہش نفس کو روند ڈالتا ہے ۔ تو اسے درج ذیل فضائل کا حصول ہوتا ہے۔ ارکانِ اسلام میں توحید کے بعد دوسرا نمبر نماز کا ہے، اوراس کی اہمیت قرآن وحدیث میں لاتعداد مقامات پر بیان کی گئی ہے۔ اور نماز کی ادائیگی کا اصل سرور جوانی کی حالت میں ہی آتا ہے۔ اس لیے مختصراً یہاں اس کا ذکر کیا گیا ہے اور بعد میں نماز اور دیگر عبادات کے فضائل۔

اذان دینے کے فضائل:

عَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((الْمُؤَذِّنُونَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) ❷

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے

❶ مستدرك حاكم: ٣٠٦/٤ـ صحيح الجامع الصغير، رقم: ١٠٧٧.
❷ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب فضل الأذان، رقم: ٣٨٧.

ہوئے سنا: ''اذان دینے والے قیامت کے دن دیگر تمام لوگوں سے لمبی گردن والے ہوں گے۔''

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَهُ: إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ، فَإِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ أَوْ بَادِيَتِكَ فَأَذَّنْتَ لِلصَّلَاةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ، فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. قال أبو سعيدٍ: سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. ❶

''سیدنا عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ روایت کرتے ہیں کہ ان سے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں اور جنگل کو پسند کرتے ہو، پس جب تم اپنی بکریوں یا جنگل میں ہو اور نماز کے لیے اذان کہو تو اذان میں اپنی آواز کو اونچا کیا کرو، اس لیے کہ مؤذن کی آواز کو آخری حصہ تک جو جن، انسان اور کوئی اور چیز سنتی ہے تو قیامت والے دن وہ اس کے لیے گواہی دے گی۔ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ، وَالْمُؤَذِّنُ يُغْفَرُ لَهُ بِمَدِّ صَوْتِهِ، وَيُصَدِّقُهُ مَنْ سَمِعَهُ مِنْ رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ، وَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ صَلَّى مَعَهُ.)) ❷

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب رفع الصوت بالنداء، رقم: ٦٠٩.

❷ سنن نسائی، کتاب الاذان، باب رفع الصوت بالاذان، رقم: ٦٤٦۔ امام منذری نے اسے ''جید'' کہا ہے۔

''یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اور مؤذن کی بلند آواز کی وجہ سے اس کی مغفرت کی جائے گی۔ اور خشکی وتری میں جس نے اس کی آواز سنی، وہ اس کی تصدیق کرے گا اور اس کے لیے ثواب ہے مانند ثواب اسی شخص کے جس نے (اذان سن کر) نماز پڑھی۔''

اذان کا جواب دینے کا ثواب:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما أنه سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ، ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَأَرْجُو أَنْ أَكُوْنَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ.)) [1]

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب تم اذان سنو، تو اسی طرح کہو جس طرح موذن کہتا ہے، پھر مجھ پر درود پڑھو، اس لیے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے، اللہ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے، پھر تم اللہ سے میرے لیے وسیلے کا سوال کرو، بے شک یہ جنت میں ایک بلند درجہ ہے، یہ اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کے لائق ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں، پس جو شخص میرے لیے وسیلے کا سوال کرے گا، اس کے لیے شفاعت حلال ہو جائے گی۔''

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

[1] صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن، رقم: ٣٨٤.

((إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ ، فَقَالَ أَحَدُكُمْ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ . ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، قَالَ:أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ . ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ، قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ . ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ ، قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ، ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ . ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ ، قَالَ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ . ثُمَّ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، مِنْ قَلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ .)) [1]

''سیدنا عمر بن خطاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مؤذن کہے: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اورتم میں سے ایک اس کا جواب دیتے ہوئے کہے: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ ۔ پھر مؤذن کہے: أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ تو وہ کہے: أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ پھر مؤذن کہے: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔ تو وہ کہے: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔ پھر مؤذن کہے: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ ۔ تو وہ کہے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ۔ پھر مؤذن کہے: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ۔ تو وہ کہے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ۔ پھر مؤذن کہے: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ ۔ تو وہ کہے: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ ۔ پھر مؤذن کہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ تو وہ کہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ (وہ یہ سارے کلمات) دل سے کہے تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔''

1۔ اذان کی پہلی دعا:

((أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى

[1] صحيح مسلم، أيضًا، رقم: ۳۸۵.

إِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ . أَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ .))

''اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آل محمد (ﷺ) پر اسی طرح رحمت بھیج جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور آل ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمت بھیجی۔ تعریف اور بزرگی تیرے ہی لیے ہے یا اللہ! محمد (ﷺ) پر اور آل محمد (ﷺ) پر اسی طرح برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور آل ابراہیم (علیہ السلام) پر برکت نازل فرمائی۔ تعریف اور بزرگی تیرے ہی لیے ہے۔''

2۔اذان کی دوسری دعا:

((اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهُ .)) [1]

''یا اللہ! اس (توحید کی) مکمل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کے پروردگار، محمد ﷺ کو وسیلہ، بزرگی اور مقام محمود عطا فرما، جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔''

3۔اذان کی تیسری دعا:

((رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا ، وَّبِالْإِسَلَامِ دِيْنًا ، وَّ بِمُحَمَّدٍ (ﷺ) نَبِيًّا .)) [2]

''میں راضی ہوگیا اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر۔''

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب الدعاء عند النداء، رقم: ٦١٤

[2] صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب القول مثل قول المؤذن، رقم: ٣٨٦.

مساجد کو بنانے اور آباد کرنے کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝١٧ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝١٨﴾

(التوبة: ١٧-١٨)

''اور یہ بات مناسب نہیں ہے کہ مشرکین اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں، حالانکہ وہ اپنے بارے کفر کی گواہی دیتے ہیں، ان لوگوں کے اعمال ضائع ہو گئے، اور وہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہیں گے۔ اللہ کی مسجدوں کو صرف وہ لوگ آباد کرتے ہیں۔ جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں، اور زکاۃ دیتے ہیں اور اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے ہیں، پس یہ لوگ امید ہے کہ ہدایت پانے والے ہیں۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مساجد اللہ کی دیکھ بھال کفار ومشرکین کی ذمہ داری نہیں بلکہ یہ تو ایمان والوں کا کام ہے۔ اور آیت کے آخر میں مساجد کو آباد کرنے والوں کو ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار کیا ہے۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: ((مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا لِلّٰهِ، بَنَى اللّٰهُ لَهٗ فِي الْجَنَّةِ مِثْلَهٗ.)) [1]

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے

[1] صحیح مسلم، کتاب الزهد، باب فضل بناء المساجد، رقم: ٥٣٣.

ہوئے سنا ہے: ''جس نے اللہ کے لیے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس طرح کا گھر جنت میں بنائے گا۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

((اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تُتَّخَذَ الْمَسَاجِدُ فِی الدُّوْرِ، وَاَنْ تُنَظَّفَ وَتُطَيَّبَ .)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ محلوں میں مسجدیں بناؤ، اور انھیں پاک صاف اور معطر رکھو۔''

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ جن خوش نصیبوں کو روزِ قیامت اپنے عرش کے سائے تلے جگہ عنایت فرمائے گا، ان میں ایک وہ شخص بھی ہے جو مسجد کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

((وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسَاجِدِ ......)) ❷

''اور (ایسے شخص کو بھی عرش کے سائے تلے جگہ ملے گی) جس کا دل مسجد کی طرف لگا رہتا ہو۔ (یعنی کب نماز کا وقت ہو اور میں مسجد جاؤں۔)''

مسجد کی طرف چل کر جانے کے فضائل:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ وَرَاحَ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُ نُزُلَهُ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ .)) ❸

---

❶ سنن ابو داؤد، کتاب الصلوة، باب اتخاذ المساجد فی الدور، رقم ٤٥٥ ۔ سنن ابن ماجه، کتاب المساجد، باب تطهير المساجد، وتطييبها، رقم: ٧٥٨ ۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحيح البخاری، کتاب الزكاة، باب الصدقة باليمين، رقم: ١٤٢٣ ۔ صحيح مسلم، کتاب الزكاة، باب فضل اخفاء الصدقة، رقم: ١٠٣١.

❸ صحيح بخاری ، کتاب الاذان، باب فضل من غدا الى المسجد ومن راح ، رقم: ٦٦٢.

''جو شخص صبح یا شام کو مسجد کی طرف جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں، جب بھی وہ صبح یا شام کو مسجد کی طرف جاتا ہے، مہمانی تیار کرتا ہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَلا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟)) قالوا: بلى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قال: ((إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلاةِ بَعْدَ الصَّلاةِ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ .)) ❶

''کیا میں تمہیں ایسے اعمال نہ بتلاؤں جن کے کرنے سے اللہ گناہ مٹا دے اور درجے بلند فرما دے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، ضرور، کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: ''گرانی اور ناگواری کے باوجود کامل طریقے سے وضوء کرنا، مسجدوں کی طرف زیادہ قدم چلنا (یعنی دور سے آنا)، اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ یہ (اجر وثواب میں) سرحد پر مورچہ زن رہنے (کی طرح ہی) ہے۔''

عَنْ أَبِي الْمُنْذِرِ أُبَيِّ بْن كَعْبٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَجُلٌ، لا أَعْلَمُ رَجُلًا أَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ، وَكَانَ لا تُخْطِئُهُ صَلاةٌ قَالَ: فَقِيلَ لَه أَوْ قُلْتُ لَه: لَوِ اشْتَرَيْتَ حِمَاراً تَرْكَبُهُ فِي الظَّلْمَاءِ وَفِي الرَّمْضَاءِ. فَقَالَ: مَا يَسُرُّنِي أَنَّ مَنْزِلِي إِلى جَنْبِ الْمَسْجِدِ، إِنِّي أُرِيدُ أَنْ يُكْتَبَ لِي مَمْشَايَ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَرُجُوعِي إِذَا رَجَعْتُ إِلَى أَهْلِي، فَقَالَ رسولُ اللّٰه ﷺ: ((قَدْ جَمَعَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ كُلَّهُ .)) ❷

❶ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب فضل اسباغ الوضوء على المكاره، رقم: ٢٥١.

❷ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب فضل كثرة الخطا الى المساجد، رقم: ٦٦٢.

''سیدنا ابو منذر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک آدمی تھا، میں نہیں جانتا کہ کسی اور شخص کا گھر اس سے زیادہ دور ہو، اس سے کوئی نماز نہیں چھوٹتی تھی، اس سے کہا گیا، یا میں نے اس سے کہا، اگر تو ایک گدھا خرید لے جس پر تو اندھیرے میں اور گرمی کی شدت میں سوار ہو کر آیا کرے۔ (تو یہ زیادہ مناسب ہے) اس نے جواب دیا، مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہو، (اس لیے کہ) میں تو یہ چاہتا ہوں کہ (دور سے) میرا مسجد کی طرف چل کر جانا اور پھر وہاں سے میرا لوٹنا، جب میں اپنے گھر والوں کی طرف لوٹوں، یہ سب کچھ میرے حساب میں لکھا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کی یہ بات سن کر) فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے یہ سب تیرے لیے جمع فرما دیا ہے۔''

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ مَشَى إِلَى بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللّٰهِ ، لِيَقْضِيَ فَرِيضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ ، كَانَتْ خُطُوَتَاهُ ، إِحْدَاهُمَا تَحُطُّ خَطِيئَةً ، وَالأُخْرَى تَرْفَعُ دَرَجَةً .)) [1]

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے اپنے گھر میں اچھی طرح طہارت حاصل کی (یعنی وضو یا غسل کیا) پھر وہ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر (مسجد) میں گیا تا کہ وہ اللہ کے فرائض میں سے کوئی فریضہ ادا کرے، تو اس کے قدم اس طرح (شمار) ہوں گے کہ ایک قدم گناہ کو مٹائے گا اور دوسرا قدم درجہ بلند کرے گا۔''

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب المشی الی الصلاۃ تمحی به الخطایا، رقم: ٦٦٦.

((بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِيْ الظُّلْمِ اِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) ❶

''اندھیروں میں مساجد کی طرف بہت زیادہ چل کر جانے والوں کو روزِ قیامت مکمل نور کی بشارت دے دو۔''

پانچ وقت کی نماز ادا کرنے کے فضائل:

ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بال بچوں کو وادیٔ غیر ذی ذرع میں چھوڑا تو ان کے لیے اقامت صلوٰۃ کی اللہ سے دعا فرمائی:

﴿رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝۳۷﴾

(ابراهيم : ۳۷)

''اے ہمارے رب! میں نے اپنی بعض اولاد کو تیرے بیت حرام کے پاس ایک وادی میں بسایا ہے جہاں کوئی کھیتی نہیں ہے، اے ہمارے رب! میں نے ایسا اس لئے کیا ہے تا کہ وہ نماز قائم کریں، اس لئے تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف پھیر دے، اور بطور روزی انہیں انواع واقسام کے پھل عطا کر، تا کہ وہ تیرا شکریہ ادا کریں۔''

مریم علیہا السلام نے اپنے بیٹے سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے لوگوں سے کہا کہ اس سے پوچھ لو، تو لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ گود کے بچہ سے کیسے بات کریں؟ عیسیٰ علیہ السلام ان کی بات سن کر بول پڑے، ...... جب عیسیٰ علیہ السلام نے پہلی بار بات کی تو اپنے آپ کو اللہ کا بندہ بتایا، اور اس کا بیٹا ہونے کا انکار کیا، اور کلام جاری رکھتے ہوئے کہا: اور مجھے وصیت کی ہے

❶ سنن الترمذي، كتاب مواقيت الصلاة، باب ماجاء فى فضل العشاء والفجر فى جماعة، رقم: ۲۲۳۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

کہ تا دمِ حیات نماز پڑھوں اور زکوۃ ادا کروں، اور اپنی ماں کا مطیع وفرمانبردار رہوں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

﴿قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ ۖ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِي نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ وَّ جَعَلَنِي مُبٰرَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ ۖ وَ أَوْصٰنِي بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾﴾

(مریم: ۳۱۔۳۰)

''بچے نے کہا (یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے) بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے انجیل دیا ہے، اور مجھے نبی بنایا ہے۔ اور جہاں بھی رہوں مجھے بابرکت بنایا ہے، اور جب تک زندہ رہوں، مجھے نماز اور زکاۃ کی وصیت کی ہے۔''

نماز باعث نصرت الٰہی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَ اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ۚ وَ إِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخٰشِعِينَ ﴿٤٥﴾ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُّلٰقُوا رَبِّهِمْ وَ أَنَّهُمْ إِلَيْهِ رٰجِعُونَ ﴿٤٦﴾﴾

(البقرہ: ۴۵۔۴۶)

''اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو، یہ بڑی چیز ہے مگر ڈر رکھنے والوں پر، جو جانتے ہیں کہ اپنے رب سے ملاقات کرنے والے اور اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔''

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ، مُكَفِّرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتُنِبَ الْكَبَائِرُ.)) [1]

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچوں نمازیں، جمعہ دوسرے جمعہ تک، رمضان دوسرے رمضان تک، درمیان کے

[1] صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة ورمضان إلى رمضان مکفرات، رقم: ۲۳۳.

تمام گناہوں کو مٹا دینے والا ہے، (لیکن) جب کبیرہ گناہوں سے بچ کر رہا جائے۔''

عن أبي موسى الأَشْعَرِيّ رضي اللّٰهُ عنه قال: قال رسولُ اللّٰه ﷺ: ((مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ .)) [1]

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو دو ٹھنڈی نمازیں پڑھتا ہے وہ جنت میں جائے گا۔''

فائدہ : ......دو ٹھنڈی نمازوں سے مراد، نماز فجر اور نماز عصر ہے۔ قرآن و سنت میں ان دونوں نمازوں کی بڑی فضیلت اور اہمیت وارد ہوئی ہے۔

وعن جُنْدُبِ بنِ عبدِ اللّٰه رضي اللّٰه عنه قال: قال رسولُ اللّٰه ﷺ: ((مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللّٰه ، فَلا يَطْلُبَنَّكُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِه بِشَيْءٍ ، فَإِنَّهُ مِنْ يَطْلُبُهُ مِنْ ذِمَّتِه بِشَيْءٍ فَيُدْرِكَهُ ، فَيَكُبَّهُ عَلَى وَجْهِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ)) [2]

سیدنا جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے صبح کی نماز پڑھی، وہ اللہ کی حفاظت اور عہد میں ہے، سو (تم اس بات کا خیال رکھو کہ) اللہ تعالیٰ تم سے اپنے عہد میں سے کسی چیز کا مطالبہ نہ کرے، اس لیے کہ جس سے بھی وہ اس کا مطالبہ (باز پرس) کرے گا، اسے پکڑ کر اوندھے منہ جہنم کی آگ میں ڈال دے گا۔''

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقتِ نماز!!!
قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قومِ حجاز

---

[1] صحیح بخاري، کتاب مواقيت الصلوة، باب فضل صلاة الفجر، رقم: ٥٧٤۔ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة عليهما، رقم: ٦٣٥.

[2] صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب فضل صلاة العشاء والصبح في جماعة، رقم: ٦٥٧.

عَنْ جَابِرٍ رضيَ اللّٰهُ عنهُ قَالَ: سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ ﷺ يقولُ: ((إنَّ بينَ الرَّجُلِ وبينَ الشِّرْكِ وَالكُفْرِ تَرْكُ الصَّلاةِ .)) ❶

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''آدمی اور کفر کے درمیان (حد فاصل) نماز کا چھوڑنا ہے۔''

عن عُمارَةَ بنِ رُوَيبةَ رضيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ ﷺ يقولُ: ((لَنْ يَلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا .)) يَعْنِي الفَجْرَ وَالعَصْرَ . ❷

سیدنا ابوزہیر عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو کوئی سورج نکلنے سے قبل اور اس کے غروب ہونے سے پہلے یعنی فجر اور عصر کی نماز پڑھتا ہے، وہ ہرگز جہنم کی آگ میں داخل نہیں ہوگا۔''

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنه كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ، هَلْ يُبْقِى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ؟)) قَالُوا: لا يُبْقِى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ، قَالَ: ((فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَواتِ الخَمْسِ، يَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الخَطَايَا .)) ❸

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بھلا بتلاؤ، اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازے پر نہر ہو جس سے

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب إطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة، رقم: ٨٢.

❷ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة عليهما، رقم: ٦٣٤.

❸ صحيح بخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب الصلوات الخمس كفارة، رقم: ٥٢٨ـ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب المشى إلى الصلوة تمحى به الخطايا وترفع به الدرجات، رقم: ٦٦٧.

وہ روزانہ پانچ مرتبہ نہاتا ہو، کیا اس کے جسم پر کوئی میل کچیل باقی رہے گی؟''
صحابہ نے عرض کیا: اس کے جسم پر کوئی میل باقی نہیں رہے گی۔ آپ نے فرمایا:
''پس یہی پانچ نمازوں کی مثال ہے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔''

نماز کی حفاظت کی فضیلت:

نماز کی حفاظت مومنین کا شیوہ ہے، جس کے نتیجے میں انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت اور جنت ملے گی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ۝۳۱﴾

(ابراھیم: ۳۱)

''آپ میرے ان بندوں سے کہئے جو اہل ایمان ہیں کہ وہ نماز قائم کریں، اور ہم نے انہیں جو روزی دی ہے اس میں پوشیدہ طور پر اور دکھا کر اس دن کے آنے سے پہلے خرچ کریں جس دن نہ کوئی خرید وفروخت ہوگی اور نہ کوئی دوستی کام آئے گی۔''

﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۱۱۰﴾ (البقرۃ: ۱۱۰)

''اور نماز قائم کرو، اور زکاۃ دو اور جو بھلائی بھی تم اپنے لئے آگے بھیجو گے، اسے اللہ کے پاس پاؤ گے، اللہ تمہارے کاموں کو خوب دیکھ رہا ہے۔''

مزید ارشاد فرمایا:

﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝۲۳۸﴾

(البقرۃ: ۲۳۸)

''اپنی نمازوں کی حفاظت کرو، اور بالخصوص بیچ والی نماز کی، اور اللہ کے حضور پُرسکون اور خشوع کے ساتھ کھڑے ہو۔''

ان تمام آیات میں نماز کی فرضیت اور اس کی محافظت کا حکم دیا گیا ہے، کیونکہ نماز اسلام کا دوسرا بڑا رکن ہے۔ اور روزِ قیامت سب سے پہلے اسی کا سوال ہوگا۔ جس کی نماز درست ہوئی، اس کے باقی معاملات بھی درست ہو جائیں گے، وگرنہ معاملہ درست نہیں ہوگا۔ نماز کی محافظت کا مطلب ہے کہ نماز کو اس کے مقررہ اوقات میں ادا کیا جائے، اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق ادا کیا جائے:

عَنْ حُرَيْثِ بْنِ قُبَيْصَةَ، قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ، فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيْسًا صَالِحًا، فَجَلَسْتُ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: فَقُلْتُ: إِنِّي دَعَوْتُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُيَسِّرَلِي جَلِيْسًا صَالِحًا، فَحَدِّثْنِي بِحَدِيْثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَنْفَعَنِي بِهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ بِصَلَاتِهِ، فَإِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ، وَإِنْ فَسَدَتْ خَابَ وَخَسِرَ .)) [1]

''حریث بن قبیصہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں مدینہ میں آیا تو میں نے دعا کی: اے اللہ! مجھے کوئی نیک ہم نشیں میسر فرما۔ پھر میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا، اور میں نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے نیک ہم نشیں میسر فرمائے۔ آپ مجھے کوئی ایسی حدیث بیان کیجیے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو، شاید اللہ تعالیٰ مجھے اس کے ذریعے فائدہ دے۔ انہوں

---

[1] سنن نسائی، کتاب الصلاۃ، باب المحاسبة علی الصلاۃ، رقم: ٤٦٥۔ سنن ترمذی، مواقیت الصلاۃ، باب ماجاء ان اوّل ما یحاسب بها العبد یوم القیامة الصلاۃ، رقم: ٤١٣۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: ''بلا شبہ سب سے پہلے بندے سے اس کی نماز کے متعلق حساب لیا جائے گا اگر وہ درست ہوئی تو وہ کامیاب وکامران ہو جائے گا، اور اگر وہ خراب ہوئی تو وہ خائب وخاسر ہوگا۔''

سیدنا ابن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

((مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا وَبُرْهَانًا وَ نَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا ، لَمْ يَكُنْ لَهُ نُوْرٌ وَلَا بُرْهَانٌ وَلَا نَجَاةٌ ، وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلْفٍ .)) ❶

''جو کوئی نماز کی حفاظت کرے گا اس کے لیے یہ روزِ محشر نور، حجت اور نجات کا ذریعہ ہوگی۔ اور جس نے اس کی (نماز کی) حفاظت نہ کی اس کے لیے نہ نور ہوگی، نہ حجت اور نہ نجات کا ذریعہ بنے گی اور روزِ محشر اس کا انجام قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف (جیسے کفار) کے ساتھ ہوگا۔''

قرآن کی ان آیات اور احادیث پر اسلاف نے کس طرح عمل کیا۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مثال لیجیے۔ ''نمازِ فجر میں حملہ ہوا، زخمی ہوکر گر پڑے، ہوش آنے پر اپنی نماز کا سوال کیا اور غمزدہ انداز میں ارشاد فرمایا:

((لَا حَظَّ فِي الْإِسْلَامِ لِمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ .))

''یعنی جس نے نماز کو ترک کر دیا اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔''

پھر آپ نے خون بہتے زخم سے ہی نماز ادا فرمائی۔ ❷

اسی طرح سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد حمید الطّویل رحمہ اللہ نماز پڑھتے ہوئے فوت ہوئے۔'' ❸

---

❶ مسند احمد: ۲/ ۱۶۹۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۱۴۶۷۔ ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ طبقات ابن سعد: ۲/ ۱۸۷۔ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۴۷۳. ❸ سیر اعلام النبلاء: ۶/ ۱۶۷.

یونس محمد المؤدب فرماتے ہیں:

''حماد بن سلمہ رحمہ اللہ مسجد میں نماز ادا کرتے ہوئے فوت ہوئے۔'' ❶

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی اور صحابی رسول سیّدنا عبداللہ بن سعد بن ابی السرح رضی اللہ عنہ رملہ نامی مقام پر تھے۔ صبح کے قریب ساتھیوں سے پوچھا کہ کیا صبح ہوگئی تو انہوں نے کہا: ابھی نہیں ہوئی۔ کچھ دیر بعد انہوں نے کہا: اے اللہ! میرے عمل کا خاتمہ صبح کے وقت (یعنی نماز فجر کے وقت) کرنا۔ یہ کہہ کر وضو کیا اور نماز پڑھنے لگے۔ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ العادیات اور دوسری میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ کسی اور سورت کی تلاوت کی، اور اختتام نماز کے وقت دائیں جانب سلام پھیر کر بائیں جانب سلام پھیرنے لگے تو ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔'' ❷

یہ تھی ان اسلاف، اکابرین، کی نماز سے محبت اور اس کی محافظت۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہوکر انھیں جنت الفردوس میں مقام عطا فرمائے۔ آمین!

صفوں کو درست کرنے کا ثواب:

نماز میں صفوں کو درست کرنا نماز کے قائم کرنے سے ہے، نماز کے تمام ہونے میں سے ہے، اور دلوں میں محبت کا باعث ہے۔

﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝۴۳﴾

(البقرة: ٤٣)

''اور نماز قائم کرو، زکاۃ دو، اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔''

عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ((سَوُّوا صُفُوْفَكُمْ؛ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ.)) ❸

---

❶ سير اعلام النبلاء: ٧/ ٤٤٨. ❷ سير اعلام النبلاء: ٣/ ٣٥.

❸ صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب اقامة الصف من تمام الصلوٰة، رقم: ٧٢٢ـ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف واقامتها ...... رقم: ٤٣٣.

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی صفیں درست کیا کرو۔ اس لیے کہ صفوں کی درستی کمال نماز میں سے ہے۔''

صحیح البخاری کی حدیث کے الفاظ ہیں:

((فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ .))

''صفوں کو درست (سیدھا) کرنا نماز کو قائم کرنے کا حصہ ہے۔''

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رضيَ اللّٰهُ عنهما، يَقُوْلُ: كَانَ رسولَ اللّٰهِ ﷺ. يُسَوِّي صُفُوفَنَا، حَتَّى كَأَنَّمَا يُسَوِّي بِهَا الْقِدَاحَ، حَتَّى رَأَى أَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ. ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتَّى كَادَ يُكَبِّرُ، فَرَأَى رَجُلاً بَادِيًا صَدْرُهُ مِنَ الصَّفِّ، فقالَ: ((عِبَادَ اللّٰهِ! لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ، أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ)) [1]

''سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو ایسا سیدھا کرتے تھے، گویا آپ ان کے ذریعے سے تیروں کو سیدھا کر رہے ہیں حتیٰ کہ آپ نے سمجھ لیا کہ ہم آپ کی بات سمجھ گئے ہیں۔ پھر آپ ایک روز تشریف لائے اور کھڑے ہو گئے، حتیٰ کہ تکبیر کہنے کو تھے کہ آپ نے ایک شخص کو اپنا سینہ صف سے باہر نکالے ہوئے دیکھا، تو آپ نے فرمایا: ''اللہ کے بندو! یا تو تم ضرور اپنی صفیں سیدھی کرلو، ورنہ اللہ تعالیٰ یقیناً تمہارے چہروں کے درمیان اختلاف ڈال دے گا۔''

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، أَنَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَقِيمُوا الصُّفُوفَ، وَحَاذُوا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ، وَسُدُّوا الْخَلَلَ: وَلِينُوا بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ، وَلَا تَذَرُوا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطَانِ، وَمَنْ وَصَلَ

[1] صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها، رقم: ٤٣٦.

صَفًّا وَصَلَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللّٰهُ .)) ❶

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’صفوں کو سیدھا کرو، کندھوں کو برابر رکھو، صفوں کے درمیان خلا کو بند کرو، اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ اور شیطان کے لیے درمیان میں جگہ مت چھوڑو اور جو صف کو ملائے گا، اسے اللہ ملائے۔ اور جو صف کو توڑے گا، اللہ تعالیٰ اسے توڑ دے گا۔‘‘

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر بڑے اہتمام سے عمل کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ احادیث سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کے کندھے سے کندھا، اور پاؤں سے پاؤں ملا لیا کرتے تھے۔ ❷

آج موجودہ دور میں مسلمان آپس میں عدم اتفاق اور اختلاف کا شکار ہیں۔ ان وجوہات میں سے ایک وجہ نماز میں صفوں کا درست قائم نہ کرنا ہے۔ کیونکہ اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں بیان ہوا ہے کہ اگر صفیں درست نہیں ہوں گی تو اللہ تعالیٰ دلوں میں اختلاف ڈال دے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان محبت و بھائی چارے کی ایک وجہ صفوں کی درستگی بھی تھی۔ جبکہ آج ہماری حالت یہ ہے کہ نماز میں مل کر کھڑے ہونے سے چڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری اصلاح فرمائے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

---

❶ سنن ابی داؤد، باب تسویة الصفوف، رقم: ٦٦٦۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ صحیح البخاري، کتاب الأذان، باب الزاق المنکب بالمنکب ......، رقم: ٧٢٥۔ سنن ابی داؤد، باب تسویة الصفوف، رقم: ٦٦٨.

پہلی صف میں کھڑے ہونے کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٩﴾ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٠﴾﴾ (الجمعه: ۹ تا ۱۰)

''اے ایمان والو! جمعہ کے دن جب نماز کے لیے اذان دی جائے، تو تم اللہ کو یاد کرنے کے لیے تیزی کے ساتھ لپکو، اور خرید وفروخت چھوڑ دو، اگر تم سمجھتے ہو تو ایسا کرنا تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔ جب نماز پڑھ لی جائے تو تم لوگ زمین میں پھیل جاؤ، اور اللہ کے فضل (یعنی روزی) کی تلاش میں لگ جاؤ، اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتے رہو، تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔''

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَىٰ يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٤٢﴾﴾

(النساء: ۱۴۲)

''بے شک منافقین اللہ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ اور وہ انہیں دھوکہ میں ڈالنے والا ہے، اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو کاہل بن کر کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں سے ریا کاری کرتے ہیں، اور اللہ کو برائے نام یاد کرتے ہیں۔''

ان آیاتِ مقدسہ سے معلوم ہوا کہ نماز کی ادائیگی کی طرف جلدی کرنی چاہیے۔ اور اس میں سستی وتغافل سے کام لینا درست نہیں۔ کیونکہ یہ شیوہ منافقین ہے۔ لامحالہ جب نماز کی ادائیگی میں بندہ جلدی کرے گا۔ تو وہ ان شاء اللہ امام کے پیچھے پہلی صف میں ہی جگہ پائے گا۔ اور پہلی صف کا ثواب بہت زیادہ ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ ما في النِّدَاءِ والصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا، وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوْا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْ العَتَمَةِ والصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا .)) [1]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگ اس فضیلت کو جان لیں جو اذان دینے اور پہلی صف میں ہے، پھر وہ اس پر قرعہ اندازی کے بغیر کوئی چارہ نہ پائیں، تو یقیناً وہ اس پر قرعہ اندازی کریں اور اگر وہ جان لیں کہ اول وقت آنے میں کیا فضیلت ہے، تو وہ ضرور اس کی طرف دوڑ دوڑ کر آئیں۔ اور اگر جان لیں کہ عشاء اور فجر کی نماز کی کتنی فضیلت ہے تو وہ ضرور اس میں شریک ہوں اگرچہ انہیں گھسٹ کر آنا پڑے۔''

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ پہلی صف کا ثواب بہت ہی زیادہ ہے۔ لیکن مسلمان اس ثواب سے محروم ہیں۔ اور دیر سے آکر آخری صفوں میں کھڑے ہوتے ہیں حالانکہ حدیث میں آتا ہے۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا، وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَآءِ آخِرُهَا، وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا .)) [2]

''مردوں کی بہترین صف پہلی، اور بری صف آخری ہے، جبکہ عورتوں کی بہترین صف آخری اور بری صف پہلی ہے (یعنی جو مردوں کی صف سے پیچھے ہو)۔''

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب الاستهام في الأذان، رقم: ٦١٥ ـ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف، رقم: ٤٣٧.

[2] سنن النسائي، كتاب الامامة، باب ذكر خير صفوف النساء وشر صفوف الرجال، رقم: ٨٢٠ـ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

صف میں داہنی طرف کھڑے ہونے کا ثواب:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى مَيَا مِنِ الصُّفُوْفِ .)) [1]

''بے شک اللہ تعالیٰ صفوں کے داہنی طرف کھڑے ہونے والے لوگوں پر رحمت کرتا ہے اور فرشتے ان کے لیے برکت کی دُعا کرتے ہیں۔''

نماز باجماعت ادا کرنے کی فضیلت:

اسلام میں اجتماعیت کی بڑی اہمیت ہے اور اس کا مظہر اوقاتِ نماز میں بھی دیکھنے میں آتا ہے۔ اسلام میں نماز دوسرا بڑا رکن ہے، لیکن اس کی ادائیگی میں شریعت نے رہنمائی بھی کی ہے کہ اسے کس انداز سے اور کن کن مقامات پر ادا کرنا ہے۔ اس اجتماعی زندگی، بھائی چارے، مسلمانوں کے باہمی رابطے وتعلق کے حصول کے لیے شریعت نے نمازوں کو اجتماعی صورت میں ایک امام کی اقتداء میں ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اس سلسلے میں فضائل بھی بے شمار بیان کیے ہیں:

﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝۴۳﴾

(البقرة: ٤٣)

''نماز قائم کرو، اور زکاۃ دو، اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔''

مفسرین کرام نے آیت مذکورہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ:

''اس میں باجماعت نماز ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔''

عن أَبي الدرداءِ رضی اللہ عنہ قال: سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يقول: ((ما مِن ثَلاثَةٍ في قَرْيَةٍ ولا بَدْوٍ لا تُقَامُ فِيهِمُ الصَّلاةُ إِلَّا قَدِ

---

[1] سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوٰة، رقم: ١٠٠٥ ـ صحيح ابن حبان، رقم: ٣٩٣ ـ فتح البارى: ٢/٢١٣ ـ ابن حبان نے اسے ''صحیح'' اور ابن حجر نے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ ، فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ؛ فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ .))

سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس بستی یا جنگل میں تین ایسے آدمی ہوں جن میں (باجماعت) نماز کا اہتمام نہ کیا جائے، تو ان پر یقیناً شیطان غالب آ گیا ہے۔ پس تم جماعت کو لازم پکڑو، یقیناً بھیڑیا اس بکری کو کھا جاتا ہے جو ریوڑ سے دور رہتی ہے۔''

راوی حدیث ''السائب'' فرماتے ہیں:

''حدیث میں ''الجماعۃ'' سے نماز کی جماعت مراد ہے۔'' ❶

عن ابنِ عُمرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ((صَلاةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلاةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً .)) ❷

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس ۲۷ درجے زیادہ ثواب ہے۔''

سیّدنا انس بن مالک سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ صَلَّى لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فِيْ جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيْرَةَ الْاُوْلٰى كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَتَانِ: بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ ، وَبَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ .)) ❸

''جو شخص چالیس دن جماعت کے ساتھ مع تکبیر اولیٰ نماز پڑھے، تو اس کے لیے دو خلاصیاں لکھی جاتی ہیں: ایک خلاصی آگ سے، اور دوسری نفاق سے۔''

---

❶ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، رقم: ٥٤٧۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❷ صحیح بخاري، کتاب الأذان، باب فضل صلاۃ الجماعة، رقم: ٦٤٥۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاۃ الجماعة، رقم: ٦٥٠.

❸ سنن ترمذی الصلاۃ ، باب ماجاء فی فضل التکبیرۃ الاولی ، رقم: ٢٤١۔ سلسلة الصحیحة، رقم: ٢٦٥٢.

سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا صحابی رسول ﷺ نے اپنے اندھے ہونے کا عذر پیش کر کے اپنے گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت چاہی، تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَأَجِبْ.)) ❶

''تم اذان سنتے ہو؟ عبداللہ نے کہا: جی ہاں۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پس آپ نماز میں حاضر ہوں۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

((لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُومُ النِّفَاقِ. وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتَى بِهِ يُهَادَى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ، حَتَّى يُقَامَ فِي الصَّفِّ.)) ❷

''(نبی ﷺ کے دور میں) میں نے دیکھا کہ وہی منافق نماز سے پیچھے رہتا تھا جس کا نفاق سب کو معلوم ہوتا تھا، اور بعض مریض قسم کے لوگوں کو دو آدمیوں کے سہارے لایا جاتا اور صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔''

نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿١٠٣﴾ ﴾ (النساء: ١٠٣)

''پھر جب نماز سے فارغ ہو جاؤ، تو اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے ہوئے اللہ کو یاد کرتے رہو، اور جب تمہیں اطمینان ہو جائے تو نماز کو (پہلے کی طرح) قائم کرو،

❶ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب يجب اتيان المسجد الخ، رقم: ٦٥٣.

❷ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب صلاة الجماعة من سنن الهدى، رقم: ٦٥٤.

بے شک نماز مقررہ اوقات میں مومنوں پر فرض کردی گئی ہے۔''

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟)) قَالُوا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ.)) [1]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتلاؤں جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ خطائیں مٹا دیتا ہے اور درجے بلند فرماتا ہے؟'' صحابہ کرام نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''مشقت اور ناگواری کے باوجود کامل وضوء کرنا، مسجدوں کی طرف زیادہ قدم چلنا اور نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا، پس یہی رباط ہے، پس یہی رباط ہے۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْمَغْرِبَ، فَرَجَعَ مَنْ رَجَعَ، وَعَقَّبَ مَنْ عَقَّبَ، فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُسْرِعًا، قَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ، وَقَدْ حَسَرَ عَنْ رُكْبَتَيْهِ، فَقَالَ: ((اَبْشِرُوْا، هٰذَا رَبُّكُمْ قَدْ فَتَحَ بَابًا مِّنَ اَبْوَابِ السَّمَاءِ يُبَاهِيْ بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ، يَقُوْلُ: اُنْظُرُوْا اِلٰى عِبَادِيْ قَدْ قَضَوْا فَرِيْضَةً، وَّهُمْ يَنْتَظِرُوْنَ اُخْرٰى.)) [2]

''ایک بار مغرب کی نماز کے بعد کچھ لوگ واپس لوٹ گئے، اور کچھ لوگ عشاء کی نماز کا انتظار کر رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور آپ اس قدر

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل إسباغ الوضوء على المكاره، رقم: ٢٥١.

[2] سنن ابن ماجه، كتاب ابواب المساجد، باب لزوم المساجد وانتظار الصلوٰة، رقم: ٨٠١۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ٦٦١.

تیز تیز چل کر آئے کہ آپ کا سانس پھولا ہوا تھا۔حتی کہ آپ کے گھٹنوں سے کپڑا ہٹ گیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! خوش ہو جاؤ تمہارے رب نے آسمان کا ایک دروازہ کھول کر تمہیں فرشتوں کے سامنے کیا اور فخر کے طور پر فرمایا: دیکھو یہ میرے بندے ایک نماز ادا کر چکے اور دوسری نماز کا انتظار کر رہے ہیں۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهِ يَوْمَ لا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ: اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ بِعِبَادَةِ اللّٰهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسْجِدِ، وَرَجُلَان تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اِجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ)) ❶

''سات شخص ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس دن (حشر میں) اپنے سایہ میں رکھے گا جس دن سوائے اس کے سایہ کے سایہ نہ ہوگا۔ (۱) حاکم عادل (۲) جوان جو اللہ کی عبادت میں جوانی گزارے اور (۳) وہ شخص کہ اس کا دل مسجد میں لگا ہوا ہے، نماز پڑھ کر نکلتا ہے تو بے تاب ہوتا ہے کہ پھر اس کی طرف جائے......الخ''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَى أَحَدِكُمْ مَادَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ مَالَمْ يُحْدِثْ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ . لَا يَزَالُ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاةٍ مَا كَانَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ ، لَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْقَلِبَ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا الصَّلَاةُ .)) ❷

''ملائکہ تم میں سے اس نمازی کے لیے جب تک (نماز پڑھنے کے بعد) وہ اپنے مصلے پر بیٹھا رہے اس وقت تک یوں دعا کرتے رہتے ہیں، کہ اے اللہ!

❶ صحيح بخاری، كتاب الزكاة، باب الصدقة باليمين، رقم: ١٤٢٣۔ صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب فضل اخفاء الصدقة، رقم: ١٠٣١.

❷ صحيح البخاري، كتاب الاذان، باب من جلس فى المسجد ينتظر الصلاة وفضل المساجد، رقم: ٦٥٩.

اس کی مغفرت کر۔ اے اللہ! اس پر رحم کر۔ تم میں سے وہ شخص جو صرف نماز کی وجہ سے گھر جانے سے رکا ہوا ہے، سو نماز کے علاوہ اور کوئی اس کے لیے مانع نہیں، تو اس کا (یہ سارا وقت) نماز ہی شمار ہوگا۔‘‘

نبی کریم ﷺ کا طریقۂ نماز

نماز کی نیت:

جس نماز کی ادائیگی کا ارادہ ہو، فرض ہو یا نفل دل میں اس کی نیت کرے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ)) [1]

’’اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔‘‘

نیت کا محل دل ہے، لہٰذا زبان سے نیت کرنا رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قطعی ثابت نہیں ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’الفاظ سے نیت کرنا علماء مسلمین میں سے کسی کے نزدیک بھی مشروع نہیں۔‘‘ [2]

تکبیر تحریمہ:

سجدہ کی جگہ پر نظر رکھ کر ’’ اللہ اکبر ‘‘ کے الفاظ سے تکبیر تحریمہ کہے۔ [3]

رفع الیدین:

تکبیر کہتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر یا کانوں کی لو تک اٹھائے۔ [4]

---

[1] صحيح بخارى، كتاب الإيمان والنذور، رقم: ٦٦٨٩۔ صحيح مسلم، رقم: ١٩٠٧.

[2] الفتاویٰ الكبرى.

[3] سنن ابن ماجه، كتاب إقامة الصلوات والسنة فيها، رقم: ٨٠٣۔ البحر الزخار: ٢/١٦٨۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

[4] صحيح بخارى، كتاب الأذان، باب رفع اليدين في التكبيرة الأولىٰ مع الإفتتاح سواء، رقم: ٧٣٥۔ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، رقم: ٣٩٠، ٣٩١.

سینے پر ہاتھ باندھنا:

پھر دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر باندھ لے۔ چنانچہ سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى عَلٰى صَدْرِهِ .)) ❶

"میں نے رسولِ کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، تو آپ نے اپنے ہاتھ، دایاں ہاتھ، بائیں ہاتھ پر رکھ کر، سینے پر باندھے۔"

استفتاح کی دعائیں:

تکبیر تحریمہ کے بعد قرأت شروع کرنے سے پہلے دعائے استفتاح پڑھنا مسنون ہے، جو یہ ہے:

۱..... ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ .)) ❷

"اے اللہ! تو پاک ہے، تیری ہی تعریف ہے، تیرا نام بابرکت ہے، تیری شان سب سے اونچی ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔"

۲..... اگر چاہے تو اس کے علاوہ یہ دعا پڑھے:

((اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ . اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ

---

❶ صحیح ابن خزیمه، رقم: ٤٧٩۔ ابن خزیمہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❷ سنن ترمذی، ابواب الصلوٰۃ، رقم: ٢٤٣۔ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، رقم: ٧٧٥۔٧٧٦۔ سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلاۃ، رقم: ٨٠٦۔ مستدرك حاکم: ١/ ٢٣٥۔ حاکم نے اسے "صحیح" کہا ہے اور ذہبی نے اس پر ان کی موافقت کی ہے۔

الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ . اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ .)) ❶

''اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان ایسی دوری کر دے جیسی مشرق و مغرب کے درمیان تو نے دوری کی ہے۔ اے اللہ! مجھے خطاؤں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! مجھے میری خطاؤں سے پانی اور برف اور اولے سے دھو دے۔''

۳......رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں ایک شخص نے کہا:

((اَللّٰهُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُکْرَةً وَاَصِیْلًا .))

''اللہ سب سے بڑا ہے، بہت بڑا اور تمام تعریفات اللہ کے لیے ہیں، بہت زیادہ۔ وہ (شراکت اور ہر عیب) سے پاک ہے۔ اور صبح و شام ہم اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔''

فضیلت......: یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کہ اس شخص کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے ہیں۔''

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی ہے، میں نے ان کلمات کو پڑھنا کبھی نہیں چھوڑا۔ ❷

تعوذ:

پھر کوئی ایک تعوذ پڑھیں:

❶ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب ما یقول بعد التکبیر، رقم: ٧٤٤۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب ما یقال بین تکبیرة الإحرام والقرأة، رقم: ٥٩٨.

❷ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب ما یقال بین تکبیرة الاحرام والقراءة، رقم: ٦٠١.

۱...... ((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ)) ❶

’’میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود کی شر سے۔‘‘

۲......((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ)) ❷

’’میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود (کے شر) سے، اس کے خطرے سے، اس کی پھونکوں سے اور اس کے وسوسے سے۔‘‘

نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کی فضیلت:

پھر سورۂ فاتحہ پڑھیں:

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۳ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۴ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۵ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۶ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ۝۷ ﴾

’’تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔ جو نہایت مہربان بے حد رحم کرنے والا ہے۔ جو مالک ہے روزِ جزا کا۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔ ہم کو سیدھا راستہ دکھا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا۔ نہ کہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا، اور نہ ان لوگوں کا جو گمراہ ہوگئے۔‘‘

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کردیا ہے اور میں بندے کا سوال پورا کرتا ہوں، جب بندہ

❶ صحیح ابن خزیمہ، رقم: ٤٦٧۔ ابن خزیمہ نے اسے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

❷ سنن ابو داؤد، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ٧٧٥۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بندے نے میری حمد بیان کی ہے۔ اور جب بندہ "اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بندے نے میری ثنا بیان کی ہے۔ جب بندہ "مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ" کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعظیم کی ہے۔ جب بندہ "اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ" کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے، اور میرے بندے کے لیے ہے جو بھی اس نے سوال کیا۔ اور جب بندہ کہتا ہے: "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یہ میرے بندے کے لیے خاص ہے اور میرے بندے کے لیے ہے جو اس نے سوال کیا۔" ❶

آمین کہنے کی فضیلت:

سورۂ فاتحہ کے ختم ہونے کے بعد آمین کہے۔ اور جب امام جہری نماز کی امامت کر رہا ہو، وہ بآواز بلند آمین کہے اور اسی طرح مقتدی بھی۔ سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ﴾ پھر آپ نے بلند آواز سے آمین کہی۔ ❷

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا اَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوْا، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِیْنُهُ تَأْمِیْنَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) ❸

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۳۹۵.

❷ سنن ترمذی، ابواب الصلاۃ، رقم: ۲۴۸۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۸۵۵۔ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، رقم: ۹۳۲۔ شیخ البانی نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❸ صحیح بخاری، کتاب الأذان رقم: ۷۸۰۔ صحیح مسلم، رقم: ۴۱۰۔ صحیح ابن خزیمه، کتاب الصلاۃ: ۱/۲۲۵۔۲۵۶، رقم: ۵۷۰۱.

''جب امام ''آمین'' کہے تو تم بھی آمین کہو (اس وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں) تو جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل گئی اس کے تمام سابقہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔''

نماز کی مسنون قرأت:

پھر قرآن میں سے جو آسان لگے اور یاد ہو پڑھے۔ ہم آپ کی سہولت کے لیے چند ایک سورتیں لکھتے ہیں:

سُوْرَةُ الاِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ ① اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ ② لَمْ يَلِدْ ۙ وَ لَمْ يُوْلَدْ ۙ ③ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۠ ④﴾

''آپ کہہ دیجیے کہ وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، اس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے، اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔''

سورۃ اخلاص کی فضیلت:

ایک انصاری صحابی، مسجد قباء میں امامت کراتے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی دوسری سورت پڑھنے سے پہلے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (یعنی سورۃ اخلاص) تلاوت فرماتے، ہر رکعت میں اسی طرح کرتے۔ مقتدیوں نے امام سے کہا کہ آپ پہلے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کی تلاوت کرتے ہیں، پھر بعد میں دوسری سورۃ ملاتے ہیں، کیا ایک سورت تلاوت کے لیے کافی نہیں؟ اگر ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کی تلاوت نہیں تو اس کو چھوڑ دیں اور دوسری سورت کی تلاوت کیا کریں۔ امام نے جواب دیا: میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کی تلاوت نہیں چھوڑ سکتا۔ انہوں نے رسول مکرم علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں مسئلہ پیش کیا، تو نبی کائنات ﷺ نے اُس امام سے کہا کہ ''تم مقتدیوں کی بات کیوں تسلیم نہیں

کرتے؟ اس سورۃ کو ہر رکعت میں کیوں لازمی پڑھتے ہو؟'' تو اس نے کہا: مجھے اس سورت کے ساتھ محبت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس سورت کے ساتھ تیری محبت تجھے جنت میں داخل کرے گی۔'' [1]

سُوْرَةُ الْفَلَقِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ① مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ② وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ③ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ④ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ⑤ ﴾

''اے میرے نبی! آپ کہہ دیجیے، میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں، تمام مخلوقات کی شر سے، اور رات کی برائی سے جب اس کی بھیانک تاریکی ہر جگہ داخل ہو جاتی ہے۔ اور ان جادوگر عورتوں سے جو دھاگے پر جادو پڑھ کر پھونکتی ہیں اور گرہیں ڈالتی ہیں۔ اور حاسد کے حسد سے جب وہ اپنا حسد ظاہر کرتا ہے۔''

سُوْرَةُ النَّاسِ مَدَنِيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ① مَلِكِ النَّاسِ ② اِلٰهِ النَّاسِ ③ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ④ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ⑤ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ⑥ ﴾

''اے میرے نبی! آپ کہہ دیجیے، میں انسانوں کے رب کی پناہ میں آتا ہوں، انسانوں کے حقیقی بادشاہ کی پناہ میں، انسانوں کے تنہا معبود کی پناہ میں،

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب الجمع بين السورتين في الركعة، تعليقاً ۔ سنن ترمذی، ابواب ثواب القرآن، رقم: ۲۹۰۶.

وسوسہ پیدا کرنے والے، چھپ جانے والے شیطان کے شر سے جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ پیدا کرتا ہے چاہے وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔''

رکوع کا بیان:

پھر ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہتے ہوئے رکوع کرے، اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کاندھوں تک اٹھائے، اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھے، اور ((سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِيْم .)) کہے۔ مذکورہ دعا کا تین مرتبہ یا اس سے زیادہ پڑھنا سنت ہے۔ ❶

رکوع کی مزید دعائیں:

۱......سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ رکوع میں یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ ، خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ .)) ❷

''اے اللہ! میں تیرے ہی لیے جھکا ہوں، تجھ ہی پر ایمان لایا اور تیرا ہی اطاعت گزار رہوا۔ تیرے ہی لیے ڈر کر میرے کان، آنکھیں، میرا دماغ، میری ہڈیاں اور میرے پٹھے عاجز ہو گئے ہیں۔''

۲......سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے رکوع میں اکثر کہتے تھے:

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي .)) ❸

''اے اللہ! تو پاک ہے، اے ہمارے پروردگار! ہم تیری حمد بیان کرتے ہیں، اے اللہ! مجھے بخش دے۔''

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۸۹، ۸۲۸۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۳۹۰، ۳۹۲، ۷۷۲۔ سنن ترمذی، کتاب الصلاۃ، رقم: ۲۶۱.

❷ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم : ۱۸۱۲.

❸ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۹۴، ۸۱۷۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۴۸۴.

۳......سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں کہتے تھے:

((سُبُّوحٌ قُدُّوْسٌ ، رَبُّ الْمَلآ ئِكَةِ وَالرُّوْحِ .)) ❶

''بہت پاکیزگی والا، نہایت مقدس ہے تمام فرشتوں اور روح (جبریل علیہ السلام) کا رب۔''

۴......سیّدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع میں کہتے تھے:

((سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ .)) ❷

''پاک ہے وہ (اللہ) جو بڑی طاقت اور بادشاہی والا ہے، وہ بہت بڑائی والا اور صاحب عظمت ہے۔''

۵......حبیب کبریا ﷺ رکوع میں فرماتے:

((سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اَنْتَ .)) ❸

''اے اللہ! تیرے ہی لیے پاکی اور تعریف ہے، تیرے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے۔''

۶......رسول اللہ ﷺ رکوع وسجود میں تین دفعہ پڑھتے تھے:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ .)) ❹

''اللہ (شراکت اور ہر عیب سے) پاک ہے (ہم) اس کی تعریف کے ساتھ (اس کی پاکی بیان کرتے ہیں)۔''

❶ صحيح مسلم، كتاب الصلوٰة، رقم: ٤٨٧.

❷ صحيح سنن ابو داؤد: ١/ ٢٤٧، رقم: ٨٧٣.

❸ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، رقم: ٤٥٨.

❹ سنن ابوداؤد، باب مقدار الركوع والسجود، رقم: ٨٨٥۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

قیام بعد الرکوع کا بیان:

پھر اگر امام یا منفرد ہو تو رفع الیدین کرتے ہوئے، اور ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه)) کہتے ہوئے رکوع سے کھڑا ہو جائے۔ اور پوری طرح سیدھا کھڑا ہو جانے کے بعد یہ دعا پڑھے: ❶

ا...... ((رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ .))

''اے ہمارے رب! تیرے لیے ہی تعریف ہے، بہت زیادہ، پاکیزہ اور بابرکت۔''

فضیلت:

سیّدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو فرمایا: ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ'' پس ایک مقتدی نے کہا: ''رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ .'' پھر جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: ''ابھی کس نے یہ کلمے پڑھے ہیں؟'' ایک شخص نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے تیس سے زائد فرشتے دیکھے جو ان کلموں کا ثواب لکھنے میں جلدی کر رہے تھے۔'' ❷

قیام بعد الرکوع کی مزید دُعائیں:

۲...... ((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ ، وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا ، وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ .)) ❸

''اے ہمارے پروردگار اللہ! تیرے ہی لیے ساری تعریفیں ہیں، آسمانوں اور زمینوں کے برابر، اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے اس کے برابر، اور اس

❶ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۹۶۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۴۷۶.

❷ صحیح البخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۹۵. ❸ صحیح مسلم، کتاب الأذان، رقم: ۴۷۶.

کے علاوہ جو چیز بھی تو چاہے اس کے برابر۔''

۳...... ((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِي بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ وَالْبَارِدِ، اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِي مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْوَسَخِ .)) [1]

''اے اللہ! تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے، اتنی جس سے آسمان بھر جائیں اور زمین بھر جائے اور ہر اس چیز کے بھراؤ کے برابر جو تو چاہے۔ اے اللہ! مجھے برف، اولے اور ٹھنڈے پانی کے ساتھ پاک کر دے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں اور خطاؤں سے اسی طرح پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔''

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، اَهْلُ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ .)) [2]

''اے ہمارے رب! تیرے لیے ہی ساری تعریف ہے، جس سے آسمان بھر جائیں اور زمین بھر جائے اور دونوں کے درمیان جو کچھ ہے وہ بھر جائے اور اس کے بعد جو چیز تو چاہے وہ بھر جائے۔ اے تعریف اور بزرگی کے لائق، سب سے سچی بات جو بندے نے کہی، وہ یہ ہے، جبکہ ہم سب تیرے بندے

[1] صحيح مسلم، كتاب الصلاة، رقم: ٢٠٤/٤٧٦.

[2] صحيح مسلم، كتاب الصلاة، رقم: ٤٧٧.

ہیں! اے اللہ! کوئی روکنے والا نہیں اس چیز کو جو تو نے عطا کی، اور وہ چیز کوئی دینے والا نہیں جو تو نے روک دی اور کسی کا مقام و مرتبہ اسے تیرے عذاب سے بچا نہیں سکتا۔''

رفع الیدین کا ثواب:

رفع الیدین نماز کی زینت اور باعث اجر و ثواب ہے۔ چنانچہ نعمان بن ابی عیاش رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ہر چیز کے لیے زینت ہوتی ہے، اور نماز کی زینت رفع الیدین ہے۔''[1]

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جو مقصد تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کا ہے، وہی مقصد رکوع کو جاتے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے رفع الیدین کا ہے اور یہ کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے۔''[2]

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان فرماتے ہیں کہ ''نماز میں جو شخص رفع الیدین کرتا ہے اس کے لیے ہر ایک اشارے کے بدلے ایک انگلی پر ایک نیکی یا درجہ ملتا ہے۔''[3]

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''آدمی اپنی نماز میں اپنے ہاتھ کے ساتھ جو اشارہ کرتا ہے اس کے عوض اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، ہر انگلی کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے۔''[4]

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنی کتاب الصلاۃ تحقیق و تقدیم شیخ محمد حامد الفقی صفحہ نمبر ۵۶ میں فرماتے ہیں کہ: نماز میں رفع الیدین کرنا نیکیوں کو بڑھا دیتا ہے۔''

---

[1] جزء رفع الیدین، ص: ۵۹.

[2] کتاب الأم: ۱/۹۱۔ السنن الکبری للبیهقی: ۲/۸۲.

[3] الفوائد، للبحیری ق ۲/۳۹/ ۔ مسند الفردوس، للدیلمی: ۴/۳۴۴۔ معجم کبیر، للطبرانی: ۷/۲۹۷۔ مجمع الزوائد: ۲/۱۰۳۔ سلسلة الصحیحة، رقم: ۳۲۸۶.

[4] سلسلہ احادیث صحیحہ، رقم: ۳۲۸۶۔ طبرانی کبیر: ۱۷/۲۹۷.

رفع الیدین کا عرفان وعروج:

ایک دفعہ رفع الیدین کرنے سے دس نیکیاں ملیں تو چار رکعت والی نماز میں صرف رفع الیدین کرنے سے انسان سو(100) نیکیاں حاصل کر لیتا ہے۔ جبکہ پانچوں نمازوں کی نیکیاں (430) بنتی ہیں اور اسلامی سال کے (360) دن ہوتے ہیں۔ اس حساب سے ایک سال میں (154800) نیکیاں حاصل ہوں گی۔

اگر سنن راتبہ کو دیکھا جائے تو وہ ایک دن میں ''بارہ'' رکعت ہیں۔ جن میں رفع الیدین کی تعداد (60) ہے۔ اس لحاظ سے انسان سنن راتبہ پر ایک دن میں چھ سو (600) نیکیاں حاصل کرلے گا۔ جبکہ ایک سال کی نیکیاں دولاکھ سولہ ہزار (216000) بنیں گی۔

سنن راتبہ اور فرائض میں صرف رفع الیدین پر حاصل ہونے والی نیکیاں تین لاکھ ستر ہزار آٹھ سو (370800) تک پہنچ جاتی ہیں۔ اگر کوئی شخص نوافل کا عادی ہے تو اس کی نیکیاں تو اور ہی زیادہ ہوں گی۔ ''ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب''

پیارے بھائیوں اور بہنو! ہر شخص دنیا میں نفع کا سودا چاہتا ہے۔ اگر آپ نماز میں رفع الیدین کرلیں اور آپ کے رفع الیدین پر اتنی زیادہ نیکیاں حاصل ہوجائیں۔ بتائیے، آپ کو اور کیا چاہیے؟ کیا آپ یہ منافع کا سودا ہاتھ سے جانے دیں گے؟ ''ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم'' (الحدید : ۲۱)

سجدہ:

پھر '' اَللّٰہُ اَکْبَرُ '' کہتے ہوئے سجدہ میں جائے، اور سجدے میں اپنے دونوں بازوؤں کو پہلوؤں سے اور دونوں رانوں کو پنڈلیوں سے دور رکھے، اور سات اعضاء: پیشانی ناک سمیت، دونوں ہاتھوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کے پوروں پر سجدہ کرے۔ اور سجدے میں ((سُبْحَانَ رَبِّیَ الْأَعْلیٰ.)) تین یا اس سے زیادہ مرتبہ کہے۔

اس کے علاوہ بھی جو دعائیں چاہے پڑھے۔ ❶

سجدہ اور قرب الٰہی:

سجدہ انسان کو رب تعالیٰ کے قریب کر دیتا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ﴾ (العلق : ۱۹)

''اور اپنے رب کے سامنے سجدہ کیجیے، اور اس کا قرب حاصل کیجیے۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ''یقیناً بندہ حالت سجدہ میں اپنے رب سے بہت قریب ہوتا ہے۔ پس (سجدے میں) زیادہ سے زیادہ دعا کرو۔'' ❷

سجدہ اور جنت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب (مومن) ابن آدم سجدے کی آیت تلاوت کرتا ہے۔ پھر (پڑھنے اور سننے والا) سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتے ہوئے ایک طرف ہو کر کہتا ہے، ہائے میری ہلاکت، تباہی اور بربادی! آدم کے بیٹے کو سجدے کا حکم دیا گیا۔ اس نے سجدہ کیا۔ پس اس کے لیے بہشت ہے۔ اور مجھے سجدے کا حکم دیا گیا میں نے نافرمانی کی، پس میرے لیے آگ ہے۔'' ❸

سجدہ اور گناہوں کا مٹنا:

سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا، آپ مجھے ایسا حکم دیں کہ میں اسی کا ہو کر رہ جاؤں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جان لے کہ تو جب

❶ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، رقم: ۷۳۰، ۷۳۴، ۸۹۵۔ سنن ترمذی، کتاب الصلاۃ، رقم: ۳۰۴، صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۸۱۲، ۸۲۸۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۴۹۰۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ۷۷۲۔ مسند البزار۔ معجم کبیر، للطبرانی۔ مجمع الزوائد: ۲/ ۳۱۵.

❷ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۴۸۲. ❸ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، رقم: ۸۱.

بھی اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کرتا ہے وہ تجھے ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس (سجدے) کی وجہ سے تیرا ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔'' ❶

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب آدم کا بیٹا سجدے کی آیت تلاوت کرتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان اس سے دور ہوکر رونا شروع کر دیتا ہے، اور کہتا ہے، مجھے افسوس ہے کہ آدم کے بیٹے کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا اس نے سجدہ کیا اس کے لیے جنت ہے۔ مجھے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا، میں نے انکار کیا میرے لیے دوزخ ہے۔ ❷

سجدہ اور جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت:

سیّدنا ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رات گزارتا تھا آپ کے لیے وضوء کا پانی اور آپ کی (دیگر) ضرورت (مسواک وغیرہ) لاتا تھا۔ (ایک رات خوش ہوکر) آپ نے مجھے فرمایا: ''(کچھ دین و دنیا کی بھلائی) مانگو۔ (مجھ سے دعا کروالو) میں نے کہا: جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اس کے علاوہ کوئی اور چیز؟ میں نے کہا: بس یہی! پھر آپ نے فرمایا: ''پس اپنی ذات کے لیے سجدوں کی کثرت سے میری مدد کرو۔'' ❸

سجدہ کی مسنون مزید دعائیں:

سجدہ نماز کا راز اور اس کا عظیم رکن اور رکعت کا خاتمہ ہے، اس سے پہلے جو ارکانِ نماز ہیں وہ اس کے مقدمات ہیں۔ چنانچہ وہ حج میں طواف زیارہ کے زیادہ مشابہ ہیں، کیونکہ وہ حج کا مقصد اور اللہ تعالیٰ کے ہاں داخل ہونے کا محل ہے۔ اور اس سے پہلے جو کچھ ہے وہ اس کے لیے مقدمات ہیں۔ اسی لیے بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب سجدہ کی

❶ سلسلہ احادیث صحیحہ، رقم: ۱۴۸۸۔ مسند احمد: ۵/۲۴۸۔۲۴۹.

❷ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، رقم: ۲۴۴.

❸ صحیح مسلم ، کتاب الصلاۃ، باب فضل السجود والحث علیه، رقم: ۴۸۹.

حالت میں ہوتا ہے۔ اور اس کی سب سے افضل حالت وہ ہے جس میں وہ اللہ سے سب سے زیادہ قریب ہو، لہٰذا اس جگہ دعا کرنا قبولیت کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ لہٰذا سجدہ کی حالت میں زیادہ سے زیادہ دعا کرنے کا حکم ہے۔

(۱) سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدے میں کثرت سے یہ دعا پڑھتے تھے:

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ .)) ❶

''اے اللہ! تو پاک ہے، اے ہمارے پروردگار! ہم تیری حمد بیان کرتے ہیں، اے اللہ! مجھے بخش دے۔''

(۲) سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدے میں جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ ، وَبِكَ آمَنْتُ ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ ، سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ ، تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ .)) ❷

''اے اللہ! میں نے تیرے ہی لیے سجدہ کیا، تجھ پر ہی ایمان لایا اور میں تیرا ہی فرمانبردار بنا، میرے چہرے نے اس ذات (اقدس) کے لیے سجدہ کیا جس نے اسے پیدا فرمایا اور اس کی صورت بنائی۔ اس نے اس کی سماعت اور اس کی نظر کو کھولا ہے۔ وہ اللہ نہایت بابرکت ہے کہ جو بہترین تخلیق کرنے والا ہے۔''

(۳) سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سجدے میں یہ دعا کہتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهُ دِقَّهُ وَجِلَّهُ وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَانِيَتَهُ

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۹۴، ۸۱۷۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ٤٨٤.

❷ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ۱۸۱۲.

وَسِرَّہٗ)) ❶

''اے اللہ! میرے چھوٹے اور بڑے، پہلے اور پچھلے ظاہر اور پوشیدہ سب کے سب گناہ معاف کر دے۔''

(۴) سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی آخر الزماں، سردارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ تہجد کے سجدوں میں پڑھتے تھے:

((أَللّٰهُمَّ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْكَ ، لَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ .)) ❷

''اے اللہ! میں تیری رضا کے ذریعے تیرے غصے سے، تیری معافی کے ذریعے تیری سزا سے، اور میں تیری ذاتِ اقدس کے ساتھ تیری ذات کی پناہ چاہتا ہوں (کہ تو کہیں ناراض نہ ہو جائے) میں پوری طرح تیری تعریف نہیں کر سکتا (تو اس حمد و ثناء کے لائق ہے) تو ویسا ہی ہے جس طرح تو نے اپنی تعریف و ثناء خود فرمائی ہے۔''

(۵) سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدے میں (یہ) کہتے تھے:

((سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَآئِكَةِ وَالرُّوحِ .)) ❸

''بہت پاکیزگی والا، نہایت مقدس ہے تمام فرشتوں اور روح (جبریل علیہ السلام) کا رب۔''

(۶) ((سُبْحَانَ رَبِّیَ الْأَعْلٰى وَبِحَمْدِهٖ .)) ❹

''سب سے بلند رب پاک ہے، اور ان سب سے بزرگ و برتر ہے۔''

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، رقم : ١٠٨٤.

❷ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، رقم: ١٠٩٠.

❸ صحيح مسلم، كتاب الصلوٰة، رقم: ٨٤٧.

❹ سنن ابو داؤد، ابواب الركوع والسجود، رقم: ٨٧٠۔ صحيح مسلم، رقم: ٤٨٤.

(۷) ((سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ .)) ❶

''اے اللہ! تو (ہر عیب اور شراکت سے) پاک ہے اور اپنی حمد وثناء کے ساتھ (بہت زیادہ بزرگی اور شان والا ہے) صرف تو ہی معبود برحق ہے۔''

(۸) سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجود میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

((سُبحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ أَسْتَغْفِرُكَ ، وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ .)) ❷

(اے اللہ!) ''تو پاک ہے (ہر شراکت اور عیب سے) اور ہر قسم کی تعریف تیری ہے، میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔''

(۹) ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ، اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ .)) ❸

''اے اللہ! تو پاک ہے، ہمارے رب! ہر قسم کی تعریف کے لائق تو ہی ہے۔ اے اللہ! مجھے بخش دے، بے شک تو توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔''

(۱۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع وسجود میں تین دفعہ یہ دعا پڑھتے تھے:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ .)) ❹

''اللہ (شراکت اور ہر عیب سے) پاک ہے (ہم) اس کی تعریف کے ساتھ (اس کی پاکی بیان کرتے ہیں)۔''

(۱۱) ((رَبِّ اغْفِرْلِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ وَاِسْرَافِيْ فِيْ اَمْرِيْ كُلِّهِ ، وَمَا أَنْتَ

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ٤٨٥ـ مسند ابو عوانۃ: ١٦٩/٢ـ مسند احمد: ١٥١/٦ـ صفۃ صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم للألبانی، ص: ١٤٧.

❷ معجم کبیر، للطبرانی: ٧٢/١ـ سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ٢٠٤.

❸ مسند أحمد، رقم: ٣٦٨٣، ٣٧٤٥ـ سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ٢٠٨٤.

❹ سنن ابو داؤد، باب مقدار الرکوع والسجود، رقم: ٨٨٥ـ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِيْ خَطَایَایَ وَعَمَدِیْ وَجَھْلِیْ وَھَزْلِيْ وَکُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ . اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ ، وَأَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَيْءٍ قَدِیْرٌ .)) ❶

''میرے رب! میری خطا، میری نادانی اور تمام معاملات میں میرے حد سے تجاوز کرنے میں میری مغفرت فرما، اور وہ گناہ بھی جن کو تو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔ اے اللہ! میری مغفرت کر، میری خطاؤں میں، میرے بالارادہ اور بلا ارادہ کاموں اور میرے ہنسی مزاح کے کاموں میں اور یہ سب میری ہی طرف سے ہیں۔ اے اللہ! میری مغفرت کر ان کاموں میں جو میں کر چکا ہوں اور انھیں جو کروں گا اور جنھیں میں نے چھپایا، اور جنھیں ظاہر کیا، تو ہی سب سے پہلے ہے، اور تو ہی سب سے بعد میں ہے اور تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔''

(۱۲) ((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ .)) ❷

''اے اللہ! میرے گناہوں کو بخش دے، جو میں چھپ چھپ کر یا سرعام کرتا ہوں۔''

(۱۳) محسن انسانیت ﷺ سجدے میں کہتے:

((اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِيْ نُوْرًا ، وَفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا ، وَفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا ، وَعَنْ یَمِیْنِي نُوْرًا ، وَعَنْ یَسَارِيْ نُوْرًا ، وَفَوْقِيْ نُوْرًا ، وَتَحْتِيْ نُوْرًا ، وَأَمَامِيْ نُوْرًا ، وَخَلْفِيْ نُوْرًا ، وَعَظِّمْ لِيْ نُوْرًا .)) ❸

''اے اللہ! میرے دل، میری بصارت اور سماعت کو (ایمان کے نور سے)

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، رقم: ۶۳۹۸، ۶۳۹۹۔ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، رقم: ۲۷۱۹۔ زاد المعاد: ۱/ ۲۲۶۔۲۲۷.

❷ مصنف ابن ابی شیبۃ: ۱۲/ ۱۱۲۔ مستدرك حاکم: ۱/ ۲۲۱ ۔ حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے اور ذہبی نے اس پر ان کی موافقت کی ہے۔

❸ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الدعاء في صلاۃ اللیل وقیامه، رقم: ۷۶۳.

منور فرما، میرے دائیں بائیں، اوپر نیچے، سامنے اور پیچھے (ہر طرف) نور پھیلا دے، اور میری (ہدایت کی) روشنی کو بڑھا دے۔''

رکوع وسجود میں امام سے جلدی کرنے کی ممانعت:

محمد بن زیاد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم سے کوئی اس بات سے نہیں ڈرتا کہ جب وہ امام سے پہلے اپنا سر اٹھائے تو اللہ اس کے سر کو گدھے کا سر یا اس کی صورت کو گدھے کی صورت بنا دے۔ ❶

جلسہ اور اس کی مسنون دعائیں:

پھر ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہتے ہوئے سر اٹھائے، اور دایاں پاؤں کھڑا رکھے، اور بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جائے، اور دونوں ہاتھ، دونوں رانوں اور گھٹنوں پر رکھے۔ ❷ اور یہ دعا پڑھے:

(۱) ((رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَاجْبُرْنِیْ .)) ❸

''اے اللہ! مجھے بخش دے، اور مجھ پر رحم کر، اور مجھے عافیت دے، اور مجھے رزق عطا فرما اور مجھے ہدایت دے اور میرے نقصان پورے کر۔''

(۲) سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان پڑھا کرتے تھے:

((رَبِّ اغْفِرْلِيْ، رَبِّ اغْفِرْلِيْ .)) ❹

---

❶ سنن دارمی، رقم: ۱۳۵۵۔ صحیح بخاری، رقم: ۶۹۱۔ صحیح مسلم، رقم: ۹۶۲.

❷ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۷۳۰۔ سنن ترمذی، کتاب الصلاة، رقم: ۳۰۴۔ سنن ابن ماجة، کتاب اقامة الصلاة، رقم: ۱۰۶۰۔ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب سنة الجلوس في التشهد، رقم: ۸۲۸.

❸ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۸۵۰۔ سنن ترمذی، ابواب الصلاة، رقم: ۲۸۴۔ سنن ابن ماجة، رقم: ۸۹۸۔ مستدرك حاكم ۱/ ۲۶۲، ۱/ ۲۷۱۔ حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے، اور ذہبی نے حاکم کی موافقت کی ہے۔

❹ سنن ابو داؤد، ابواب الركوع والسجود، رقم: ۸۷۴۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''اے میرے رب! مجھے بخش دے، اے میرے رب! مجھے بخش دے۔''

اس کے بعد'' اللّٰہ اکبر '' کہتے ہوئے دوسرا سجدہ کرے، اور اس میں بھی وہی سب کچھ کرے جو پہلے سجدہ میں کیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی پہلی رکعت پوری ہوگئی۔

پھر'' اللّٰہ اکبر '' کہتے ہوئے دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے۔

جلسۂ استراحت:

پہلی اور تیسری رکعت کے بعد دوسری اور چوتھی رکعت کے لیے اُٹھنے سے پہلے ایک دفعہ اطمینان کے ساتھ بیٹھ جائیں، اور پھر ہاتھوں کا سہارا لے کر کھڑے ہوں۔ ❶

دوسری رکعت کے شروع میں سورۂ فاتحہ اور قرآن کی کچھ آیتیں پڑھے، پھر رکوع کرے، پھر رکوع سے سر اٹھائے اور دو سجدے ٹھیک اسی طرح کرے جیسے پہلی رکعت میں کیے تھے۔

تشہد:

دوسرے سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد بالکل اسی طرح بیٹھ جائے جیسے دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھا تھا، پھر تشہد پڑھے، اور انگشت شہادت کے ساتھ اشارہ کرے، انگلی کو اٹھائے رکھے، اور اسے ہلاتا رہے اور انگلی میں تھوڑا سا خم ہو۔ ❷ تشہد یہ ہے:

((اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوتُ وَالطَّيِّبَاتُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ .)) ❸

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الأذان، رقم: ٨٢٤.

❷ صحيح مسلم، كتاب المساجد، رقم: ٥٧٩، ٥٨٠۔ سنن ابو داؤد، كتاب استفتاح الصلاة، رقم: ٧٢٦۔ صحيح بخاری، كتاب الأذان، رقم: ٧٣٩۔ صحيح ابن حبان: ١٨٢/٥، ١٨٤۔ صحيح ابن خزيمة، رقم: ٧١٦.

❸ صحيح بخاری، كتاب الأذان، باب التشهد في الآخرة، رقم: ٨٣١، ٨٣٥۔ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب التشهد في الصلاة، رقم: ٤٠٢.

”ساری حمد و ثنا اور نمازیں اور پاکیزہ چیزیں (ساری زبانی قولی اور فعلی عبادتیں) اللہ کے لیے ہیں، اے نبی! آپ پر سلام ہو، اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت نازل ہو، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

درُودشریف:

تشہد کے بعد درودِ پاک پڑھے۔ درُودشریف کے مسنون الفاظ یہ ہیں:

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.)) ❶

”اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد (ﷺ) پر اور آل محمد (ﷺ) پر جیسے رحمت نازل کی تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر اور آل ابراہیم (علیہ السلام) پر، بیشک تو قابل تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اور برکت نازل فرما محمد (ﷺ) پر اور آل محمد (ﷺ) پر، جیسے برکت نازل کی ابراہیم (علیہ السلام) پر اور آل ابراہیم (علیہ السلام) پر، بیشک تو قابل تعریف اور بزرگی والا ہے۔“

درُود کے بعد کی دعائیں:

اور اس کے بعد ”خواہ فرض نماز ہو یا نفل“ دنیا و آخرت کی بھلائی کے لیے جو دعا چاہے کرے۔ ❷

(ا) ((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ،

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الأنبیاء، رقم: ۳۳۷۰.

❷ سنن نسائی، کتاب التطبیق، رقم: ۱۱۶۳۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ .)) ❶

''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم کے عذاب سے، اور قبر کے عذاب سے، اور تیری پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کے فتنہ سے، اور مسیح دجال کے فتنہ سے۔''

(۲) ((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ، فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ .))❷

''اے اللہ! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا، پس مجھے اپنی خاص مغفرت سے بخش دے، اور مجھ پر رحم کر۔ یقیناً تو ہی بخشنے والا، بے حد رحم کرنے والا ہے۔''

(۳) ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ ، وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ .)) ❸

''اے اللہ! مجھے بخش دے جو میں نے پہلے کیا اور جو پیچھے کیا۔ جو میں نے چھپا کر کیا اور جو میں نے علانیہ کیا۔ جو میں نے زیادتی کی اور جسے تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تو ہی مقدم کرنے والا ہے (اپنی اطاعت کے ساتھ جسے چاہے) اور تو ہی مؤخر کرنے والا ہے (جسے چاہے اس کی نافرمانی کی وجہ سے) تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔''

(۴) ((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ ، وَأَعُوْذُبِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ٥٨٨. ❷ صحیح البخاری، کتاب الاذان، رقم: ٨٣٤.
❸ صحیح مسلم، صلاة المسافرین، رقم: ١٨١٢.

وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ .)) ❶

''اے اللہ! میں بخل سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میں بزدلی سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں، اور اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ نکمی عمر کی طرف لوٹایا جاؤں، میں دنیا کے فتنے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

(۵) ((اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ أَحْيِنِيْ مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِيْ وَتَوَفَّنِيْ إِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِيْ . أَللّٰهُمَّ وَأَسْأَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ، وَأَسْأَلُكَ كَلِمَةَ الْحَقِّ فِى الرِّضَاءِ وَالْغَضَبِ . وَأَسْأَلُكَ الْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَى ، وَأَسْأَلُكَ نَعِيْمًا لَا يَنْفَدُ وَأَسْأَلُكَ قُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ ، وَأَسْأَلُكَ الرِّضَاءَ بَعْدَ الْقَضَاءِ وَأَسْأَلُكَ بَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ ، وَأَسْأَلُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ إِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ إِلٰى لِقَاءِكَ فِي غَيْرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَلَا فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ ، أَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِيْنَةِ الْإِيْمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُهْتَدِيْنَ .)) ❷

''اے اللہ! میں تیرے غیب جاننے اور مخلوق پر قدرت رکھنے کے ساتھ سوال کرتا ہوں کہ مجھے اس وقت تک زندگی عطا کیے رکھ جب تک تو زندگی کو میرے لیے بہتر جانتا ہے اور مجھے اس وقت فوت کرنا جب تو وفات کو میرے لیے بہتر جانے۔ اے اللہ! میں تجھ سے غائب (تنہائی میں) اور حاضر (سب کے سامنے) ہونے کی حالت میں تیری خشیت کا سوال کرتا ہوں۔ اور میں تجھ سے راضی اور غصے والی ہر دو حالتوں میں کلمہ حق (کہنے) کا سوال کرتا ہوں (کہ اس کی مجھے توفیق دیے رکھنا) اور میں تجھ سے غریبی اور امیری ہر دو حالتوں میں

❶ صحيح البخاری، كتاب الدعوات، رقم: ٦٣٧٠.

❷ سنن النسائی، كتاب السهو، رقم: ١٣٠٦ـ الكلم الطيّب، لشيخ الإسلام ابن تيميه رحمه الله، رقم: ١٠٤ـ عبدالقادر الارناؤوط نے اسے ''جیّد الاسناد'' قرار دیا ہے۔

میانہ روی (کی توفیق) کا سوال کرتا ہوں۔ اور میں تجھ سے ایسی نعمت کا سوال کرتا ہوں جو ختم نہ ہو۔ اور میں تجھ سے آنکھوں کی ایسی ٹھنڈک کا سوال کرتا ہوں جو کبھی منقطع نہ ہو۔ اور میں تجھ سے تیرے فیصلے پر راضی رہنے کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے موت کے بعد والی ''زندگی کی ٹھنڈک'' کا سوال کرتا ہوں۔ اور اے اللہ! میں تجھ سے تیرے (پر جلال) چہرے کی طرف دیکھنے کی لذت کا سوال کرتا ہوں۔ اور (اسی طرح) تجھ سے ملاقات کے شوق کا میں سوال کرتا ہوں جو کسی تکلیف دہ مصیبت اور گمراہ کن فتنے کے بغیر ہو۔ اے اللہ! ہمیں ایمان کی زینت سے مزین فرما (جو دل کی گہرائیوں اور اعمال صالحہ کی پنہائیوں کے ساتھ لذت کا ذریعہ بنے) اور ہمیں (لوگوں کو) رہنمائی دینے والے اور (خود) ہدایت (صراط مستقیم) پانے والے بنا دے۔''

(۶) ((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ يَا اَللّٰهُ! بِأَنَّكَ الْوَاحِدُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ. أَنْ تَغْفِرَلِيْ ذُنُوْبِيْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ.))

''اے اللہ! بلاشبہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اے اللہ کہ تو واحد، اکیلا اور بے نیاز ذات ہے کہ جس نے نہ کسی کو جنا ہے (تو کسی کا باپ نہیں) اور نہ تو کسی کا جنا ہوا (بیٹا) ہے، اور (تو وہ ہستی ہے کہ) اس کا برابر والا (جوڑ کا) کوئی نہیں ہے۔ یہ کہ تو میرے گناہ بخش دے (سب کے سب) یقیناً تو ہی بخشنے والا، بے حد مہربان ہے۔''

فضیلت:

نبی ﷺ نے ایک شخص کو تشہد میں یہ دعا مانگتے سنا تو تین بار فرمایا: ((قَدْ غُفِرَ لَهُ.)) [1]

[1] سنن النسائی، کتاب السھو، رقم: ۱۳۰۲۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن النسائی میں درج فرمایا ہے۔ سنن أبی داؤد، رقم: ۹۸۵۔

(۷) ((اَللّٰھُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدُ ، لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ يَاذَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ! يَاحَيُّ يَاقَيُّوْمُ! إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ .)) ❶

''اے اللہ ! میں تجھ سے اس بات کے ساتھ سوال کرتا ہوں کہ حمد (وثناء) تیرے ہی لیے ہے ۔ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ۔ بے حد احسان کرنے والا ، تمام آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے اے بزرگی اور عزت والے رب! اے زندہ اور ہمیشہ رہنے والے (اللہ)! میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں اور جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

سلام:

پھر ''السلام علیکم ورحمته اللّٰہ'' کہتا ہوا داہنی طرف، اور پھر اسی طرح بائیں طرف سے سلام پھیر دے۔ ❷

لیکن اگر تین تین رکعت والی نماز مغرب ہو، یا چار رکعت والی نماز ظہر یا عصر یا عشاء ہو تو تشہد کے بعد '' اللّٰہ اکبر '' کہتا ہوا کھڑا ہو جائے اور رفع الیدین کرے، اور صرف سورۂ فاتحہ پڑھے، پھر اسی طرح رکوع اور سجدے کرے جس طرح پہلی دونوں رکعتوں میں کیے تھے، اور اسی طرح چوتھی رکعت بھی مکمل کرے، البتہ اس مرتبہ تشہد میں تورک کرے، یعنی دایاں پاؤں کھڑا رکھے اور اس کے نیچے سے بایاں پاؤں نکال کر کولھے پر بیٹھے، ❸ پھر مغرب کی تیسری رکعت اور ظہر اور عصر اور عشاء کی نماز میں چوتھی رکعت کے بعد تشہد اور اس کے بعد رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھے، اور پھر دعا مانگے، پھر دائیں اور بائیں طرف سلام

---

❶ سنن النسائی، کتاب السهو، رقم : ۱۳۰۱۔ سنن ابن ماجه، رقم : ۹۱۰۔ سنن ابی داؤد، رقم : ۷۹۲۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ابو داؤد، ابواب الرکوع والسجود، رقم: ۹۶۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ سنن ابوداؤد، رقم: ۷۳۰۔ صحیح ابن حبان : ۸۲/۵، ۱۸۴۔ ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

پھیر دے، اور اس کے ساتھ ہی نماز مکمل ہوگئی۔

ذکر کی فضیلت:

ذاکرین کے لیے اللہ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ (الرعد: ۲۸)

''آگاہ رہیے کہ اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔''

اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اپنے رب کو یاد کرنے والے اور نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ جیسی ہے۔'' ❶

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝۴۱﴾ (الاحزاب: ۴۱)

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کو بہت ہی کثرت سے یاد کرو۔''

اور مزید فرمایا:

﴿وَ الذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۳۵﴾ (الاحزاب: ۳۵)

''اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور عورتیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔''

نماز کے بعد مسنون اذکار:

نمازی کے لیے سلام پھیرنے کے بعد اونچی آواز سے ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ)) کہنا چاہیے، پھر وہ تین مرتبہ، ((اَسْتَغْفِرُ اللّٰه)) کہے۔ اور پھر یہ دعائیں پڑھنا مسنون ہیں۔ ❷

❶ صحيح بخاری، كتاب الدعوات، رقم: ٦٣٠٨.

❷ صحيح بخاری، كتاب الأذان، باب الذكر بعد الصلاة، رقم: ٨٤١، ٨٤٢- صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب الذكر بعد الدعاء، رقم: ٥٨٣.

(۱) ((اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ .)) ❶

''اے اللہ! تو سلامتی والا ہے اور تجھ سے ہی سلامتی حاصل ہوتی ہے، تو بڑا ہی بابرکت ہے اے عظمت و بزرگی والے۔''

(۲) ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ .)) ❷

اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لیے سب تعریفیں ہیں اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! جو کچھ تو دے اس کا کوئی روکنے والا نہیں، اور جو تو روک لے اس کا کوئی دینے والا نہیں اور کسی دولت مند کو اس کی دولت تیرے عذاب سے فائدہ نہ دے گی۔''

(۳) سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اے معاذ! اللہ کی قسم! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جب تو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ) ہر (فرض) نماز کے بعد یہ (دُعا) پڑھنا نہ چھوڑنا:

((رَبِّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ)) ❸

''اے میرے رب! ذکر کرنے، شکر کرنے اور اچھی عبادت کرنے میں میری مدد کر۔''

---

❶ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة، رقم: ١٣٣٤.

❷ صحيح مسلم، كتاب المساجد، رقم: ١٣٣٨٤.

❸ سنن النسائي الكبرىٰ، كتاب الصلاة، رقم: ١٢٢٦ ـ مستدرك حاكم: ٢٧٣/١ و ٢٧٣/٣، ٢٧٤ ـ حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے، اور ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔

(۴) پھر تینتیس (۳۳) مرتبہ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ)) تینتیس (۳۳) مرتبہ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ)) اور تینتیس (۳۳) مرتبہ ((اَللّٰهُ أَكْبَرُ)) کہے اور سو (۱۰۰) کی گنتی اس دعا سے پوری کرے:

((لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ .)) ❶

''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔''

(۵) ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ٥ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ٥ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھے، فجر اور مغرب کی نماز کے بعد ان تینوں سورتوں کا تین تین بار پڑھنا مستحب ہے۔ ❷

(۶) اسی طرح مغرب اور فجر کی نماز کے بعد مذکورہ اذکار کے بعد درج ذیل تسبیحات کا دس مرتبہ پڑھنا مستحب ہے:

((لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ .))

''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے، اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں، وہی زندہ کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔''

(۷) اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ فجر سے سلام پھیرتے تو کہتے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا طَيِّبًا وَّ عَمَلًا

---

❶ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ، رقم: ۵۹۷.

❷ سنن ابو داؤد، ابواب الوتر، باب في الإستغفار، رقم: ۱۵۲۳۔ مستدرك حاكم: ۱/ ۲۵۳۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۲۳۴۷۔ حاکم اور ابن حبان نے ''صحیح'' کہا ہے۔

مُتَقَبَّلًا)) ❶

''اے اللہ! میں تجھ سے علم نافع، پاکیزہ رزق اور شرفِ قبولیت حاصل کرنے والے عمل کا سوال کرتا ہوں۔''

واضح رہے کہ مذکورہ اذکار وتسبیحات کا پڑھنا مستحب ہے، اور ان کے علاوہ بھی مسنون اذکار ہیں۔

نماز کو خشوع وخضوع سے پڑھنے کے فضائل:

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِيْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِيْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ وَ الْمُتَصَدِّقِيْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآئِمِيْنَ وَ الصّٰٓئِمٰتِ وَ الْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۳۵﴾ (الاحزاب: ۳۵)

''بے شک مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لیے، اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے، اور فرمانبردار مردوں اور فرمانبردار عورتوں کے لیے، اور سچے مردوں اور سچی عورتوں کے لیے، اور صبر کرنے والے مردوں اور صبر کرنے والی عورتوں کے لیے، اور صدقہ کرنے والے مردوں اور صدقہ کرنے والی عورتوں کے لیے، اور روزہ دار مردوں اور روزہ دار عورتوں کے لیے، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مردوں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی عورتوں کے لیے، اور اللہ کو خوب یاد کرنے والے

---

❶ سنن ابن ماجة، کتاب اقامة الصلوٰت والسنة فیها، رقم: ۹۲۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

مردوں اور اللہ کو خوب یاد کرنے والی عورتوں کے لیے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔''

''اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں اور عورتوں سے دنیا میں گناہوں کی مغفرت اور آخرت میں اجر عظیم یعنی جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور ان صفات کا ذکر کیا ہے، جو ان کی زندگی کا لازمہ ہوتی ہیں۔ وہ لوگ (مرد ہوں یا عوتیں) اللہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کیے ہوئے ہیں۔ ایمان کے تمام ارکان پر دل سے یقین رکھتے ہیں۔ اللہ کی عبادت و بندگی پر دوام برتتے ہیں، اپنے قول و عمل میں سچے ہوتے ہیں، یعنی ریاکاری سے دور رہتے ہیں، حادثات و مصائب، اور اللہ کی بندگی میں جو تکلیف ہوتی ہے، اس پر صبر کرتے ہیں، ان کے دل اور ان کے اعضاء و جوارح اللہ کے جلال اور اس کی کبریائی کے لیے ہمیشہ جھکے ہوتے ہیں، فقیروں اور محتاجوں پر خرچ کرتے ہیں جن کے پاس روزی کا کوئی ذریعہ نہیں ہوتا، فرض اور نفلی روزے رکھتے ہیں، جو تقویٰ کا باعث ہوتے ہیں اور ان کے دلوں میں بھوکوں اور پیاسوں کے لیے جذبہ رحمت کو جگاتے ہیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، یعنی نہ ننگے ہوتے ہیں اور نہ ہی زنا کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور اپنے اللہ کو شب و روز اپنے دلوں میں اور اپنی زبانوں سے خوب یاد کرتے ہیں۔''

(تیسیر الرحمن: ۲/ ۱۱۸۸)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَوٰةِ ۚ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَـٰشِعِينَ ﴿٤٥﴾﴾

(البقرة: ٤٥)

''اور مدد لو صبر اور نماز کے ذریعے، اور یہ (نماز) بہت بھاری ہوتی ہے، سوائے ان لوگوں کے جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔''

یعنی نماز خشوع رکھنے والے بندوں پر قطعاً باعث مشقت نہیں ہوتی، بلکہ وہ تو اسے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا ذریعہ جانتے ہیں، اور قرب الٰہی کو پانے کی خاطر اس کے انتظار میں

رہتے ہیں اور انتہائی خشوع وخضوع سے نماز ادا کرتے ہیں:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ④ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ⑤ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ⑥ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ⑦﴾ (الماعون: ۷_۴)

''پس ویل (ہلاکت) ہے ان نمازیوں کے لیے۔ جو اپنی نمازوں سے غفلت برتتے ہیں، اور جو لوگوں کو دکھاتے ہیں۔''

ان آیات میں ان لوگوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جن پر نماز گراں گزرتی ہے، اسے خشوع وخضوع سے ادا کرنا تو درکنار وہ سستی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے ہلاکت و بربادی ہے۔ اور فلاح وہی لوگ پائیں گے جو اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع کا خیال رکھتے ہیں۔

چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ① الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ②﴾

(المومنون: ۱، ۲)

''یقیناً ایمان داروں نے نجات حاصل کر لی جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔''

سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جو شخص ان نمازوں کا اچھی طرح وضو کرے، اور ان کو مکمل رکوع اور خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرے تو اس کے لیے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اس کو معاف کرے گا اور جو شخص ایسا نہیں کرے گا تو اللہ کا اس سے بخشش کا کوئی وعدہ نہیں۔ اگر چاہے تو اسے معاف کرے اور اگر چاہے تو اسے عذاب دے۔'' [1]

امام طاؤس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما جیسا کوئی نمازی نہیں

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب فی المحافظة علی وقت الصلوات، رقم: ۴۲۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

دیکھا، جو اپنے چہرے، ہاتھوں اور پاؤں کو مکمل قبلہ رخ کرنے کا اہتمام کرتے تھے۔'' ❶

امام مجاہد فرماتے ہیں: ''سیّدنا ابن الزبیر رضی اللہ عنہما جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو یوں محسوس ہوتا گویا کہ ستون ہیں۔ (یعنی مکمل اطمینان وتوجہ سے نماز ادا کرتے) اور فرماتے کہ میرے نانا سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح نماز ادا فرماتے تھے۔'' ❷

سنن اور نوافل کی فضیلت:

سنن اور نوافل پڑھنے سے بندہ رب کے قریب ہو جاتا ہے۔ جو رب سے تعلق قائم کر لے وہ اللہ کا دوست بن جاتا ہے، جس سے دنیا اور آخرت کی سب بھلائیاں مل جاتی ہیں۔ اگر بندے سے کبھی لغزش ہو جائے پھر دوبارہ نوافل پڑھ کر اللہ سے معافی طلب کرے تو اللہ اپنے بندے کو اپنی رحمت میں لپیٹ لیتا ہے۔

1۔ فجر کی سنتوں کی فضیلت:

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النبيِّ ﷺ قَالَ: ((رَكْعَتا الفجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا .)) ❸

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) دنیا اور اس میں موجود تمام چیزوں سے بہتر ہیں۔''

صحیح مسلم میں نبی کریم ﷺ نے فجر کی دو رکعتوں کو محبوب ترین عمل فرمایا ہے:

((لَهُمَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيعًا .)) ❹

''یقیناً فجر کی دو رکعتیں مجھے تمام دنیا سے محبوب ہیں۔''

---

❶ سیر اعلام النبلاء: ۳/ ۲۳۵.

❷ سیر اعلام النبلاء: ۳/ ۳۶۸.

❸ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر، رقم: ۷۲۵.

❹ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتى سنة الفجر: ۷۲۵.

2۔ظہر سے پہلے اور بعد میں چار رکعتیں پڑھنے کا ثواب:

أُم حَبِيبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ حَافَظَ عَلٰى اَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ ، وَاَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ .)) ❶

سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ''جو ظہر سے پہلے اور ظہر کے بعد چار رکعت کی پابندی کرے، تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ حرام کر دیتے ہیں۔''

3۔عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھنے کا ثواب:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((رَحِمَ اللّٰهُ امْرأً صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعًا .)) ❷

''اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اس بندے پر جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے۔''

4۔روزانہ فرض نمازوں کے علاوہ بارہ رکعتیں پڑھنے کی فضیلت:

عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أُمِّ حَبِيْبَةَ زَوجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا سَمِعَتْ رسولَ اللّٰهِ ﷺ يقولُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لِلّٰهِ تَعَالى كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا ، غَيْرَ فَرِيْضَةٍ إِلَّا بَنى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا في الجَنَّةِ ، أَوْ: إِلَّا بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ في الجَنَّةِ .)) ❸

---

❶ سنن ترمذي، كتاب مواقيت الصلاة، رقم: ٤٢٨۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ترمذی، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب ما جاء فی الاربع قبل العصر ، رقم: ٤٣٠۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❸ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافين، باب فضل السنن الراتبة قبل الفرائض وبعدهن وبيان عددهن، رقم: ٧٢٨.

سیدہ ام المومنین ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ کے لیے فرض نمازوں کے علاوہ روزانہ بارہ رکعتیں نفل پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔ یا (اس طرح فرمایا) اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جاتا ہے۔''

5۔ نمازِ اشراق کی فضیلت:

((مُعَاذَةُ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا كَمْ كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّي صَلَاةَ الضُّحَى؟ قَالَتْ: نَعَمْ، أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ، وَيَزِيدُ مَاشَاءَ اللّٰهُ .)) ❶

سیدہ معاذہ نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: کیا نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز چاشت پڑھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ چار رکعتیں پڑھتے اور جس قدر اللہ تعالیٰ چاہتا زیادہ پڑھ لیتے۔''

نمازِ چاشت اللہ سے سخت محبت کرنے والوں اور اہل اللہ کی نماز ہے، لہٰذا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا يُحَافِظُ عَلٰى صَلَاةِ الضُّحٰى إِلَّا أَوَّابٌ، قَالَ: وَهِيَ صَلَاةُ الْأَوَّابِيْنَ)) ❷

''نمازِ چاشت کی پابندی تو وہی کرتا ہے جو اللہ سے بکثرت معافیوں کا خواستگار ہوتا ہے، نیز کہا کہ یہ تو بکثرت رجوع الی اللہ کرنے والوں کی نماز ہے۔''

اللہ اپنے بندوں سے بے حد محبت کرتا ہے، اگر کوئی حج کی استطاعت نہیں رکھتا تو یہ آسان طریقہ اختیار کر کے حج وعمرہ کے ثواب کو پا سکتا ہے، لہٰذا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین باب استحباب صلوۃ الضحی، رقم: ۷۱۹.

❷ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۷۶۲۸.

((مَنْ صَلَّى الْغَدَاةَ فِي جَمَاعَةٍ ، ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللّٰهَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ، كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ)) ❶

''جس نے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی، پھر سورج طلوع ہونے تک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول بیٹھا رہا۔ پھر دو رکعت پڑھی، اسے ایک مکمل، مکمل اور مکمل حج وعمرہ کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔''

6۔ گھر میں نفلی نماز کا پڑھنا:

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ؛ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: عَنِ الصَّلَاةِ فِي الْبَيْتِ ، وَعَنِ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ: ((فَقَدْ تَرَى مَا أَقْرَبُ بَيْتِي مِنَ الْمَسْجِدِ وَلأَنْ أُصَلِّيَ فِي بَيْتِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُصَلِّيْ فِي الْمَسْجِدِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ صَلَاةً مَكْتُوبَةً .)) ❷

سیّدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے گھر میں نماز پڑھنے اور مسجد میں نماز پڑھنے کے بارہ میں دریافت کیا: تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میرے گھر کو دیکھ رہے ہو کہ یہ مسجد کے کتنا قریب ہے لیکن گھر میں نماز پڑھنا مجھے مسجد میں نماز پڑھنے سے زیادہ پسند ہے مگر یہ کہ فرض نماز ہو۔''

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِجْعَلُوْا فِی بُيُوْتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ ، وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا .)) ❸

''اپنے گھروں میں کچھ نمازیں پڑھا کرو اور گھروں کو قبرستان نہ بنالو۔''

❶ سنن ترمذي، ابواب السفر، باب ذکر ما یستحب من الجلوس فی المسجد، رقم: ٥٨٦۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❷ سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوة باب ما جاء فی التطوع فی البیت، رقم: ١٣٧٨۔ مسند احمد: ٣٤٢/٤۔ صحیح الترغیب والترهیب، رقم: ٤٣٩.

❸ صحیح بخاری، کتاب التهجد، باب التطوع فی البیت، رقم: ١١٨٧.

7۔ وضو کے بعد نوافل پڑھنے کا ثواب:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ، عِنْدَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ: ((یَا بِلَالُ! حَدِّثْنِیْ بِاَرْجٰی عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ، عِنْدَكَ، فِی الْاِسْلَامِ مَنْفَعَةً، فَاِنِّیْ سَمِعْتُ اللَّیْلَةَ خَشْفَ نَعْلَیْكَ بَیْنَ یَدَیَّ فِی الْجَنَّةِ.)) قَالَ بِلَالٌ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا فِی الْاِسْلَامِ اَرْجٰی عِنْدِیْ مَنْفَعَةً، مِّنْ اَنِّیْ لَا اَتَطَهَّرُ طُهُوْرًا تَامًّا، فِیْ سَاعَةٍ مِّنْ لَیْلٍ وَلَا نَهَارٍ، اِلَّا صَلَّیْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ، مَا كَتَبَ اللّٰهُ لِیْ اَنْ اُصَلِّیَ. [1]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز) نماز فجر کے بعد سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''اے بلال! اسلام لانے کے بعد تمہارا وہ کون سا عمل ہے جس پر تمہیں بخشش کی زیادہ امید ہے، کیونکہ آج رات میں نے جنت میں اپنے آگے آگے تمہارے چلنے کی آواز سنی ہے۔'' سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں، اس سے زیادہ امید افزا عمل تو کوئی نہیں پاتا کہ دن یا رات میں جب بھی وضو کرتا ہوں تو جتنی اللہ تعالیٰ توفیق دے نماز پڑھ لیتا ہوں۔''

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَتَوَضَّاُ فَیُحْسِنُ وُضُوْءَهٗ، ثُمَّ یَقُوْمُ فَیُصَلِّیْ رَكْعَتَیْنِ، مُقْبِلٌ عَلَیْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ، اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةَ.)) [2]

''جو بھی مسلمان وضوء کرے اور اچھے طریقے سے سنت کے مطابق کرے، پھر نہایت خشوع وخضوع اور دل ودماغ کو متوجہ کر کے دو رکعت پڑھے تو اس کے

[1] صحیح مسلم، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب فضائل بلال رضی اللہ عنہ، رقم: ۲۴۵.

[2] صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب ذکر المستحب عقب الوضوء، رقم: ۲۳۴.

لیے جنت واجب ہوگئی۔‘‘

مندرجہ بالا حدیث حکم کے لحاظ سے عام ہے، بندہ اچھی طرح وضو کر کے خشوع وخضوع سے دو نفل اس طرح پڑھے کہ وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے، اگر یہ ممکن نہ ہو تو ایسے محسوس کرے کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ ان دو نفلوں کا اہتمام مساجد، گھروں کے علاوہ جہاں کہیں بھی ممکن ہو کر سکتا ہے، مگر جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے۔

نمازِ استخارہ کی افادیت:

عن جابر رضي الله عنه قال: كَانَ رسولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الاسْتِخَارَةَ في الأُمُورِ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ القُرْآنِ، يَقُولُ: ((إذا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالأمرِ فليَرْكَعْ رَكعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الفَرِيضَةِ، ثُمَّ لِيَقُلْ: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وأَسْتَقدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ العَظِيمِ؛ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلا أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الغُيُوبِ. اللَّهُمَّ! إِنْ كنتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الأمرَ خَيْرٌ لي في دِيني وَمَعاشي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي . أَوْ قالَ: عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِه . فاقْدُرْهُ لي وَيَسِّرْهُ لي، ثُمَّ بَارِكْ لي فِيهِ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الأَمْرَ شَرٌّ لي في دِيني وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمري . أَو قال: عَاجِلِ أَمري وَآجِلِهِ. فاصْرِفهُ عَنِّي، وَاصْرِفْني عَنْهُ وَاقْدُرْ لي الخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ رَضِّني بِهِ)) قال: ((ويسمّي حاجته .)) [1]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں قرآن کی سورتوں کی طرح ہر معاملے میں استخارہ کرنے کی تعلیم دیا کرتے تھے، آپ ﷺ

[1] صحيح بخاري، كتاب التهجد، باب ماجاء في التطوع مثنى مثنى، رقم: ١١٦٢.

فرماتے تھے: ''جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو فرض نماز کے علاوہ دو رکعت نماز پڑھے، پھر دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْتَخِيْرُكَ . اے اللہ! بے شک میں تیرے علم کے ذریعے سے تجھ سے بھلائی طلب کرتا ہوں، اور تیری طاقت کے ذریعے سے تجھ سے طاقت مانگتا ہوں، اور تجھ سے تیرے بڑے فضل کا سوال کرتا ہوں، اس لیے کہ تو قدرت رکھنے والا ہے، میں قدرت سے محروم ہوں، تو علم والا ہے، میں بے علم ہوں اور تو تمام غیبوں کو خوب جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے حق میں، میرے دین، گذران اور انجام کے اعتبار سے یا (آپ ﷺ نے فرمایا) میرے کام کے دیر یا سویر ہونے کے لحاظ سے بہتر ہے تو اس کو میرے مقدر میں فرما دے اور اس کو میرے لیے آسان کر دے۔ پھر میرے لیے اس میں برکت نازل فرما اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے حق میں، میرے دین، گذران اور انجام کے اعتبار سے یا فرمایا...... دیر سویر کے لحاظ سے میرے لیے برا ہے تو اس کو مجھ سے پھیر دے، اور مجھے اس سے دور کر دے، اور میرے لیے بھلائی کو مقدر فرما دے وہ جہاں بھی ہے، پھر مجھ کو اس پر راضی بھی کر دے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور اپنی حاجت کا نام لے۔''

فائدہ: ...... یہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات پر مبنی استخارہ ہے، جبکہ آج کل لوگ استخارہ کے بارہ میں شرعی تعلیمات سے جاہل ہیں۔ شرعی استخارہ میں بندہ بغیر واسطے کے اللہ تعالیٰ سے خود رابطہ کرے گا، لیکن آج کل نام نہاد مولویوں نے استخارے کی دکانیں کھولی ہوئی ہیں۔

نیز استخارہ کے بعد سونا ضروری نہیں، اور اس میں خواب کا یا کسی اشارے کا ہونا لازمی نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ اس کام کے ہونے یا نہ ہونے پر دل کو پختہ کر دیتا ہے۔

نمازِ تہجد کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿١٥﴾ آخِذِينَ مَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَٰلِكَ مُحْسِنِينَ ﴿١٦﴾ كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ﴿١٧﴾ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿١٨﴾﴾ (الذاریات: ۱۸۔۱۵)

''بے شک پرہیز گار لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ اُن کا رب انہیں جو دے گا اُسے لے رہے ہوں گے، بے شک وہ لوگ اس سے پہلے (دنیا میں) نیک کام کرنے والے تھے۔ وہ راتوں میں کم سوتے تھے۔ اور صبح کے وقت اپنے رب سے مغفرت طلب کرتے تھے۔''

وہ سجدہ روحِ زمین جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

اللہ تعالیٰ نے سورت مزمل میں نبی کریم ﷺ کو پہلے نماز کا، پھر دعوت کی راہ میں اپنی قوم کی طرف سے آنے والی اذیتوں کو برداشت کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿١﴾ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٢﴾﴾ (المزمل: ۱۔۲)

''اے چادر اوڑھنے والے۔ رات کو تہجد پڑھا کرو مگر تھوڑی رات۔''

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی علامات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ راتوں کو قیام کرتے ہیں:

﴿وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ﴿٦٤﴾﴾ (الفرقان: ٦٤)

''اور جو اپنے رب کے سامنے سجدے اور قیام کرتے ہوئے راتیں گزار دیتے ہیں۔''

مومنین مخلصین کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ راتوں کو اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھنے کے عادی ہوتے ہیں۔ اسی لیے جب اس کا وقت آتا ہے تو ان کے پہلوؤں کو بستروں سے دشمنی ہو جاتی ہے، فوراً اٹھ بیٹھتے ہیں اور وضو کر کے نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور سجدے میں جا کر اپنے رب سے دعا کرتے ہیں کہ اے الہ العالمین! ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا لے اور جنت میں داخل کر دے۔ ارشاد فرمایا:

﴿ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۫ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴾ (السجدہ: ۱۶)

''ان کے پہلو اپنے بستروں سے الگ رہتے ہیں، اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے وہ خرچ کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم صادر فرمایا:

﴿ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝ وَ مِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴾ (بنی اسرائیل: ۷۸-۷۹)

''آپ زوالِ آفتاب کے وقت سے رات کی تاریکی تک نماز قائم کیجیے، اور فجر کی نماز میں قرآن پڑھیے، بے شک فجر میں قرآن پڑھنے کا وقت فرشتوں کی حاضری کا وقت ہوتا ہے۔ اور رات کے کچھ حصے میں نمازِ تہجد میں قرآن پڑھیے۔ یہ آپ کے لیے زائد نماز ہوگی۔ اُمید ہے کہ آپ کا رب آپ کو ''مقامِ محمود'' پر پہنچا دے گا۔''

ڈاکٹر سلمان سلفی حفظہ اللہ اس کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''نمازِ پنجگانہ کے بعد اس آیت کریمہ میں آپ کو نمازِ تہجد کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ نماز آپ پر اس لیے واجب کی گئی تھی، تاکہ آپ کے درجات بلند ہوں، ورنہ

آپ کے تو اگلے پچھلے سبھی گناہ معاف کر دیئے گئے تھے۔ دیگر مسلمانوں کے لیے یہ مستحب ہے۔ نمازِ پنجگانہ اور نوافل کی ادائیگی پر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے یہ کریمانہ وعدہ کیا ہے کہ ان کا رب انھیں ''مقامِ محمود'' یعنی شفاعت کبریٰ کی اجازت مرحمت فرمائے گا۔'' (تیسیر الرحمن: ۱/ ۸۲۱)

اللہ تعالیٰ نے تہجد کی نماز کے فوائد نبی اکرم ﷺ پر کچھ اس انداز سے آشکارا کیے:

﴿إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَأَقْوَمُ قِيلًا ۝٦ إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا ۝٧﴾ (المزمل: ٦ ـ ٧)

''بے شک رات کا اٹھنا نفس کو خوب کچل دیتا ہے، اور قرآن سمجھنے کے لیے زیادہ مناسب وقت ہے۔ بے شک دن کے وقت آپ کی بڑی مصروفیات ہوتی ہیں، اور آپ اپنے رب کا نام لیتے رہیے۔ اور اس کی طرف ہمہ تن اور یکسو ہو کر متوجہ ہو جائیے۔''

عَنْ عبدِ اللّٰهِ بنِ سلام رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدخُلُوا الجَنَّةَ بِسَلامٍ.)) [1]

سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ اور رات کو نماز پڑھو جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں، (اس طرح) تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔''

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ، شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمِ، وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الفَرِيضَةِ، صَلَاةُ اللَّيْلِ.)) [2]

---

[1] سنن ترمذی، أبواب صفة القيامة، باب أفشوا السلام وأطعموا الطعام، رقم: ٢٤٨٥۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحیح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل صوم المحرم، رقم: ١١٦٣.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رمضان کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والا روزہ، اللہ کے مہینے محرم کا روزہ ہے، اور فرض نماز کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والی نماز، رات کی نماز ہے۔''

عَنْ سالمِ بنِ عبدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ بنِ الخَطَّاب رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، عَـن أبِيهِ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((نِـعْمَ الرَّجلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَو كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ .)) قَالَ سالِمٌ: فَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يَنامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا . ❶

سیدنا سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم اپنے باپ (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عبداللہ اچھا آدمی ہے اگر یہ رات کو نماز پڑھے (تو زیادہ بہتر ہے)'' سیدنا سالم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد (میرے والد) عبداللہ رات کو بہت کم سوتے تھے۔

عَنْ أَبِي هُـرَيْرَةَ رَضِـيَ الـلّٰـهُ عَـنْـهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ، فَصَلَّى وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّتْ، فَـإِنْ أَبَـتْ نَـضَحَ فِي وَجْهِهَا الماءَ، رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ الـلَّيْـلِ فَـصَلَّتْ، وَأَيْقَظَتْ زَوْجَها فَإِنْ أَبَىٰ نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الماءَ .)) ❷

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھ کر اللہ کی عبادت کرے اور نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو بھی بیدار کرے، اگر وہ انکار کرے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے

❶ صحيح بخاري، كتاب فضائل الصحابة، باب مناقب عبدالله بن عمر رضى الله عنهما، رقم: ٣٧٣٩ـ صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب فضائل عبدالله بن عمر، رقم: ٢٤٧٨ أيضًا.

❷ سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الحث على قيام الليل، رقم: ١٤٥٠ـ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

مارے۔ اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھ کر عبادت کرے اور نماز پڑھے اور اپنے خاوند کو جگائے، اگر وہ انکار کرے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔''

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وأَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہما قَالا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنَ اللَّيْلِ وَأَيْقَظَ اِمْرَأَتَهُ، فَصَلَّيَا رَكْعَتَيْنِ جَمِيْعًا، كُتِبَا مِنَ الذَّاكِرِينَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ .)) [1]

سیّدنا سیدنا ابوسعید خدری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی رات کو بیدار ہو کر اپنی اہلیہ کو بھی بیدار کرے اور دونوں دو رکعت نماز پڑھیں۔ تو ان دونوں کو ذاکرین اور ذاکرات (بہت زیادہ ذکر کرنے والوں) میں لکھ دیا جاتا ہے۔''

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ، يَقُوْلُ: ((إِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً، لا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ تعالى خَيْرًا من أَمْرِ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ، وَذٰلِكَ كلَّ لَيْلَةٍ .)) [2]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''رات میں ایک گھڑی ہے جس مسلمان آدمی کو وہ میسر آجائے، اور وہ اس میں دنیا اور آخرت کے معاملے میں کسی بھلائی کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرما دیتا ہے اور یہ گھڑی ہر رات کو ہوتی ہے۔''

عَنْ عبدِاللّٰهِ بنِ عَمْرِو بنِ العَاصِ رضی اللہ عنہما، قَالَ: رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ، وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللّٰهِ

---

[1] سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الحث على قيام الليل، رقم: ١٤٥١ ـ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب في الليل ساعة مستجاب فيها الدعاء، رقم: ٧٥٧.

صَلَاةُ دَاوُدَ ـ عَلَيْهِ السَّلَامِ ـ كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ، كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا.)) ❶

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے زیادہ محبوب روزہ اللہ کو داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔ اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب نماز داؤد علیہ السلام کی نماز ہے۔ وہ آدھی رات سوتے تھے، اس کے تیسرے حصے میں عبادت کے لیے اٹھ جاتے، اور اس کے چھٹے حصے میں (پھر) سو جاتے، اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن روزہ چھوڑ دیتے۔''

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: ((أَفَلَا أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ عَبْدًا شَكُورًا.)) ❷

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اتنا قیام فرماتے کہ آپ کے قدم مبارک پھٹ جاتے، (ایک دن) انھوں نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں اتنی مشقت برداشت فرماتے ہیں جب کہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ بھی بخش دیئے گئے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں شکر گزار بندہ بننا پسند نہ کروں؟''

رات کی گھڑیوں میں دعا کرنے کا ثواب:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶ صحیح بخاري، کتاب التهجد، باب من نام عند السحر، رقم: ١١٣١ ـ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب النهی عن صوم الدهر لمن تضر به ...... رقم: ١١٥٩/١٨٩.

❷ صحیح بخاري، کتاب التفسیر، باب قوله لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك، رقم: ٤٨٣٧.

((يَـنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ اِلٰى سَمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُـلُـثُ الـلَّيْـلِ الْاٰخِـرِ . يَـقُوْلُ: مَنْ يَدْعُوْنِىْ فَاَسْتَجِيْبَ لَهُ؟ مَنْ يَسْأَلُنِىْ فَأُعْطِيَهُ؟ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِىْ فَاَغْفِرَلَهُ؟)) [1]

''ہمارا رب تبارک تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا کی طرف نازل ہوتا ہے جس وقت رات کا آخری حصہ باقی رہ جاتا ہے۔ اعلان فرماتا ہے: کون ہے جو مجھے پکارے میں اس کی دعا قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اسے دوں؟ کون ہے جو مجھ سے گناہ کی معافی مانگے میں اسے معاف کردوں؟''

نماز جنازہ پڑھنے کا ثواب:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٨٤﴾﴾ (التوبة: ٨٤)

''اوران میں سے جو کوئی مرگیا اس کی نماز جنازہ نہ پڑھئے، اوراس کی قبر کے پاس نہ کھڑے ہوئیے، انہوں نے اللہ اوراس کے رسول کا انکار کردیا ہے اور ان کی موت حالتِ کفر میں ہوگی۔''

اس آیت مقدسہ سے معلوم ہوا کہ کفار، مشرکین اور منافقین کی نمازِ جنازہ پڑھنی درست نہیں ہے، کیونکہ یہ لوگ دین اسلام کے باغی اور اللہ کے دشمن ہیں، اور ایسے لوگوں کے لیے دعا کرنا جائز نہیں۔

لامحالہ جب ان لوگوں کا جنازہ پڑھنا درست نہیں تو معلوم ہوا کہ جنازہ مسلمانوں ہی کا پڑھا جائے گا۔

عن ابنِ عباسٍ رضي الله عنهما ، قال: سمعتُ رسولَ اللّٰهِ ﷺ

[1] صحیح بخاری، کتاب التهجد، باب الدعاء والصلاة من آخر الليل، رقم: ١١٤٥۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب الترغيب فی الدعاء، رقم: ٧٥٨.

يقول: ((مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يموتُ فَيَقُومُ عَلى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا ، لا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰه فيهِ .)) ❶

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو مسلمان آدمی مرجائے اور ایسے چالیس آدمی اس کی نماز جنازہ پڑھیں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے والے نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ میت کے حق میں ان کی سفارش قبول فرماتا ہے۔''

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ قال: ((مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا ، وَكانَ مَعَهُ حَتَّى يُصَلِّي عَلَيها وَيُفرَغَ مِنْ دَفنِها ، فَإِنَّهُ يَرْجِعُ مِنَ الأَجْرِ بِقِيرَاطَيْنِ كُلُّ قِيرَاطٍ مِثلُ أُحُدٍ ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ رجعَ قَبْلَ أَنْ تُدْفَنَ فَإِنَّهُ يَرجِعُ بِقِيرَاطٍ .)) ❷

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ ایمان کے تقاضے اور ثواب کی نیت سے چلے گا اور اس کی نماز جنازہ پڑھنے اور دفن سے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ رہے گا تو وہ دو قیراط اجر لے کر لوٹے گا، ہر قیراط احد پہاڑ کی مانند ہے اور جو اس کو دفنائے جانے سے قبل صرف نماز جنازہ پڑھ کر لوٹ آئے تو وہ ایک قیراط کے ساتھ واپس آئے گا۔''

عن أبي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عنه قال: قالَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ شَهِدَالجنَازَةَ حَتَّى يُصَلَّى عَلَيها فَلَهُ قِيْرَاطٌ ، وَمَنْ شَهِدَهَا حَتَّى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيرَاطَانِ .)) قِيلَ: وَمَا القِيراطَانِ؟ قال: ((مِثْلُ

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب من صلّى عليه أربعون شفعوا فيه، رقم: ٩٤٨.

❷ صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب اتباع الجنازة من الإيمان، رقم: ٤٧.

الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيْمَيْنِ .)) ❶

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جنازے میں حاضر ہوا یہاں تک کہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے، اس کے لیے ایک قیراط اجر ہے۔اور جو اس کے دفن تک موجود رہے، اس کے لیے دو قیراط اجر ہے۔'' دریافت کیا گیا دو قیراط کی مقدار کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو بڑے پہاڑوں کی مثل۔''

نبی کریم ﷺ نے اللہ کی مزید رحمت کا ذکر فرمایا ہے اور غور فرمائیں کہ اللہ نے اپنے بندوں کو معاف فرمانے کے لیے کیسے کیسے بہانے بنائے ہیں:

''جس نے میت کو غسل دیا پھر اس کو کفن پہنایا، اللہ تعالیٰ چالیس مرتبہ اس کی بخشش فرماتے ہیں اور جس نے میت کو کفن دیا، اللہ جنت میں اسے دیباج و ریشم کا لباس پہنائے گا اور جس نے میت کے لیے قبر کھودی، پھر اسے اس میں دفن کر دیا تو اللہ تعالیٰ اسے اتنا اجر عطا فرمائے گا، جتنا کہ اس شخص کا حق ہے جو قیامت تک کے لیے کسی کو کوئی رہائش الاٹ کر دے۔'' ❷

جمعتہ المبارک پڑھنے کے فضائل:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝﴾ (الجمعه: ١٠-٩)

❶ صحیح بخاری کتاب الجنائز،باب من انتظر حتی تدفن،رقم: ١٣٢٥ـ صحیح مسلم، کتاب الجنائز،باب فضل الصلاۃ علی الجنازۃ اتباعھا،رقم: ٩٤٥.

❷ صحیح الترغیب والترھیب، رقم: ٣٤٩٢ـ مستدرك حاكم: ١/ ٣٥٤، ٣٦٢.

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جمعہ کے دن نماز کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور بکثرت اللہ کا ذکر کیا کرو تا کہ تم فلاح پالو۔''

مفسرین نے لکھا ہے کہ بعض اہل مدینہ ''بقیع الزبیر'' میں جمعہ کی اذان ہونے کے بعد بھی خرید وفروخت میں مشغول رہتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ: ''وہ جمعہ کی نماز کا خاص اہتمام کریں، اور اذان ہونے کے بعد اپنے کاروبار چھوڑ کر مسجد کی طرف چل پڑیں، تا کہ خطبہ اور نماز کے فضائل و برکات سے مستفید ہوسکیں اور مزید تاکید کے طور پر فرمایا کہ کاروبارِ دنیا چھوڑ جمعہ کی نماز کے لیے جانے ہی میں تمہارے لیے ہر بہتری ہے۔ کاش تم اس بات کو سمجھ جاؤ۔'' (تیسیر الرحمن: ۲/ ۱۵۸۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ، وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَمَنْ مَسَّ الْحَصَا فَقَدْ لَغَا)) [1]

''جس شخص نے اچھے طریقے سے وضوء کیا، پھر جمعہ پڑھنے آیا اور نہایت توجہ اور خاموشی سے خطبہ سنا تو اس کے (گزشتہ) اور اس جمعہ کے دوران کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں، بلکہ مزید تین دن کے اور۔ اور جس شخص نے کنکریوں کو چھوا تو اس نے بے کار حرکت کی۔''

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ:

[1] صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب فضل من استمع وأنصت في الخطبة، رقم: ٨٥٧.

((إذا جاءَ أَحَدُكُمُ الجمُعَةَ ، فَليَغْتَسِلْ .)) ❶

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کی نماز کے لیے آئے تو اسے چاہیے کہ (پہلے) غسل کر لے۔''

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، ذكرَ يَوْمَ الجُمُعَةِ ، فَقَالَ: ((فِيْهِ سَاعَةٌ لا يُوَافِقها عَبْدٌ مُسلِمٌ ، وَهُوَ قائِمٌ يُصَلِّي يَسأَلُ اللّٰهَ تَعالىٰ شَيئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاه .)) وَأَشَارَ بِيَدِهِ يقَلِّلُهَا . ❷

رسول اللہ ﷺ نے جمعے کا ذکر کیا تو ارشاد فرمایا: ''اس میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جس مسلمان بندے کو وہ میسر آ جائے اور وہ کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا ہو، تو وہ اللہ سے جس چیز کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرما دیتا ہے، اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس گھڑی کے مختصر ہونے کا اشارہ فرمایا۔''

عَنْ أَبي هُريرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((خَيرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الجُمُعَةِ ، فِيْهِ خُلِقَ آدمُ ، وَفيه أُدْخِلَ الجَنَّةَ ، وَفِيه أُخرِجَ مِنْهَا .)) ❸

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بہتر دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے، جمعہ کا دن ہے، اسی میں سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا، اسی میں وہ جنت میں داخل کیے گئے اور اسی میں ان کو نکالا گیا۔''

---

❶ صحيح بخاري، كتاب الجمعة، باب فضل الغسل يوم الجمعة،رقم: ۸۷۷۔ صحيح مسلم، كتاب الجمعة، رقم: ۸٤٤.

❷ صحيح بخاري، كتاب الجمعة، باب الساعة التى في يوم الجمعة،رقم: ۹۳۵۔ صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب في الساعة التى في يوم الجمعة،رقم: ۸۵۲.

❸ صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب فضل يوم الجمعة،رقم: ۸۵٤.

أَنَّ ابنِ عُمَرَ وَأَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنهما حَدَّثَاهُ، أَنَّهُمَا سَمِعَا رسولَ اللّٰهِ ﷺ، يقولُ: عَلى أَعْوَادِ مِنْبَرِهِ: ((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الجُمُعَاتِ، أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ على قُلُوبِهِمْ، ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الغَافِلِينَ.)) ❶

سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے منبر کے تختوں پر یہ فرماتے ہوئے سنا: ''لوگ جمعے چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ضرور ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر وہ یقیناً غافل لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔''

❶ صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب التغليظ في ترك الجمعة،رقم: ٨٦٥.

7...... کتاب فضائل القرآن

قرآنِ حکیم کی تلاوت اور اس پر عمل کرنے کا ثواب

قرآنِ مقدس اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور سب سے عظمت والی کتاب ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ترین رسول محمد ﷺ کے قلبِ اطہر پر نازل فرمایا۔ اور اس کی تلاوت، حفظ کرنے، اس کی تشریح، تفسیر جاننے، سیکھنے، اس کے اوامر کو بجا لانے اور نواہی سے اجتناب کا حکم دیا۔

اس سلسلے کی بے شمار آیات ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ نے تلاوتِ قرآن کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ چند ایک ملاحظہ ہوں:

﴿وَ اتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝﴾ (الکہف: ۲۷)

''اور آپ پر آپ کے رب کی کتاب کا جو حصہ بذریعہ وحی پہنچ جائے، اسے لوگوں کو پڑھ کر سنا دیا کیجیے، اس کے فیصلوں کو کوئی نہیں بدل سکتا، اور آپ اس کے سوا کوئی اور جائے پناہ نہیں پائیں گے۔''

قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور مشرکین مکہ کا شکوہ کریں گے، کہ اے میرے رب! انہی لوگوں نے دنیا میں تیرے قرآن کے ساتھ بے اعتنائی برتی تھی، جب ان کے سامنے اس کی تلاوت ہوتی تھی تو یہ لوگ اس کا مذاق اڑاتے تھے، سیٹیاں بجاتے تھے اور مختلف قسم کی آوازیں نکالتے تھے، تاکہ لوگ غور سے نہ سن سکیں، اور یہ شکوہ اس لیے ہوگا تاکہ اللہ کا عذاب ان کے لیے بڑھا دیا جائے۔

ایک دوسرا قول یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب سے یہ شکوہ دنیا میں کیا تھا۔

﴿يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝ لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِى اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝﴾

(الفرقان : ۲۷۔۳۰)

''ہائے افسوس کاش کہ میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ جس نے میرے پاس قرآن آجانے کے بعد اسے قبول کرنے سے مجھے بہکا دیا، اور شیطان کا کام انسان کو رسوا کرنا ہی ہے۔ رسول کہے گا کہ اے میرے پروردگار! بے شک میری امت نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔''

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

''ہجر قرآن، یعنی قرآن کریم کو چھوڑ دینا کئی طرح سے ہوتا ہے۔ مثلاً کوئی شخص اسے غور سے نہ سنے اور اس پر ایمان نہ لائے، اس پر عمل نہ کرے، اپنے تمام معاملات میں اسے فیصل نہ مانے، اس میں غور وفکر نہ کرے، اور اپنے روحانی امراض کا اعلان اس کے ذریعہ نہ کرے۔ حافظ سیوطی اور ابوالسعود وغیرہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں ان لوگوں کے لیے دھمکی ہے جو قرآن کریم کی روزانہ تلاوت نہیں کرتے، کہ قیامت کے دن نبی کریم ﷺ ان کے خلاف اللہ سے شکوہ کریں گے۔'' (بحوالہ تیسیر الرحمن: ۱۰۲۶/۲)

مزید برآں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے قرآن مجید کو تیئیس سالوں میں کسی حکمت کے تقاضے کے مطابق نازل کیا ہے، اور اس لیے ایسا کیا ہے، تاکہ آپ بتدریج اس کی تعلیم صحابہ کو دیتے رہیں، اور لوگوں کے احوال ومصالح کے مطابق بتدریج احکام الٰہی نازل ہوتے جائیں، اور ان کے دل ودماغ میں ثبت ہوتے جائیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَ قُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّ نَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿١٠٦﴾﴾ (بنی اسرائیل: ۱۰۶)

''اور ہم نے قرآن کے حصے کر دیئے ہیں، تاکہ آپ لوگوں کو اسے آہستہ آہستہ پڑھ کر سنائیں، اور ہم نے اسے بتدریج اُتارا ہے۔''

قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہیے۔ یہ بات آداب قرآن مجید میں شامل ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ﴿٤﴾﴾ (المزمل: ٤)

''اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھیے۔''

عَبْد اللّٰه ابن مسعودٍ رضيَ اللّٰهُ يَقُوْلُ: قالَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهُ حَسَنَةٌ، والحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا. لَا أَقُول: اَلٓمٓ حَرفٌ، وَلكِن: أَلِفٌ حَرْفٌ، وَلامٌ حَرْفٌ، وَمِيمٌ حَرْفٌ")) [1]

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے اللہ کی کتاب (قرآن مجید) کا ایک حرف پڑھا، اس کے لیے ایک نیکی ہے اور ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے۔ میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔''

النَّوَّاسُ بنُ سَمعَانَ رضيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((يُؤْتَى بِالْقُرْآنِ يَوْمَ القِيَامَةِ وَأَهْلِهِ الَّذِينَ كَانُوا يَعْمَلُونَ بِهِ، تَقدُمُهُ سورَةُ البَقَرَةِ وَآلُ عِمْرَانَ، ...... تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا)) [2]

---

[1] سنن ترمذي، أبواب ثواب القرآن، باب ما جاء فيمن قرأ حرفا من القرآن ماله من الأجر، رقم: ۲۹۱۰۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحيح مسلم، كتاب فضائل القرآن، باب فضل قراءة القرآن وسورة البقرة، رقم: ۸۰۵.

سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''قیامت والے دن قرآن کو اور ان لوگوں کو جو دنیا میں اس پر عمل کرتے تھے، (بارگاہ الٰہی میں) پیش کیا جائے گا، سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران ان کے آگے آگے ہوں گی، ...... اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑا کریں گی۔ (یعنی سفارش کریں گی)''

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ ﷺ يقولُ: ((إِقْرَؤُوا القُرآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ القِيَامَةِ شَفِيعًا لأَصْحَابِهِ .)) ❶

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''قرآن (کثرت سے) پڑھا کرو، اس لیے کہ قیامت والے دن یہ اپنے پڑھنے والے ساتھیوں کے لیے سفارشی بن کر آئے گا۔''

عن عائشةَ رضيَ اللّٰه عنها قالتْ: قالَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مع السَّفَرَةِ الكِرَامِ البَرَرَةِ، وَالذِي يَقرأُ القُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ، وَهُوَ عليهِ شَاقٌّ له أَجْرانِ .)) ❷

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور وہ قرآن کریم پڑھنے میں ماہر ہے، تو وہ (قیامت والے دن) بزرگ، نیکوکار فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ اور جو قرآن اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اس کے پڑھنے میں اسے مشقت ہوتی ہے، اس کے لیے دوگنا اجر ہے۔''

عَنْ اَبِیْ مَالِكِ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِیْزَانَ

---

❶ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضل قراءة القرآن وسورة البقره، رقم: ٨٠٤.

❷ صحيح بخاري، كتاب التفسير، تفسير سورة عبس، رقم: ٤٩٣٧ـ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الماهر بالقرآن والذي يتتعتع فيه، رقم: ٧٩٨.

وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَان ـ اَوْ تَمْلَأُ ـ مَا بَيْنَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ، وَالصَّلَاةُ نُوْرٌ، وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ اَوْ عَلَيْكَ، كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ، فَبَايِعٌ نَفْسَهُ، فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوْبِقُهَا .)) [1]

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طہارت آدھا ایمان ہے۔ (ایک مرتبہ) ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ)) کہنا ترازو کو (نیکیوں سے) بھر دیتا ہے، اور (ایک مرتبہ) ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ)) کہنا زمین و آسمان کے درمیان ساری جگہ کو (نیکیوں سے) بھر دیتا ہے۔ نماز (دنیا و آخرت میں چہرے کا) نور ہے۔ صدقہ روز قیامت (نجات کا) ذریعہ ہے۔ صبر روشنی ہے اور قرآن مجید (روز قیامت) تیرے حق میں یا تیرے خلاف گواہی دے گا۔ ہر آدمی صبح اٹھتا ہے تو اس کی جان گروی ہوتی ہے جسے یا تو (نیکی کر کے) آزاد کرا لیتا ہے یا (گناہ کر کے) ہلاک کرتا ہے۔''

قَالَ عُمَرُ بْنُ الخطَّابِ رضي اللّٰهُ عنه: إِنَّ نَبِيَّكُمْ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ قال: ((إِنَّ اللّٰهَ يرفَعُ بِهٰذَا الكِتَابِ أَقوامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرين .)) [2]

سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس کتاب کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو سرفراز فرمائے گا اور اسی کی وجہ سے دوسروں کو ذلیل کر دے گا۔

وہ معزز تھے زمانے میں عاملِ قرآن ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہو کر

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب فضل الوضوء، رقم: ٢٢٣.

[2] صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب فضل من یقوم بالقرآن ویعلمه، رقم: ٨١٧.

عـن عثـمـانَ بـنِ عـفـانَ رضـيَ اللّٰهُ عنهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ .)) ❶

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور اسے سکھائے۔''

عَـنْ اَبِـی سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَـالَ: قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((یُـقَـالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ اِذَا دَخَلَ الْجَنَّةَ: اِقْرَءْ وَاصْعَدْ ، فَیَقْرَأُ وَیَصْعَدُ بِکُلِّ آیَةٍ دَرَجَةً حَتّٰی یَقْرَءَ اٰخِرَ شَیْءٍ مَعَهٗ .)) ❷

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حافظ قرآن جب جنت میں داخل ہوگا تو اسے کہا جائے گا: قرآن کی تلاوت کرتا جا اور درجے چڑھتا جا، چنانچہ وہ ہر آیت کے بدلہ میں ایک درجہ بلند ہوتا جائے گا حتی کہ آخری آیت تک پہنچ جائے گا جو اسے یاد ہوگئی اور وہی اس کا درجہ ہوگا۔''

جو شخص درج ذیل حدیث پاک پر عمل کرے، روزانہ دو یا تین آیات کو زبانی یاد کرے، ترجمہ وتفسیر سیکھے، تھوڑے ہی وقت میں وہ دنیا وآخرت کی بھلائیاں اکٹھی کر لے گا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا:

((اَیُّـکُـمْ یُـحِـبُّ أَنْ یَـغْدُوَکُلَّ یَوْمٍ إِلَی بُطْحَانَ أَوْ إِلَی الْعَقِیْقِ فَیَأْتِی مِنْهُ بِنَاقَتَیْنِ کَوْمَاوَیْنِ ، فِیْ غَیْرِ إِثْمٍ وَلَا قَطْعِ رَحِمٍ؟ فَقُلْنَا: یَـا رَسُـوْلَ الـلّٰـهِ ، نُـحِبُّ ذٰلِكَ ، قَالَ: أَفَـلَا یَغْدُوْ أَحَدُکُمْ إِلَی الْمَسْجِدِ فَیَعْلَمُ أَوْ یَقْرَأُ آیَتَیْنِ مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ خَیْرٌ لَهُ مِنْ نَاقَتَیْنِ ، وَثَـلَاثٌ خَیْـرٌ لَـهُ مِـنْ ثَـلَاثٍ ، وَأَرْبَعٌ خَیْرٌ لَهُ مِنْ أَرْبَعٍ ، مِنْ

❶ صحيح بخاري، كتاب فضائل القرآن، باب خيركم من تعلّم القرآن وعلمه، رقم: ٥٠٢٧.

❷ سنن ابن ماجة، كتاب الادب، باب ثواب القرآن، رقم: ٣٧٧٩ـ سلسلة الصحيحة، رقم: ٢٢٤٠.

أَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْإِبِلِ .)) ❶

''تم میں سے کون یہ چاہتا ہے کہ ہر روز مقامِ بطحان، یا وادی عقیق میں جائے اور وہاں سے بغیر کسی گناہ اور قطع رحمی کے بڑے بڑے کوہان والی دو اونٹنیاں لے کر آئے۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم سب یہ چاہتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر کیوں نہیں جاتا تم میں سے ہر ایک مسجد کی طرف اور سیکھتا یا پڑھتا کتاب اللہ کی دو آیتیں، تو یہ دو آیتیں ان دو اونٹنیوں سے زیادہ بہتر ہیں، اور تین آیتیں تین اونٹنیوں سے زیادہ بہتر ہیں، اور چار آیات چار اونٹنیوں سے زیادہ بہتر ہے۔ اسی طرح جتنی آیتیں ہوں گی، اتنی اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔''

درسِ قرآن نہ اگر ہم نے بھلایا ہوتا
یہ دور نہ زمانے نے دکھایا ہوتا
چاٹ لیں تم نے کتب فلسفہ و انگلش کی
ہاتھ بھولے سے ہی قرآن کو لگایا ہوتا

سورۃ الفاتحہ کی فضیلت:

((عَـنْ أَبِی سَعِیدٍ رافع بنِ الْمُعَلَّی رَضِیَ اللّٰہ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِی رَسُولُ اللّٰہ ﷺ ((أَلا أَعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِی الْقُرْآن قَبْلَ أَنْ تَـخْرُجَ من المَسْجِدِ؟ فأخذ بیدی ، فلما أردنا أن نَخرُجَ قلت: یا رسولَ اللّٰہ! اِنك قُلتَ: لأُعَلِّمَنَّكَ أعظمَ سورَةٍ فی القرآن؟)) قَالَ: ((الْـحَـمْـدُلِلّٰہ رَبِّ الْعَالَمِینَ هِیَ السَّبْعُ الْمَثَانی وَالْقُرْآنُ الْعَظِیْمُ الَّذِی أُوتِیتُهُ .))❷

❶ صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین، باب فضل قرأۃ القرآن، رقم: ۸۰۳.

❷ صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل فاتحۃ الکتاب، رقم: ۵۰۰۶.

''سیّدنا ابو سعید رافع بن معلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا میں تجھے مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کریم کی عظیم ترین سورت نہ سکھلاؤں؟ پس آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ جب ہم مسجد سے باہر نکلنے لگے تو میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا تھا کہ میں تجھے قرآن کی عظیم ترین سورت سکھلاؤں گا۔ آپ نے فرمایا: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ یہ سبع مثانی (بار بار دہرائی جانے والی سات آیتیں) اور قرآن عظیم ہے، جو مجھے یاد گیا ہے۔''

سورۃ البقرہ کی آخری دو آیتوں کی فضیلت:

((وَعَنْ أَبِی مُسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ.)) [1]

''سیّدنا ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے رات کو سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھیں، وہ اس کو کافی ہو جائیں گی۔''

فائدہ:...... بعض نے کہا ہے کہ ''کافی ہو جائیں گی'' کا مطلب ہے، اس رات کو ناپسندیدہ چیزوں سے اسے کافی ہو جائیں گی، اور بعض نے کہا ہے کہ قیام اللیل سے کافی ہو جائیں گی۔ (یعنی یہ دونوں آیتیں قیام اللیل کے ثواب کو متضمن ہیں)۔ (رياض الصالحين: ١١٢/١، طبع دار السلام)

((وَعَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ.)) [2]

---

[1] صحيح بخاري، كتاب فضائل القرآن، باب من لم ير بأسا ان يقول سورة الفاتحة و سورة كذا و كذا، رقم ٥٠٤٠ـ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضل سورة الفاتحة و خواتيم سورة البقرة، رقم: ٨٠٧.

[2] صحيح مسلم، كتاب صلوة المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة فى بيته، رقم: ٧٨٠.

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ۔ بے شک شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔''

آیت الکرسی کی فضیلت:

((وَعَنْ أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: يَا أَبَا الْمُنْذِرِ! أَتَدْرِي أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَعَكَ أَعْظَمُ؟ قُلْتُ: اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ، فَضَرَبَ فِي صَدْرِي وَ قَالَ: لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ أَبَا الْمُنْذِرِ.)) [1]

''سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ابو منذر! کیا تو جانتا ہے کہ کتاب اللہ کی کون سی سب سے بڑی آیت تیرے پاس ہے (یعنی تیرے سینے میں محفوظ ہے) میں نے کہا، ''اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ''۔ پس آپ نے میرے سنے پر ہاتھ مارا اور فرمایا، ابو منذر! تجھے علم مبارک ہو (یعنی اس علم کی برکت سے تجھے قرآن کی عظیم ترین آیت کا پتہ چل گیا۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ رمضان (یعنی صدقۂ فطر) کی حفاظت میرے سپرد کی۔ پس ایک آنے والا میرے پاس آیا اور کھانے کے غلے میں سے لپ بھرنے لگا، تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا، میں یقیناً تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اس نے کہا، میں ضرورت مند اور عیال دار ہوں، مجھے سخت ضرورت ہے، تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ پس میں نے صبح کی (اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ابو ہریرہ! گزشتہ رات کو تیرے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے

[1] صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضل سورة الكهف و آية الكرسى، رقم: ٨١٠.

عرض کیا، یارسول اللہ! اس نے اپنی ضرورت مندی اور عیال داری کی شکایت کی، تو مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا، اس نے تجھ سے جھوٹ بولا ہے اور وہ دوبارہ آئے گا، تو مجھے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی وجہ سے یقین ہو گیا کہ وہ دوبارہ آئے گا۔ چنانچہ میں اس کے انتظار میں رہا۔ پس وہ آیا اور غلے میں سے لپ بھرنے لگا، تو میں نے کہا، میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔ اس نے کہا، مجھے چھوڑ دے، میں ضرورت مند اور عیال دار ہوں اور میں آئندہ نہیں آؤں گا۔ مجھے اس پر ترس آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ پس میں نے صبح کی (اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا) تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے ابو ہریرہ! تیرے رات کے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اس نے حاجت اور عیال داری کی شکایت کی تو مجھے اس پر ترس آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا، اس نے تجھ سے جھوٹ بولا ہے اور وہ پھر آئے گا۔ پس میں تیسری مرتبہ اس کے انتظار میں رہا۔ چنانچہ وہ آیا اور غلے میں سے لپ بھرنے لگا، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا، میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا، تیرا یہ آنا تیسری مرتبہ ہے، تو (ہر مرتبہ) یہی کہتا ہے کہ میں نہیں آؤں گا اور پھر آ جاتا ہے۔ اس نے کہا، مجھے چھوڑ دے، میں تجھے چند کلمات سکھا دیتا ہوں، ان کے ذریعے سے اللہ تجھے فائدہ پہنچائے گا۔ میں نے کہا، وہ کیا کلمات ہیں؟ اس نے کہا، جب تو اپنے بستر کی طرف قرار پکڑے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کر، (اس کی وجہ سے) صبح تک تجھ پر اللہ کی طرف سے ایک نگران مقرر رہے گا اور شیطان تیرے قریب نہیں آئے گا۔ تو میں نے (پھر) اسے چھوڑ دیا۔ پس جب میں نے صبح کی تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تیرے رات کے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے کہا، یارسول اللہ! اس نے مجھے یہ یقین دلایا کہ وہ مجھے ایسے کلمات سکھلائے گا جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ پہنچائے گا، تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے پوچھا، وہ کلمات کون سے ہیں؟ میں نے عرض کیا، اس نے مجھ سے کہا، جب تو اپنے بستر کی طرف قرار پکڑے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کر۔ اول سے آخر تک۔ اور اس نے (یہ بھی) کہا، کہ اللہ کی

طرف سے تجھ پر ایک نگران رہے گا اور صبح تک شیطان ہرگز تیرے قریب نہیں آئے گا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا، آگاہ رہو! یقیناً اس نے سچ کہا، حالانکہ وہ خود بڑا جھوٹا ہے۔ اے ابو ہریرہ! تو جانتا ہے، تین راتوں سے تو کس سے مخاطب رہا ہے؟ میں نے کہا، نہیں۔ آپ نے فرمایا، وہ شیطان تھا۔ [1]

سورۃ الکہف کی فضیلت:

((وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ، عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ. وَفِي رِوَايَةٍ: مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْكَهْفِ.)) [2]

''سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص سورۂ کہف کی پہلی دس آیتیں یاد کرلے گا، وہ دجال (کے فتنے) سے محفوظ رہے گا، اور ایک روایت میں ہے کہ سورۂ کہف کی آخری دس آیتیں (یاد کرلے گا)۔''

سورۃ الملک کی فضیلت:

((وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مِنَ الْقُرْآنِ سُورَةٌ ثَلَاثُونَ آيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتَّى غُفِرَ لَهُ، وَهِيَ: تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ.)) [3]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الوکالۃ، باب اذا وکل رجلا فترك الوكيل شيئافاً جازه الموكل...... رقم: ۲۳۱۱.

[2] صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضل سورة الكهف...... رقم: ۲۵۷/ ۸۰۹.

[3] سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب فی عدد الای، رقم: ۱۴۰۰۔ سنن ترمذی، ابواب ثواب القرآن باب ما جاء فی فضل سورة الملك، ح: ۲۸۹۱۔ صحیح ابن حبان (موارد) رقم: ۱۷۶۶۔ مستدرك حاكم: ۴۹۷/۲، ۴۹۸۔ حاکم، ابن حبان اور ذہبی نے اسے ''صحیح'' اور علامہ البانی نے ''حسن'' کہا ہے۔

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قرآن مجید کی ایک تیس آیتوں والی سورت ایسی ہے، جس نے ایک آدمی کی (اللہ کے ہاں) سفارش کی، یہاں تک کہ اس کی بخشش کر دی گئی، اور وہ سورت ''تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ'' ہے۔''

سورۃ الاخلاص کی فضیلت:

((وَعَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدرِیِّ رضی اللّٰہ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰہ ﷺ قَالَ فِی: قُلْ هُوَا اللّٰہ أَحَدٌ: ((وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہ، اِنَّها لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآن .))

''سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کے بارے میں فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بے شک یہ (سورۂ اخلاص) تہائی قرآن کے برابر ہے۔''

وَفِی رِوَایَةٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰہ ﷺ قَالَ لأَصْحَابِهِ: ((أَیَعجزُ أَحَدُکُمْ أَنْ یَقْرَأَ بِثُلُثِ الْقُرْآن فِی لَیْلَةٍ)) فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَیْهِمْ، وَقَالُوا: أَیُّنَا یُطِیقُ ذٰلِكَ یَارَسُولَ اللّٰہ! فَقَالَ: ((قُلْ هُوَاللّٰہ أَحَدٌ، اللّٰہ الصَّمَدُ: ثُلُثُ الْقُرْآن)) [1]

''ایک اور روایت میں ہے، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا، کیا تمہارا ایک آدمی اس بات سے عاجز ہے کہ ایک رات میں تہائی (۱/۳) قرآن پڑھے؟ یہ بات صحابہ رضی اللہ عنہم کو گراں گزری اور انہوں نے کہا، یارسول اللہ! ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟ (یعنی کوئی نہیں رکھتا) تو آپ نے فرمایا، ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، اَللّٰهُ الصَّمَدُ﴾ (آخر تک) تہائی

[1] صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾، رقم: ۵۰۱۳، ۵۰۱۵.

قرآن ہے۔"

((وَعَنْهُ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ: ((قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ)) يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ وَكَانَ الرَّجُلُ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: وَالَّذِيْنَ نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ.)) ❶

"سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کو "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" بار بار دہراتے ہوئے سنا۔ پس جب صبح ہوئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے اس شخص کا ذکر کیا، وہ اس عمل کو کم تر (معمولی) سمجھتا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یقیناً یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔"

((وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، إِنَّهَا تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ.)) ❷

"سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کے بارے میں فرمایا تہائی (۱/۳) قرآن کے برابر ہے۔"

((وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنْ رَجُلًا قَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي أُحِبُّ هٰذِهِ السُّورَةَ: قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، قَالَ: إِنَّ حُبَّهَا أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ.)) ❸

"سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا، اے اللہ کے رسول! میں اس سورت، ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کو پسند کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، اس کی محبت تجھے جنت میں لے جائے گی۔"

---

❶ صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾، رقم: ۵۰۱۳.

❷ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل قراءۃ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾، رقم: ۸۱۲.

❸ صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، باب الجمع بین السورتین، رقم: ۷۷۴۔ سنن ترمذی، ابواب ثواب القرآن، باب ماجاء فی سورۃ الاخلاص، رقم: ۲۹۰۱.

معوذتین کی فضیلت:

((وَعَنْ عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ أَنْ رَسُولَ اللّٰه ﷺ قَالَ: ((أَلَمْ تَرَ آيَاتٍ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ؟ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُل أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ.)) ❶

''سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا تجھے نہیں معلوم کہ کچھ آیات اس رات میں ایسی نازل کی گئی ہیں، جن کی مثال پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی، (وہ) ''قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَق'' اور ''قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس'' ہیں۔''

❶ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب فضل قراءة المُعَوِّذَتَيْنِ، رقم: ٨١٤.

8...... کتاب الصیام

اللہ کے لیے روزے رکھنے کے فضائل

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٨٣﴾ أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۚ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ ۚ وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٨٤﴾﴾ (البقره: ۱۸۳، ۱۸۴)

''اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا فرض کر دیا گیا ہے ویسے ہی جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا۔ تا کہ تم تقویٰ کی راہ اختیار کرو۔ یہ روزے گنتی کے چند ایام ہیں اگر تم میں سے کوئی مریض ہو، یا مسافر ہو تو اتنے دن گن کر بعد میں روزے رکھ لے، اور جنہیں روزے رکھنے میں مشقت اٹھانی پڑتی ہو، وہ بطور فدیہ ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں، اور جو کوئی اپنے خوشی سے زیادہ بھلائی کرنا چاہے تو وہ اس کے لیے بہتر ہے، اور (مشقت برداشت کرتے ہوئے) روزہ رکھ لینا تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے، اگر تم علم رکھتے ہو۔''

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خبر دی کہ ان پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں، جیسے کہ گزشتہ قوموں پر فرض تھے، اس لیے کہ روزہ رکھنے میں انسان کے لیے دنیا وآخرت کی ہر بھلائی ہے۔ اور بندہ جب اللہ کے لیے کھانے پینے اور مباشرت سے رک جاتا ہے، اور اپنے آپ کو اللہ کی بندگی میں مشغول کر دیتا ہے، تو اللہ اسے تقویٰ کی راہ پر ڈال دیتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''روزہ اور قرآن قیامت کے دن بندے کے لیے سفارش کریں گے، اور روزہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے اس بندے کو کھانے پینے اور خواہشات سے روکے رکھا، لہٰذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما۔ قرآن کہے گا: اے میرے رب! میں نے اس بندے کو رات (قیام کے لیے) سونے سے روکے رکھا، لہٰذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما، چنانچہ دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔'' [1]

عَنْ أَبِي هُرِيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: كُلُّ عَمَلِ ابنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ، فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ۔ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ؛ فَإِذا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلا يَصْخَبْ، فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ، فَلْيَقُلْ: إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيحِ المِسْكِ، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَإِذا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ.)) [2]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: انسان کا ہر عمل اس کے لیے ہے، سوائے روزے کے کہ وہ صرف میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا۔ اور روزہ ڈھال ہے، پس جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو بیہودہ باتیں نہ کرے اور نہ شور وغل کرے، اور اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑائی جھگڑا کرے تو کہہ دے کہ میں تو

[1] صحیح الترغیب والترھیب، للالبانی: ۹۷۳.

[2] صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب ھل یقول انی صائم، رقم: ۱۹۰۴۔ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام، رقم: ۱۱۵۱.

روزے دار ہوں۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے۔ روزے دار کے لیے دو خوشی (کے موقعے) ہیں جن میں وہ خوش ہوتا ہے، جب وہ روزہ افطار کرتا ہے (تو اپنے روزہ کھولنے سے خوش ہوتا ہے) اور جب اپنے رب سے ملے گا تو (اس کی جزا دیکھ کر) اپنے روزے سے خوش ہوگا۔''

سیدنا ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! مجھے کوئی عمل بتائیں۔ آپ نے فرمایا، روزہ رکھ، اس کے برابر کوئی عمل نہیں ہے۔ میں نے پھر عرض کیا، یارسول اللہ! مجھے کوئی (اور) عمل بتائیں۔ آپ نے فرمایا: روزہ رکھ، اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔ میں نے (پھر) عرض کیا، یارسول اللہ! مجھے کوئی (اور) عمل بتائیں۔ آپ نے فرمایا روزہ رکھ، اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے گھر مہمان کی آمد کے سوا کبھی دھواں نظر نہ آتا۔ [1]

1۔ رمضان کے روزوں کی فضیلت:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَاباً، غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) [2]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے (اللہ کی رضا کے لیے) رمضان کے روزے رکھے، تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

---

[1] سنن نسائی، کتاب الصیام، باب فضل الصیام۔ صحیح ابن خزیمہ: ۱۹۴/۳۔ مستدرك حاكم: ۴۲۱/۱۔ صحیح ابن حبان (الاحسان) ۱۸۰/۵۔ ابن حبان، ابن خزیمہ، حاکم اور ذہبی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب من صام رمضان إيمانا......، رقم: ۱۹۰۔ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الترغيب فى قيام رمضان وهو التراويح، رقم: ۷۶۰.

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ أَنَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: ((إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الجَنَّةِ ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ ، وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ .)) ❶

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رمضان (کا مہینہ) آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔''

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ فِی الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ . اَحَدٌ غَيْرُهُمْ ، يُقَالُ: اَيْنَ الصَّائِمُوْنَ؟ فَيَقُوْمُوْنَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَاِذَا دَخَلُوْا اُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ اَحَدٌ .)) ❷

''جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام الریان ہے ۔ اس سے روزے دار لوگ ہی داخل ہوں گے کوئی دوسرا ان کے علاوہ داخل نہیں ہو سکے گا ، آواز دی جائے گی کہ روزہ دار لوگ کہاں ہیں؟ وہ کھڑے ہو جائیں گے (اور اس دروازے سے داخل ہو جائیں گے) پھر دروازہ بند کر دیا جائے گا اس دروازے سے کوئی بھی داخل نہیں ہوگا۔''

2۔ نفلی روزوں کا ثواب:

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

---

❶ صحیح بخاري، کتاب الصوم، باب هل يقال رمضان أو شهر رمضان،رقم: ۱۸۹۹۔ صحیح مسلم، أول کتاب الصيام،باب فضل شهر رمضان ، رقم: ۱۰۷۹

❷ صحیح بخاری ، کتاب الصوم ،باب الريان للصائمين،رقم: ۱۸۹۶۔ صحیح مسلم، کتاب الصيام، باب فضل الصيام: ۱۱۵۲.

((مَنْ صَامَ يَوْمًا فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ ، جَعَلَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقًا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ .)) ❶

''جو شخص اللہ کی راہ میں ایک روزہ رکھتا ہے اس کے درمیان اور جہنم کی آگ کے درمیان اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کی مسافت کے برابر خندق بنا دیتا ہے۔''

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُومُ يَومًا في سَبِيلِ اللّٰهِ ، إِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ ، بِذلكَ اليَومِ ، وَجهَهُ عَنِ النَّارِ سَبعِينَ خَرِيفًا .)) ❷

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے تو اللہ اس ایک دن کے بدلے میں اس کے چہرے کو جہنم کی آگ سے ستر سال دور کر دیتا ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اِلَّا الصَّوْمَ ، فَاِنَّهُ لِی وَأَنَا اَجْزِیْ بِهٖ ، يَدْعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ اَجْلِیْ ، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ ، فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ ، وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ ، وَلَخَلُوْفُ فِيْهِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ .)) ❸

''ابن آدم کا ہر عمل بڑھایا جاتا ہے، ایک نیکی دس سے لے کر سات سو گنا تک ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: سوائے روزے کے، ایک نیکی دس گنا سے لے کر

---

❶ سنن ترمذی ، کتاب فضائل الجهاد، باب ما جاء فی فضل الصوم فی سبیل الله ، رقم: ١٦٢٤ ـ سلسلة الصحيحة، رقم: ٥٦٣ .

❷ صحيح بخاري، كتاب الجهاد والسير، باب فضل الصوم في سبيل اللّٰه، رقم: ٢٨٤٠ ـ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل الصيام في سبيل الله لمن يطيقه، رقم: ١١٥٣ .

❸ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل الصيام، رقم : ١١٥١ .

سات سو گنا تک ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: روزہ میری خاطر ہے اور میں خود ہی اس کا اجر دوں گا، روزہ دار اپنی شہوت و طعام میری خاطر چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں: ایک بوقت افطار اور دوسری اپنے رب سے ملاقات کے وقت (اسے خوشی حاصل ہوگی) اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری سے بھی عمدہ ہے۔''

3۔شوال کے روزوں کا ثواب:

عَنْ أَبِي أيوبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَالٍ، كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ .)) [1]

سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے رمضان کے روزے رکھے اس کے بعد شوال کے چھ (نفلی) روزے رکھے، تو یہ پورے زمانے کے روزے رکھنے کی مانند ہے۔''

4۔یومِ عرفہ کے روزے کا ثواب:

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: سُئِلَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ: عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ؛ قالَ: ((يكَفِّرُ السَّنَةَ المَاضِيَةَ وَالبَاقِيَةَ .)) [2]

''سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ سے عرفہ کے روزے کی بابت سوال کیا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ گزشتہ اور آئندہ سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔''

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب استحباب صوم ستة أيام من شوال إتباعا لرمضان، رقم: ١١٦٤.

[2] صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر، وصوم يوم عرفة، رقم: ١١٦٢.

5۔ ہر ماہ تین روزوں کا ثواب:

عَنْ عبدِ اللّٰهِ بنِ عَمْرِو بنِ العاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عنهُمَا قالَ: قالَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَوْمُ ثَلاثَةٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّه .)) ❶

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر مہینے تین دن کے روزے رکھنا، ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہے۔''

6۔ سوموار اور جمعرات کا روزے کا ثواب:

عن أَبي قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ ، أَنَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الاثْنَيْنِ؟ فَقَالَ: ((ذلكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيهِ ، وَيَوْمٌ بُعِثْتُ ۔ أَوْ أُنْزِلَ عَلَيَّ ۔ فيهِ)) ❷

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوموار کے روزے کی بابت سوال کیا گیا، تو آپ نے فرمایا: ''یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی، اور اسی دن میری بعثت ہوئی، یا اسی دن مجھ پر وحی نازل کی گئی۔''

عَنْ أَبي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رسولِ اللّٰهِ ﷺ قالَ: ((تُعْرَضُ الأَعْمَالُ يَوْمَ الاثْنَيْنِ وَالخَمِيسِ ، فَأُحِبُّ أَنْ يُعرَضَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ .)) ❸

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوموار اور

---

❶ صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب صوم داود عليه السلام، رقم: ١٩٧٩.

❷ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر، رقم: ١١٦٢.

❸ سنن ترمذی، كتاب الصوم، باب ما جاء فی صوم یوم الاثنين والخميس، رقم: ٧٤٧۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

جمعرات کو (اللہ کے ہاں) اعمال پیش کیے جاتے ہیں، پس میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل جب (بارگاہ الٰہی میں) پیش کیا جائے تو میں روزے دار ہوں۔‘‘

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَحَرَّى صَوْمَ الاثْنَيْنِ وَالخَمِيسِ .)) ❶

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: ’’رسول اللہ ﷺ سوموار اور جمعرات کا روزہ خاص اہتمام سے رکھتے تھے۔‘‘

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((عَهِدَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةً : اَنْ لَّا اَنَامَ اِلَّا عَلٰى وِتْرٍ ، وَصَوْمَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ، وَاَنْ اُصَلِّيَ الضُّحٰى .)) ❷

’’رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے تین وعدے لیے: وتر پڑھے بغیر نہ سوؤں، ہر مہینہ میں تین روزے رکھوں، اور نماز چاشت پڑھوں۔‘‘

7۔محرم کے روزے کی فضیلت:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَئِنْ بَقِيتُ إِلى قَابِلٍ لأَصُومَنَّ التَّاسِعَ .)) ❸

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اگر میں

---

❶ سنن ترمذي، أبواب الصوم، باب ماجاء في صوم يوم الاثنين والخميس، رقم: ۷۴۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ سنن ترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی صوم ثلاثة ايام من كل شهر، رقم: ۷۶۰۔ صحيح بخاری كتاب التهجد، باب صلاة الضحى فى الحضر، رقم: ۱۱۷۸۔ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحىٰ، رقم: ۷۲۱.

❸ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب أيّ يوم يصام في عاشوراء، رقم: ۱۱۳۳.

آئندہ سال تک زندہ رہا تو ۹ محرم کا روزہ (بھی) ضرور رکھوں گا۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَفْضَلُ الصِّیَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ .)) ❶

''رمضان کے مہینہ کے بعد افضل روزہ، اللہ کے مہینے محرم کا روزہ ہے۔''

عـنْ أَبـي قَتَـادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، أَنَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ ، فَقَالَ: ((يُكَفِّرُ السَّنَةَ المَاضِيَةَ .)) ❷

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوم عاشورا کے روزے کی بابت سوال کیا گیا، تو آپ نے فرمایا: ''یہ گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔''

8۔ عشرہ ذوالحجہ کے روزے کا ثواب:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَـا مِـنْ اَيَّامِ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهِنَّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ الْـعَشْـرِ فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَلَا الْجِهَادُ فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَلَا الْـجِهَـادُ فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَیْءٍ .)) ❸

''کوئی ایسا دن نہیں جس میں نیک عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں ان دس دنوں سے زیادہ پسندیدہ ہوں۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: کیا اللہ کے راستے

---

❶ سنن ترمذی۔ کتاب الصیام باب فضل صوم المحرم، رقم: ۷۴۰۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثة أیام ،رقم: ۱۱۶۲.

❸ سنن ترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی العمل فی ایام العشر، رقم: ۷۵۷۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

میں جہاد بھی نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں اللہ کے راستے میں جہاد بھی نہیں۔ مگر وہ شخص جو اپنے نفس اور مال کے ساتھ (جہاد کے لیے) نکلا ہو پھر وہ ان میں سے کسی ایک چیز کے ساتھ واپس نہیں لوٹا (شہید ہو گیا)۔''

فائدہ:...... اعمالِ صالحہ میں روزہ بھی شامل ہے۔ لہٰذا ان ایام میں روزہ رکھنا اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کا سبب بنتا ہے۔

9۔ شعبان کے روزوں کا ثواب:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا بَقِیَ نِصْفٌ مِّنْ شَعْبَانَ فَلَا تَصُوْمُوا .)) ❶

''جب آدھا شعبان باقی رہ جائے تو تم روزہ نہ رکھو۔''

فائدہ:......رسول اللہ ﷺ نے شعبان کے روزوں کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے، لیکن اس سلسلے میں یہ بھی بیان فرمادیا کہ نصف شعبان کے بعد روزہ نہیں رکھنا، ہاں اگر کوئی پہلے سے مثلاً: سوموار، جمعرات کا، یا مہینے میں تین روزے رکھتا ہو تو وہ رکھ سکتا ہے۔ بصورتِ دیگر نہیں۔ واللہ اعلم۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((مَا رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَکْمَلَ صِیَامَ شَهْرٍ اِلَّا رَمَضَانَ، وَمَا رَأَیْتُه فِیْ شَهْرٍ اَکْثَرَ مِنْهُ صِیَامًا فِیْ شَعْبَانَ .)) ❷

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو رمضان کے علاوہ کسی مہینے کے پورے روزے رکھتے نہیں دیکھا، نہ ہی شعبان کے علاوہ کسی دوسرے مہینے میں کثرت سے

---

❶ سنن ترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی کراهیة الصوم فی النصف الثانی، رقم: ۷۳۸۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب صوم شعبان، رقم: ۱۹۶۹۔ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب صیام النبی صلی اللہ علیه وسلم فی غیر رمضان، رقم: ۱۷۵/ ۱۱۵۶.

روزے رکھتے دیکھا ہے۔''

10۔ سیدنا داؤد علیہ السلام کے روزے:

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَحَبُّ الصَّلَاةِ اِلَی اللّٰـهِ صَلَاةُ دَاوُدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ، وَاَحَبُّ الصِّیَامِ اِلَی اللّٰهِ صِیَامُ دَاوُدَ، وَكَانَ یَنَامُ نِصْفَ اللَّیْلِ، وَیَصُوْمُ ثُلُثَهُ، وَیَنَامُ سُدُسَهُ، وَیَصُوْمُ یَوْمًا وَیُفْطِرُ یَوْمًا .)) [1]

''اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب سیدنا داؤد علیہ السلام کی نماز ہے، اور سب سے زیادہ محبوب روزہ اللہ تعالیٰ کو سیدنا داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے، آدھی رات سوتے تھے، اس کے تیسرے حصے میں عبادت کے لیے اٹھ جاتے، اور اس کے چھٹے حصے میں (پھر) سو جاتے اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن روزہ چھوڑ دیتے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَاِنَّ بِحَسْبِكَ اَنْ تَصُوْمَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ، قُلْتُ: یَا نَبِیَّ اللّٰـهِ اِنِّیْ اُطِیْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ ...... فَصُمْ صَوْمَ دَاؤدَ نَبِیِّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّهُ كَانَ اَعْبَدَ النَّاسِ .)) [2]

''ہر ماہ تین دن کے روزے رکھو'' میں نے عرض کیا: مجھ میں اس سے زیادہ طاقت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کے روزے رکھو، (میرے بھائی) سیدنا داؤد علیہ السلام بہت عبادت گزار تھے۔''

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التهجد، باب من نام عند السحر، رقم: ۱۱۳۱۔ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب النهی عن صوم الدهر، رقم: ۱۱۵۹.

[2] صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب النهی من صوم الدهر، رقم: ۱۸۲/ ۱۱۵۹.

سحری کھانے کا ثواب:

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضى الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ: تَسَحَّرُوْا فَاِنّ فِيْ السَّحُوْرِ بَرَكَةً .)) ❶

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''سحری کھایا کرو، اس میں برکت ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الْمُتَسَحِّرِيْنَ .)) ❷

''اللہ تعالیٰ سحری کھانے والوں پر رحمتیں نازل کرتا ہے، اور اس کے فرشتے ان کے لیے دعائے برکت کرتے ہیں۔''

روزہ جلدی افطار کرنے کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَ عَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَ ابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۠ وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۠ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَ لَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾﴾ (البقرة : ١٨٧)

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب برکة السحور، رقم: ١٩٢٣ـ صحیح مسلم، کتاب الصیام، رقم: ١٠٩٠.

❷ صحیح ابن حبان (الاحسان): ١٩٤/٥ـ ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''روزے کی رات میں بیویوں کے ساتھ جماع کرنا تمہارے لیے حلال کر دیا گیا ہے، وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو، اللہ کو یہ بات معلوم تھی کہ تم لوگ اپنے آپ سے خیانت کرتے تھے، پس اُس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف کر دیا، اب اپنی بیویوں کے ساتھ ملا کرو، اور جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا اُسے طلب کرو، اور کھاؤ، پیو، یہاں تک کہ صبح کی سفید دھاری کالی دھاری سے جُدا ہو جائے، پھر روزے کو رات تک پورا کرو، اور جب تم مسجدوں میں حالتِ اعتکاف میں ہو تو اپنی بیویوں سے مباشرت نہ کرو، یہ اللہ کی حدود ہیں ان کے قریب نہ جاؤ اللہ اسی طرح اپنی آیتوں کو لوگوں کے لیے کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ وہ تقویٰ کی راہ اختیار کریں۔''

اس آیت مقدسہ میں اللہ رب العزت نے روزوں کے مسائل بیان فرمائے ہیں۔ جن میں روزے کے سحر وافطار کا وقت بھی متعین فرمایا ہے۔

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوْا الْفِطْرَ .)) [1]

''لوگ ہمیشہ بھلائی میں رہیں گے جب تک وہ روزہ جلدی افطار کریں گے۔''

ابوعطیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسروق کی معیت میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گیا، ہم نے عرض کیا:

((يَـا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ ، أَحَدُهُمَا يُـعَـجِّـلُ الْإِفْـطَـارَ وَيُـعَـجِّلُ الصَّلَاةَ ، وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُـؤَخِّـرُ الـصَّلَاةَ ، قَالَتْ: أَيُّهُمَا الَّذِيْ يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ؟ قَـالَ: قُـلْـنَا: عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ ، : قَالَتْ كَذٰلِكَ كَانَ

[1] صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب تعجیل الافطار: ۱۹۵۷۔ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل السحور، رقم: ۱۰۹۸.

يَصْنَعُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ .)) ❶

''اے ام المومنین! رسول گرامی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے دو شخص ایسے ہیں کہ ان میں سے ایک افطاری اور نماز ادا کرنے میں جلدی کرتا ہے جبکہ دوسرا افطاری تاخیر سے کرتا ہے اور نماز بھی تاخیر سے پڑھتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: ان میں سے کون افطاری اور نماز پڑھنے میں جلدی کرتا ہے؟ ہم نے بتایا: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔''

روزہ افطار کرانے کا ثواب:

سیدنا زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص کسی روزہ دار کو افطاری کراتا ہے، اسے اس کے برابر ثواب ملتا ہے، روزہ دار کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوتا۔'' ❷

روزہ دار کے پاس کھانا کھانے والوں کی وجہ سے روزہ دار کا ثواب:

ام عمارہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اس کے پاس تشریف لائے۔ انہوں نے کھانا پیش کیا۔ آپ نے فرمایا، تو کھا، اس نے کہا میں روزہ دار ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزے دار کے پاس اگر کھانا کھایا جائے تو فرشتے فارغ ہونے تک اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں، یا شاید آپ نے فرمایا سیر ہونے تک (رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں)۔ ❸

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل السحور ......، رقم: ۱۰۹۹.

❷ سنن ترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی فضل من فطر صائما۔ صحیح ابن خزیمه: ۲۷۷/۳۔ ابن خزیمہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ سنن ترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی فضل الصوم۔ صحیح ابن خزیمه: ۳۰۷/۳۔ صحیح ابن حبان (الاحسان): ۱۸۱/۵۔ ابن احبان اور ابن خزیمہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

صدقۂ فطر کا ثواب:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے صدقہ فطر روزے دار کو فضول اور فحش حرکات سے پاک کرنے اور مسکینوں کی شکم سیری کے لیے مقرر فرمایا ہے، لہٰذا جو شخص اسے نماز عید سے پہلے ادا کرتا ہے اس کی طرف سے یہ بطور صدقہ قابل قبول ہے اور جو اسے نماز کے بعد ادا کرتا ہے، اس کی طرف سے یہ خیرات ہے۔ (صدقۂ فطر نہیں ہے)۔ [1]

رمضان کے قیام کی فضیلت:

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمانًا واحْتِسابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) [2]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

((كَـانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُـصَـلِّـى فِيْمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلاةِ الْـعِشَـاءِ وَهِـيَ الَّتِـىْ يَـدْعُوْ النَّاسُ الْعَتَمَةَ إِلَى الْفَجْرِ ، اِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً ، يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ ، وَيُؤْتِرُ بِوَاحِدَةٍ .)) [3]

''رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد فجر تک گیارہ رکعات

---

[1] سنن ابوداود، كتاب الزكاة، رقم: ١٦٠٩۔ مستدرك حاكم: ٤٠٩/١۔ حاکم نے اسے "صحیح" کہا ہے۔اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

[2] صحيح بخاري، كتاب الايمان، باب تطوع قيام رمضان من الايمان، رقم: ٢٧.

[3] صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبى صلى الله عليه وسلم فى الليل، رقم: ٧٣٦.

پڑھتے تھے، اور ہر دو رکعت میں سلام پھیرتے اور ایک وتر پڑھتے تھے۔ عشاء کی نماز کو لوگ ''عتمہ'' بھی کہتے ہیں۔''

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے قیام اللیل یعنی نماز تراویح کی تعداد گیارہ رکعات تھیں۔

ابو ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور ان سے رسول اللہ ﷺ کی رمضان المبارک کے مہینے میں نماز کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:

((كَانَتْ صَلَاتُهُ ثَلَاثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً مِنْهَا رَكْعَتَا الْفَجْرِ .)) [1]

''آپ کی نماز تیرہ (۱۳) رکعات تھی اور ان میں سے دو فجر کی رکعتیں تھیں۔''

یعنی آپ گیارہ رکعات پڑھا کرتے ہیں۔

ابوسلمہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں نماز (تراویح) کیسے پڑھتے تھے؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

((مَا كَانَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلَى إِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً .)) [2]

''رمضان ہو یا غیر رمضان رسول اللہ ﷺ گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر کہا: یا رسول اللہ! میرے گھر کی عورتوں نے رمضان کی رات مجھ سے کہا۔ ہم قرآن نہیں جانتی ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھیں گی:

((فَصَلَّيْتُ بِهِنَّ ثَمَانَ رَكْعَاتٍ وَأَوْتَرْتُ فَكَانَتْ سُنَّةَ الرِّضَا

---

[1] صحیح ابن خزیمه، رقم: ۲۲۱۳۔ ابن خزیمہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحیح البخاری، کتاب صلاة التراویح، رقم: ۲۰۱۳۔ صحیح مسلم صلاة المسافرین، باب صلاة اللیل وعدد رکعات النبی صلی الله علیه وسلم فی اللیل، رقم: ۷۳۸۔ موطا امام محمد، ص: ۱۴۲.

وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا .)) ❶

''میں نے انہیں آٹھ رکعات اور وتر پڑھائے۔ آپ نے اس پر کچھ نہیں کہا۔ یہ آپ کی رضامندی والی سنت بن گئی۔''

اعتکاف کی فضیلت:

ماہِ رمضان میں لیلۃ القدر جس میں قرآن مقدس نازل ہوا، بڑی ہی بابرکت رات ہے۔ چونکہ رمضان اور قرآن کا گہرا تعلق ہے۔ اور رمضان کے روزوں کا مقصد بھی تقویٰ کا حصول بیان کیا گیا ہے۔ اس لیے رمضان کے آخری عشرے میں لیلۃ القدر کو مقرر کر کے اس کے حصول کے لیے مساجد میں دس روزہ اعتکاف کرنے کی ترغیب دلائی:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنَ رَمَضَانَ ، وَيَقُولُ: ((تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ .)) ❷

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے، اور فرماتے تھے: '' رمضان کے آخری عشرے میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔''

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْها ، ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ تعالى ، ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ)) ❸

---

❶ مجمع الزاوئد: ۲/ ۷۷۔ علامہ ہیثمی فرماتے ہیں: اس کی سند'' حسن '' ہے۔ مسند أبي یعلی: ۳/ ۲۳۶، رقم: ۱۸۰۱.

❷ صحیح بخاري، کتاب فضل لیلة القدر، باب تحري لیلة القدر في الوتر من العشر الأواخر، رقم: ۲۰۔ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل لیلة القدر، رقم: ۱۱۶۹.

❸ صحیح بخاري، کتاب الاعتکاف، باب الاعتکاف في العشر الأواخر، رقم: ۲۰۲۶۔ صحیح مسلم، کتاب الاعتکاف، باب اعتکاف العشر الآواخر رمضان، رقم: ۱۱۷۳.

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فوت فرما دیا، پھر آپ کے بعد آپ کی بیویوں نے اعتکاف کیا۔''

عَنْ أَبِي هُرِيرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: ((كانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْتِكفُ فِي كُلِّ رَمَضَانَ عَشَرَةَ أَيَّامٍ، فَلَمَّا كَانَ العَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ اعْتَكَفَ عِشْرِينَ يَوْمًا.)) ❶

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ ہر رمضان میں دس دن اعتکاف فرمایا کرتے تھے، مگر جس سال آپ کا انتقال ہوا، آپ نے ۲۰ دن اعتکاف فرمایا۔''

لیلۃ القدر کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ① وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ ② لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ③ تَنَزَّلُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ④ سَلَٰمٌ هِىَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ ٱلْفَجْرِ ⑤ ﴾ (القدر)

''یقیناً ہم نے قرآن کو شبِ قدر میں نازل فرمایا، اور آپ کو کیا معلوم کہ شبِ قدر کیا ہے؟ شبِ قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس میں ہر کام کے سر انجام دینے کو اللہ کے حکم سے فرشتے اور رُوح (جبرئیل علیہ السلام) اُترتے ہیں، یہ رات سراسر سلامتی کی ہوتی ہے فجر کے طلوع ہونے تک۔''

﴿ إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةٍ مُّبَٰرَكَةٍ ۚ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ ③ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ④ أَمْرًا مِّنْ عِندِنَآ ۚ إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ⑤ ﴾

(الدخان: ۳ تا ۵)

❶ صحیح بخاري، کتاب الاعتکاف، باب الاعتکاف في العشر الأوسط من رمضان، رقم: ۲۰۴۴.

''یقیناً ہم نے قرآن کو بابرکت رات میں اتارا ہے، بے شک ہم نے (اس کے ذریعے انسانوں کو) ڈرانا چاہا ہے۔ اسی رات میں ہر ایک مضبوط کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ ہمارے پاس سے حکم ہو کر، ہم ہی ہیں رسول بنا کر بھیجنے والے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس رات کو برکتوں والی رات کا نام اس لیے دیا ہے کہ اس میں قرآنِ کریم نازل ہوا، جس میں دین و دنیا کی ہر بھلائی کی طرف بنی نوع انسان کی راہنمائی کی گئی ہے، جس کے ذریعے اللہ کی رحمت و برکت، عدل و ہدایت سارے عالم میں پھیل گئی اور جس رات کی میں نبی کریم ﷺ کو بلند ترین رتبہ ملا، یہ وہ رات ہے جس میں فرشتوں اور روح الامین کا زمین پر نزول ہوتا ہے۔ اور جس میں اللہ تعالیٰ پورے سال میں وقوع پذیر ہونے والی حیات و موت، خیر و شر اور روزی میں کشادگی اور تنگی اور دیگر تمام مقدرات کو لکھتا ہے۔

اور اس قرآن کریم کے نزول کا مقصد جن وانس کو قیامت کے دن کے عذاب سے ڈرانا تھا، تاکہ ایمان و عمل صالح کی زندگی اختیار کر کے عذابِ نار سے بچیں، اور جنت کے حق دار بنیں۔

عَـنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ، أَنَّ رَسُـولَ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: ((تَـحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ .)) [1]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔''

عَـنْ عَـائِشَةَ قَـالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ أَيَّ لَيْـلَةٍ لَيْـلَةَ الْـقَـدْرِ مَا أَقُولُ فِيهَا؟ قَالَ: ((قُولِي: اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ العَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي .)) [2]

---

[1] صحیح بخاري، كتاب فضل ليلة القدر، باب تحرى ليلة القدر في الوتر من العشر الاواخر، رقم: ٢٠١٧.

[2] سنن ترمذي، أبواب الذكر والدعاء، باب أي الدعاء أفضل، رقم: ٣٥١٣۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ بتلایئے اگر مجھے علم ہو جائے کہ کون سی لیلۃ القدر ہے، تو میں اس میں کیا پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم یہ دعا پڑھو۔ اے اللہ، بے شک تو بہت معاف کرنے والا ہے، معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے، پس تو مجھے معاف فرما دے۔''

عَـنْ أَبِي هُرَيرَةَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إيمانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) ❶

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے ایمان اور ثواب کی نیت سے شب قدر میں قیام کیا (اللہ کی عبادت کی) اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رمضان آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ هٰـذَ الشَّهْـرَ قَدْ حَضَرَكُمْ ، وَفِيْهِ لَيْلَةٌ خَير مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ ، مَـنْ حُـرِمَهَـا فَـقَـدْ حُـرِمَ الْـخَيْـرَ كُلَّـهُ ، وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا اِلَّا مَحْرُوْمٌ .)) ❷

''یہ مہینہ جو تم پر آیا ہے اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو شخص اس سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا اور لیلۃ القدر کی سعادت سے صرف بدنصیب ہی محروم رہتا ہے۔''

---

❶ صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب من صام رمضان إيمانا واحتسابا، رقم: ١٩٠١ ـ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح، رقم: ١٧٧٨.

❷ سنن ابن ماجه، كتاب الصيام، باب ما جاء فى فضل شهر رمضان، رقم: ١٦٤٤ ـ صحيح الترغيب والترهيب، رقم: ٩٨٩ـ ٩٩٠.

9...... کتاب الزکوٰۃ والصدقات

زکوٰۃ اور صدقہ ادا کرنے کے فضائل

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵﴾

(التوبة : ٥)

''پس جب امن کے چار مہینے گذر جائیں تو مشرکین کو جہاں پاؤ، قتل کرو، اور انہیں گرفتار کرلو اور انھیں گھیر لو، اور ہر گھات میں لگنے کی جگہ پر ان کی تاک میں بیٹھے رہو، پس اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو، بے شک اللہ بڑا معاف کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان حد فاصل نماز و زکوٰۃ کو قرار دیا ہے، یعنی اگر مشرکین اسلام قبول کرلیں، نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو پھر انھیں قتل نہیں کیا جائے گا۔ اس لیے کہ وہ مسلمان ہوگئے ہیں۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مانعین زکوٰۃ کے خلاف جنگ کا اعلان کیا تھا۔

مزید ارشاد فرمایا:

﴿وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ

اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿٣٩﴾

(الروم: ۳۹)

''اورتم لوگ جو سود دیتے ہو، تاکہ لوگوں کے اموال میں اضافہ ہوجائے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا ،اورتم لوگ جو زکاۃ دیتے ہو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے، ایسے ہی لوگ اُسے کئی گنا بڑھانے والے ہیں۔

اس آیت مقدسہ میں اللہ ربّ العزت نے شاندار انداز سے زکوٰۃ اورسود کی وضاحت کردی کہ بظاہر تو سود سے مال میں بڑھوتی نظر آتی ہے اور زکوٰۃ سے مال میں کمی ہوتی نظر آتی ہے، لیکن درحقیقت سود آخرت میں انتہائی خسارے کا سبب، اور زکوٰۃ نجات کا پیش خیمہ ثابت ہوگی، کیونکہ اصل حقیقت سے اللہ تعالیٰ ہی واقف ہے کہ کون سی شئے مفید ہے۔ اورکون سی شئے مضر......؟

عن ابنِ عمرَ رضی اللہ عنہما قالَ: قالَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ: ((بُنِيَ الإِسْلامُ عَلى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رسولُ اللّٰـهِ، وَإِقَامِ الصَّلاةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ البَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ.)) [1]

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔(1) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ (2) نماز قائم کرنا۔ (3) زکوۃ ادا کرنا۔(4) بیت اللہ کا حج کرنا اور (5) رمضان کے روزے رکھنا۔''

عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَكَانَ أَبُوبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ العَرَبِ، فَقَالَ

[1] صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب دعاؤ كم إيمانكم،رقم: ٨۔ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان اركان الاسلام، رقم: ١٦.

عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَكَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُول اللّٰهِ ﷺ: ((أُمِرتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لا إلهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَمَنْ قَالَهَا، فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ؟)) فَقَالَ [أَبُوبَكْرٍ]: واللّٰهِ! لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلاةِ والزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ المَالِ۔ واللّٰهِ! لَو مَنَعُونِي عِقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إلى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلى مَنْعِهِ۔ قَالَ عُمَرُ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَوَاللّٰهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللّٰهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلقِتَالِ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الحَقُّ.)) [1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی، اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے اور عرب کے بعض قبیلے کافر (مرتد) ہوگئے، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے (ابوبکر رضی اللہ عنہ سے) کہا: آپ کیسے لوگوں سے لڑیں گے؟ جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جہاد کروں یہاں تک کہ وہ اللہ کی توحید کا (اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا) اقرار کرلیں۔ جس نے یہ اقرار کرلیا، اس نے اپنے مال اور اپنی جان کو سوائے حق اسلام کے، مجھ سے محفوظ کرلیا، اور اس کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔''

تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں ان لوگوں سے ضرور جہاد کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کریں گے، اس لیے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم، اگر یہ وہ اونٹ باندھنے والی رسی بھی، جو وہ رسول اللہ ﷺ کو ادا کیا کرتے تھے، مجھ سے روکیں گے تو اس کے روکنے پر میں ان سے جہاد

[1] صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ، رقم: ۱۳۹۹، ۱۴۰۰۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الأمر بقتال الناس......، رقم ۲۰.

کروں گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! زیادہ دیر نہیں ہوئی، مگر مجھے یقین ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد کے لیے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا ہے اور میں نے جان لیا کہ یہی (ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے) حق ہے۔''

عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا إِلى اليَمَنِ فَقَالَ: ((ادْعُهُمْ إِلى شَهَادَةِ أَنْ لا إِلهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰه ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذلكَ ، فَأَعلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ اِفْتَرَضَ عَليهِمْ خَمسَ صَلواتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَليلةٍ ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذلكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ افترَضَ عَليهِمْ صَدَقَةً تُؤخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ ، وَتُرَدُّ عَلى فُقَرائِهِمْ .)) [1]

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا، تو فرمایا: ''انہیں (سب سے پہلے) اس بات کی دعوت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اگر وہ یہ بات مان لیں تو ان کو بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ پھر اگر وہ یہ بھی مان لیں تو ان کو بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے وصول کرکے ان کے فقراء پر تقسیم کی جائے گی۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ صَاحِبِ اِبِلٍ لَا يُؤَدِّيْ زَكَاتَهَا اِلَّا بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ ، كَاوْفَرِ مَاكَانَتْ ، فَتَطَوُهُ بِأَظْلَافِهَا وَتَنْطَحُهُ بِقُرُوْنِهَا ، لَيْسَ فِيْهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ ، كُلَّمَا مَضٰى عَلَيْهِ أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أُوْلَاهَا ، حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَ عِبَادِهِ .)) [2]

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الزكاة، باب وجوب الزكاة،رقم: ١٣٩٥ـ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الدعاء إلى الشهادتين......،رقم: ١٢١ .

[2] صحيح مسلم، كتاب الزكوٰة، باب اثم مانع الزكوة، رقم: ٩٨٧/٢٦ .

''جس شخص کے پاس اونٹ (گائے یا بکریاں) ہوں اور وہ ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، تو قیامت کے دن اس کے پاس ان کو لایا جائے گا وہ پہلے سے زیادہ موٹی تازی ہوں گی، وہ اسے اپنے پاؤں کے ساتھ روندیں گی، اور سینگوں کے ساتھ ماریں گی، جب ان میں آخری اس کو مارتے ہوئے گزر جائے گی تو پھر پہلی اسے روندنا شروع کرے گی، سزا کا یہ سلسلہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہونے تک جاری رہے گا۔''

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے فضائل:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝۲۶۱﴾ (البقرہ: ۲۶۱)

''جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، اُن کی مثال اُس دانے کی ہے، جس نے سات خوشے اُگائے، ہر خوشہ میں سو دانے تھے، اور اللہ جس کے لیے چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے، اور اللہ بڑی کشائش والا اور علم والا ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں خرچ کرنے کی زبردست ترغیب دلائی ہے۔ اور یہاں ''فی سبیل اللہ'' سے مراد ہر وہ راستہ ہے، جو اللہ تک پہنچائے۔ جہاد فی سبیل اللہ، مسلمانوں کے لیے نفع بخش اعمال، مفید علوم کی نشر و اشاعت، اور فقراء و مساکین پر خرچ کرنا، اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ اور ان نیکیوں میں اللہ تعالیٰ بڑھا وا دیتا ہے:

﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝۱۱ۚ﴾ (الحدید: ۱۱)

''کون ہے جو اللہ کو قرضِ حسنہ دے گا، پس اللہ اس کو بڑھا دے گا اس کے لیے

اور اس کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔"

مفسر ابو السعود لکھتے ہیں کہ: "اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا، پھر ان لوگوں کی زجر و توبیخ کی جو بخل کی وجہ سے اس کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، پھر اس کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے درجات بتائے، اور اب اس آیت میں ایک مخصوص انداز میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی رغبت دلائی جا رہی ہے، کہ جو شخص اس کی راہ میں خرچ کرے گا گویا کہ وہ اسے قرض دے گا، جس کا معاوضہ اسے بہر حال ملنا ہے۔

آیت میں "قرض حسنہ" سے اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ خرچ کرنے والے کی نیت اچھی ہو، اللہ کی راہ میں سب سے عمدہ مال خرچ کرے، اور کوشش کرے کہ سب سے اچھی جگہ خرچ کرے۔" (بحوالہ تیسیر الرحمن: ۱۵۳۸/۲)

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ۹۲﴾ (آل عمران: ۹۲)

"جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے ہرگز بھلائی نہ پاؤ گے، اور تم جو خرچ کرو اسے اللہ بخوبی جانتا ہے۔"

﴿قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ یَقْدِرُ لَهٗ ؕ وَ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ ۚ وَ هُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ۳۹﴾ (سبا: ۳۹)

"اعلان کر دیجیے کہ میرا رب اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہے روزی کشادہ کرتا ہے اور جس کے لیے چاہے تنگ کر دیتا ہے، تم جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اللہ اس کا پورا پورا بدلہ دے گا، اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔"

عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ، وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَمَنْ يَسْتَعِفَّ، يُعِفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ،

يُغْنِهِ اللّٰهُ .)) ❶

سیّدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلند ہاتھ (دینے والا) نچلے ہاتھ (مانگنے والے) سے بہتر ہے، اور خرچ کرنے کی ابتداء ان لوگوں سے کر جن کی دیکھ بھال کا ذمے دار تو ہے۔ اور بہترین صدقہ وہ ہے جو تونگری کے بعد ہو، اور جو سوال یا حرام سے بچنے کی کوشش کرتا ہے، اللہ اسے بچا لیتا ہے۔ اور جو بے نیازی چاہے، اسے اللہ غناء و تونگری سے نواز کر بے نیاز کر دیتا ہے۔''

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، أَنَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ قال: ((قَالَ اللّٰهُ: أَنفِقْ يَا ابْنَ آدَمَ يُنْفَقْ عَلَيْكَ .)) ❷

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اے آدم کے بیٹے! تو خرچ کر، تجھ پر بھی خرچ کیا جائے گا۔''

عَنْ خُرَيْم بنِ فاتِكٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَنْفَقَ نَفَقَةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كُتِبَتْ لَهُ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ .)) ❸

سیدنا خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اللہ کے راستے میں کچھ خرچ کرے تو اس کے لیے سات سو گنا اجر لکھا جاتا ہے۔''

عن أبي أُمامة رضي الله عنه قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ: ((يَاابْنَ آدَمَ! إِنَّكَ إِنْ تَبْذُلِ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَكَ وَإِنْ تُمْسِكْهُ شَرٌّ لَكَ ،

---

❶ صحیح بخاري، كتاب الزكاة، باب لا صدقة إلا عن ظهر غنى......،رقم: ١٤٢٧.

❷ صحیح بخاري، كتاب النفقات، باب فضل النفقة على الاهل، رقم: ٥٣٥٢۔ صحیح مسلم، كتاب الزكاة، باب الحث علي النفقة وتبشير المنفق بالخلف،رقم: ٩٩٣.

❸ سنن ترمذي، أبواب فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل النفقة في سبيل الله،رقم: ١٦٢٥۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

وَلا تُلامُ عَلَى كَفَافٍ ، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ ......)) ❶

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن آدم! اگر تو زائد از ضرورت مال اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا تو تیرے لیے بہتر ہوگا، اور اگر تو اسے روکے گا تو تیرے لیے برا ہوگا، اور بقدر ضرورت مال پر تو ملامت کے لائق نہیں ہوگا، اور (خرچ کرنے کی) ابتداء ان لوگوں سے کر جن کے اخراجات زندگی کا تو ذمہ دار ہے۔''

عَنِ ابنِ مسعودٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ النبيّ ﷺ قال: ((لا حَسَدَ إِلَّا في اثنتَينِ: رَجُلٌ آتاهُ اللّٰهُ مالاً فَسَلَّطَهُ على هَلَكَتِهِ في الحَقِّ ، وَرَجُلٌ آتَاه اللّٰهُ حِكْمَةً ، فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا .)) ❷

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''صرف دو آدمیوں پر رشک کرنا جائز ہے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے مال دیا اور پھر اسے حق کی راہ میں خرچ کی ہمت وتوفیق بھی دی۔ اور دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ نے علم وحکمت سے نوازا، اس کے ساتھ ہی فیصلہ کرتا اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دیتا ہے۔''

عن أبي هُريرةَ رضي الله عنه قال: قال رسولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ يَوْمٍ يصبحُ العِبَادُ فِيْهِ ، إِلَّا مَلَكَان يَنْزِلان ، فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا: اللَّهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا ، وَيَقُولُ الآخَرُ: اللَّهُمَّ! أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفاً .)) ❸

---

❶ سنن ترمذي، أبواب الزهد، رقم: ٢٣٤٣ ـ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحيح بخاري، كتاب العلم، باب الاغتباط في العلم والحكمة، رقم: ٧٣ ـ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضل من يقوم بالقرآن ويعلمه، رقم: ٨١٦.

❸ صحيح بخاري، كتاب الزكاة، باب قوله تعالىٰ ﴿فأما من أعطي واتقي﴾، رقم: ١٤٤٢ ـ صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب في المنفق والممسك، رقم: ١٠١٠.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ہر دن جس میں بندے صبح کرتے ہیں، دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں، ان میں سے ایک کہتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدلہ عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! روک کر رکھنے والے کے حصے میں ہلاکت کر۔''

نبی کریم ﷺ نے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے ابوذر! مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے پاس کوہ احد کے برابر سونا ہو اور تیسرے دن تک اس میں سے میرے پاس ایک اشرفی بھی بچ رہے سوائے اس کے دینار جو ادائیگی قرض کے لیے ہو۔'' [1]

اہل وعیال پر خرچ کرنے کے فضائل:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿٣٤﴾﴾ (النساء: ٣٤)

''مرد عورتوں پر حاکم ہیں، اُس برتری کی بدولت جو اللہ نے اُن میں سے بعض کو بعض پر دے رکھی ہے، اور اس لیے کہ مردوں نے اپنا مال خرچ کیا ہے، پس نیک عورتیں اللہ سے ڈرنے والی، شوہر کے پیٹھ پیچھے (اس کی عزت ومال کی) اللہ کی حفاظت کی بدولت حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں، اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں ڈر ہو، انہیں وعظ ونصیحت کرو، اور بستروں میں اُن سے علیحدگی

[1] صحیح بخاری کتاب الاستقراض باب اداء الدیون، رقم: ٢٣٨٨.

اختیار کرلو، اور انہیں مارو، پھر اگر تمہاری اطاعت کرنے لگیں، تو ان کے سلسلے میں کوئی اور کاروائی نہ کرو، بے شک اللہ بڑی بلندی اور کبریائی والا ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کی عورتوں پر حاکمیت کا ایک سبب ان کا مال خرچ کرنا بیان فرمایا ہے کہ مرد عورت کی رہائش، نان نفقہ کا ذمہ دار ہے، کہ اس کی ضروریاتِ زندگی پوری کرے۔ ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَ الْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَ عَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ﴾ (البقرة: ۲۳۳)

''اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں، یہ ان کے لیے ہے جو مدت رضاعت پوری کرنی چاہیں، اور باپ پر دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا، کپڑا عرفِ عام کے مطابق واجب ہے۔ کوئی شخص بھی اس کی طاقت سے زیادہ (اللہ کی طرف سے) مکلّف نہیں کیا جاتا۔''

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے مرد کی ذمہ داری عورت کو نانِ نفقہ دینا بیان فرمائی ہے۔

عن أبي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيّ رضي الله عنه عن النَّبِيّ ﷺ قال: ((إِذَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ يَحْتَسِبُهَا فَهِيَ لَهُ صَدَقَةٌ .)) [1]

سیدنا ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی اپنے اہل وعیال پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے، تو وہ اس کے لیے صدقہ شمار ہوتا ہے۔''

عن ثَوْبَانَ قال: قال رسولُ اللّٰه ﷺ: ((أَفْضَلُ دِينَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ: دِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى عِيَالِهِ، وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى دَابَّتِهِ فِي

[1] صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب ماجاء أن الأعمال بالنية، رقم: ٥٥۔ صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب فضل النفقة والصدقة على الأقربين والزوج والأولاد، رقم: ١٠٠٢.

سَبِيلِ اللّٰهِ ، وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى أَصْحَابِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ .)) ❶

رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے افضل دینار وہ ہے جسے کوئی بھی آدمی اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے۔ اور وہ دینار ہے جو اللہ کے راستے میں اپنی سواری پر خرچ کرے۔ اور (تیسرے نمبر پر) وہ دینار ہے جسے اللہ کے راستے میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرے۔''

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ:

((اِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتّٰى مَا تَجْعَلَ فِيْ فَمِ امْرَأَتِكَ .)) ❷

''تم جو کچھ بھی اللہ کی رضا کے لیے خرچ کرو گے، اس پر تمہیں ضرور اجر دیا جائے گا حتی کہ اس لقمے پر بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے۔''

صدقہ جاریہ کی فضیلت:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إذا مَاتَ الإِنْسَانُ انقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلاثَةٍ: اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جارِيَةٍ ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوله .)) ❸

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے، سوائے تین چیزوں کے (کہ ان کا فیض اسے پہنچتا رہتا ہے) ایک صدقہ جاریہ، یا وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا

❶ صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب فضل النفقة على العيال والمملوك، رقم: ٩٩٤.

❷ صحيح بخارى كتاب الايمان باب ماجاء أن الأعمال بالنية، رقم: ٥٦ـ صحيح مسلم كتاب الوصية باب الوصية بالثلث، رقم: ١٦٢٨.

❸ صحيح مسلم، كتاب الوصية، باب ما يلحق من الثواب للميت بعد وفاته، رقم: ١٦٣١.

جارہا ہو، یا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔''

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قال: ((مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ، لا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا.)) ❶

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو ہدایت کی طرف بلائے گا، اس کو ان تمام لوگوں کے برابر اجر ملے گا جو اس ہدایت کی پیروی کریں گے اور اس سے پیروی کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔''

اپنی اولاد کو دین اسلام کی تعلیم وتربیت دیں تاکہ مرنے کے بعد آپ کے لیے صدقہ جاریہ بنیں۔ لہٰذا نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! أَنّٰى لِي هٰذَا فَيَقُولُ: بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ.)) ❷

''اللہ عزوجل اپنے نیک بندے کا جنت میں ایک درجہ بلند فرمائے گا تو وہ دیکھ کر کہے گا: اے میرے ربّ! یہ درجہ مجھے کیسے ملا؟ اللہ فرمائے گا: تیرے بیٹے کی استغفار کی بدولت یہ تجھے نصیب ہوا۔''

دنیوی زندگی کے لیے فکر کرنے والوں کو مندرجہ ذیل حدیث پر غور وفکر کرنا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

((إِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنُ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ: عِلْمًا عَلَّمَهُ وَنَشَرَهُ، وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ، وَمُصْحَفًا وَرَّثَهُ، أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ، أَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيلِ بَنَاهُ، أَوْ نَهْرًا أَجْرَاهُ، أَوْ

---

❶ صحيح مسلم، كتاب العلم، باب من سن سنة حسنة، رقم: ٢٦٧٤.

❷ مسند أحمد: ٢/ ٥٠٩ ـ صحيح سنن ابن ماجه، كتاب الأدب، باب بر الوالدين، رقم: ٣٦٦٠.

صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِي صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ ، يَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ .)) [1]

وہ عمل اور نیکیاں کہ مرنے کے بعد بھی مؤمن کے لیے ان کا سلسلہ جاری رہتا ہے: ان میں سے ایک وہ علم ہے جو اس نے سکھایا اور اس کی نشر و اشاعت کی، اور دوسری نیک اولاد جو اس نے سوگوار چھوڑی۔ یا مصحف جو وہ ورثہ میں چھوڑ گیا، یا اس نے کوئی مسجد تعمیر کی، یا کوئی مسافر خانہ بنایا، یا کوئی نہر بنوائی، یا بحالت صحت و حیات اپنے مال سے صدقہ کیا، ان اعمال کا اجرا سے مرنے کے بعد بھی ملتا رہے گا۔''

امانت دار خزانچی اور صدقہ جمع کرنے والے کا ثواب:

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((اَلْعَامِلُ عَلَى الصَّدَقَةِ الْحَقِّ كَالْغَازِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى أَهْلِهٖ .)) [2]

''اللہ کی رضا کے لیے دیانتداری کے ساتھ زکوٰۃ وصدقات جمع کرنے والا گھر واپس آنے تک اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے غازی کی طرح ہے۔''

تنگ دست کے صدقے کا ثواب:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ

[1] صحیح سنن ابن ماجه، المقدمة، باب ثواب معلم الناس الخير ، رقم: ٢٤٢.

[2] سنن ابوداود، كتاب الخراج والا ماره، رقم: ٢٩٣٦۔ سنن ترمذی، رقم: ٦٤٥۔ سنن ابن ماجه، رقم: ١٨٠٩صحيح ابن خزيمه: ٥١/٤۔ ابن خزیمہ اور علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

نَفۡسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝ (الحشر: ۹)

''اور وہ انہیں اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں، خواہ انہیں خود احتیاج اور ضرورت ہی ہو۔ جو شخص حرص نفس سے بچا لیا گیا ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ ((ویؤثرون علی انفسهم ولو كان بهم خصاصة .)) ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر ایک بھوکے مسافر کی اپنے گھر میں دعوت کی، اپنے بچوں کو بھوکا سلا دیا، اور چراغ بجھا کر اپنا اور اپنے بال بچوں کا کھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بھوکے مہمان کو کھلا دیا تھا۔ (بحواله تيسر الرحمن: ۱۵۶۶/۲)

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک درہم لاکھ درہم سے سبقت لے گیا۔ ایک آدمی نے عرض کیا، یارسول اللہ! وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا: ایک آدمی کے پاس بے بہا دولت ہوتی ہے، وہ اس میں سے لاکھ درہم لے کر صدقہ کر دیتا ہے۔ اور ایک دوسرا آدمی جس کے پاس صرف دو درہم ہیں، وہ ان میں سے ایک کا صدقہ کر دیتا ہے۔'' [1]

خفیہ صدقہ کرنے کا ثواب:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اَلَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ بِالَّيۡلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ۚ وَ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَ لَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ۝﴾

(البقرہ: ۲۷۴)

[1] سنن نسائی، کتاب الزکاۃ، رقم: ۲۵۲۷۔ ۲۵۲۸۔ صحیح ابن خزیمه: ۹۹/٤۔ صحیح ابن حبان (الاحسان): ۱٤٤/٥۔ مستدرك حاكم: ٤١٦/١۔ ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم، ذہبی اور البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''جو لوگ اپنا مال رات اور دن پوشیدہ اور ظاہر (راہ حق میں) خرچ کرتے ہیں ان کا صلہ پروردگار کے پاس ہے، اور ان کو (قیامت کے دن) نہ کسی طرح کا خوف ہوگا اور نہ غم۔''

مزید ارشاد فرمایا:

﴿اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَ يُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝﴾ (البقرہ: ۲۷۱)

''اگر تم صدقات و خیرات کو ظاہر کرتے ہو تو اچھی ہی بات ہے، اور اگر محتاجوں کو دیتے وقت اُسے چھپاتے ہو، تو تمہارے لیے بہتر ہے، اور اللہ تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا، اور اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔''

''(مذکورہ آیت کے اندر) اس بات کی دلیل ہے کہ صدقہ کو چھپانا افضل ہے تاکہ ریاکاری کا شبہ نہ رہے۔ لیکن اگر ظاہر کرنے میں کوئی دینی مصلحت ہو، جیسے نیت یہ ہو کہ کارِ خیر میں دوسرے لوگ اس کی اقتداء کریں تو ظاہر کرنا ہی افضل ہوگا۔ اسی لیے جمہور مفسرین کی رائے ہے کہ چھپانے کی افضلیت نفلی صدقہ کے ساتھ خاص ہے۔ فرض صدقات وزکوٰۃ میں ظاہر کرنا ہی افضل ہے۔'' (تیسیر الرحمن، ۱/ ۱۰۰۔۱۵۶)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ ''سات قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنا سایہ نصیب کرے گا جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا...... ایک وہ آدمی جس نے (اس قدر خفیہ طور پر) صدقہ کیا کہ بائیں ہاتھ کو کچھ پتہ نہیں کہ دائیں نے کیا خرچ کیا۔'' [1]

[1] صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم: ٦٦٠۔ صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، رقم: ۱۰۳۱

بمشکل گزارہ کرنے والے قناعت پسند شخص کا ثواب جو اللہ تعالیٰ پر توکل وبھروسہ کرتے ہوئے کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿٢٧٣﴾﴾

(البقرہ: ۲۷۳)

''صدقہ ان فقراء کے لیے ہے جو اللہ کی راہ میں بند ہو گئے، زمین میں (طلب رزق کے لیے) چل پھر نہیں سکتے، ناواقف لوگ ان کے سوال نہ کرنے کی وجہ سے انہیں مال دار سمجھتے ہیں، آپ انہیں ان کے چہروں سے پہچان لیں گے، وہ لوگوں سے سوال کرنے میں الحاح سے کام نہیں لیتے، اور تم جو بھی کوئی اچھی چیز (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو گے، تو اللہ بے شک اسے جانتا ہے۔''

اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا أَتَاهُ .)) [1]

''وہ شخص کامیاب ہے جس نے اسلام قبول کر لیا، گزارے کے مطابق اسے روزی مل گئی اور اللہ تعالیٰ نے اس پر اسے قناعت پسند بنا دیا۔''

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ''اے ابوذر! کیا تم سمجھتے ہو کہ مال و دولت کی فراوانی دولت مندی ہے۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ہاں! آپ نے فرمایا: کیا خیال ہے مال و دولت کا کم ہونا فقیری ہے۔ میں نے کہا یارسول اللہ! ایسے ہی ہے۔ آپ نے فرمایا: اصل

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فی الکفاف والقناعۃ، رقم: ۱۰۵۴.

دولت مندی تو دل کا غنی ہونا ہے اور اصل فقیری دل کی فقیری ہے۔" [1]

ضرورت مند کو لباس بطور صدقہ دینے کا ثواب:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو مومن مسلمان کسی دوسرے مومن کو برہنہ ہونے کے وقت (یعنی ضرورت کے وقت) لباس پہنائے گا، اسے اللہ تعالیٰ جنت کا سبز لباس پہنائے گا۔ اور جو مومن کسی مومن کو بھوکا ہونے کے وقت کھانا کھلائے گا، اللہ تعالیٰ اسے جنت کے پھلوں میں سے کھلائے گا۔" [2]

اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کھانا کھلانے کا ثواب:

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ﴿٨﴾ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ﴿٩﴾ إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ﴿١٠﴾ فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا ﴿١١﴾ وَجَزَاهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ﴿١٢﴾ مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۖ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا ﴿١٣﴾ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ﴿١٤﴾ وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ﴿١٥﴾ قَوَارِيرَ مِن فِضَّةٍ عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا ﴿١٨﴾ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ﴿١٩﴾ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا ﴿٢٠﴾ عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ ۖ وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ﴿٢١﴾ إِنَّ هَٰذَا

---

[1] صحیح ابن حبان (الاحسان): ۲/ ۲۷۔ ابن حبان نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

[2] سنن ابوداود، کتاب الزکاۃ، باب فی فضل سقی الماء۔ سنن ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، رقم: ۲۴۴۹.

﴿كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿٢٢﴾﴾ (الدھر : ۸۔۲۲)

''اور باوجود کہ انہیں خود طعام کی خواہش (اور حاجت) ہے فقیروں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) کہ ہم تمہیں اللہ کی رضا کے لیے کھلاتے ہیں۔ ہم تم سے عوض کے طلب گار نہیں نہ شکر گزاری کے (خواست گار) ہمیں اپنے پروردگار سے اس دن کی سختی سے بچائے گا اور تازگی اور خوش دلی عنایت فرمائے گا، یہ تمہارا صلہ ہے اور تمہاری کوشش (اللہ کے ہاں) مقبول ہوئی......۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اسلام میں کون سا کام بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا:

((تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ.)) [1]

''کہ تو کھانا کھلائے، اور معلوم و نا معلوم ہر شخص کو سلام کہے۔''

تنگ دست کے لیے آسانی پیدا کرنے کا ثواب:

تنگ دست شخص کے لیے آسانی کی کسی ایک صورتیں ہوسکتی ہیں۔ مثلاً اس کو مہلت دے دی جائے یا پھر اسے معاف کر دیا جائے، جس صورت میں کوئی آسانی پیدا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے مطابق اسے اس کا اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۭ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٨٠﴾﴾ (البقرہ: ۲۸۰)

''اور اگر (قرض لینے والا) تنگ دست ہو تو اسے کشائش کے حاصل ہونے تک مہلت دو، اور اگر (زر قرض) بخش ہی دو تو تمہارے لیے زیادہ اچھا ہے،

[1] صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم: ۱۲.

اگر تم سمجھ بوجھ رکھتے ہو۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص کسی مسلمان کے لیے دنیاوی مشکلات میں سے کوئی مشکل حل کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی مشکل حل کرے گا، اور جو شخص دنیا میں کسی تنگ دست کے لیے آسانی پیدا کرے گا، اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت دونوں میں اس کے لیے آسانی پیدا کرے گا، اور جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت دونوں میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ جب تک آدمی اپنے (مومن) بھائی کی مدد کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا رہتا ہے۔'' [1]

مزید برآں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

((مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّظِلَّهُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ ، فَلْيُنْظِرْ مُعْسِرًا ، اَوْلِيَضَعْ عَنْهُ .)) [2]

''جو شخص پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے سائے تلے جگہ عطا فرمائے، اسے چاہیے کہ وہ تنگ دست کو مہلت دے، یا پھر اسے معاف کر دے۔''

ادھار دینے کا ثواب:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو مسلمان کسی مسلمان کو دو دفعہ قرض دے وہ اسے ایک دفعہ صدقہ دینے کے برابر ہو گا۔'' [3]

واپس کرنے کی نیت سے قرض لینے کا ثواب:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص

[1] صحیح مسلم، کتاب الذکر و الدعاء، باب فضل الاجتماع تلاوة القرآن، رقم: ۲۶۹۹.

[2] سنن ابن ماجه، کتاب الصدقات، رقم: ۲۴۱۹ ـ صحیح الترغیب والترهیب، رقم: ۹۰۱.

[3] سنن ابن ماجه، کتاب الصدقات، باب القرض، رقم: ۲۴۳۰ ـ معجم کبیر للطبرانی: ۹/۳۳۵ ـ صحیح ابن حبان (الاحسان): ۷/۲۴۹ ـ ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

لوگوں سے ادا کرنے کی نیت سے قرض لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادا کر دیتا ہے۔ اور جو شخص لوگوں سے ضائع کرنے کی نیت سے قرض لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے ضائع کر دیتا ہے۔'' ❶

رزقِ حلال کمانے کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَآ أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿١٦٨﴾﴾ (البقرہ: ١٦٨)

''لوگو! زمین میں جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں کھاؤ پیو اور شیطانی راہ پر نہ چلو۔ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوا لِلّٰهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿١٧٢﴾﴾ (البقرہ: ١٧٢)

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ، جو ہم نے تمہیں دی ہیں، اور تم اللہ کا شکر کرو اگر تم صرف اس کی بندگی کرتے ہو۔''

آیت نمبر (١٦٨) میں اللہ تعالیٰ نے عام انسانوں کو خطاب کر کے کہا کہ حلال وطیب روزی کھاؤ۔ اس آیت میں خطاب مؤمنین کے ساتھ خاص ہے، کیونکہ اپنے ایمان کی بدولت یہی لوگ اللہ کے اوامر ونواہی سے صحیح معنوں میں استفادہ کر سکتے ہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو پاکیزہ روزی کھانے اور اس کا شکر ادا کرتے رہنے کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ انبیاء ورسل کو حکم دیا اور فرمایا:

﴿يَآ أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوا صٰلِحًا ۖ﴾

المؤمنون: ٥١)

❶ صحیح بخاری، کتاب الاستقراض، باب من اخذ اموال الناس، رقم: ٢٣٧٨.

''یعنی اے میرے رسولو! پاکیزہ روزی کھاؤ اور عمل صالح کرو۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: '' (طیبات) سے مراد وہ کھانے ہیں جو عقل و اخلاق کے لیے نفع بخش ہیں، اور اس کے مقابلے میں (خبائث) ان کھانوں کو کہتے ہیں جو عقل و اخلاق کے لیے نقصان دہ ہیں، اور شراب تمام خبیث کھانوں کی اصل ہے۔ اس لیے کہ وہ عقل و اخلاق میں فساد ڈال دیتی ہے۔'' انتہیٰ (بحواله تيسير الرحمن: ١/ ٩٣، ٩٤)

عن أبي هُريرةَ رضی اللہ عنہ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: ((والَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَـدِهٖ! لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُم حَبْلَهُ، فَيَحْتَطِبَ على ظَهْرِهِ، خَيْرٌ لَهُ من أَنْ يَأْتِيَ رَجُلًا فيسأَلُهُ، أَعْطاهُ أَوْ مَنَعَهُ.)) ❶

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں سے جو شخص رسی لے کر لکڑی کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر لاتا (اور اسے بیچ کر گزارا کرتا ہے) یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی سے سوال کرے، وہ اسے دے دے یا انکار کر دے۔''

عَـنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رسـولَ اللّٰهِ ﷺ قـال: ((كانَ زَكَرِيَّا نَجَّارًا.)) ❷

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سیدنا زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے۔''

((وعـن الـمِـقدَام رضي الله عنه عن النبيِّ ﷺ قـال: مَا أَكَلَ أَحَـدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِن عَمَلِ يَدِهِ، وَإِنَّ نبيَّ اللّٰهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام كان يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ.)) ❸

❶ صحيح بخاري، كتاب الزكاة، باب الاستعفاف عن المسئلة، رقم: ١٤٧٠.

❷ صحيح مسلم، كتاب الفضائل باب من فضائل زكريا صلى الله عليه وسلم، رقم: ٢٣٧٩.

❸ صحيح بخاري، كتاب البيوع، باب كسب الرجل وعمله بيده، رقم: ٢٠٧٢.

سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کسی شخص نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کبھی کوئی کھانا نہیں کھایا، اور اللہ کے پیغمبر داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا کرتے تھے۔''

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ إِلَّا الطَّيِّبَ، وَإِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهِ كَمَا يُرَبِّی أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ، حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ .)) [1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص حلال کی کمائی سے ایک کھجور بھی صدقہ دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ حلال پاک چیزوں کو ہی قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں لے لیتا ہے، پھر اسے دینے والے کی خاطر بڑھاتا ہے جس طرح تم اپنے گھوڑے کے بچے کی پرورش کرتے ہو، حتی کہ وہ کھجور پہاڑ کے برابر ہو جاتی ہے۔''

[1] صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب الصدقة من کسب طیب، رقم: ١٤١٠۔ صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب قبول الصدقة من الکسب الطیب، رقم: ١٠١٤.

10...... کتاب الحج والعمرۃ

حج اور عمرہ ادا کرنے کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ ۖ وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ۗ وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿٩٧﴾﴾ (آل عمران : ۹۷)

''اس میں کئی کھلی نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم ہے اور جو اس میں داخل ہو جاتا ہے امن میں آ جاتا ہے، اور اللہ کی رضا کے لیے بیت اللہ کا حج کرنا ان لوگوں پر فرض ہے، جو وہاں پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں، اور جو انکار کرے تو اللہ تعالیٰ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔''

''جمہور علماء نے ﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ﴾ سے حج کے وجوب پر استدلال کیا ہے۔ حج سن بلوغ کو پہنچ جانے کے بعد زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے۔

جیسا کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے۔ جسے امام احمد اور مسلم نے روایت کیا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ اللہ نے تمہارے اوپر حج فرض کیا ہے۔ اس لیے تم لوگ حج کرو۔

اور حج صاحب استطاعت پر فرض ہے۔ حاکم نے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اس آیت کریمہ میں (سبیل) سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے فرمایا: راستے کا خرچ اور سواری۔ حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث امام مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔''

(تیسیر الرحمن: ۱/ ۱۹۵)

قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَر مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ، مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ، وَإِنَّهُ لَيَدْنُو ثُمَّ يُبَاهِي بِهِمُ الْمَلٰئِكَةَ فَيَقُوْلُ: مَا أَرَادَ هٰؤُلَاءِ؟)) ❶

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے زیادہ اپنے بندے کو جہنم کی آگ سے آزاد کرتا ہو۔ پھر وہ فرشتوں کے سامنے ان پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟''

فائدہ:...... عرفہ حج کا بنیادی رکن ہے۔ میدانِ عرفہ میں حاجی آٹھ ذوالحجہ کو جمع ہوتے ہیں۔ وہاں خطبہ حج دیا جاتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! نَرَى الجِهَادَ أَفْضَلَ العَمَلِ، أَفَلَا نُجَاهِدُ؟ فَقَالَ: ((لٰكِنَّ أَفْضَلُ الجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُورٌ.)) ❷

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کے رسول! ہم جہاد کو سب سے افضل عمل سمجھتے ہیں، کیا ہم جہاد نہ کریں؟ تو آپ نے فرمایا: ''تمہارے لیے افضل جہاد حج مبرور ہے۔''

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((بُنِيَ الإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ.)) ❸

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب فضل يوم عرفة، رقم: ١٣٤٨.

❷ صحيح بخاري، كتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، رقم: ١٥٢٠.

❸ صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب دعاء كم إيمانكم، رقم: ٨- صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان أركان الإسلام، رقم: ١٦.

''اسلام کی بنیادیں پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہیں۔اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔''

اَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يقولُ: ((مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ، فَلَمْ يَرْفُثْ، وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَومٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.)) [1]

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:'' جس نے حج کیا اور اس نے کوئی فحش، بیہودہ بات نہیں کی اور نہ اللہ کی نافرمانی کی، تو وہ اس طرح (پاک ہوکر) لوٹتا ہے، جیسے آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہے۔''

عمرہ ادا کرنے کا ثواب:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۖ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴿١٥٨﴾﴾ (البقرة: ١٥٨)

''بے شک صفا اور مروہ اللہ کے مقرر کردہ نشانات ہیں، اس لئے جو کوئی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے، اس کے لیے کوئی گناہ نہیں کہ وہ ان دونوں کے درمیان طواف کرے، اور جو شخص (اپنی خوشی سے) کوئی کار خیر کرے گا تو اللہ اس کا اچھا بدلہ دینے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حج کے ساتھ عمرہ کا بھی ذکر فرمایا ہے۔عمرہ حج کی

---

[1] صحیح بخاري، كتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، رقم: ١٥٢١۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب في فضل يوم عرفة، رقم: ١٣٥٠.

نسبت مختصر ہوتا ہے کہ حالت احرام میں بیت اللہ کا طواف کرنے کے بعد، مقامِ ابراہیم پر دو رکعتیں ادا کرکے، صفا ومروہ کی سعی اور سر منڈوانا یا بال چھوٹے کرانا، یعنی عمرہ کے بنیادی کرنے والا امور یہ ہیں۔ باقی ان کے تحت دیگر امور علاوہ ہیں۔

مزید ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ (البقرة: ١٩٦)

''اور حج وعمرہ اللہ کے لیے پورا کرو۔''

عـنِ ابـنِ عباسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَقْضِىْ حَجَّةً۔ أَوْ حَجَّةً مَعِي .)) [1]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''رمضان میں عمرہ کرنا، حج کے برابر ہے یا (فرمایا، راوی کو شک ہے) میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔''

عَـنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُـولَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: ((الْعُمْرَةُ إِلى الـعُـمْـرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا، والحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الجَنَّةَ .)) [2]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک عمرہ دوسرے عمرے تک، درمیانی مدت کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزا جنت ہی ہے۔''

---

[1] صحيح بخاري، كتاب جزاء الصيد، باب حج النساء، رقم: ١٨٦٣ـ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب العمرة فى رمضان، رقم: ١٢٥٦.

[2] صحيح بخاري، كتاب العمرة، باب وجوب العمرة وفضلها،رقم: ١٧٧٣ـ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب في فضل الحج والعمرة ،رقم: ١٣٤٩.

حج یا عمرے کی نیت سے جانے والے کی وفات کا ثواب:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝﴾ (النساء: ۱۰۰)

''اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی خاطر گھر سے ہجرت کر کے نکل جائے، پھر اس کو موت آ جائے اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہو چکا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

سیدنا (عبداللہ) بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (سواری پر) کھڑا ہوا تھا کہ وہ اپنی سواری سے گر گیا، اس کی گردن ٹوٹ گئی (اور وہ مر گیا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دو، اور ان ہی دونوں کپڑوں میں اسے کفن دو۔ نہ اس کا سر ڈھانپنا اور نہ اسے خوشبو لگانا۔ یہ قیامت کے دن تلبیہ (لبيك اللهم لبيك......) کہتے ہوئے اٹھے گا۔'' [1]

حج وعمرہ کے لیے خرچ کرنے کا ثواب:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عمرے کے متعلق فرمایا: ''تجھے تیری تھکن اور خرچ کے مطابق ثواب ملے گا۔'' [2]

تلبیہ (لبيك اللهم لبيك......) کہنے کا ثواب:

سیدنا سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی مسلمان تلبیہ کہتا ہے، اس کے دائیں اور بائیں پوری روئے زمین کا ہر پتھر، درخت اور

---

[1] صحيح بخاری، کتاب الجنائز، رقم: ۱۲۶۷۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، رقم: ۱۲۰۶/۹۳.

[2] مستدرك حاكم: ۴۷۱/۱۔ حاکم نے اسے ''صحيح على شرط البخاری و مسلم'' قرار دیا ہے۔ اور ذہبی نے حاکم کے ساتھ موافقت کی ہے۔

ہر عمارت تلبیہ کہتی ہے۔" ❶

عشرہ ذوالحج میں نیکی کرنے کا ثواب:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس قدر اللہ عزوجل کو نیک کام ان دنوں (یعنی عشرہ ذوالحج) میں پسند ہے اتنا باقی دنوں میں پسند نہیں ہے۔ صحابہ نے عرض کیا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی (اتنا پسند) نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں۔ البتہ وہ شخص جو اپنا مال و جان لے کر اللہ کی راہ میں نکلا اور اس میں کچھ بھی واپس نہ لایا۔ اس سے بہتر ہے۔" ❷

سر منڈانے کا ثواب:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ! سر منڈانے والوں کو بخش دے۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! بال کٹوانے والوں کے لیے بھی دعا فرمائیں) آپ نے فرمایا: اے اللہ! سر منڈانے والوں کو بخش دے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! سر کٹوانے والوں کے لیے بھی بخشش (دعا فرمائیں) آپ نے فرمایا: "بال کٹوانے والوں کو بھی (بخش دے)۔" ❸

قربانی کرنے کا ثواب:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿٣٢﴾﴾

(الحج: ٣٢)

---

❶ سنن ترمذی، کتاب الحج، رقم: ٨٢٨۔ صحیح ابن خزیمہ: ١٧٦/٤۔ مستدرک حاکم: ٤٥١/١۔ ابن خزیمہ، حاکم، ذہبی اور البانی نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری کتاب العیدین، رقم: ٩٦٩.

❸ صحیح بخاری، کتاب الحج، رقم: ١٧٢٨.

''اور جو شخص ادب کی چیزوں کی جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کی ہیں عظمت رکھے تو یہ (عمل) دلوں کی پرہیزگاری میں سے ہے۔''

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اس سے مراد قربانی کا احترام کرنا اور اسے موٹا کرنا ہے۔'' [1]

آب زم زم پینے کا ثواب:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَاءُ زَمْ زَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ.)) [2]

''آب زم زم جس مقصد کے لیے بھی پیا جائے (اسے پورا کرتا ہے)۔''

مدینہ منورہ میں رہائش کا ثواب:

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کاش! لوگوں کو معلوم ہو کہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہے (اگر) کوئی شخص اسے بے رغبت ہو کر چھوڑ دے گا، اللہ تعالیٰ اس میں اس سے بہتر آدمی بسا دے گا، اور جو شخص اس کی تنگی اور مشقت پر ثابت قدم رہے گا، قیامت کے روز میں اس کا سفارشی اور گواہ ہوں گا۔''

ایک اور روایت میں ہے ''جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا، تو اللہ اس کو سیسے کے پگھلنے کی طرح یا نمک کے حل ہو جانے کی طرح آگ میں پگھلائے گا۔'' [3]

سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص مدینہ منورہ کی تکلیف وشدت پر صبر کرے گا تو میں قیامت کے دن اس کا سفارشی اور گواہ ہوں گا۔'' [4]

سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایمان مدینہ

---

[1] فتح القدیر: ۲/۱۵۳.

[2] سنن ابن ماجه، رقم: ۳۰۶۲۔ الارواء، رقم: ۱۱۲۳۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[3] صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینة، رقم: ۴۵۹/ ۱۳۶۳.

[4] صحیح مسلم، کتاب الحج، رقم: ۱۳۷۸/۴۸۴.

منورہ میں ایسے سمٹ جائے گا جیسے سانپ اپنے بل کی طرف سمٹ جاتا ہے۔'' ❶

اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِيْنَةِ ضِعْفَيْ مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ .)) ❷

''اے اللہ! جتنی مکہ میں برکت عطا فرمائی ہے مدینہ میں اس سے دوگنی برکت عطا کر۔''

اور زید بن اسلم اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی:

((اَللّٰهُمَّ ! ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ، وَاجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ .)) ❸

''اے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما۔ اور میری موت اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں مقدر کردے۔''

فائدہ: ''اللہ عظیم و برتر نے امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی دونوں دعائیں قبول فرمائیں کہ ان کو موت بھی شہادت کی ملی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہوئے، اس طرح آپ کی دوسری خواہش بھی پوری ہوگئی۔''

مکہ مکرمہ میں رہائش کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ اِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا ؕ وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآىِٕفِيْنَ وَ الْعٰكِفِيْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝۱۲۵ وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا

❶ صحیح بخاری، کتاب فضائل المدینة، رقم: ۱۸۷۶.

❷ صحیح بخاری، کتاب فضائل المدینه، رقم: ۱۸۸۵.

❸ صحیح بخاری، کتاب فضائل المدینة، رقم: ۱۸۹۰.

بَلَدًا اٰمِنًا وَّ ارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَ مَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾ (البقرہ: ۱۲۵۔ ۱۲۶)

''اور جب ہم نے خانہ کعبہ کو بنایا لوگوں کے لیے (بار بار) لوٹنے (اجتماع) کی جگہ اور امن کی جگہ۔ اور ''مقام ابراہیم'' کو نماز کی جگہ بناؤ۔ اور ہم نے حکم دیا ابراہیم اور اسماعیل کو کہ وہ میرا گھر پاک رکھیں طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں کے لیے، اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے۔ اور جب ابراہیم نے کہا، اے میرے پروردگار، تو اس جگہ کو امن والا شہر بنا، اور یہاں کے باشندوں کو جو اللہ پر اور قیامات کے دن پر ایمان رکھنے والے ہوں۔ پھلوں کی روزیاں دے۔ (اللہ نے) فرمایا: میں کافروں کو بھی تھوڑا فائدہ دوں گا، پھر انہیں آگ کے عذاب کی طرف بے بس کر دوں گا، یہ پہنچنے کی جگہ بری ہے۔''

اور ابو مسلم بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عدی بن حمراء زہری رضی اللہ عنہما نے انہیں بتایا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کہ آپ مکہ کے بازار حذورہ میں کھڑے تھے، فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ کی قسم! بے شک تو (مکہ مکرمہ) اللہ کی تمام زمین سے افضل ہے اور اللہ کی تمام زمین سے اللہ کو زیادہ پیارا ہے۔ اگر مجھے تجھ سے نکالا نہ جاتا تو میں نہ نکلتا۔'' [1]

[1] مسند احمد: ۳/ ۳۰۵۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

11...... کتاب الأدب

صبر کرنے کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ۫ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾﴾

(البقرہ: ۱۵۵۔۱۵۷)

''اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے، دشمن کے ڈر، بھوک پیاس، مال و جان، اور پھلوں کی کمی سے، اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجیے۔ انہیں جب کبھی کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اُن پر اُن کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں، اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔''

''صبر کرنے والوں کی اللہ نے یہ صفت بتائی کہ جب انھیں کوئی مصیبت لاحق ہوتی ہے تو فوراً اللہ کی تقدیر پر اپنی رضا کا اظہار کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے غلام ہیں، ہماری جانیں اور ہمارے اموال سب کچھ اللہ کی ملکیت ہیں، اس لیے ارحم الراحمین اگر اپنے غلاموں اوران کے اموال میں تصرف کرتا ہے، تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

صبر کرنے والوں کے لیے ایک اجر عظیم یہ بھی ہے کہ ربّ العالمین ان کی تعریف بیان

کرتا ہے، اور ان پر رحمت کا نزول فرماتا ہے اور یہی لوگ فی الواقع راہِ ہدایت پر ہیں، اس لیے کہ انہوں نے جب جان لیا کہ وہ اللہ کے غلام ہیں، اور اس کی طرف لوٹ کر جائیں گے، تو کسی بھی حال میں صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔'' (تیسیر الرحمن: ۱/ ۸۷)

﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٢٠٠﴾﴾ (آل عمران: ۲۰۰)

''اے ایمان والو! تم ثابت قدم رہو، اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کرو، اور جہاد کے لیے تیار رہو تا کہ تم مراد کو پہنچو۔''

﴿قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿١٠﴾﴾ (الزمر: ۱۰)

''میرا پیغام پہنچا دو کہ اے میرے ایمان والے بندو! اپنے رب سے ڈرتے رہو۔ جو اس دُنیا میں نیکی کرتے ہیں ان کے لیے نیک بدلہ ہے اللہ کی زمین بہت کشادہ ہے صبر کرنے والوں ہی کو ان کا پورا پورا بے شمار اجر دیا جاتا ہے۔''

﴿وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ﴿١٢﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ﴿١٣﴾ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴿١٤﴾ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا ﴿١٥﴾ قَوَارِيْرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ﴿١٦﴾ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ﴿١٧﴾ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ﴿١٨﴾ وَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ﴿١٩﴾ وَ اِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ﴿٢٠﴾ عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ وَّ حُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿٢١﴾ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ

مَّشْكُورًا ﴿٢٢﴾ (الدھر: ۱۲ تا ۲۲)

”اور انہیں ان کے صبر کے بدلے جنت اور ریشمی لباس عطا فرمائے گا۔ یہ وہاں تختوں پر تکیے لگائے ہوئے بیٹھیں گے۔ نہ وہاں آفتاب کی گرمی دیکھیں گے نہ جاڑے کی سختی۔ ان جنتوں کے سائے ان پر جھکے ہوئے ہوں گے اور اس کے پھل ان کے بالکل قریب کردیئے جائیں گے۔ اور ان پر چاندی کے برتنوں اور ان جاموں کا دور کرایا جائے گا جو شیشے کے ہوں گے۔ شیشے بھی چاندی کے جن کو ساقی نے اندازے سے ناپ رکھا ہوگا۔ اور انہیں وہاں وہ جام پلائے جائیں گے جن کی آمیزش زنجبیل کی ہوگی، جنت کی ایک نہر سے جس کا نام سلسبیل ہے، اور ان کے اردگرد گھومتے پھرتے ہوں گے وہ کم سن بچے جو ہمیشہ رہنے والے ہیں جب تو انہیں دیکھے تو سمجھے کہ وہ بکھرے ہوئے سچے موتی ہیں۔ تو وہاں جہاں کہیں بھی نظر ڈالے گا سراسر نعمتیں اور عظیم الشان سلطنت ہی دیکھے گا۔ ان کے جسموں پر سبز مہین اور موٹے ریشمی کپڑے ہوں گے اور انہیں چاندی کے کنگن کا زیور پہنایا جائے گا۔ اور انہیں ان کا رب پاک صاف شراب پلائے گا۔ (کہا جائے گا) کہ یہ ہے تمہارے اعمال کا بدلہ اور تمہاری کوششوں کی قدر دانی۔“

﴿ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿٢٣﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٤﴾ ﴾ (الرعد: ۲۳، ۲۴)

”ہمیشہ رہنے کے باغات جہاں یہ خود جائیں گے، اور ان کے آباؤ اجداد، بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو نیکوکار ہوں گے، ان کے پاس فرشتے ہر ہر دروازے سے آئیں گے۔ کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو صبر کے بدلے، کیا ہی اچھا بدلہ ہے اس گھر کا۔“

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کے لیے عظیم الشان انعامات واکرامات کی برکھا برسائی ہے۔ یعنی کہ معلوم یہ ہوا کہ صبر ایسا عظیم عمل ہے کہ جو اللہ کی رضا مندی اور اس کی جنت کے حصول کا سبب بنتا ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه: أَنَّ نَاساً مِنَ الأَنْصارِ سَأَلُوا رسول الله ﷺ فَأَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ، حَتَّى نَفِدَ مَا عِنْدهُ، فَقَالَ ((مَا يَكُنْ عِنْدِي مِنْ خَيرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ، وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ، وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ، وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَع مِنَ الصَّبْر.)) ❶

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ (مال) طلب کیا، آپ نے انہیں کچھ دیا، انہوں نے پھر سوال کیا، آپ نے انہیں پھر دیا، حتی کہ آپ کے پاس جو کچھ تھا، ختم ہو گیا۔ آپ نے، جس وقت ہر چیز جو آپ کے ہاتھ میں تھی، خرچ کر دی، تو ان سے فرمایا: ''میرے پاس جو کچھ بھی آتا ہے، میں وہ تم سے بچا کر نہیں رکھتا اور جو شخص سوال سے بچنے کی کوشش کرتا ہے، اللہ اسے بچالیتا ہے، جو بے نیازی اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے (لوگوں سے) بے نیاز کر دیتا ہے اور جو صبر کا دامن پکڑتا ہے، اللہ اسے صبر کی توفیق دے دیتا ہے اور کسی شخص کو ایسا عطیہ نہیں دیا گیا، جو صبر سے زیادہ بہتر اور وسیع تر ہو۔''

عَنْ صُهَيْبٍ رضي الله عنه قال: قال رسولُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا

❶ صحیح بخاری، کتاب الزکوۃ، باب الاستعفاف عن المسألة، رقم: ١٤٦٩۔ صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب فضل التعفف والصبر، رقم: ١٠٥٤.

لِـلْمُؤْمِنِ ، إنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ ، فَكَانَ خَيرًا لَهُ ، وَإِنْ أَصَابَتْه ضَرَّاءُ صَبرَ فَكَانَ خَيرًا لَهُ .)) ❶

سیدنا صہیب (بن سنان) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے، اس کے ہر کام میں اس کے لیے بھلائی ہے اور یہ چیز مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ اگر اسے خوش حالی نصیب ہو تو اس پر اللہ کا شکر کرتا ہے، تو یہ شکر کرنا بھی اس کے لیے بہتر ہے۔ اور اگر اسے تکلیف پہنچے، تو صبر کرتا ہے، تو یہ صبر کرنا بھی اس کے لیے بہتر ہے۔''

أُمّ سلمة زوج النبي ﷺ تقول: سمعتُ رسولَ اللّٰهِ ﷺ يقول: ((مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ ، فيقولُ: إنَّا للّٰهِ وَإنَّا إلَيْهِ رَاجِعُونَ ، اللّٰهُمَّ اَجُرْنِي في مُصِيبَتي وَأَخْلِفْ لِيْ خَيْراً مِنْها ــ إِلَّا أَجرَهُ اللّٰهُ تَعَالى في مُصِيبَتِهِ ، وَأَخْلَفَ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا .)) قالت: فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُو سَلَمَة ، قلتُ: كَمَا أَمَرَني رسولُ اللّٰهِ ﷺ ، فَأَخْلَفَ اللّٰهُ لي خَيْرًا منهُ ، رسولَ اللّٰهِ ﷺ . ❷

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس بندے کو کوئی مصیبت پہنچے، اور وہ کہے: ''ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں اجر عطا فرما، اور اس کی جگہ بہتر بدل عطا فرما۔'' تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی مصیبت میں اجر عطا کرتا ہے، اور اس کی جگہ اسے بہتر جانشین عطا فرماتا ہے۔'' سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے تو میں نے اسی طرح دعا کی جس طرح مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے (بہت) بہتر

❶ صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب المؤمن أمره كله خير، رقم: ٢٩٩٩.

❷ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب ما يقال عندالمصيبة، رقم: ٩١٨/٤.

جانشین یعنی رسول اللہ ﷺ عطا فرما دیئے۔“

عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ أن رسول الله ﷺ قال: ((يقول الله تعالى: ما لعبدي المؤمن عندي جزاء إذا قبضت صفيه من أهل الدنيا، ثم احتسبه إلا الجنة.)) ❶

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مومن بندے کے لیے میرے پاس، جب میں اس کی دنیا کی پسندیدہ چیز چھین لوں، پھر وہ اس پر ثواب کی نیت رکھے (اور صبر کرے) جنت کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں۔“

سیدنا عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا: کیا میں تجھے جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے (ایک عورت کی طرف اشارہ کرکے) کہا یہ سیاہ فام عورت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: میں مرگی کی مریضہ ہوں اور (مرگی کے دوران) میرا ستر کھل جاتا ہے، آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعا فرمائیں (اللہ مجھے صحت عطا فرمائے) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اگر تو صبر کرے تو تیرے لیے جنت ہوگی، اور اگر چاہے تو اللہ سے تیرے لیے دعا کرتا ہوں وہ تجھے صحت عطا فرما دے گا“ (اس صورت میں جنت کا وعدہ نہیں کرتا) اس عورت نے عرض کیا: میں صبر کروں گی، لیکن ساتھ یہ بھی عرض کیا (مرگی کے دوران) میرا ستر کھل جاتا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ میرا ستر نہ کھلے، رسول اکرم ﷺ نے اس کے لیے یہ دعا فرمائی۔“ ❷

جب کوئی مسلمان کسی مصیبت یا تکلیف کے وقت صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ

---

❶ صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب العمل الذى يبتغى به وجه الله تعالىٰ، رقم: ٦٤٢٤.

❷ صحيح بخارى كتاب المرض، باب فضل من يصرع من الريح، رقم: ٥٦٥٢۔ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه من حزن ......، رقم: ٢٥٧٦.

معاف فرما دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ ، وَلَا هَمٍّ وَلَا حَزَنٍ ، وَلَا أَذًى ، وَلَا غَمٍّ ۔ حَتَّى الشَّوْكَةِ الَّتِي يُشَاكُهَا ۔ إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ .)) ❶

''مسلمان کو جب تھکاوٹ یا بیماری لاحق ہوتی ہے، یا وہ حزن وملال اور تکلیف سے دوچار ہوتا ہے۔ حتی کہ اگر ایک کانٹا بھی چبھتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔''

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى إِلَّا حَاتَّ اللّٰهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ .)) ❷

''جب کسی مسلمان کو کوئی اذیت (تکلیف) پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو اس طرح گرا دیتا ہے جس طرح درخت کے پتے گرتے ہیں۔''

آزمائش میں استقامت کا ثواب:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ١٥٥﴾ (البقرة: ١٥٥)

''اور ہم تمہیں آزمائیں گے، کچھ خوف وہراس اور بھوک سے، اور مال وجان اور پھلوں میں کمی سے، اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجیے۔''

''اس آیت میں خطاب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے ہے، لیکن دیگر مؤمنین بھی اس میں

❶ صحيح بخاري: كتاب المرض، رقم: ٥٦٤٢ـ صحيح مسلم: أيضًا ، رقم: ٢٥٧٣.

❷ صحيح بخاري، كتاب المرض، باب شدة المرض، رقم: ٥٦٤٧ـ صحيح مسلم، أيضًا، رقم: ٢٥٧١.

شامل ہیں۔ اس لیے کہ جو لوگ دعوت الی اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ کی ذمہ داری قبول کریں گے، ان کا مقابلہ اہل فسق و فجور سے ہوگا، اور جو لوگ حق پر قائم رہیں گے اور اس کی طرف دوسروں کو بلائیں گے، ان کی ابتلاء و آزمائش لازم ہے، یہی سنت ابراہیمی ہے۔ اور یہ آزمائش اس لیے بھی ضروری ہے، تاکہ جھوٹے اور سچے اور صبر کرنے والے، اور جزع وفزع کرنے والے میں تمیز ہو سکے اور جو صبر سے کام لیتا ہے۔ اللہ سے اجر کی اُمید رکھتا ہے، اور راضی بقضائے الٰہی ہوتا ہے، اللہ اسے بشارت دیتا ہے کہ اس کا اجر اس کو پورا پورا ملے گا۔''

(تیسیر الرحمٰن: ۱/ ۸۷)

تو خاک میں مل اور آگ میں جل
جب خشت بنے تب کام بنے
ان خام دلوں کے عنصر پر
بنیاد نہ رکھ تعمیر نہ کر

مزید برآں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاسْتَقِمْ كَمَآ أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۚ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿١١٢﴾﴾ (ھود: ۱۱۲)

''پس آپ راہِ حق پر قائم رہیے جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے، اور وہ لوگ بھی جنہوں نے آپ کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کیا ہے، خبردار! تم حد سے نہ بڑھنا، اللہ تمہارے تمام اعمال کو دیکھنے والا ہے۔''

''اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور دیگر مؤمن بندوں کو دین حق پر ہر حال میں ثابت قدم رہنے کا حکم دیا ہے۔ اس لیے کہ دشمنانِ دین پر غالب آنے کا یہی سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اور اللہ کے خلاف بغاوت و سرکشی سے منع کیا ہے، اس لیے کہ ہلاکت و بربادی کا یہی پیش خیمہ ہے۔ حسن بصری کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیار ہو جاؤ! تیار ہو جاؤ!'' اس کے بعد آپ ہنستے ہوئے انہیں

دیکھے گئے۔ مفسر ابوالسعود کہتے ہیں کہ: ''استقامت'' تمام اصولی وفروعی احکام اور تمام نظری اور عقلی خوبیوں کو شامل ہے۔ اور اس ضمن کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا انتہائی مشکل کام ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''مجھے سورۂ ہود نے بوڑھا بنا دیا (ترمذی)۔''

(بحوالہ تیسیر الرحمن: ١/ ٦٦٤)

اللہ ربّ العزت اپنے مؤمن بندوں کو جو اس کی راہ میں حق پر قائم رہتے ہیں، اور آنے والی تکالیف، مصائب و پریشانیوں کے مقابل صبر و استقلال کا نمونہ بن جاتے ہیں تو اللہ ایسے بندوں کی قدر کرتا ہے، اور انہیں بڑے انعام و اکرام سے نوازتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝۳۰ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝۳۱ۭ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝۳۲ۧ﴾

(حم السجدہ: ٣٠۔ ٣٢)

''واقعی جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے، پھر اسی پر قائم رہے ان کے پاس فرشتے یہ کہتے ہوئے آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو بلکہ اس جنت کی بشارت سُن لو جس کا تم وعدہ دیئے گئے ہو۔ تمہاری دنیوی زندگی میں بھی ہم تمہارے رفیق رہے اور آخرت میں بھی رہیں گے، جس چیز کو تمہارا جی چاہے اور جو کچھ تم مانگو سب جنت میں موجود ہے غفور رحیم معبود کی طرف یہ سب کچھ بطور مہمانی کے ہے۔''

مزید ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۱۳ۚ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۴﴾ (الاحقاف: ١٣۔ ١٤)

''بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پالنہار اللہ ہے پھر اس پر جمے رہے تو ان پر نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ غمگین ہوں گے۔ یہ تو اہلِ جنت ہیں جو سدا اسی میں رہیں گے ان اعمال کے بدلے جو وہ کیا کرتے تھے۔''

یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آزمائش پر استقامت اور صبر کرنے کا درس دیتے، اور تلقین فرمایا کرتے تھے:

عَـنْ سُـفْيَـانَ بـنِ عبدِ اللّٰهِ رضي الله عنه قال: قُلْتُ: يَا رسول الـلّٰـهِ! قُلْ لِي في الإسلامِ قَوْلاً لا أَسْأَلُ عَنْه أَحدًا بَعْدَكَ۔ قال: ((قُلْ: آمَنْتُ اللّٰهِ؛ ثُمَّ اسْتَقِمْ .)) ❶

''سیدنا سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے کہا: مجھے اسلام کے بارے میں ایسی بات بتلا دیں کہ اس کی بابت آپ کے علاوہ میں کسی اور سے سوال نہ کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم کہو، میں اللہ پر ایمان لایا، پھر اس پر ثابت قدم رہو۔''

بعض دفعہ آزمائش اتنی سخت ہوتی ہے کہ انسان مرنے کی بھی خواہش کرنے لگ جاتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((والذِي نَفْسِي بِيدِهِ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِالْقَبْرِ ، فَيَتَمَرَّغَ عَلَيْهِ ، ويقولُ: يَا لَيْتَنِي كُنْتُ مَكَانَ صَاحِبِ هَذا الْقَبْرِ ، وَلَيس بِهِ الدِّيْنُ ، إِلَّا الْبَلاءُ .)) ❷

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، دنیا ختم نہ ہوگی حتی کہ آدمی قبر پر سے گزرے گا تو اس پر لوٹ پوٹ ہوگا اور کہے گا کہ کاش! اس

❶ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب جامع أوصاف الإسلام، رقم: ٣٨.

❷ صحيح بخاري، كتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتي يغبط أهل القبور، رقم: ٧١١٥۔ صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل...... رقم: ١٥٧.

قبر والے کی جگہ میں ہوتا۔ ایسا دین (کی حفاظت) کی وجہ سے نہیں کہے گا، بلکہ اس کا سبب دنیا کی آزمائش ہوگی۔''

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَمَا يَزَالُ الْبَلاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِيْ نَفْسِهِ، وَوَلَدِهِ، وَمَالِهِ، حَتَّى يَلْقَى اللّٰهَ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيْئَةٌ.)) ❶

''مومن مرد وعورت اپنی جان، اولاد اور مال میں ہمیشہ آزمائش سے دوچار رہتی ہے، حتی کہ اللہ سے ملاقات کے وقت اس کے بدن پر ایک گناہ بھی باقی نہیں ہوتا۔''

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهُ أَذًى مِنْ مَرَضٍ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللّٰهُ بِهِ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا.)) ❷

''مسلمان کو بیماری کی وجہ سے جو تکلیف لاحق ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کے گناہوں کو اس طرح گراتے ہیں جس طرح درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔''

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ اَسْوَدِ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَيْمُ اللّٰهِ! لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ، اِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ، اِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ وَلَمَنِ ابْتُلِيَ فَصَبَرَ فَوَاهًا.)) ❸

---

❶ مسند الامام احمد: ۲/ ۴۵۰۔ صحیح سنن الترمذي، الزهد، باب ماجاء فی الصبر علی البلاء، رقم: ۲۳۹۹.

❷ صحیح البخاری، رقم: ۵۶۶۰۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب ثواب المؤمن فیما یصیبه من مرض ...... ، رقم: ۲۵۷۱.

❸ سنن ابو داؤد، کتاب الفتن، باب فی النهی عن السعی فی الفتنة، رقم: ۴۲۶۳۔ سلسلة الصحیحة، رقم: ۹۷۳.

سیّدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: ''نیک بخت وہی ہے جو فتنوں سے بچالیا گیا، نیک بخت وہی ہے جو فتنوں سے بچالیا گیا، نیک بخت وہی ہے جو فتنوں سے بچالیا گیا، اور جو (فتنوں میں) آزمایا گیا اور اس نے صبر کیا اس کے کیا ہی کہنے۔''

غصے کو ضبط کرنے کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَ الَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ وَ اِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝﴾

(الشوریٰ: ۳۶-۳۷)

''پس تمہیں جو کچھ دیا گیا ہے وہ زندگانی دنیا کا کچھ یونہی سا اسباب ہے، اور اللہ کے پاس جو ہے وہ اس سے کئی گنا بہتر اور پائیدار ہے، وہ ان کے لیے ہے جو ایمان لائے اور صرف اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور غصے کے وقت بھی معاف کر دیتے ہیں۔''

مزید ارشاد فرمایا:

﴿وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَ سَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝﴾

(آل عمران: ۱۳۲-۱۳۴)

''اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہے، جو ان پرہیز گاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ جو خوشی اور غم ہر حال میں اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے، اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اللہ ان نیک کاروں کو محبوب رکھتا ہے۔''

ان آیات مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے منعم علیہ بندوں کا ذکر فرمایا ہے کہ جو جنتوں اور اللہ کی رضا مندی کے حقدار ٹھہریں گے۔ ان چنیدہ بندوں میں غصے کو ضبط کرنے والے بھی ہیں۔ چھوٹی، فضول باتوں پر یا بات بات پر غصہ کرنا درست نہیں۔ ہاں! جہاں شریعت، دین وغیرہ کا معاملہ ہو، جہاں محرمات الٰہیہ کا ارتکاب کیا جاتا ہو، وہاں غصہ آنا ممدوح ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰه عنه أن رسولَ اللّٰه ﷺ قال: ((لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ .)) [1]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''طاقتور وہ نہیں ہے جو پچھاڑ دے، اصل طاقتور (پہلوان) وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔''

عَنْ مُعَاذ بْنِ أَنَسٍ رضِيَ اللّٰه عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَظَمَ غَيْظًا ، وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُنْفِذَهُ ، دَعَاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وتَعَالَى عَلَى رُؤُوسِ الْخَلائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُخَيِّرَهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ مَاشَاءَ .)) [2]

سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص غصے

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الادب، باب الحذر من الغضب، رقم: ٦١١٤۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل من یملك نفسه عند الغضب، رقم: ٢٦٠٩.

[2] سنن ترمذی، کتاب صفة القیامة، رقم: ٢٤٩٣۔ سنن ابو داؤد، کتاب الأدب، باب من کظم غیظا، رقم: ٤٧٧٧۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

کو پی جائے، جب کہ وہ بدلہ لینے پر قادر ہو اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اسے تمام مخلوقات کے سامنے بلائے گا اور اسے کہے گا کہ وہ جس حورعین کو چاہے، اپنے لیے پسند کرلے۔''

سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ''مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کردے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''غصہ نہ کر تجھے جنت مل جائے گی۔'' [1]

سچ بولنے کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَ كَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَ الَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾﴾ (الزمر: ۳۵۔۳۲)

''پس اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جس نے اللہ پر افترا پردازی کی، اور جب سچی بات اسے پہنچ گئی تو اُسے جھٹلا دیا، کیا کافروں کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے۔اور جو رسول سچی بات لے کر آیا، اور جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔ اُن کے لیے اُن کے رب کے پاس ہر وہ چیز ہے جس کی وہ خواہش کریں گے۔ بھلائی اور نیکی کرنے والوں کا یہی بدلہ ہے۔''

سچ بولنے والوں کے لیے بہترین نمونہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

---

[1] الترغيب والترهيب، كتاب الادب، باب الترهيب من الغضب، رقم: ۴۰۵۰۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ۷۳۷۴.

﴿لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿٨﴾﴾ (الحشر : ۸)

''وہ مال اُن فقیر مہاجرین کے لیے ہے جو اپنے گھروں اور مال و دولت سے نکال دیئے گئے، وہ لوگ اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کے طلب گار تھے، اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے تھے، وہی لوگ سچے تھے۔''

صداقت ہو تو دل سینوں سے کھنچ آتے ہیں اے واعظ
حقیقت خود کو منوالیتی ہے مانی نہیں جاتی

﴿طَاعَةٌ وَّ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ﴿٢١﴾﴾ (محمد : ۲۱)

''پس بہت بہتر تھا ان کے لیے فرمان کا بجالانا اور اچھی بات کا کہنا، پھر جب کام مقرر ہو جائے، تو اگر اللہ سے سچے رہیں تو ان کے لیے بہتری ہے۔''

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے والوں کے لیے خیر و بھلائی، جنت و دیگر انعام و اکرام بیان فرمائے ہیں۔ یعنی سچ میں خیر ہی خیر ہے۔ اگرچہ بظاہر بسا اوقات نقصان ہی نظر آ رہا ہو، لیکن ہوتی اس میں بھی خیر ہی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه عن النَّبِيِّ ﷺ قال: ((إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيقًا، وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُوْرِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا.)) [1]

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب قول الله تعالىٰ ﴿يٰٓأيها الذين آمنوا اتقوا اللّٰه و كونوا مع الصادقين﴾ وما ينهى عن الكذب، رقم: ٦٠٩٤ـ صحيح مسلم، كتاب البر، باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله، رقم: ٢٦٠٧.

سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
''یقیناً سچائی، نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ آدمی سچ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اسے اللہ کے ہاں بہت سچا لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جھوٹ گناہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے، اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ کے ہاں اسے بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔''

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
((اَلصِّدْقُ طُمَأْنِيْنَةٌ ، وَاِنَّ الْكَذِبَ رِيْبَةٌ .)) [1]
''سچائی باعث اطمینان اور جھوٹ باعث شکوک وشبہات ہے۔''

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ضمانت دیتا ہوں جو شخص حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے گا، اسے جنت کے گرد ونواح میں گھر ملے گا۔ اور جو مذاق کرتے وقت بھی جھوٹ کو چھوڑ دے گا اسے جنت کے وسط میں گھر ملے گا۔ اور جو عمدہ اخلاق کا مالک ہوا سے جنت کے اعلیٰ مقام پر گھر ملے گا۔'' [2]

سیّدنا عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری چھ باتیں مان لو میں تمھیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: وہ باتیں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:
(1: جب تم کوئی بات کرو تو جھوٹ مت بولو۔
(2: جب وعدہ کرو خلاف ورزی مت کرو۔
(3: جب تمہیں امانت دی جائے تو خیانت مت کرو۔
(4: اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔

---

[1] سنن ترمذی، کتاب صفة القيامة، رقم: ۲۵۱۸۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ ارواء الغلیل، رقم: ۱۲، ۲۰۷۴.
[2] سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی حسن الخلق، رقم: ۴۸۰۰۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۲۷۳.

(5: اپنی نظریں نیچی رکھو۔
(6: اپنے ہاتھوں کو (برے کاموں سے) روکے رکھو۔'' [1]

اچھے اخلاق سے پیش آنے کے فضائل:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿١٥٩﴾﴾

(آل عمران: ۱۵۹)

''آپ محض اللہ کی رحمت سے اُن لوگوں کے لیے نرم ہوئے ہیں، اور اگر آپ بدمزاج اور سخت دل ہوتے تو وہ آپ کے پاس سے چھٹ جاتے، پس آپ انہیں معاف کر دیجئے، اور ان کے لیے مغفرت طلب کیجئے، اور معاملات میں ان سے مشورہ لیجئے، پس جب آپ پختہ ارادہ کر لیجئے تو اللہ پر بھروسہ کیجئے، اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔''

''یعنی یہ آپ پر اور آپ کے اصحاب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ اور یہ اللہ کا آپ پر احسان ہے کہ آپ ان کے لیے نہایت نرم دل ہوگئے، آپ ان سے نہایت مہربانی اور شفقت سے پیش آتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ آپ کا خلق بہت اچھا ہے۔ اس لیے وہ آپ کے اردگرد جمع ہوگئے۔ اور وہ آپ سے محبت کرتے اور آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔

﴿وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا﴾ یعنی اگر آپ بداخلاق ہوتے ﴿غَلِيْظَ الْقَلْبِ﴾ یعنی سخت دل ہوتے، ﴿لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾ ''تو وہ آپ کے پاس سے چھٹ جاتے'' کیونکہ بدخوئی اور سخت دلی لوگوں کو متنفر اور ان کے دلوں میں بغض پیدا کرتی ہے۔ پس دنیاوی

---

[1] السلسلة الصحيحة، رقم: ۱٤۷۰.

سربراہ کے اچھے اخلاق لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف کھینچتے ہیں اور دین کے بارے میں لوگوں میں رغبت پیدا کرتے ہیں، اس کے علاوہ وہ لوگوں میں قابل تعریف اور اللہ کے ہاں اجر خاص کا مستحق ہوتا ہے۔ اور دینی سربراہ کے برے اخلاق لوگوں کو دین سے متنفر کرنے اور دین کے بارے میں لوگوں میں بغض پیدا کرتے ہیں۔ اوراس کے ساتھ ساتھ بدخودینی سربراہ قابل مذمت اور خاص سزا کا مستحق ہے۔'' (تفسیر السعدی، مترجم: ۱/ ۴۴۰)

﴿وَ لَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَ لَا السَّیِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ۝۳۴﴾

(حٰمٓ السجدہ: ۳۴)

''اور نیکی اور برائی برابر نہیں ہوتی، آپ برائی کو بطریق احسن ٹال دیجئے تو (آپ دیکھیں گے کہ) آپ اور جس آدمی کے درمیان عداوت ہے، وہ آپ کا گہرا دوست بن جائے گا۔''

﴿وَ قُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ۝۵۳﴾

(بنی اسرائیل: ۵۳)

''اور میرے بندوں سے کہہ دیجیے کہ وہ بہت ہی اچھی بات منہ سے نکالا کریں، کیونکہ شیطان آپس میں فساد ڈلواتا ہے۔ بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔''

''یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اپنے بندوں پر لطف وکرم ہے کہ اس نے انھیں بہتر اخلاق، اعمال اور اقوال کا حکم دیا ہے، جو دنیا و آخرت کی سعادت کے موجب ہیں۔ چنانچہ فرمایا: ''کہہ دو! میرے بندوں سے، بات وہی کہیں جو اچھی ہو۔'' یہ ہر اس کلام کے بارے میں ہے جو اللہ تعالیٰ کے تقرب کا ذریعہ ہے۔ مثلاً قرأت قرآن، ذکر الٰہی، حصولِ علم، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور لوگوں کے ساتھ ان کے حسب مراتب اور حسب منزلت شیریں

کلام وغیرہ۔ اگر دو اچھے امور درپیش ہوں اور ان دونوں میں جمع و تطبیق ممکن نہ ہو تو ان میں جو بہتر ہو، اس کو ترجیح دی جائے اور اچھی بات ہمیشہ خلق جمیل اور عمل صالح کو دعوت دیتی ہے۔ اس لیے جسے اپنی زبان پر اختیار ہے۔ اس کے تمام معاملات اس کے اختیار میں ہیں۔''

(تفسیر السعدی، مترجم: ٢/ ١٤٦٨)

رسول کریم ﷺ عمدہ اخلاق کے مالک تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ۝﴾ (القلم: ٤)

''اور بے شک آپ بہت بڑے (عمدہ) اخلاق پر ہے۔''

حسن اخلاق نبی کا یہ ہے ایک گلدستہ
کیا عجب اس کی مہک باغِ جناں تک پہنچے

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو رسول کریم ﷺ نے لوگوں سے حسن سلوک سے پیش آنے کی وصیت فرمائی:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ لِي رسولُ اللّٰه ﷺ: ((اتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ.)) [1]

سیدنا ابوذر جندب بن جنادۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو جہاں کہیں بھی ہو، اللہ سے ڈر اور برائی کے پیچھے نیکی کر، نیکی برائی کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آ۔''

عن عائشةَ رَحِمَهَا اللّٰه قالت: سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ ﷺ يقول: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ القَائِمِ.)) [2]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے

---

[1] سنن ترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی معاشرة الناس، رقم: ١٩٨٧۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

[2] سنن أبي داود، کتاب الأدب، باب حسن الخلق، رقم: ٤٧٩٨۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

سنا: ''مومن یقیناً اپنے حسن اخلاق سے وہ درجہ پالیتا ہے جو ایک روزے دار اور شب بیدار شخص کے حصے میں آئے گا۔''

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ ، وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا ، وإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، الثَّرْثَارُونَ ، وَالْمُتَشَدِّقُونَ ، وَالْمُتَفَيْهِقُونَ .)) ❶

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت والے دن میرے سب سے زیادہ قریب، وہ لوگ ہوں گے جو تم میں سے اخلاق میں سب سے زیادہ اچھے ہوں گے۔ اور تم میں سے سب سے زیادہ مجھے ناپسندیدہ اور قیامت والے دن مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو تکلف سے زیادہ باتیں کرنے والے، باچھیں کھول کر طویل گفتگو کرنے والے اور تکبر کرنے والے ہوں گے۔''

عن أبي هُريرة رضيَ اللّٰه عنه قال: سُئِلَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ۔ قال: ((تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ)) وَسُئِلَ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ ، فَقَالَ: ((الْفَمُ وَالْفَرْجُ .)) ❷

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سے عمل، انسانوں کے زیادہ جنت میں جانے کا سبب بنیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا ڈر اور حسن اخلاق۔'' اور پوچھا گیا کہ کون سی

---

❶ سنن ترمذي، أبواب البر والصلة، باب ماجاء في معالى الأخلاق، رقم: ٢٠١٨۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ٧٩١.

❷ سنن ترمذي، أبواب البر والصلة، باب ماجاء في حسن الخلق، رقم: ٢٠٠٤۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن الاسناد'' کہا ہے۔

چیزیں انسانوں کے زیادہ جہنم میں جانے کا سبب ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''منہ اور شرم گاہ۔''

عن النَّوَّاسِ بنِ سمعانَ رضيَ اللّٰهُ عنه قال: سألتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عن البِرِّ والإِثْمِ فقالَ: ((البِرُّ حُسْنُ الخُلُقِ، والإِثْمُ: مَا حَاكَ في صَدْرِكَ، وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلعَ عَلَيْهِ النَّاسُ.)) ❶

سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور گناہ کے کام کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''نیکی تو اچھا اخلاق ہے۔ اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے، اور تجھے یہ ناگوار ہو کہ لوگ اس سے باخبر ہوں۔''

عن عبدِ اللّٰه بنِ عمرِو بنِ العاصِ رضي اللّٰه عنهما قال: لَمْ يَكُنْ رسولُ اللّٰهِ ﷺ فَاحِشًا ولا مُتَفَحِّشاً. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِن خَيرِكُمْ أَحْسنَكُمْ خُلُقًا.)) ❷

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدگو نہ تھے، اور نہ آپ بدزبان تھے اور آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''تم میں سب سے بہترین شخص وہ ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔''

عن أبي الدرداءِ رضي اللّٰه عنه: أنَّ النبيَّ ﷺ قالَ: ((مَا شَيءٌ أَثْقَلُ في ميزَانِ الْمُؤْمِنِ يومَ القِيَامَةِ من خُلْقٍ حَسَنٍ، وإِنَّ اللّٰه لَيُبغِضُ الفَاحِشَ البَذِيءَ.)) ❸

---

❶ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب تفسير البر والإثم، رقم: ٢٥٥٣.

❷ صحيح بخاري، كتاب الأدب، رقم: ٦٠٢٩۔ صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب كثرة حيائه، رقم: ٦٠٣٣.

❸ سنن الترمذي، كتاب البر والصلة، باب ما جاء فى حسن الخلق، رقم: ٢٠٠٢۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ٨٧٦.

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’قیامت والے دن مومن بندے کے میزان میں حسن اخلاق سے زیادہ بھاری کوئی چیز نہیں ہوگی۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ بدزبان اور بے ہودہ گوئی کرنے والے کو ناپسند کرتا ہے۔‘‘

اچھے اخلاق سے پیش آنے سے نہ صرف اللہ خوش ہوتا ہے، بلکہ نبی کریم ﷺ نے بھی جنت کی بشارت فرمائی ہے۔ حقیقت میں اگر دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کا یہ اپنے بندوں سے محبت کا اظہار ہے کیونکہ جب آپ کسی سے عمدہ اخلاق سے پیش آئیں گے تو دوسرے بھی آپ سے اچھے اخلاق سے پیش آئیں گے، جس سے گھر اور معاشرے میں باہمی محبت بڑھے گی، اور زندگی میں سکون اور آسانیاں پیدا ہوں گی۔

جانوروں پر احسان اور رحم کرنے کا ثواب:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ۝۳۸﴾

(الانعام : ۳۸)

’’اور ہر جانور جو زمین میں پایا جاتا ہے، اور ہر پرندہ جو دو پروں کے ذریعہ اڑتا ہے، وہ تمہاری طرح اُمتیں ہیں، ہم نے کوئی چیز ریکارڈ میں لانے سے چھوڑ نہیں دی ہے، پھر وہ لوگ اپنے رب کے حضور جمع کئے جائیں گے۔‘‘

﴿وَ الْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّ مَنَافِعُ وَ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝۵ وَ لَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَ حِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝۶ وَ تَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۷﴾ (النحل : ۷-۵)

''اور اس نے چوپایوں کو پیدا کیا ہے جن میں تمہارے لیے گرمی حاصل کرنے کا سامان اور دیگر منافع ہیں، اور ان میں سے بعض جانوروں کا تم گوشت کھاتے ہو۔ اور اُن میں تمہارے لئے زینت وجمال کا سامان بھی ہے، جب شام کو انہیں (چراگاہ سے گھر) واپس لاتے ہو اور جب صبح کو (چراگاہ کی طرف) لے جاتے ہو۔ اور وہ جانور تمہارے بوجھ ان شہروں تک لے جاتے ہیں ۔ جہاں تم بہت ہی پریشانی اور جانفشانی سے پہنچ سکتے تھے۔ بے شک تمہارا رب بڑی شفقت والا، بے حد رحم کرنے والا ہے۔''

ان آیات میں اللہ ربّ العزت نے جانوروں، چوپایوں کا ذکر کرتے ہوئے ان کے منافع بیان فرمائے ہیں۔ اور آخر میں اللہ تعالیٰ نے اپنی شفقت و رحمت کا ذکر فرمایا۔ جس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جس طرح تمہارے رب نے تمہارے فوائد کے لیے ان چرند، پرند کو تخلیق کیا ہے۔ اور تم پر رحم فرمایا۔ تو اے بنی نوع انسان! تم نے بھی ان پر رحم کرنا ہے۔ انہیں بے زبان سمجھتے ہوئے تکلیف نہیں دینی، انھیں بے جا مشقت میں نہیں ڈالنا۔ ان کے آرام و طعام کا خاص خیال رکھنا ہے۔ جب تم ان کے حقوق کا خیال کرو گے، ان پر رحم کرو گے، تو نتیجتاً اللہ تعالیٰ تمہارا خیال کرتے ہوئے تم پر رحم فرمائے گا:

عَـنْ اَبِی هُرَیْرَةَ أَنَّ رسولَ اللّٰه ﷺ قال: ((بَیْـنَما رَجُلٌ یَمْشِي بِـطَـرِیقٍ، اشْتَدَّ عَلَیْهِ الْعَطَشُ، فَوَجَدَ بِئْراً فَنَزَلَ فیها فَشَرِبَ، ثُـمَّ خَـرَجَ، فَـإِذَا کَـلْبٌ یَلْهَثُ یَأْکُلُ الثَّرَی مِنَ الْعَطَشِ، فقال الـرَّجُـلُ: لَـقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْکَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي کَانَ بَلَغَ مِـنِّـي، فَـنَـزَلَ الْبِئْرَ فَمَلأَ خُفَّهُ مَاءً ثُمَّ أَمْسَکَهُ بِفِیْهِ، حَتَّی رَقِيَ فَسَقَی الْکَلْبَ، فَشَکَرَ اللّٰهُ لَهُ، فَغَفَرَ لَهُ.))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''ایک آدمی راستے پر چلا جا رہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی، اس نے ایک کنواں

پایا، پس اس میں اتر کر اس نے پانی پیا، پھر باہر نکل آیا، وہیں ایک کتا تھا جو پیاس کے مارے زبان باہر نکالے کیچڑ چاٹ رہا تھا، پس اس آدمی نے کہا: ''اس کتے کو بھی اسی طرح پیاس نے ستایا ہے جس طرح میں اس کی شدت سے بے حال ہو گیا تھا، چنانچہ وہ کنویں میں اترا، اور اپنا موزہ پانی سے بھرا، اور اسے اپنے منہ سے پکڑے اوپر چڑھ آیا اور کتے کو پانی پلایا، اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل اور جذبے کی قدر کی، اور اسے معاف فرما دیا۔''

(یہ سن کر) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا ہمارے لیے چوپایوں میں بھی اجر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((فِيْ كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ .)) ❶

(ہاں) ہر تر جگر والے میں اجر ہے۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((بَيْنَمَا كَلْبٌ يُطِيفُ بِرَكِيَّةٍ قَدْ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ ، إِذْ رَأَتْهُ بَغِيٌّ مِنْ بَغَايَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ، فَنَزَعَتْ مُوقَهَا ، فَاسْتَقَتْ لَهُ بِهِ ، فَسَقَتْهُ فَغُفِرَ لَهَا بِهِ .)) ❷

''ایک کتا کنویں کے گرد چکر لگا رہا تھا، قریب تھا کہ پیاس کی وجہ سے مر جائے کہ اچانک اسے بنی اسرائیل کی فاحشہ عورتوں میں سے ایک عورت نے دیکھا، بس اس نے اپنا موزہ اتار کر اس کے ذریعے سے اس نے اس کے لیے (کنویں سے) پانی کھینچا، اور اسے پلا دیا، پس اس کے اس عمل کی وجہ سے اسے بخش دیا گیا۔''

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت پرند پر رحم کرنے سے اگر رحم فرماتا ہے تو انہیں

---

❶ صحيح بخاري، كتاب المساقاة ، باب فضل سقي الماء، ، رقم: ٢٣٦٣ـ صحيح مسلم، كتاب السلام، باب فضل سقي البهائم المحترمة وإطعامها، رقم: ٢٢٤٤.

❷ صحيح البخاري، كتاب احاديث الانبياء، رقم: ٣٤٦٧ـ صحيح مسلم، رقم: ٢٢٤٥.

تنگ کرنے پر سزا بھی دیتا ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ، فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ، لَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَسَقَتْهَا، إِذْ حَبَسَتْهَا، وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الأَرْضِ.)) [1]

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا، اس نے اسے قید کر دیا تھا حتیٰ کہ وہ مر گئی، پس وہ اس کی وجہ سے جہنم میں گئی۔ نہ اس نے اسے کھلایا پلایا، جب کہ اس نے اسے قید کر رکھا تھا، اور نہ اسے اس نے چھوڑا کہ وہ خود زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔''

امانت داری کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝١ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۝٢ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۝٣ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ۝٤ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝٥ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝٦ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝٧ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۝٨ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝٩﴾ (المومنون: ۱ تا ۹)

''یقیناً ان ایمان داروں نے نجات حاصل کر لی، جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔ جو لغویات سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں، اور

[1] صحیح بخاري، أواخر كتاب الأنبياء، رقم: ٣٤٨٢۔ صحیح مسلم، كتاب السلام، باب تحريم قتل الهرة، رقم: ٢٢٤٣.

جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں بجز اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے یقیناً یہ ملامتیوں میں سے نہیں ہیں۔ اس کے سوا جو اور راہیں ڈھونڈیں وہی حد سے تجاوز کر جانے والے ہیں۔ جو اپنی امانتوں اور وعدے کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔''

''امانتوں سے مراد ہر وہ امانت ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یا معاشرہ کی طرف سے یا کسی فرد کی طرف سے کسی شخص کے سپرد کی گئی ہو۔ خواہ یہ امانت منصب سے تعلق رکھتی ہو یا اقوال سے یا اموال سے۔ ان سب کی پوری پوری نگہداشت ضروری ہے۔ یہی صورت مال، عہد اور معاہدات کی ہے۔ خواہ کوئی عہد اللہ تعالیٰ سے کیا گیا ہو اور اللہ نے اپنے بندوں سے لیا ہو۔ خواہ یہ آپس کا قول وقرار ہو اور خواہ یہ معاہدہ بیع، یا نکاح کے متعلق ہو۔ ان کو وفا کرنا ضروری ہے۔'' (تیسیر القرآن: ۳/ ۱۸۹، ۱۹۰)

معلوم یہ ہوا کہ امانت کی پاسداری کرنے والا فلاح پانے والے لوگوں میں سے ہے۔

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ فَارَقَ الرُّوْحُ الْجَسَدَ، وَهُوَ بَرِيْءٌ مِنْ ثَلَاثٍ، دَخَلَ الْجَنَّةَ: مِنَ الْكِبْرِ وَالْغُلُوْلِ وَالدَّيْنِ.)) [1]

''سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو روح جسم سے جدا ہوئی اور وہ تین چیزوں یعنی تکبر، خیانت اور قرض سے بری تھی تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت میں لے جانے والے اعمال میں سے یہ بھی ہے کہ بندہ خائن نہ ہو، جب خائن نہیں ہوگا تو لامحالہ امانت دار ہوگا۔ اور یہی مطلوب ہے۔ مزید برآں نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[1] سنن ابن ماجه، کتاب الصدقات، باب التشدید فی الدین، رقم: ۲۴۱۲۔ مسند احمد: ۵/ ۲۷۶۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۲۷۸۴.

((إِضْمَنُوْا لِيْ سِتًّا مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ: أُصْدُقُوْا إِذَا حَدَّثْتُمْ، وَأَوْفُوْا إِذَا وَعَدْتُمْ، وَأَدُّوْا الْأَمَانَةَ إِذَا ائْتُمِنْتُمْ، وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ وَغُضُّوْا أَبْصَارَكُمْ، وَكُفُّوْا أَيْدِيَكُمْ .)) [1]

''تم اپنے بارے میں چھ چیزوں کی ضمانت دے دو، میں (محمد ﷺ) تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (1) جب بات کرو تو سچی کرو۔ (2) وعدہ کرو تو اسے پورا کرو۔ (3) تمہارے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو اس کا پاس کرو۔ (4) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔ (5) نگاہیں نیچی رکھو۔ (6) اور اپنے ہاتھوں کو روک لو (یعنی لوگوں کو ایذا نہ پہنچاؤ)۔''

رشتے داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا ثواب:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۭ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ۭ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿٢١٥﴾ ﴾ (البقرة: ۲۱۵)

''آپ سے لوگ پوچھتے ہیں کہ (اللہ کی راہ میں) کیا خرچ کریں، آپ کہہ دیجئے کہ جو مال بھی تم چاہو خرچ کرو والدین کے لیے، رشتہ داروں کے لیے، یتیموں کے لئے، مسکینوں کے لیے، اور مسافروں کے لیے، اور تم جو کارِ خیر بھی کرو گے، اللہ تعالیٰ کو اس کا پورا علم ہوتا ہے۔''

﴿ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٣٨﴾ ﴾

(الروم: ۳۸)

---

[1] سلسلة الاحاديث الصحيحه، رقم: ۱۴۷۰.

''پس اے میرے نبی! آپ رشتہ دار کو اس کا حق دیجیے، اور مسکین کو، اور مسافر کو یہ ان کے لیے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی چاہتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔''

''لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ وہ اپنے مالِ حلال میں سے اللہ کی راہ میں کیا خرچ کریں تو اللہ تعالیٰ نے ان کا جواب دیا، اور ان کی راہنمائی فرمائی کہ وہ کوئی بھی مالِ حلال اللہ کی راہ میں خرچ کر سکتے ہیں، چنانچہ انھیں تعلیم دی کہ انسان کی نیکی اور حسن سلوک کے سب سے زیادہ حقدار اس کے والدین ہیں۔ ان پر خرچ کرنا اور ان کے ساتھ حسن سلوک سب سے بڑی نیکی ہے، اور ان کے ضرورت مند ہونے کے باوجود ان پر خرچ نہ کرنا، ان کی سب سے بڑی نافرمانی ہے۔'' (تیسیر الرحمن: ١/١١٧)

﴿وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿٢١﴾﴾ (الرعد: ٢١)

''اور اللہ نے جن رشتوں کے جوڑنے کا حکم دیا ہے وہ اسے جوڑتے ہیں، اور وہ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور حساب کی سختی کا کھٹکا رکھتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اور اس سے پہلے اور بعد والی آیات میں مومن بندوں کی صفات بیان فرمائی ہیں۔ جن میں سے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی و حسن سلوک سے پیش آنے والے بندے بھی ہیں۔ اور ان کے لیے انعامات و اکرامات کی فہرست کچھ اس انداز سے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے:

﴿اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٢﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿٢٣﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٤﴾﴾

(الرعد: ٢٢-٢٤)

''انہی لوگوں کے لیے آخرت کا گھر ہے، یعنی ہمیشہ رہنے کی جنتیں ہیں، جن

میں وہ داخل ہوجائیں گے، اوران کے آباء واجداد، اوران کی بیویوں، اور ان کی اولاد میں سے جو لوگ نیک ہوں گے، اور فرشتے ہر دروازے سے ان کے پاس آئیں گے، اور کہیں گے کہ آپ حضرات پر آپ کے صبر کی بدولت اللہ کی سلامتی ہے پس آخرت کا وہ گھر کیا ہی اچھا گھر ہے۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰـه خَـلَقَ الخَلْقَ ، حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْهُمْ قَامَتِ الرَّحِمُ ، فَـقَالَتْ: هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ مِنَ الْقَطِيعَةِ ، قال: نَعَمْ أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَـنْ وَصَـلَكِ ، وَأَقْـطَـعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قالت: بَلَى ، قال: فَذَاكِ لَكِ ، ثم قال رسولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ﴿٢٢﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ﴿٢٣﴾ ﴾ .))

(محمد : ٢٢، ٢٣) [1]

''بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا، جب وہ ان کی پیدائش سے فارغ ہوا تو رحم (رشتہ) نے کھڑے ہو کر کہا: یہ اس شخص کا مقام ہے جو قطع رحمی سے تجھ سے پناہ مانگے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ہاں، کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ میں اس سے (تعلق) جوڑوں جو تجھ سے جوڑے، اور اس سے قطع (تعلق) کرلوں جو تجھے قطع کرے (توڑے)، رشتے (رحم) نے کہا: کیوں نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، پس یہ تیرے لیے ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم چاہو تو (قرآنی آیت) پڑھ لو۔'' یقیناً قریب ہے کہ جب تم کو اقتدار ملے تو تم زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رحموں رشتوں کو کاٹو، یہی وہ

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الادب، باب من وصل وصله الله، رقم: ٥٩٨٧۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب صلة الرحم و تحریم قطیعتها، رقم: ٢٥٥٤.

لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت فرمائی اور انہیں بہرا اور اندھا کر دیا۔''

فائدہ عظیمہ :......غور فرمائیں کہ آپ ﷺ قطع رحمی کی مذمت بیان کرتے ہوئے تائید کے طور پر اللہ تعالیٰ کے قرآن کی تلاوت کی ترغیب دے رہے ہیں۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ آپ قرآن مجید کے شارح اور مفسر ہیں۔ آپ ﷺ کے فرامین قرآن مجید کے تفسیر وتوضیح ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی وحی ہیں۔ آپ کی احادیث کو رد کرنا قرآن مجید کو رد کرنا ہے جیسا کہ بعض لوگ حدیث کے انکار کے بڑے زبردست فتنے میں مبتلا ہیں۔ درحقیقت وہ قرآن کی تردید کرتے ہیں۔ العیاذ باللہ!

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أن رجلا قال: يَا رَسُوْلَ اللّٰه! إِنَّ لِي قَرَابَةً، أَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُوْنِي، وَأُحْسِنُ إِلَيْهِمْ وَيُسِيئُونَ إِلَيَّ، وَأَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُونَ عَلَيَّ، فقال: ((لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ: فَكَأَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ، وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِيرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلَى ذٰلِكَ .)) [1]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے کچھ رشتے دار ہیں، میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں، وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں، میں ان سے اچھا سلوک کرتا ہوں، وہ مجھ سے برا سلوک کرتے ہیں۔ میں ان سے تحمل اور بردباری سے پیش آتا ہوں، وہ میرے ساتھ نادانی سے پیش آتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے کہا ہے، تو گویا ان کے منہ میں گرم راکھ ڈال رہا ہے، اور ان کے مقابلے میں تیرے ساتھ ہمیشہ اللہ کی طرف سے ایک مددگار رہے گا جب تک تیرا رویہ یہی رہے گا۔''

سیّدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[1] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب صلة الرحم، رقم: ٢٥٥٨.

''اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ، اور لوگوں کو کھانا کھلاؤ، رشتہ داریاں، تعلق قائم رکھو اور جب لوگ سور ہے ہوں تو تم نماز ادا کرو۔ (نتیجتاً) تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔'' ❶

سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتلایئے جو مجھے جنت میں داخل کرے، اور جہنم سے دور کردے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ .)) ❷

''تم (صرف) اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور صلہ رحمی کرو۔''

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:
((أَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلاثَةٌ: ذُو سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ، وَرَجُلٌ رَحِيمٌ رَقِيقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبٰى وَمُسْلِمٍ، وَعَفِيفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُو عِيَالٍ .)) ❸

''سیدنا عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: ''تین قسم کے لوگ جنتی ہیں۔ ایک: وہ حکمران جو انصاف کرنے والا، صدقہ کرنے والا اور اعمال خیر کی توفیق سے بہرہ ور ہو۔

---

❶ سنن الترمذي، صفة القيامة، رقم: ٢٤٨٥۔ سنن ابن ماجه، كتاب الأطعمة: ٣٢٥١۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحيح بخاري، كتاب الزكاة، باب وجوب الزكاة، رقم: ١٣٩٦۔ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان الإيمان الذي يدخل به الجنة، رقم: ١٣.

❸ صحيح مسلم، كتاب الجنة، باب الصفات التي يعرف بها في الدنيا أهل الجنة وأهل النار، رقم: ٢٨٦٥.

دوسرا: وہ آدمی جو ہر مسلمان اور رشتے دار کے لیے مہربان اور نرم دل ہو۔
تیسرا: مانگنے سے گریزاں وہ شخص، جو عیالدار ہونے کے باوجود سوال سے بچنے والا ہو۔''

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الاثْنَيْنِ، وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ، فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا، إِلَّا رَجُلٌ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيْهِ شَحْنَاءُ، فَيُقَالُ: أَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا أَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا .)) [1]

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پیر اور جمعرات کے روز جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ پھر ہر اس بندے کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو، سوائے اس آدمی کے جس کی اپنے (کسی مسلمان) بھائی کے ساتھ دشمنی ہو۔ پھر کہا جاتا ہے: ان دونوں کو مہلت دے دو، حتی کہ یہ صلح کریں۔ ان دونوں کو مہلت دے دو، حتی کہ یہ صلح کرلیں۔''

معلوم یہ ہوا کہ جن کے آپس میں تعلقات درست ہوں، اور بھائی چارہ قائم ہو تو انھیں مغفرت کا حصول ہوتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کے پاس آکر کہا، یارسول اللہ!

اِنِّیْ اَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِيْمًا فَهَلْ لِّيْ مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ: ((هَلْ لَكَ مِنْ أُمٍّ؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((هَلْ لَّكَ مِنْ خَالَةٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ۔ قَالَ: ((فَبِرَّهَا .))

''مجھ سے ایک بڑا گناہ ہوگیا ہے کیا اس کی معافی کی کوئی صورت ہے؟ نبی

[1] صحیح مسلم، کتاب البر، باب النهى عن الشحناء، رقم: ٢٥٦٥.

محترم ﷺ نے فرمایا: ''تیری ماں زندہ ہے؟ ''اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری خالہ زندہ ہے؟ ''اس نے کہا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے نیکی کا برتاؤ کر۔'' ❶

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَيُنْسَأَلَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ .)) ❷

''جو شخص یہ چاہے کہ اس کا رزق فراغ ہو جائے، اور اس کی عمر میں برکت ڈال دی جائے تو اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔''

مسلمان کی عزت کی حفاظت کرنے کا ثواب:

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ ذَبَّ عَنْ عِرْضِ اَخِيْهِ بِالْغَيْبَةِ ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّعْتِقَهٗ مِنَ النَّارِ .)) ❸

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی بھائی کی عدم موجودگی میں اس کی عزت سے برائی کو دور کیا، اللہ پر اس کا حق ہے کہ وہ اسے آگ سے آزاد کر لے۔''

سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس نے اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کیا، اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کے

---

❶ سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی برالخالة، رقم: ۱۹۰۴۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح البخاری، البیوع، باب من أحب البسط فی الرزق، رقم: ۲۰۶۷۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة باب صلة الرحم ......، رقم: ۲۵۵۷.

❸ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۶۲۴۰.

چہرے سے جہنم کی آگ ہٹا دے گا۔'' ❶

مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرنے کا ثواب:

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: ((لا يستر عبد عبدا في الدنيا، إلا ستره الله يوم القيامة.)) ❷

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو بندہ کسی بندے کی دنیا میں ستر پوشی کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔''

عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله ﷺ قال: ((المسلم أخو المسلم، لا يظلمه، ولا يسلمه، من كان في حاجة أخيه، كان الله في حاجته، ومن فرج عن مسلم كربة، فرج الله عنه بها كربة من كرب يوم القيامة، ومن ستر مسلما ستره الله يوم القيامة.)) ❸

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر زیادتی کرتا ہے، نہ اسے (بے یارومددگار چھوڑ کر دشمن کے) سپرد کرتا ہے۔ جو اپنے (مسلمان) بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہو، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرماتا ہے، جو کسی

---

❶ سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی الذب عن عرض المسلم، رقم: ۱۹۳۱۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۶۲۶۲.

❷ صحيح مسلم، كتاب البر، باب بشارة من ستر الله تعالي عليه في الدنيا بأن يستر عليه في الآخرة، رقم: ۲۵۹۰.

❸ صحيح بخاري، كتاب المظالم، باب "لا يظلم المسلم المسلم ولا يُسلِمه"، رقم: ۲۴۴۲۔ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الظلم، رقم: ۲۵۸۰.

مسلمان سے کوئی پریشانی دور کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی قیامت کی پریشانیوں میں سے کوئی بڑی پریشانی دور فرما دے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔''

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ، رَدَّاللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) [1]

سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کیا، اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کے چہرے سے جہنم کی آگ دور کردے گا۔''

تنگ دست مسلمانوں کی ضروریات پوری کرنے کے فضائل:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَ يُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۲۷۱﴾ (البقرہ: ۲۷۱)

''اگر تم صدقے خیرات کو ظاہر کرو تو وہ بھی اچھا ہے، اور اگر تم اسے پوشیدہ پوشیدہ مسکینوں کو دے دو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اللہ تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا، اور اللہ تمہارے تمام اعمال کی خبر رکھنے والا ہے۔''

﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

[1] سنن ترمذي، أبواب البر والصلة، باب ماجاء في الذبّ عن عرض المسلم، رقم: ۱۹۳۱۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ غاية المرام، رقم: ۹۳۱.

﴿الْمُفْلِحُوْنَ ۝۹﴾ (الحشر: ۹)

''اور (وہ مال) ان لوگوں کے لیے ہے، جو مہاجرین مکہ کی آمد سے پہلے ہی مدینہ میں مقیم تھے، اور ایمان لا چکے تھے، وہ لوگ مہاجرین سے محبت کرتے ہیں، اور ان مہاجرین کو جو مالِ غنیمت دیا گیا ہے، اس کے لیے وہ اپنے دلوں میں تنگی اور حسد محسوس نہیں کرتے ہیں، اور انہیں اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ وہ خود تنگی میں ہوں، اور جو لوگ اپنے نفس کی تنگی اور بخل سے بچا لئے جائیں، وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔''

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ رقمطراز ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے ان کے دینی بھائیوں، یعنی انصار کو کیا خوب ہی بنایا تھا۔ اور ایثار و قربانی کے جذبہ سے ایسا نوازا تھا کہ اس نے اس آیت کریمہ میں ان کے لیے ایمان صادق، اپنے مہاجر بھائیوں سے سچی محبت اور جذبہ ایثار و قربانی کی گواہی دی، اور فرمایا: کہ جو مؤمنین دار الہجرت (مدینہ) میں پہلے سے آباد ہیں، اور مہاجرین کی آمد سے پہلے ہی ایمان و ایقان کی شمع ان کے دلوں میں روشن ہو چکی ہے، وہ تو اپنے مہاجر بھائیوں سے بڑی محبت کرتے ہیں، اور چاہے مہاجرین کو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جو کچھ بھی دے دیا جائے وہ لوگ اپنے دل میں ذرا بھی تنگی محسوس نہیں کرتے ہیں۔ اور اپنے گھروں میں حاجت اور فاقہ کشی ہونے کے باوجود ہمیشہ یہی چاہتے ہیں کہ ان کے مہاجر بھائی آرام سے رہیں، اور ان کے بال بچوں کو تکلیف نہ پہنچے۔ اور ان کے انہی صفاتِ عالیہ اور اخلاقِ فاضلہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آیت کے آخر میں فرمایا کہ ان کے دلوں سے مال کی غیر شرعی محبت نکال دی گئی ہے، یہ لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے ذرا بھی نہیں کتراتے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا کہ وہ انھیں دونوں جہانوں میں سعادت و نیک بختی سے نوازے گا۔'' (تیسیر الرحمٰن: ۲/ ۱۵۶۵)

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما أَنَّ رسولَ اللّٰه ﷺ قال: ((المُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لا يَظْلِمُهُ، وَلا يُسْلِمهُ۔ مَنْ كَانَ فِي حاجَةِ أَخِيهِ، كَانَ اللّٰهُ في حاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ بِها كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يومِ الْقِيامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيامَةِ .)) ❶

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اس کی مدد چھوڑتا ہے، جو اپنے (مسلمان) بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہو، اللہ اس کی حاجت پوری فرمانے میں لگا ہوتا ہے۔ اور جو کسی مسلمان کی پریشانی دور کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی قیامت کی پریشانیوں میں سے کوئی بڑی پریشانی دور فرما دے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی رحمت ﷺ کا فرمان ہے:

((لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلاً يَتَقَلَّبُ فِي الْجَنَّةِ، فِي شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ ظَهْرِ الطَّرِيْقِ، كَانَتْ تُؤْذِي النَّاسَ .)) ❷

'' میں نے ایک شخص کو دیکھا، وہ جنت میں بڑے مزے سے گھوم پھر رہا تھا، اس کی نیکی یہ تھی کہ اس نے راہ گیروں کے لیے تکلیف کا باعث، راستے میں کھڑا ایک درخت کاٹ کر دور کیا تھا۔''

مندرجہ بالا حدیث پاک میں ایک شخص نے لوگوں کی ایک تکلیف کو دور کیا جس کی وجہ

---

❶ صحيح البخاري، كتاب المظالم، باب لا يظلم المسلم المسلم ولا يسلمه، رقم: ٢٤٤٢۔ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الظلم، رقم: ٢٥٨٠.

❷ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب فضل ازالة الأذى عن الطريق، رقم: ١٩١٤.

سے جنت میں اللہ کی رضا مل گئی، مگر ہمارے ہاں تو اُلٹی گنگا بہہ رہی ہے۔ ہم لوگوں کو مشکلات میں پھنسا کر فخر محسوس کرتے ہیں، اور جتنی دیر تک کسی کو تکلیف میں نہ ڈال لیں، اور تکلیفوں میں گھرے ہوئے لوگوں پر خوشی محسوس نہ کرلیں، یا زخموں پر نمک نہ چھڑک لیں چین نہیں آتا۔ یہ بہت بڑے بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ ہے۔ اللہ ہمیں اس سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ امت روایات میں کھو گئی

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ اَخِيْهِ .)) ❶

''جس شخص نے کسی مسلمان کی دنیوی مشکلات میں سے ایک مشکل آسان کی اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی مشکلات میں سے ایک مشکل دور فرما دے گا، اور جس شخص نے کسی تنگ دست پر آسانی کی اللہ تعالیٰ دُنیا اور آخرت میں اس پر آسانی فرمائے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ جب تک کوئی آدمی اپنے بھائی کی مدد کررہا ہوتا ہے تب تک اللہ تعالیٰ اس کی مدد کررہا ہوتا ہے۔''

سیّدنا عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس کسی مسلمان نے اپنے مصیبت زدہ بھائی کو تسلی دی، تو اللہ تعالیٰ اسے روزِ قیامت عزت کا لباس پہنائے گا۔'' ❷

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر، رقم: ٢٦٩٩.

❷ سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ماجاء فی ثواب من عزی مصابًا، رقم: ١٦٠١ ـ سلسلة الصحيحة، رقم: ١٩٥.

نبی رحمت ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

((إِنَّ أَوَّلَ الـنَّـاسِ يَسْتَظِلُّ فِيْ ظِلِّ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَرَجُلٌ أَنْظَرَ مُـعْسِرًا حَتَّى يَجِدَ شَيْئًا ، أَوْ تَصَدَّقَ عَلَيْهِ بِمَا يَطْلُبُهُ يَقُوْلُ: مَالِيْ عَلَيْكَ صَدَقَةٌ ، اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ ، وَيَحْرِقُ صَحِيْفَتَهُ .)) [1]

''سب سے پہلے جو شخص روزِ قیامت عرش الٰہی تلے جاگزیں ہوگا، وہ آدمی ہے جو تنگ دست کو کوئی چیز ہاتھ لگنے تک مہلت دے دے، یا وہ اتنا قرض اس پر صدقہ کردے جتنے کا وہ آرزومند ہے اور کہہ دے: جو مال میں نے تجھ سے لینا ہے وہ اللہ کی رضا کی خاطر تجھ پر صدقہ کرتا ہوں اور یہ کہہ کر قرض نامہ پھاڑ دے۔''

تنگ دست کے ساتھ نیکی صرف خالص اللہ کی رضا کے لیے کی جائے تو جس دن لوگ نفسی نفسی کر رہے ہوں گے، یہ شخص اللہ کے عرش کے سایہ کے نیچے ہوگا۔

یتیم کی کفالت کرنے کا ثواب:

اللہ ربّ العزت کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ ۚ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ﴾

(البقرة: ۱۷۷)

'' بلکہ نیکی تو یہ ہے کہ آدمی ایمان لائے اللہ پر، یومِ آخرت پر، فرشتوں پر، قرآنِ کریم پر اور تمام انبیاء پر اور اپنا محبوب مال خرچ کرے، رشتہ داروں پر، یتیموں پر اور مسکینوں پر۔''

﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝۸ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝۹﴾

(الدهر: ۸۔۹)

---

[1] المعجم الكبير، للطبراني: ۱۹/ ۱۶۷۔ مجمع الزوائد: ۴/ ۱۳۴۔ قال الهيثمي: واسناده حسن.

''اور اپنے لیے کھانے کی ضرورت ہوتے ہوئے، اسے مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھلا دیتے ہیں۔ (اُن سے کہتے ہیں) ہم تمہیں صرف اللہ کی خوشنودی کے لیے کھلا رہے ہیں، ہم نہ تم سے کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ کوئی کلمۂ شکر۔''

ان آیات میں اللہ رب العالمین، اہل جنت کی صفات بیان فرما رہا ہے کہ جن صفات سے یہ جنتی دنیا میں متصف ہوں گے۔ ان میں ایک یتیم کے ساتھ حسن سلوک، انھیں کھانا کھلانا بھی ہے۔ اور یہ کوئی معمولی کام نہیں۔ بلکہ جن لوگوں کے لیے آخرت میں ہلاکت ہے۔ ان کی صفات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ نہ خود یتیموں ومساکین کو کھانا کھلاتے ہیں، ان کی کفالت کرتے ہیں، اور نہ ہی کسی اور کو اس کی ترغیب دلاتے ہیں:

﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴾ (البقرہ: ۲۱۵)

''آپ سے لوگ پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں، آپ کہہ دیجیے: جو مال بھی تم خرچ کرو وہ والدین کے لیے اور رشتہ داروں، اور یتیموں، اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے اور تم جو کچھ بھلائی کرو گے اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے۔''

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: ((كَافِلُ الْيَتِيمِ ، لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ، أَنَا وَهُو كَهَاتَيْنِ فِي الجَنَّةِ .)) وَأَشَارَ مَالِكٌ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى .)) [1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یتیم کی کفالت کرنے والا، وہ یتیم اس کا قریبی ہو یا غیر، میں اور وہ ان دو انگلیوں کی طرح جنت میں ہوں گے۔'' حدیث کے راوی، مالک بن انس رحمہ اللہ نے اشارہ کیا انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کے ساتھ۔''

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب الإحسان إلى الأرملة والمسكين واليتيم، رقم: ٢٩٨٢.

بیوہ اور مسکین کی خبر گیری کرنے کا ثواب:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝﴾ (البقرہ: ۲۱۵)

''آپ سے لوگ پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں آپ کہہ دیجیے: جو مال تم خرچ کرو وہ ماں باپ کے لیے، اور رشتہ داروں، اور یتیموں، اور مسکینوں، اور مسافروں کے لیے ہے، اور تم جو کچھ بھلائی کرو گے اللہ کو اس کا علم ہے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ ۚ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ﴾

(البقرة: ۱۷۷)

''بلکہ نیکی تو یہ ہے کہ آدمی ایمان لائے اللہ پر، یوم آخرت پر، فرشتوں پر، قرآن کریم پر، اور تمام انبیاء پر، اور اپنا محبوب مال خرچ کرے، رشتہ داروں پر، یتیموں پر، مسکینوں پر۔''

عن ابی هريرة عن النبي ﷺ: ((السَّاعِي عَلَى الأَرْمَلَةِ وَالمِسْكِينِ، كَالمُجَاهِدِ في سَبِيلِ اللّٰهِ. وَأَحْسَبُهُ قال: ((وَكَالْقَائِمِ لا يَفْتُرُ، وَكَالصَّائِمِ لا يُفْطِرُ.)) [1]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیواؤں اور مسکین کی خبر گیری کرنے والا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی

[1] صحيح بخاري، أوائل كتاب النفقات، رقم: ۵۳۵۳۔ و كتاب الأدب، باب الساعي علي الأرملة، رقم: ۶۰۰۶۔ صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب فضل الإحسان إلى الأرملة والمسكين، رقم: ۲۹۸۲.

طرح ہے۔'' (راوی حدیث کہتے ہیں کہ) میرے خیال میں آپ نے یہ بھی فرمایا: ''وہ اس عبادت کرنے والے کی طرح ہے جو سست نہیں ہوتا، اور اس روزے دار کی طرح ہے جو ناغہ نہیں کرتا۔''

نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((هَلْ تَنْصُرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ إِلاَّ بِضُعَفَائِكُمْ .)) [1]

''تم معاشرے کے کمزور لوگوں کی وجہ سے مدد کیے اور رزق دیے جاتے ہو۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ایک آدمی سے دریافت فرمائے گا: ''اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا؟'' آدمی عرض کرے گا: یا اللہ! تو تو سب لوگوں کو پالنے والا ہے میں تجھے کیسے کھلاتا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا لیکن تو نے اس کو کھانا نہیں کھلایا، اگر اسے کھانا کھلاتا تو اس کا ثواب میرے ہاں پاتا۔'' اسی طرح دوسرے آدمی سے دریافت فرمائے گا: میں نے تجھ سے پانی مانگا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا؟ انسان عرض کرے گا: ''یا اللہ! تو خود ربّ العالمین ہے! میں تجھے پانی کیسے پلاتا؟'' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا، لیکن تو نے اسے پانی نہیں پلایا، اگر اسے پانی پلاتا تو اس کا اجر وثواب میرے ہاں پاتا۔'' [2]

اولاد کی پرورش کرنے کے فضائل:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

---

[1] صحيح بخارى، كتاب الجهاد، باب من استعان بالضعفاء والصالحين فى الحرب، رقم: ٢٨٩٦.
[2] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب فضل عيادة المريض، رقم: ٢٥٦٩.

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝٦﴾ (التحریم : ٦)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے، اس پر ایسے فرشتے متعین ہیں جو سخت دل اور بے رحم ہیں ، اللہ انہیں جو حکم دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے ، اورانہیں جو حکم دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں ۔''

﴿فَاعْبُدُوا مَا شِئْتُم مِّن دُونِهِ ۗ قُلْ إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ۝١٥﴾

(الزمر : ١٥)

''پس تم لوگ اس کے سوا جس کی چاہو عبادت کرو، آپ کہہ دیجئے کہ بلاشبہ گھاٹا پانے والے تو وہ ہیں جو قیامت کے دن اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو خسارے میں ڈالیں گے، آگاہ رہئے کہ وہی نقصان وخُسرانِ مبین ہوگا۔''

عن عائشة رضي الله عنها أنَّها قالت: جَاءَ تْنِي مِسْكِينَةٌ تَحْمِلُ ابْنَتَيْنِ لَهَا ، فَأَطْعَمْتُهَا ثلاثَ تمراتٍ ، فأعطت كُلَّ وَاحِدةٍ مِنْهُمَا تَمْرَةً، ورفعت إلى فِيهَا تَمْرةً لِتأكُلها ، فَاسْتطعَمَتْها ابْنَتَاهَا ، فَشَقَّتِ التَّمرَةَ ، الَّتِي كَانَتْ تُرِيدُ أَنْ تَأْكُلَها ، بينَهُمَا ، فَأَعْجَبَنِي شَأْنُهَا ، فَذَكَرْتُ الَّذِي صَنَعَتْ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَوْ جَبَ لَهَا بِهَا الجَنَّةَ ، أَوْ أَعْتَقَهَا بِهَا مِنَ النَّارِ .))[1]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة ، باب فضل الاحسان الی البنات ، رقم: ٢٦٣٠.

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: میرے پاس ایک مسکین اور غریب عورت اپنی دو بیٹیاں اٹھائے ہوئے آئی، میں نے اسے کھانے کے لیے تین کھجوریں دیں، پس اس نے دو کھجوریں تو اپنی دو بیٹیوں کو دے دیں، اور ایک کھجور اس نے کھانے کے لیے اپنے منہ کی طرف بڑھائی، کہ وہ بھی اس سے اس کی بیٹیوں نے کھانے کے لیے مانگ لی، چنانچہ اس نے وہ کھجور بھی، جسے وہ خود کھانا چاہتی تھی، اس کے دو حصے کر کے اپنی دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر دی، مجھے اس کی یہ بات بڑی اچھی لگی، میں نے اس واقعے کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی وجہ سے اس کے لیے جنت واجب فرما دی ہے (یا فرمایا) کہ اس کی وجہ سے اسے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا ہے۔''

عن أنسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ)) وَضَمَّ أَصَابِعَهُ. [1]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے دو بچیوں کی پرورش و تربیت کی حتی کہ وہ بالغ ہوگئیں، قیامت والے دن وہ اس حال میں آئے گا کہ میں اور وہ ان دو انگلیوں کی طرح (قریب قریب) ہوں گے۔'' اور آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں ملائیں۔''

اولاد کی اچھی تربیت کرنے سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ وہ مرنے کے بعد اپنے والدین کے لیے دعائیں کرتی ہے، تو اللہ تعالیٰ والدین کے درجات بلند فرماتا ہے۔ اور اگر اولاد کی اچھی تربیت نہ کی ہو تو یہ فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[1] صحيح مسلم، كتاب البرّ والصلة والآداب، باب فضل الإحسان إلى البنات، رقم: ٢٦٣١.

"یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندے کا درجہ جنت میں بلند فرماتا ہے تو وہ استفسار کرتا ہے کہ "اے میرے رب! یہ کیسے؟" تو اللہ ارشاد فرماتا ہے: "تیری اولاد کے تیرے لیے استغفار کی وجہ سے۔" ❶

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ وَأَطْعَمَهُنَّ وَسَقَاهُنَّ، وَكَسَاهُنَّ مِنْ جِدَّته، كُنَّ لَهُ حِجَابًا مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.)) ❷

"جس کی تین لڑکیاں ہوں، اور وہ ان پر صبر کرے، اور انھیں اچھا کھلائے، پلائے اور پہنائے، وہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے پردہ (رکاوٹ) ہوں گی۔"

ایک دوسری روایت میں ہے، جب آپ نے تین لڑکیوں کے بارہ میں جنت کی بشارت دی تو آپ سے پوچھا گیا: اگر دولڑکیاں ہوتو؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں (وہ بھی دخول جنت کا سبب بن جائیں گی۔) ❸

اندازہ فرمائیں! نبی ﷺ کی خدمت میں ایک بچہ لایا گیا۔ آپ نے اس کا بوسہ لیا اور فرمایا: "خبردار! بلاشبہ بچے بخل اور بزدلی کا باعث ہوتے ہیں۔ بلاشبہ بچے عطیہ خداوندی ہیں۔ ❹

ایک روایت میں ہے۔ سیدنا یعلیٰ العامری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کی جانب دوڑتے ہوئے گئے۔ آپ نے ان دونوں کو اپنے ساتھ چمٹا لیا، اور فرمایا: "بلاشبہ بچے بخل اور بزدلی کا باعث ہوتے ہیں۔" ❺

---

❶ مسند احمد: ۲/ ۵۰۹۔ سنن ابن ماجة، رقم: ۳۶۶۰۔ سلسلة الصحیحة، رقم: ۴۰۷۶.

❷ مسند احمد: ۴/ ۱۵۴۔ سنن ابن ماجة، کتاب الادب، باب بر الوالدین والاحسان الی البنات، رقم: ۳۶۶۹۔ سلسلة الصحیحة، رقم: ۲۹۴.

❸ صحیح: مسند احمد: ۳/ ۳۰۳.

❹ مشکوة، کتاب الآداب، رقم: ۴۶۹۱۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❺ سنن ابن ماجه، کتاب الآدب، باب برالوالدین والاحسان البنات، رقم: ۳۶۶۶۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے کا ثواب:

عـن عبـدِ الـلّٰـه بـنِ عـمرِو بنِ العاص رضي الله عنهما ، أَنْ رسولَ اللّٰهِ ﷺ قـال: ((الدُّنْيَا مَتَاعٌ ، وَخَيْرُ مَتَاع الدُّنْيَا المَرْأَةُ الصَّالِحَةُ .)) ❶

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا ساز وسامان ہے، اور دنیا کا بہترین سامان، نیک عورت ہے۔''

عـن أبـي هريرة رضی اللہ عنہ قـال: قـال رسـولُ اللّٰه ﷺ: ((أَكْمَلُ الـمُـؤْمِنِينَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا ، وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ خُلُقًا .)) ❷

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں کامل ترین مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہے۔ اور تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں سب سے بہتر ہے۔''

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((خَيْـرُكُـمْ خَيْـرُكُمْ لِأَهْلِهِ ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِيْ ، وَإِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعوه .)) ❸

''تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہترین ہو، اور میں تم سب سے زیادہ اپنے گھر والوں سے حسن سلوک کرنے والا ہوں، اور جب تمہارا کوئی ساتھی فوت ہو جائے تو اسے چھوڑ دو۔ (یعنی اس کی کوتاہیوں کا تذکرہ نہ کرو۔)''

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الرضاع، باب خير متاع الدنيا المرأة الصالحة ، رقم: ١٤٦٩ .

❷ سنن ترمذي، أبواب النكاح، باب ماجاء في حق المرأة على زوجها، رقم: ١١٦٢۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ٢٨٤ .

❸ سنن الترمذي، ابواب المناقب، باب فضل ازواج النبى صلى الله عليه وسلم، رقم: ٣٨٩٥۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ٢٨٥ .

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفْقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِيْ فَمِ إِمْرَأَتِكَ .)) ❶

''بے شک تو اللہ کی رضا کی خاطر جو بھی خرچ کرے گا، تجھے اس کا ثواب ملے گا حتی کہ تو اپنی بیوی کے منہ میں جو لقمہ ڈالتا ہے، (اس کا ثواب بھی ملے گا)۔''

سیّدنا ابومسعود البدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ يَحْتَسِبُهَا فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ .)) ❷

''جب کوئی شخص اپنی بیوی پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو وہ اس کے لیے صدقہ ہے۔''

شوہر کی فرمانبرداری کی فضیلت:

عَنِ الْحُصَيْنِ بْنِ مِحْصَنٍ أَنَّ عَمَّةً لَهُ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فِيْ حَاجَةٍ ، فَفَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِهَا ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ ((أَذَاتُ زَوْجٍ أَنْتِ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ . قَالَ: ((كَيْفَ أَنْتِ لَهُ؟)) قَالَتْ: مَا آلُوْهُ إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ. قَالَ: ((فَانْظُرِيْ أَيْنَ أَنْتِ مِنْهُ، فَإِنَّمَا هُوَ جَنَّتُكِ وَنَارُكِ .)) ❸

''سیدنا حصین بن محصن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی پھوپھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا ''کیا تو شادی شدہ ہے؟''

❶ صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب ماجاء ك ان الاعمال بالنية والحسبة، رقم: ٥٦ـ صحيح مسلم، كتاب الوصية، باب الوصية بالثلث، رقم: ١٦٢٨.

❷ صحيح البخاري، أيضًا، رقم: ٥٠ـ صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب فضل النفقة والصدقة على الاقربين ...... ،رقم: ١٠٠٢.

❸ مسند احمد: ٣٤١/٤ـ مستدرك حاكم: ١٨٩/٢ـ حاکم نے اسے "صحیح" کہا ہے اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

اس نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا ''تم اپنے شوہر سے کیسا رویہ برتتی ہو؟'' اس نے کہا: میں نے کبھی اس کی اطاعت وفرمانبرداری میں کمی نہیں کی الا کہ جو میری طاقت سے باہر ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم خود غور کرو کہ تمہارا اس کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ (خبردار) وہ تمہاری جنت اور جہنم ہے۔''

یعنی اس کی اطاعت کے بدلے میں جنت اور اس کی نافرمانی کے بدلے میں جہنم ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا ، وَصَامَتْ شَهْرَهَا ، وَحَصَّنَتْ فَرْجَهَا ، وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا ، دَخَلَتْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَ تْ .)) ❶

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب عورت پانچ نمازیں ادا کرے، ماہِ رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے دروازوں میں سے جس سے چاہے داخل ہو جائے۔''

نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَـو أَمَـرْتُ أَحَـدًا أَنْ يَسْـجُـدَ لِأَحَـدٍ لَأَمَـرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِـزَوْجِهَا مِنْ عَظَمِ حَقِّهِ عَلَيْهَا ، وَلَا تَجِدُ امْرَأَةٌ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ حَتَّـى تُـؤَدِّيْ حَـقَّ زَوْجِهَا وَلَوْ سَأَلَهَا نَفْسَهَا ، وَهِيَ عَلَى ظَهْرِ قَتَبٍ .)) ❷

''اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی انسان کو سجدہ کرے تو یقیناً میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے، کیونکہ اس کے اپنی بیوی پر بہت زیادہ حقوق ہیں۔ اور کوئی عورت اس وقت تک ایمان کی حلاوت حاصل نہیں کر سکتی، جب

---

❶ صحيح ابن حبان، رقم: ٤١٥١۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٦٦٠.

❷ صحيح الترغيب والترهيب، رقم: ٢٨٩٦.

تک وہ اپنے خاوند کے حقوق ادا نہ کرے۔ اور اگر خاوند اس سے ہم بستری کی خواہش کرے تو اس پر اس کی خواہش کا احترام ضروری ہے، خواہ وہ کجاوہ باندھے اونٹ پر سوار ہو۔‘‘

پردے کی اہمیت وفضیلت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝۳۰﴾ (النور: ۳۰)

’’اے میرے نبی! آپ ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، ایسا کرنا ان کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ بیشک وہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔‘‘

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ رقمطراز ہیں:

’’مسلمانوں کی روح کی طہارت و پاکیزگی کے لیے اور فحاشی و بدکاری کے دروازوں کو بند کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اجنبی اور غیر محرم عورتوں کو نہ دیکھیں، اور اگر کبھی اچانک کسی غیر محرم عورت پر نگاہ پڑ جائے تو فوراً اپنی نظریں پھیرلیں۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، نہ بدکاری کریں اور نہ اپنی شرمگاہ کسی ایسے کے سامنے کھولیں جس کے لیے اس کا دیکھنا حرام ہے۔ ان دونوں باتوں پر عمل کرنے سے مسلمان کی روح پاکیزہ رہتی ہے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ نوافل کی ادائیگی سے زیادہ نگاہ و دل کی حفاظت کرنے سے روح کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔‘‘ (تیسیر الرحمٰن: ۲/ ۱۰۰۱)

﴿وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا

يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۪ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآىِٕهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآىِٕهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآىِٕهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَ لَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۳۱

(النور: ۳۱)

’’اور اے میرے نبی! آپ ایمان والی عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو ظاہر رہتا ہے، اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رکھیں، اور اپنا بناؤ سنگھار کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں، سوائے اپنے شوہروں کے، یا اپنے باپ کے، یا اپنے شوہروں کے باپ کے، یا اپنے بیٹوں کے، یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے، یا اپنے بھائی کے، یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے، یا اپنی بہنوں کے بیٹوں کے، یا اپنی عورتوں کے، یا گھر میں رہنے والے ان لوگوں کے سوا جو عورتوں کی خواہش نہیں رکھتے، یا ان بچوں کے سوا جو ابھی عورتوں کی شرمگاہوں سے آگاہ نہیں ہیں، اور اپنے پاؤں زمین پر مار کر نہ چلیں، تاکہ ان کی پوشیدہ زینت لوگوں کو معلوم ہو جائے اور اے مومنو! تم سب مل کر اللہ کے حضور توبہ کرو، تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔‘‘

اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے پردے کے احکامات بیان کیے ہیں۔ اور آخر میں بیان فرما دیا ہے کہ اللہ کی طرف توبہ، رجوع کرنے میں ہی تمہاری کامیابی ہے۔ بالفاظ دیگر

اللہ کے احکامات کی پیروی، اور اس کی منہیات سے اجتناب میں ہی تمہاری کامیابی کا راز مضمر ہے۔

﴿ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴾

(الاعراف : ٢٦)

''اے آدم کے بیٹو! ہم نے تمہارے لیے لباس اتارا ہے، جو تمہاری شرمگاہوں کو پردہ کرتا ہے، اور وسیلہ زینت بھی ہے، اور پرہیزگاری کا لباس ہی بہترین ہے۔ یہ لباس اللہ کی نشانیوں میں سے ہے، تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔''

''اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین میں رہنے کی جگہ اور کھانے پینے کی مختلف چیزیں دیں، اور جنت کا لباس چھن جانے کے بعد لباس دیا جس کے ذریعہ وہ ستر پوشی کرتا ہے، اور زیب وزینت اختیار کرتا ہے۔ ان نعمتوں کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اللہ پر ایمان لائے، شرک ومعاصی سے تائب ہو اور تقویٰ کی راہ پر گامزن ہو، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد فرمایا کہ آدمی اگر تقویٰ کا لباس زیب تن کرے، یعنی ایمان وعمل صالح کی زندگی اختیار کرے، اور ہر حال میں اللہ کی خشیت اس کے دل ودماغ پر طاری رہے تو اس کے لیے ہر طرح سے بہتر ہے۔''

(تیسیر الرحمٰن: ١/ ٤٦٠)

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَاۗءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴾ (الاحزاب : ٥٩)

''اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں، اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گی، اور اللہ بڑا مغفرت کرنے والا مہربان ہے۔''

﴿وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝۳۳﴾

(الاحزاب : ۳۳)

''اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم جاہلیت کے زمانے کی طرح اپنے بناؤ کا اظہار نہ کرو، اور نماز ادا کرتی رہو، اور زکوٰۃ دیتی رہو، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت گزاری کرو۔ اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کی گھر والو! تم سے ہر قسم کی لغو بات کو دور کر دے اور تمہیں خوب صاف کر دے۔''

ان تمام آیات مقدسات سے پردے کی اہمیت واضح ہو رہی ہے کہ پردہ عورت کی عزت و آبرو، لوگوں کی بری نگاہوں سے اس کا محافظ ہے۔ لامحالہ جو عورت بن سنور کر باہر نکلے گی تو مرکز نگاہ بنے گی۔ اس پر آوازے بھی کسے جائیں گے تو کئی اس کے ساتھ مزید چھیڑ چھاڑ کا ارتکاب بھی کریں گے، جبکہ پردے میں وہ ان تمام باتوں سے محفوظ رہتی ہے۔ کیونکہ وہ اس صورت میں مرکز نگاہ نہیں بنے گی۔

بے غیرتی کی دوڑ میں کتنے ہوئے شریک
کتنوں نے خود ہی خود کو تماشا بنا لیا
دشت کفر کی خاک کیوں چہروں پہ چھا گئی
کیوں چمن راہ دید میں یہ آندھی آ گئی

پڑوسی کے حقوق ادا کرنے کے فضائل:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قال: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلا يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَسْكُتْ .)) ❶

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو ایذاء نہ پہنچائے، جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ مہمان کی عزت کرے، اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ بھلائی کی (ہی) بات کرے ورنہ خاموش رہے۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلِ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ .)) ❷

''وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جس کا پڑوسی اس کے خطرات سے محفوظ نہ ہو۔''

یعنی معلوم ہوا کہ جو شخص پڑوسی کے ساتھ اچھے طریقے سے اور عمدہ اخلاق سے پیش آئے گا، وہ مؤمن بھی ہے اور جنت میں بھی جائے گا۔ جیسا کہ درج ذیل حدیث پاک سے وضاحت ہو رہی ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: ''یا رسول اللہ! فلاں عورت دن کو روزے رکھتی ہے، رات کو قیام کرتی ہے، اور صدقہ خیرات بھی کرتی ہے، لیکن ہمسایوں کو زبان سے اذیت پہنچاتی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ عورت جہنمی ہے۔'' پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: فلاں عورت صرف فرض نماز ادا کرتی ہے، اور پنیر کے ٹکڑے وغیرہ صدقہ کرتی ہے، لیکن ہمسایوں کو اذیت نہیں پہنچاتی۔ آپ

---

❶ صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب اكرام الضيف وخدمته اياه بنفسه، رقم: ٦١٣٦ـ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب الحث على اكرام الجار ، رقم: ٤٧ .

❷ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان تحريم ايذاء الجار ، رقم: ٤٦ .

نے ارشاد فرمایا: ''یہ عورت جنتی ہے۔'' ❶

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((خَيْرُ الْأَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ ، خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهِ ، وَخَيْرُ الْجِيْرَانِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهِ)) ❷

''اللہ کے نزدیک لوگوں میں سے سب سے بہتر وہ شخص ہے، جو اپنے ساتھی کے لیے بہتر ہو۔ اور پڑوسیوں میں سب سے بہتر وہ ہے، جو اپنے پڑوسی کے لیے بہتر ہو۔''

والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنے کے فضائل:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾﴾ (بنی اسرائیل: ۲۳۔۲۴)

''اور آپ کے رب نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ لوگو! تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہاری زندگی میں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اُف نہ کہو، اور انہیں ڈانٹو نہیں، اور ان کے ساتھ نرمی اور ادب و احترام کے ساتھ بات کرو اور جذبہ رحمت کے ساتھ، ان کے سامنے تواضع اور انکساری اختیار کرو، اور دعا کرو کہ

---

❶ مسند احمد: ۲/ ۴۴۰۔ الادب المفرد، رقم: ۱۱۹۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۵۷۶۴۔ ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن الترمذي، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی حق الجوار، رقم: ۱۹۴۴۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۱۰۳۰.

اے میرے رب! جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری پرورش و برداشت کی تھی تو ان پر رحم فرما دے۔''

''اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے صراحت کے ساتھ توحید کا حکم دیا، اور اس کے بعد ہی والدین کے ساتھ اچھا معاملہ کرنے کا حکم دے کر انسان کے دل و دماغ میں یہ بات بٹھانی چاہی کہ توحید باری تعالیٰ اور اس کے حقوق کی ادائیگی کے بعد، دنیا میں والدین کے حقوق سے بڑھ کر کوئی حق نہیں۔ اور اس کی وجہ غالبًا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کا خالق و موجد ہے، اس لیے اس کی عبادت ضروری ہوئی، اور رحم مادر میں باپ کا نطفہ قرار پانے کے بعد، ماں اس کا بوجھ نو ماہ تک تکلیفیں برداشت کر کے ڈھوتی رہتی ہے اور جب اللہ کی قدرت سے ماں کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ بالکل عاجز و کمزور ہوتا ہے اس میں حرکت کرنے کی بھی صلاحیت نہیں ہوتی۔ اس وقت ماں اور باپ اللہ کے بعد اس کا سہارا بنتے ہیں، اس کی حفاظت کی خاطر دن کا چین اور رات کا سکون کھو دیتے ہیں اور ہر جتن کر کے اس کی دیکھ بھال کرتے ہیں، اسے اپنی نگاہِ شفقت کے زیر سایہ پالتے ہیں۔ تو گویا اس کے وجود و بقا کے لیے اللہ تعالیٰ کی قدرت و ربوبیت کے بعد انہی دونوں کی محبت و شفقت کام کرتی ہے۔ اللہ رب العزت نے انسانیت کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کا جو طریقہ سکھلایا اس سے جو بات سمجھ آتی ہے، وہ یہ ہے کہ انسان کو اپنے والدین کی تعظیم و تکریم اور خدمت کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھنی چاہیے۔ جب دونوں یا ان میں سے ایک بوڑھے ہو جائیں تو ان پر نگاہِ شفقت و محبت ڈالے، ان کی خدمت کر کے قلبی راحت محسوس کرے اور ان کی خدمت کرتے ہوئے اگر کوئی تکلیف پہنچے تو اف نہ کرے اور ان کے ساتھ غایت محبت و اکرام کا معاملہ کرے، ان کے سامنے اپنے آپ کو جھکا کر رکھے، سخت لہجہ میں بات نہ کرے، آواز اونچی نہ کرے، ان کی خدمت کو دنیا و آخرت کی سعادت و نیک بختی کا سبب سمجھے، اس لیے کہ آج وہ دونوں اس شخص کی مدد کے محتاج ہو گئے ہیں جو پیدائش کے بعد سے ان کی مدد کا محتاج ترین فرد تھا، یہاں تک کہ ان کے سایہ عاطفت میں پل بڑھ کر جوان ہو

گیا۔

قفال نے ”واخفض لهما جناح الذل“ کے تحت لکھا ہے کہ جس طرح چڑیا غایت حفاظت کے پیش نظر اپنے چوزوں کو اپنے پر سے ڈھانک لیتی ہے اور جب پرواز سے فارغ ہو کر زمین پر اترنا چاہتی ہے تو اپنے پر سمیٹ لیتی ہے اسی طرح لڑکا جب جوان ہو جائے اور والدین بوڑھے ہو جائیں تو ہر دم ان کی حفاظت کرتا رہے اور ان کے سامنے نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ رہے۔ آیت کے اس حصہ میں تواضع اور انکساری کی طرف ایک بلیغ اشارہ ہے۔ سعید بن جبیر نے اس کی تفسیر یہ بیان کی ہے کہ اے انسان! تو اپنے والدین کے لیے اس طرح تواضع و انکساری کا اظہار کر جس طرح غلام اپنے سخت مزاج اور سخت گیر آقا کے سامنے کرتا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے گویا یہ کہنا چاہا ہے کہ والدین کے لیے اپنی شفقت و محبت پر اکتفا نہ کرو، بلکہ جب تک زندہ رہو، روزانہ کم از کم پانچوں نمازوں میں ان کے حق میں دعا کرو کہ اللہ ان پر دائمی رحمت کرے، ان کی مغفرت فرما دے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے جس طرح انہوں نے غایت شفقت و محبت کے ساتھ تمہاری پرورش کی تھی جب تم چھوٹے تھے اور حرکت نہیں کر سکتے تھے۔“ (تیسر الرحمن: ۱/۸۰۳۔۸۰۴)

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمرِو بنِ العاصِ رضي الله عنهما قال: أَقْبَلَ رَجُلٌ إلى نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ، فقال: أُبَايِعُكَ عَلى الهِجْرَةِ وَالجِهَادِ، أَبْتَغِي الأَجْرَ مِنَ الله تعالى۔ قال: ((فَهَلْ مِنْ وَالِدَيْكَ أَحَدٌ حَيٌّ؟)) قال: نَعَمْ، بَلْ كِلاهُمَا، قال: ((فَتَبْتَغِي الأَجْرَ مِنَ اللّٰهِ تَعالىٰ؟)) قال: نَعَمْ۔ قال: ((فَارْجِعْ إِلَى وَالِدَيْكَ، فَأَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا.)) [1]

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب الجهاد بإذن الابوين، رقم: ٣٠٠٤۔ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب بر الوالدين، وايهما أحق به، رقم: ٢٥٤٩.

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: میں آپ سے ہجرت اور جہاد پر بیعت کرتا ہوں اور اللہ سے اجر کا طالب ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''تیرے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے؟'' اس نے جواب دیا: ہاں، بلکہ دونوں ہی (زندہ ہیں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: ''کیا تو اللہ سے اجر کا طالب ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''پھر تو اپنے والدین کے پاس لوٹ جا اور ان کی اچھی طرح خدمت کر۔''

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الْوَالِدِ، وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ.)) [1]

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پروردگار کی رضا مندی والد کی رضا مندی میں ہے، اور پروردگار کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔''

فائدہ:...... مذکورہ بالا حدیث پاک میں لفظ ''الوالد'' سے مراد صرف باپ نہیں ہے۔ بلکہ ماں اور باپ دونوں یعنی والدین مراد ہیں۔ جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ کی تبویب سے ظاہر ہے:

"باب ماجاء فی الفضل فی رضا الوالدین"

''اس بیان میں کہ جو والدین کی رضا مندی حاصل کرنے کی فضیلت ہے۔''

یاد رہے کہ والدین میں سے ماں زیادہ فضیلت کی حامل ہے۔ اور اُن میں سے نیک برتاؤ کی وہ زیادہ حق دار ہے:

---

[1] سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء من الفضل فی رضا الوالدین، رقم: ۱۸۹۹۔ السلسلة الصحیحة، رقم: ٥١٦.

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نِمْتُ، فَرَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَسَمِعْتُ صَوْتَ قَارِئٍ يَقْرَأُ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالُوْا: هَذَا حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَان.)) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَذَاكَ الْبِرُّ، كَذَاكَ الْبِرُّ.)) وَكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِأُمِّهِ. ❶

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں سویا تو میں نے خود کو (خواب میں) جنت میں دیکھا، میں نے (وہاں) ایک قاری کی آواز سنی جو قراءت کر رہا تھا۔ میں نے دریافت کیا: یہ کون ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ حارثہ بن نعمان ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسی طرح نیکی (کا بدلہ) ہے، اسی طرح نیکی (کا بدلہ) ہے۔'' اور وہ (حارثہ) لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی والدہ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا تھا۔

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ ارشاد فرمایا: ''وقت پر نماز ادا کرنا۔'' میں نے پوچھا: پھر کون سا؟ فرمایا: ''والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔'' میں نے پوچھا: پھر کون سا؟ فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔'' ❷

---

❶ مسند احمد: ٦/ ١٥٢۔ مصنف عبدالرزاق، رقم: ٢٠١١٩۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح الإسناد'' کہا ہے۔

❷ صحیح البخاري، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب فضل الصلاۃ لوقتها، رقم: ٥٢٧۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان کون الایمان باللّٰه تعالیٰ افضل الاعمال، رقم: ٨٥.

مہمان نوازی کے فضائل:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ یُهْرَعُوْنَ اِلَیْهِ ؕ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ قَالَ یٰقَوْمِ هٰۤؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْ ؕ اَلَیْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ ۝۷۸﴾ (ھود: ۷۸)

''اوران کی قوم کے لوگ ان کے پاس دوڑتے ہوئے آئے، اور وہ پہلے سے ہی برائیاں کرتے آرہے تھے۔ لوط نے کہا: اے میری قوم کے لوگو! یہ میری بیٹیاں ہیں، یہ تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ ہیں، پس تم اللہ سے ڈرو، اور میرے مہمانوں کو چھیڑ کر مجھے رسوانہ کرو، کیا تم میں کوئی آدمی بھی سمجھدار نہیں ہے۔''

﴿هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ ضَیْفِ اِبْرٰهِیْمَ الْمُكْرَمِیْنَ ۝۲۴ اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝۲۵ فَرَاغَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِیْنٍ ۝۲۶﴾ (الذاریات: ۲۴ تا ۲۶)

''اے میرے نبی! کیا آپ کو ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر پہنچی ہے جب وہ ان کے پاس آئے تو انہوں نے سلام کیا، ابراہیم نے سلام کا جواب دیا، اور دل میں کہا کہ یہ انجانے لوگ ہیں۔ پھر خاموشی کے ساتھ اپنے گھر والوں کے پاس دوڑ کر گئے، پھر ایک بھُنا ہوا موٹا تازہ بچھڑا لے کر آئے۔''

ان آیات سے معلوم ہوا کہ مہمان نوازی کرنا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ جیسا کہ سیّدنا لوط و سیّدنا ابراہیم علیہما الصلاۃ والسلام کے بارہ میں بیان ہوا ہے۔ چونکہ مہمان اپنے میزبان کے پاس آتا ہے تو اس کی امان میں ہوتا ہے۔ اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچے یا کوئی تکلیف پہنچائے تو یہ میزبان کی سبکی کا باعث بنتا ہے۔ لہٰذا اس سلسلے میں دونوں بزرگ ہستیوں نے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے مہمانوں کے ساتھ حسن سلوک کیا۔

سیّدنا ابوشریح العدوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ كان يُؤْمِنُ باللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخرِ فَلْيُكرِمْ ضَيفَهُ جَائِزَتَهُ .))
قـالوا: وما جَائِزَتُهُ يا رسولَ اللّٰهِ؟ قال: ((يَومُه ولَيْلَتُهُ، والضِّيَافَةُ ثَلاثَةُ أَيَّامٍ، فما كان وَرَاءَ ذلكَ فهو صَدَقَةٌ عَلَيْهِ .)) ❶

''جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو اسے مہمان کی عزت کرتے ہوئے اس کا حق ادا کرنا چاہیے۔'' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کا حق کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک دن اور رات (یعنی اس میں اپنی طاقت کے مطابق بہتر کھانا تیار کرے) اور مہمان نوازی تین دن ہے، پس جو اس کے علاوہ ہو، وہ صدقہ ہے۔''

عـن أبـي هـريرةَ رضي الله عنه أَنَّ النبيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰه وَاليومِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَاليَـوْمِ الآخِـرِ فـلْيَـصِلْ رَحِمَهُ، وَمَنْ كَانَ يؤمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَومِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيرًا أَوْ لِيَصْمُتْ)) ❷

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے اپنے مہمان کی عزت کرنی چاہیے۔ اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ صلہ رحمی (رشتے داروں سے حسن سلوک) کرے۔ اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان

---

❶ صحیح بخاري، كتاب الأدب، باب من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يؤذ جاره، رقم: ٦٠١٩۔ صحيح مسلم، كتاب اللقطة، باب الضيافة، رقم: ٤٥١٣ تا ٤٥١٥

❷ صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب اكرام الضيف وخدمته، رقم: ٦١٣٨۔ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الحث علي إكرام الجار والضيف ولزوم الصمت إلا من الخير، رقم: ٤٧.

رکھتا ہے، اس کو چاہیے کہ بھلائی کی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔''

سیّدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((یَا اَیُّهَا النَّاسُ! اَفْشُو السَّلَامَ ، وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ ، وَصَلُّوْا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ .)) ❶

''لوگو! سلام پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، اور جب (دوسرے) لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھو، تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو گے۔''

زبان کی حفاظت کرنے کا ثواب:

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَيُّ الْمُسْلِمِينَ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ .)) ❷

''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کون سا مسلمان افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔''

عَنَ سَهْل بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ يضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ .)) ❸

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص

---

❶ سنن ترمذی، کتاب صفة القیامة، باب حدیث افشو السلام، رقم: ۲۴۸۵۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۱۳۳۴ و ۳۲۵۱۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب أيّ الإسلام أفضل؟ رقم: ١١۔ صحيح مسلم، باب بيان تفاضل الإسلام، رقم: ٤٢.

❸ صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، رقم: ٦٤٧٤.

مجھے دو جبڑوں کے درمیان چیز (زبان) کی اور دو ٹانگوں کے درمیان چیز (شرم گاہ) کی حفاظت کی ضمانت دے دے، تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔''

سیّدنا ابوشریح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ ، فَلْيَقُلْ خَيْراً، أَوْ لِيَصْمُتْ)) ❶

''جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ یا تو بھلائی کی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ لَا يُلْقِى لَهَا بَالًا يَرْفَعُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَاتٍ ، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ لَا يُلْقِى لَهَا بَالًا يَهْوِى بِهَا فِى جَهَنَّمَ .)) ❷

'' ایک آدمی انجام سے بے پرواہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضامندی والا کلمہ کہہ دیتا ہے اور اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے درجات کو بلند فرما دیتا ہے۔ اسی طرح انجام سے بے پرواہ ہو کر ایک آدمی اللہ کی ناراضگی والا کوئی لفظ کہہ دیتا ہے اور اس ایک لفظ کی وجہ سے وہ جہنم میں جا گرتا ہے۔''

امام یونس بن عبید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جب بندے کی دو چیزیں درست ہو جائیں تو باقی سب خود بخود درست ہو جاتا ہے۔ ایک اس کی نماز نماز، اور دوسری اس کی زبان۔'' ❸

---

❶ صحيح بخاري، كتاب الرقاق، رقم: ٦٤٧٦ـ صحيح مسلم، كتاب اللقطة، باب الضيافة ونحوه، رقم: ٤٨.

❷ صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، رقم: ٦٤٧٨.

❸ سير اعلام النبلاء: ٢٩٣/٦.

امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یقیناً مؤمن کم گو اور کثیر العمل ہوتا ہے، جبکہ منافق کثیر الکلام وقلیل العمل ہوتا ہے۔'' ❶

عاجزی اختیار کرنے کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ پوری کائنات کا مالک ہے، اور بڑی زبردست قدرت والا ہے۔ لامحالہ جو ذات طاقت وقدرت والی ہو تو بڑاپن، کبریائی اور بزرگی بھی اسی کے لائق وسزاوار ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ہی کوئی اپنا اصل مقام عاجزی ترک کر کے بڑائی کا اظہار کرے تو یہ اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ اور جس نے بھی اللہ کی چادر تکبر، کبریائی پر ہاتھ ڈالتے ہوئے اس کے احکامات سے روگردانی کی تو اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو صفحۂ ہستی سے مٹادیا۔ جس کی مشہور مثالیں، فرعون، قارون، قومِ عاد وثمود وغیرہ ہیں۔ اور اپنے متواضع بندوں کو بلند مقام عطا فرمایا۔ جس کی مثال انبیاء کرام علیہم السلام، صدیقین، شہداء وصالحین ہیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝۶۳﴾ (الفرقان: ۶۳)

''رحمٰن کے نیک بندے وہ ہیں جو زمین پر نرمی اور عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب نادان لوگ ان کے منہ لگتے ہیں تو وہ سلام کر کے گزر جاتے ہیں۔''

﴿اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۹﴾ (الزمر: ۹)

''بھلا جو شخص راتوں کے اوقات سجدے اور قیام کی حالت میں اپنے رب کی عبادت میں گزارتا ہو، آخرت سے ڈرتا ہو، اور اپنے رب کی رحمت کی امید

---

❶ سیر اعلام النبلاء: ۷/ ۱۲۵.

رکھتا ہو، اے میرے نبی! آپ کہہ دیجیے کہ علم والے اور بے علم کیا برابر ہو سکتے ہیں؟ یقیناً نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقل مند ہوں۔''

﴿إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿١٥﴾ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿١٦﴾﴾

(السجدہ: ۱۵-۱۶)

''ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں جنہیں جب کبھی ان آیتوں سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے ہیں اور تکبر سے الگ تھلگ رہتے ہیں۔ ان کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں۔ اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔''

عن عِيَاضِ بن حِمَارٍ رضي الله عنه قال: قال رسولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ أَوحَى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّى لا يَفْخَرَ أَحَدٌ على أَحَدٍ، وَلا يَبْغِي أَحَدٌ عَلى أَحَدٍ.)) ❶

سیدنا عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ آپس میں تواضع (عاجزی) اختیار کرو، حتیٰ کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر زیادتی کرے۔''

عَنْ أَبي هُرَيرة رضي الله عنه، عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قال: ((مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِن مالٍ، وَما زادَ اللهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا، وما تَوَاضَعَ أَحَدٌ للهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللهُ.)) ❷

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب الصفات التي يعرف بها، رقم: ٢٨٦٥.

❷ صحيح مسلم، كتاب البر، باب استحباب العفو والتواضع، رقم: ٢٥٨٨.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ کسی مال کو گھٹاتا نہیں ہے، اور عفو و درگزر سے اللہ تعالیٰ عزت میں ہی اضافہ فرماتا ہے، اور جو صرف اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بلند فرماتا ہے۔''

سلام کرنے کے فضائل:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا ﴿٨٦﴾﴾ (النساء: ٨٦)

''اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو، یا انہیں الفاظ کو لوٹا دو۔ بے شبہ اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''تمام علمائے اسلام کا اتفاق ہے کہ سلام کرنا سنت ہے، اور جواب دینا فرض ہے، ان حضرات نے اسی آیت سے استدلال کیا ہے اور اس کا سبب یہ بھی ہے کہ سلام کا جواب نہ دینے میں مسلمان کی اہانت ہے جو حرام ہے، حسن بصری اور سفیان ثوری وغیرہما کا یہی قول ہے۔''

عن عبداللهِ بنِ عمرِو بنِ العاصِ رضي الله عنهما أن رجلاً سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ: أَيُّ الإِسْلام خَيْرٌ؟ قالَ: ((تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلامَ عَلى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِف.)) [1]

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: اسلام کی کون سی بات زیادہ بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم (بھوکے کو) کھلاؤ، اور ہر شخص کو سلام کہو، چاہے تم اسے

[1] صحيح بخارى، كتاب الإيمان، باب إطعام الطعام من الإسلام، رقم: ١٢.

پہچانو یا نہ پہچانو۔''

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ((لا تدخلون الجنة حتى تؤمنوا، ولا تؤمنوا حتى تحابوا، أولا أدلكم، على شيء إذا فعلتموه تحاببتم؟ أفشوا السلام بينكم.)) ❶

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم جنت میں نہیں جاؤ گے، یہاں تک کہ ایمان لاؤ، اور تم مومن نہیں ہو گے، یہاں تک کہ ایک دوسرے سے محبت کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلاوں کہ جب تم اسے اختیار کرو گے تو آپس میں محبت کرنے لگو گے۔ (وہ یہ ہے کہ) تم آپس میں سلام کو پھیلاؤ اور عام کرو۔''

عن عمران بن الحصين رضی اللہ عنہما قال: جاء رجل إلى النبي ﷺ فقال: السلام عليكم، فرد عليه السلام، ثم جلس، فقال النبي ﷺ: ((عشر)) ثم جاء آخر فقال: السلام عليكم ورحمة الله، فرد عليه فجلس، فقال: ((عشرون)) ثم جاء آخر، فقال: السلام عليكم ورحمة الله وبركاته، فرد عليه السلام فجلس، فقال: ((ثلاثون)) ❷

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: السلام علیکم! آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ پھر وہ شخص بیٹھ گیا۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (اس کے لیے)

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان أنه لا يدخل الجنة إلا المؤمنون، وأن محبة المؤمنين من الإيمان، رقم: ٤٥.

❷ سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب كيف السلام؟ رقم: ٥١٩٥ ـ سنن ترمذي، أبواب الاستئذان، باب ما ذكر في فضل السلام، رقم: ٢٦٨٩ ـ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''دس نیکیاں ہیں۔'' پھر ایک دوسرا آدمی آیا اور اس نے کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ، آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا، پھر وہ بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: (اس کے لیے) ''بیس نیکیاں ہیں۔'' پھر ایک اور آدمی آیا اور اس نے کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا، وہ بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: (اس کے لیے) ''تیس نیکیاں ہیں۔''

اٹھتے بیٹھتے سلام کہنے کا ثواب:

عـن أبي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قال: قال رسولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إذا انتهى أَحَدُكُمْ إلى المَجْلِسِ فَلْيُسَلِّم، فَإذا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ فَلْيُسَلِّمْ، فَلَيْسَتِ الْأُولى بِأَحَقَّ مِنَ الآخِرَةِ.)) [1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص مجلس میں پہنچے تو سلام کرے، اور جب اٹھ کر جانے لگے تب بھی سلام کرے، اس لیے کہ پہلا سلام دوسرے سے زیادہ فائق نہیں ہے۔''

مصافحہ کرنے کا ثواب:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''دو مسلمان جب آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں کو جدا ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔'' [2]

---

[1] سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب السلام إذا قام من المجلس، رقم: ٥٢٠٥۔ سنن ترمذي، أبواب الاستئذان، باب ماجاء في التسليم عند القيام و عند القعود، رقم: ٢٧٠٦۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ١٨٣.

[2] سنن ترمذی، کتاب الاستئذان، باب ما جاء في المصافحة، رقم: ٢٧٢٧۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

سلام میں پہل کرنے والے کا ثواب:

سیّدنا ابوامامۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَأَهُمْ بِالسَّلَامِ .)) ❶

''یقیناً لوگوں میں اللہ کے قریب وہ شخص ہے، جو سلام کرنے میں ابتداء کرتا ہے۔''

عفو ودرگزر کرنے کے فضائل:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ سَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝١٣٣ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝١٣٤ ﴾

(آل عمران : ۱۳۳،۱۳٤)

''اور اپنے رب کی بخشش کی طرف، اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیز گاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ جو لوگ اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں۔ اللہ ان نیک کاروں کو دوست رکھتا ہے۔''

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَ اِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝١٤ ﴾ (التغابن : ١٤)

''اے ایمان والو! تمہاری بیویوں اور بچوں میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں خبردار! ان سے ہوشیار رہنا، اور اگر تم معاف کردو، اور درگزر کرجاؤ اور بخش دو، تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا، مہربان ہے۔''

❶ سنن ابو داؤد، کتاب الأدب، رقم: ٥١٩٧۔ سنن ترمذی، رقم: ٢٦٩٤۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

شیخ عبدالرحمٰن ناصر السعدی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

''کیونکہ عمل کی جزا اس کی جنس ہی ہوتی ہے، لہٰذا کوئی معاف کر دے، اللہ تعالیٰ اس کو معاف کرتا ہے، جو کوئی درگزر کرے اللہ تعالیٰ اس سے درگزر کرتا ہے، جو کوئی ایسے امر میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ کرتا ہے جو اسے پسند ہے اور اس کے بندوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہے جسے وہ پسند کرتے ہیں اور وہ ان کے لیے فائدہ مند ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے بندوں کی محبت کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے، اور اس کے معاملے کی حفاظت کی ہے۔''

(تفسير السعدي مترجم: ٣/ ٢٧٨٥)

عَنْ حُذَيْفَةَ ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: ((أُتِيَ اللّٰهُ تَعَالى ، بِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِهِ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا ، فَقَالَ لَهُ: مَاذَا عَمِلْتَ فِي الدُّنْيَا؟ قَالَ: وَلَا يَكْتُمُونَ اللّٰهَ حَدِيثًا۔ قَالَ: يَا رَبِّ! آتَيْتَنِي مَالَكَ ، فَكُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ ، وَكَانَ مِنْ خُلُقِي الْجَوَازُ ، فَكُنْتُ أَتَيَسَّرُ عَلَى الْمُوسِرِ ، وَأُنْظِرُ الْمُعْسِرَ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ تَعَالى: أَنَا أَحَقُّ بِذَا مِنْكَ تَجَاوَزُوا عَنْ عَبْدِي .)) [1]

''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ، جسے اللہ نے مال و دولت سے نوازا تھا، اللہ کے سامنے پیش کیا گیا، اللہ نے اس سے پوچھا: تو نے دنیا میں کیا کیا؟ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔''اور وہ اللہ سے کوئی بات نہیں چھپا سکیں گے۔'' اس نے جواب دیا: اے رب! تو نے اپنے پاس سے مجھے مال دیا تھا، میں لوگوں کے ساتھ خرید وفروخت کا معاملہ کرتا تھا اور میری عادت درگزر کرنے کی تھی، چنانچہ میں خوش حال پر آسانی کرتا اور تنگ دست کو میں مہلت

[1] صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب فضل إنظار المعسر، رقم: ٢٩/ ١٥٦٠

دے دیتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اس درگزر کرنے کا تجھ سے زیادہ حق دار ہوں۔ میرے اس بندے سے درگزر کرو۔''

عَنْ أبِي هُرِيرَةَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قالَ: ((كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ، وَكَانَ يَقُولُ لِفَتَاهُ: إذَا أَتَيْتَ مُعسِراً فتجاوزْ عَنْهُ، لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا، فَلَقِيَ اللّٰهَ تَعَالىٰ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ.)) ❶

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے ملازم سے کہا کرتا تھا: جب تو کسی تنگ دست کے پاس (قرض لینے) آئے تو اس سے نرمی اور درگزر کا معاملہ کیا کر، شاید اللہ تعالیٰ ہم سے بھی درگزر سے کام لے۔ پس جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملا تو اللہ نے اسے معاف فرما دیا۔''

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُنَجِّيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ القِيَامَةِ، فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ أَوْ يَضَعْ عَنْهُ.)) ❷

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کی بے چینیوں سے نجات دے، تو اسے چاہیے کہ وہ تنگ دست کو مہلت دے، یا اس سے (قرض) معاف ہی کر دے۔''

---

❶ صحيح بخاري، كتاب البيوع، باب من أنظر معسرا، رقم: ٢٠٧٨ـ صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب فضل إنظار المعسر، رقم: ١٥٦٢.

❷ صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب فضل إنظار المعسر، رقم: ١٥٦٣.

سوچ سمجھ کر کام کرنے اور نرمی سے پیش آنے کا ثواب:

عـن ابـنِ عَبَّـاس رَضِـيَ الـلّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ لأَشَـجِّ عَبْـد الْقَيْس: ((إنَّ فِيكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ: الحِلْمُ وَالأنَاةُ .)) ❶

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے اشج عبدالقیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: '' تیرے اندر دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔ بردباری اور سنجیدگی۔''

عـن عـائشةَ رضي الله عنها قالت: قال رسولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الأَمْرِ كُلِّهِ .)) ❷

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ہر معاملے میں نرمی کرنے کو پسند فرماتا ہے۔''

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ، يُحرَمِ الْخيرَ .)) ❸

''جو آدمی نرمی کی صفت سے محروم رکھا گیا، وہ ساری خیر سے محروم کیا گیا۔''

عَـنْ عَـائِشَةَ أن رَسُوْل اللّٰهِ ﷺ قـال: ((إنَّ الـلّٰـهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفقَ، وَيُـعْـطِـي عَلى الرِّفق مالا يُعْطِي عَلى العُنفِ ، وَمَا لا يُعْطِي عَلى مَاسِوَاهُ))

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الامر بالايمان بالله تعالىٰ ، رقم: ١٧.

❷ صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب الرفق فى الامر كله ، رقم: ٦٠٢٤.

❸ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة ، باب فضل الرفق ، رقم: ٢٥٩٢.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے، نرمی کو پسند فرماتا ہے، اور نرمی پر وہ جو کچھ عطا فرماتا ہے وہ سختی اور اس کے علاوہ کسی چیز پر عطا نہیں فرماتا۔'' ❶

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النبيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الرِّفقَ لا يكُونُ فِي شَيءٍ إِلَّا زَانَهُ، وَلا يُنْزَعُ مِنْ شَيءٍ إِلَّا شَانَهُ.)) ❷

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس چیز میں بھی نرمی ہوتی ہے وہ اسے زینت دار بنا دیتی ہے، اور جس سے یہ نکال لی جاتی ہے اسے عیب دار کر دیتی ہے۔''

عن عَبدِ اللّٰهِ بنِ مسعودٍ رضي الله عنه قال: قال رسولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلا أُخْبِرُكُم بِمَنْ يَحْرُمُ على النَّارِ۔ أَوْ بِمَنْ تَحْرُمُ عَلَيْهِ النَّارُ۔؟ عَلى كُلِّ قَرِيبٍ هَيِّنٍ لَيِّنٍ سَهْلٍ.)) ❸

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسے لوگوں کی خبر نہ دوں جو جہنم کی آگ پر، یا جہنم کی آگ ان پر حرام ہے؟ یہ ہر اس شخص پر حرام ہے جو لوگوں کے قریب رہنے والا، آسانی کرنے والا، نرمی کرنے والا اور نرم خو ہے۔''

لغویات سے پرہیز کرنے کے فضائل:

اللہ رب العزت نے قرآنِ مقدس میں اپنے مومن، چنیدہ بندوں کی کئی ایک صفات بیان فرمائی ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ فضول، لایعنی باتوں اور فضول کاموں سے اجتناب کرتے ہیں۔ اور ان کی کوشش ہوتی ہے کہ ان کی شبانہ روز مصروفیات فضولیات کی

❶ صحيح مسلم، كتاب البر، باب فضل الرفق......، رقم: ٢٥٩٣.

❷ صحيح مسلم، كتاب البر، باب فضل الرفق، رقم: ٢٥٩٤.

❸ سنن ترمذي، أبواب صفة يوم القيامة، باب فضل كل قريب هين سَهْلٍ، رقم: ٢٤٨٨۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ٩٣٥.

بجائے، اعلاء کلمۃ اللہ کی سر بلندی کے لیے صرف ہوں۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل چند آیات سے واضح ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝﴾ (المؤمنون: ۱۔۳)

''یقیناً ان مومنوں نے فلاح پالی، جو اپنی نماز میں خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں اور جو بے کار اور لغو باتوں سے پرہیز کرتے ہیں۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَ الَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝﴾ (الفرقان: ۷۲)

''(رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے ہیں، اور جب کسی ناپسندیدہ چیز سے ان کو سابقہ پڑتا ہے تو شریفوں کی طرح گزر جاتے ہیں۔''

﴿وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَ قَالُوْا لَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۫ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۫ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ۝﴾ (القصص: ۵۵)

''اور جب بے ہودہ بات کان میں پڑتی ہے تو اس سے کنارہ کر لیتے ہیں، اور کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے عمل ہمارے لیے اور تمہارے اعمال تمہارے لیے، تم پر سلام ہو ہم جاہلوں کی ہم نشینی کے طالب نہیں۔''

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ فِی الْجَنَّةِ لَغُرَفًا تُرٰى ظُهُوْرُهَا مِنْ بُطُوْنِهَا، وَبُطُوْنُهَا مِنْ ظُهُوْرِهَا .)) فَقَامَ اِلَيْهِ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ: لِمَنْ هِیَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((هِیَ لِمَنْ اَطَابَ الْكَلَامَ، وَاَطْعَمَ الطَّعَامَ، وَاَدَامَ الصِّيَامَ وَصَلّٰى لِلّٰهِ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ .)) [1]

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الجنة، باب ما جاء فی صفة غرف الجنة، رقم: ۲۵۲۷۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔ التعلیق الرغیب: ۲/۴٦.

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایسے محلات ہیں جن کے اندر (کھڑے ہوں) تو باہر کی ہر چیز نظر آتی ہے اور باہر (کھڑے ہوں) تو اندر کی ہر چیز نظر آتی ہے۔'' ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے نبی! یہ کس آدمی کے لیے ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس کے لیے ہے جو اچھی بات کرے، کھانا کھلائے، بکثرت روزے رکھے اور جب لوگ مزے کی نیند سو رہے ہوں تو اٹھ کر نماز پڑھے۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَالَا يَعْنِيهِ .)) [1]

''بندے کے اسلام کی اچھائی میں سے ہے کہ وہ لا یعنی، فضول کاموں کو ترک کرے۔''

فضول خرچی اور بخل سے بچنے کے فضائل:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ خُذُواْ زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٖ وَكُلُواْ وَٱشْرَبُواْ وَلَا تُسْرِفُوٓاْۚ إِنَّهُۥ لَا يُحِبُّ ٱلْمُسْرِفِينَ ٣١﴾ (الاعراف: ۳۱)

''اے اولادِ آدم! تم لوگ ہر نماز کے وقت اپنا اچھا لباس استعمال کرو، اور کھاؤ اور پیو، اور حد سے تجاوز نہ کرو۔ بے شک اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔''

آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے فضول خرچی کرنے والوں سے ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ اسی طرح ہاتھ روک کر خرچ کرنے، بخل کرنے کو بھی پسند نہیں فرمایا۔ بلکہ راہِ اعتدال کو پسند کیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:

[1] سنن الترمذي، كتاب الزهد، رقم: ۲۳۱۷۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

﴿وَ الَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَ لَمْ یَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝﴾ (الفرقان : ٦٧)

''اور جو خرچ کرتے وقت بھی نہ تو اسراف کرتے ہیں نہ بخیلی، بلکہ ان دونوں کے درمیان معتدل راہ ہوتی ہے۔''

﴿وَ لَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَ لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝﴾ (بنی اسرائیل : ٢٩)

''اور آپ اپنے ہاتھ کو (بخل کی وجہ سے) اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھئے اور نہ (فضول خرچ بن کر) اسے بالکل ہی کھول دیجئے، ورنہ آپ لوگوں کی ملامت کے مستحق اور محتاجی سے تھکے ہارے ہو جائیں گے۔''

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ رقمطراز ہیں:

''اس آیت کریمہ میں بخیل کو اس آدمی سے تشبیہ دی گئی ہے جس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ باندھ دیئے گئے ہوں، کہ ان ہاتھوں سے وہ نہ کسی چیز کو پکڑ سکتا ہے۔ اور نہ ہی ان کے ذریعے کسی کو کوئی چیز دے سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے مومنوں کو نصیحت کی ہے کہ جن لوگوں پر خرچ کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے، ان پر خرچ کرنے میں بخل سے کام نہ لیں۔ اور نہ خرچ کرنے میں اتنی فضول خرچی سے کام لیں کہ سب کچھ لٹا دیں بال بچوں کے لیے کچھ بھی نہ چھوڑیں، اس لیے کہ بخل کی صورت میں لوگ ملامت کریں گے کہ مال رہتے ہوئے ان کی مدد نہیں کی، اور فضول خرچی کی وجہ سے سارا مال ضائع ہو جائے گا تو باقی عمر کف افسوس ملتے ہوئے گزارے گا، اور دوسروں کا دست نگر رہے گا۔ اور اس کی حالت اس اونٹ کی ہوگی جو راستہ چلتے چلتے تھک ہار کر بیٹھ جاتا ہے۔ آگے نہیں چل سکتا تو اس کا مالک اسے وہیں چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔'' (تیسیر الرحمن: ١/ ٦-٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: يَا ابْنَ اٰدَمَ! اَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ .)) [1]

''اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم (دوسروں پر) خرچ کرتے رہو، میں تم پر خرچ کرتا رہوں گا۔''

اصلاحِ عمل کا ثواب:

اندازِ بیاں گرچہ کچھ شوخ نہیں
شاید کے تیرے دل میں اُتر جائے میری بات

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے تو انھیں شتر بے مہار نہیں چھوڑا، بلکہ عبادت کے طریقے بیان کرنے، راہِ صواب کی طرف راہنمائی کرنے کے لیے انبیاء ورسل علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ انبیاء کرام علیہم السلام نہ صرف لوگوں کو دعوت دین پہنچاتے بلکہ ان کے نفس کو کفر، شرک وفسق کی آلائشوں سے پاک ومطہر کرنے کے طریقہ بھی بیان فرماتے۔ الغرض تزکیہ نفس واصلاح عمل کی ترغیب دلاتے۔ لہٰذا جو شخص اپنے نفس کا تزکیہ اور اصلاح کر کے اعمال صالحہ بجا لاتا ہے تو ایسے بندے کی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مدح بیان فرمائی ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ۝﴾ (الاعراف: ۱۷۰)

''اور جو لوگ کتاب کے پابند ہیں، اور نماز کی پابندی کرتے ہیں ہم ایسے لوگوں کا جو اپنی اصلاح کریں ثواب ضائع نہ کریں۔''

﴿وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

[1] صحیح بخاری، کتاب النفقات، رقم: ۵۳۵۲۔ صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی النفقة، رقم: ۹۹۳.

یَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿٤٩﴾ (الانعام: ٤٨، ٤٩)

''اور ہم پیغمبروں کو صرف اس واسطے بھیجا کرتے ہیں کہ وہ بشارت دیں، اور ڈرائیں، پھر جو ایمان لے آئے اور درستی کرلے، سو اُن لوگوں پر کوئی اندیشہ نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلائیں ان کو عذاب پہنچے گا ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے۔''

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ، وَيَدْخُلَ الْجَنَّةَ، فَلْتَأْتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَلْيَأْتِ إِلَى النَّاسِ الَّذِيْ يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْهِ.)) [1]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اسے آگ سے بچالیا جائے اور جنت میں داخل کردیا جائے تو اسے اس حال میں موت آئے کہ وہ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو، تو وہ لوگوں کے ساتھ اسی طرح پیش آئے جیسے وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کے ساتھ پیش آئیں۔''

چغلی کھانے سے بچنے کا ثواب:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿١٤٨﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿١٤٩﴾﴾ (النساء: ١٤٩-١٤٨)

''اللہ کو یہ بات پسند نہیں ہے کہ کوئی شخص بُرائی بآواز بیان کرے، سوائے اس

[1] صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب وجوب الوفاء ببيعة الخليفة، رقم: ١٨٤٤.

آدمی کے جس پر زیادتی ہوئی ہو، اور اللہ بڑا جاننے والا ہے۔تم چاہے کسی بھلائی کو ظاہر کرو، یا اسے چھپاؤ یا کسی بُرائی کو معاف کردو، تو بے شک اللہ بڑا معاف کرنے والا بڑی قدرت والا ہے۔''

شیخ عبدالرحمٰن السعدی رحمہ اللہ آیت مذکورہ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''اللہ تبارک وتعالیٰ آگاہ فرماتا ہے کہ وہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی علانیہ بری بات کہے، یعنی اللہ تعالیٰ اس شخص سے ناراض ہوتا ہے، اور اس پر سزا دیتا ہے۔ اس میں وہ تمام برے اقوال شامل ہیں جو تکلیف دہ اور صدمہ پہنچانے والے، مثلاً گالی گلوچ، قذف اور سب وشتم کرنا، اس لیے کہ ایسے تمام اقوال سے منع کیا گیا ہے۔ جنھیں اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔ اس آیت کریمہ کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اچھی بات کو پسند کرتا ہے۔ مثلاً ذکر الٰہی، اچھا اور نرم پاکیزہ کلام وغیرہ۔'' (تفسیر السعدی: ۱ / ۶۲۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى قَبْرَيْنِ، فَقَالَ: ((اَمَا اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَان وَمَا يُعَذَّبَان فِي كَبِيْرٍ. اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ، وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ.)) [1]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا دو قبروں سے گزر ہوا تو ارشاد فرمایا: ''ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور ان کو یہ عذاب کسی بڑی بات پر نہیں ہو رہا۔ ان میں سے ایک تو چغلی کھایا کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔''

قَالَ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا

---

[1] صحیح البخاري، کتاب الوضوء، باب ماجاء فی غسل البول، رقم: ۲۱۸۔ صحیح مسلم، کتاب الطھارة، باب الدلیل علی نجاسة البول و وجوب الاستبراء منه، رقم: ۲۹۲.

یَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ .)) ❶

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:
''چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

ان احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ عذابِ قبر کا سبب اور دخول جنت سے مانع امور میں سے چغل خوری بھی ہے۔ یعنی جو شخص اس کا مرتکب ہوگا وہ عنداللہ مستوجب سزا ہے۔

اسی طرح اس کا مفہوم مخالف یہ بنے گا کہ جو شخص چغل خوری سے اجتناب کرتا ہے وہ جنت میں بھی جائے گا، اور عذابِ قبر سے بھی محفوظ رہے گا۔ تو ایسے لوگ جو اس سے گریز کرتے ہیں۔ ان کے لیے دخول جنت سے یہ چیز مانع نہیں ہوگی۔ ان شاء اللہ!

وعدہ پورا کرنے کا ثواب:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۴﴾﴾ (بنی اسرائیل : ٣٤)

''اور تم لوگ یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریقہ سے جو اس کے حق میں سب سے بہتر ہو، یہاں تک کہ وہ اپنی بھرپور جوانی کو پہنچ جائے، اور عہد و پیمان کو پورا کرو، بے شک عہد و میثاق کے بارے میں (قیامت کے دن) پوچھا جائے گا۔''

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۱﴾ ...... وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ﴿۸﴾﴾ (المؤمنون : ١، ٨)

''یقیناً ان مومنوں نے فلاح پالی...... اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کا خیال رکھتے ہیں۔''

❶ سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی النمام، رقم: ٢٠٢٦۔ سلسلة الصحیحة، رقم: ١٠٣٤.

اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے فلاح وفوز سے ہم کنار بندوں کا ذکر کرتے ہوئے ان کی ایک نشانی ایفائے عہد بیان کی ہے۔ ویسے بھی احادیث میں عہد و وعدہ کی خلاف ورزی منافقین کی علامات میں بیان کی گئی ہے۔ لامحالہ جو وعدہ پورا کرے گا۔ وہ منافقین کی علامت سے بری ہوکر مؤمنین کی صف میں شامل ہو جائے گا اور یہی کامیابی کی راہ ہے۔

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطاب کرتے ہوئے فرماتے تھے:

((لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَّا أَمَانَةَ لَهُ ، وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ .)) [1]

''اس شخص کا ایمان نہیں جو امانت کی حفاظت نہیں کرتا، اور اس شخص کا دین نہیں جو عہد کی پاسداری نہیں کرتا۔''

معلوم ہوا کہ جو شخص امانت وعہد کی حفاظت و پاسداری کرتا ہے اس میں ایمان و دین جیسی قیمتی نعمت موجود ہے۔

عدل وانصاف کرنے کی فضیلت:

قرآن مجید میں اللہ ربّ العزت کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا ۖ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝ ﴾ (الحجرات : ۹)

''پس اگر وہ رجوع کرلے، تو تم لوگ دونوں گروہوں کے درمیان عدل و انصاف کے مطابق صلح کرادو، اور انصاف سے کام لو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے عدل و انصاف کرنے والوں کو اپنی محبت کی نوید سنائی ہے۔

---

[1] مسند احمد: ۱۳۵/۳۔ شیخ شعیب نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

روزِ قیامت اللہ تعالیٰ جن خوش نصیبوں کو اپنے عرش کے سائے تلے جگہ عنایت فرمائے گا۔ ان میں سے ایک عادل حکمران بھی ہے۔ ❶

عدل وانصاف کرنے والوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ ، عِنْدَ اللّٰهِ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ ، عَنْ يَمِيْنِ الرَّحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ ، وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِيْنٌ ، الَّذِيْنَ يَعْدِلُوْنَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيْهِمْ وَمَا وُلُّوْ .)) ❷

''بے شک انصاف کرنے والے اللہ کے پاس، نور کے منبروں پر رحمٰن کے دائیں جانب ہوں گے، اور اس کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں۔ یعنی وہ لوگ اپنے حکم، اپنے گھر والوں اور ان کاموں میں جو ان کے سپرد ہیں، انصاف کا اہتمام کرتے ہیں۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((كُلُّ سَلَامٰى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ ، كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ ، يَعْدِلُ بَيْنَ النَّاسِ صَدَقَةٌ .)) ❸

''لوگوں کے ہر جوڑ پر صدقہ ضروری ہے، ہر اس دن میں جس میں سورج طلوع ہوتا ہے، اس کا دو آدمیوں کے درمیان (انصاف سے) فیصلہ کر دینا صدقہ ہے۔''

بسم اللہ پڑھ کر دائیں ہاتھ سے کھانے کا ثواب

عُمَرُ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا فِي حِجْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: وَكَانَتْ يَدِي تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ، فقال لي رسولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا غُلَامُ! سَمِّ اللّٰهَ، وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ)) فَمَا

❶ صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة، رقم: ٦٦٠.
❷ صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب فضيلة الامير العادل وعقوبة الجنائز، رقم: ١٨٢٧.
❸ صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب فضل اصلاح بين الناس والعدل بينهم، رقم: ٢٧٠٧.

زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِي بَعْدُ ❶

سیدنا عمرو بن ابی سلمہ سے روایت ہے کہ میں بچہ اور رسول اللہ ﷺ کے زیر پرورش تھا، اور میرا ہاتھ (کھاتے وقت) پیالے میں گھومتا تھا، تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے بیٹے! اللہ کا نام لو (بسم اللہ پڑھو) دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ اور اپنے قریب سے کھاؤ۔'' پس اس کے بعد میرے کھانے کا طریقہ یہی رہا۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ اچانک ایک اعرابی نے آ کر دو لقمے کھا لیے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر یہ ''بسم اللہ'' کہہ دیتا تو یہ کھانا سب کو کافی ہو جاتا۔ جو کوئی بھی کھانا کھانے لگے تو ''بسم اللہ'' پڑھ لے۔ ❷

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ طَعَامًا فَلْیَقُلْ: بِسْمِ اللّٰہِ ، فَاِنْ نَسِیَ فِی اَوَّلِہٖ فَلْیَقُلْ: بِسْمِ اللّٰہِ فِیْ اَوَّلِہٖ وَاٰخِرِہٖ .)) ❸

''جب کوئی کھانے کے شروع میں ''بسم اللہ'' پڑھنا بھول جائے تو (درمیان میں یا بعد میں) یاد آنے پر اس طرح پڑھیں: بِسْمِ اللّٰہِ فِیْ اَوَّلِہٗ وَآخِرِہٗ . ''

---

❶ صحیح بخاری ، کتاب الاطعمة، باب التسمية على الطعام، رقم: ٥٣٧٦۔ صحیح مسلم، کتاب الاشربة ، باب آداب الطعام والشراب ، رقم: ٥٦٦٩.

❷ سنن ابن ماجة، كتاب الأطعمة، باب التسمية عند الطعام، رقم: ٣٢٦٤۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔الکلم الطیب، رقم: ١١٢.

❸ سنن ترمذی، کتاب الاطعمة، باب ما جاء فی التسمية على الطعام، رقم: ١٨٥٨۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔الإرواء، رقم: ١٩٦٥.

بسم اللہ پڑھ کر دائیں ہاتھ سے کھانے کی فضیلت کا اندازہ یہاں سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب تم سے کوئی کھانا کھانے لگے تو دائیں ہاتھ سے کھائے، اور پیئے بھی دائیں ہاتھ سے، اس لیے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔'' [1]

یعنی دائیں ہاتھ سے کھانے پینے کا فائدہ یہ ہے کہ بندہ شیطان کے طریقے پر عمل کرنے سے محفوظ رہتا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل ہو جاتا ہے۔

کھانے کے بعد اللہ کی حمد بیان کرنے کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ﴾ (ابراهيم : ٧)

''اور جب تمہارے رب نے یہ خبردی کہ اگر تم شکر ادا کرو گے، تو تمہیں زیادہ دوں گا۔ اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یاد رکھو کہ بے شک میرا عذاب سخت ہوتا ہے۔''

عَنْ أَنَسِ مَالِكٍ قَالَ: قال رسولُ الله ﷺ: ((إِنَّ الله لَيَرْضَى عن الْعَبْدِ أَنْ يَأْكُلَ الأَكْلَةَ ، فَيَحْمَدُهُ عليها ، أَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ ، فَيَحْمَدُهُ عليها .)) [2]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ بندے کی اس ادا پر خوش ہوتا ہے کہ وہ کھانا کھائے اور اس پر اللہ کی حمد کرے، یا پانی پیئے تو اس پر اللہ کی حمد بیان کرے۔''

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب واحكامها، رقم: ٢٠٢٠.

[2] صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب استحباب حمد الله تعالىٰ بعد الأكل والشرب، رقم: ٢٧٣٤.

فائدہ :...... پس معلوم ہوا کہ کھانے کے بعد ''الحمد للہ'' کہنے والے شخص کو رب تعالیٰ مزید عطا فرماتا ہے۔ اور اس کو اپنی رضا عطا فرما دیتا ہے۔ پس جس کو رب کی رضا مل جائے۔ اس سے رب راضی ہو جائے تو اس سے بڑھ کر اور کونسی سے نعمت ہے؟ اہل جنت، جنت میں جانے سے بھی اتنے خوش اور مسرور نہ ہوں گے جتنے کہ رضا الٰہی ملنے سے خوش اور مسرور ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا اور خوشنودی عطا فرمائے۔ آمین!

شکر گزار کھانے والے کی فضیلت:

سیّدنا سنان بن سنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ .)) [1]

''شکر گزار کھانے والے کے لیے صابر روزہ دار کے مثل اجر وثواب ہے۔''

گرا ہوا کھانا ولقمہ اٹھا کر کھانے کی فضیلت:

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا تناول فرماتے تو اپنی تینوں انگلیاں چاٹ لیتے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے:

''جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے، تو اس سے مٹی وغیرہ دور کر کے اسے کھالے اور شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔''

اور آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم برتن صاف کریں، (اس کی وجہ آپ نے یہ بیان فرمائی) ''تم نہیں جانتے کہ تمہارے کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہے۔'' [2]

اکٹھے کھانا کھانے کی فضیلت:

اکٹھے کھانے سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت کی طرف سے برکت کا نزول ہوتا ہے۔ جیسا کہ سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[1] مسند احمد: ٤ / ٣٤٣۔ شیخ شعیب نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

[2] صحیح مسلم، کتاب الاشربہ، باب استحباب لعق الاصابع والقصعة ......، رقم: ٢٠٣٤.

((طَعَامُ الْإِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ ، وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْأَرْبَعَةِ .)) ❶

''دوآدمیوں کا کھانا تین کو، اور تین کا کھانا چار آدمیوں کو کفایت کر جاتا ہے۔''

اسی طرح ایک اور حدیث مبارک میں ہے کہ:

''ایک آدمی کا کھانا دو کے لیے، دو آدمیوں کا کھانا چار کے لیے، اور چار کا کھانا آٹھ کے لیے کافی ہوتا ہے۔'' ❷

❀......❀......❀

❶ صحيح البخاري، كتاب الاطعمة، باب طعام الواحد يكفى الاثنين، رقم: ٥٣٩٢۔ صحيح مسلم، كتاب الاشَرْبة، باب فضيلة المواساة فى الطعام القليل، رقم: ٢٠٥٨.

❷ صحيح مسلم، أيضًا، رقم: ٢٠٥٩.

12...... کتاب الذکر والدعاء

اللہ کا ذکر کرنے کی فضیلت

ظفر آدمی اس کو نہ جانئے گا چاہے کتنا ہو صاحب فہم و ذکاء
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ﴿١٥٢﴾﴾

(البقرہ: ۱۵۲)

''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا۔ میری شکر گزاری کرو اور ناشکری سے بچو۔''

اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو ذکر کرنے کا حکم فرمایا:

﴿وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ ﴿٢٠٥﴾﴾ (الاعراف: ۲۰۵)

''اور اپنے رب کی یاد کیا کر اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ، صبح اور شام اور اہلِ غفلت میں شمار مت ہونا۔''

مزید ارشاد فرمایا:

﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ﴿٣٤﴾﴾

الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِرَ اللهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ الصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ أَصَابَهُمْ وَ الْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ (الحج : ۳۴۔۳۵)

''اور ہر اُمت کے لیے ہم نے عبادت کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تا کہ وہ ان چوپائے، جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں۔ سمجھ لو کہ تم سب کا معبود برحق صرف ایک ہی ہے، تم اسی کے تابع فرمان ہو جاؤ، عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجیے۔ جن کے سامنے جب اللہ کا ذکر کیا جائے ان کے دل تھرا جاتے ہیں، انہیں جو تکلیف پہنچے اس پر صبر کرتے ہیں، نمازوں کی حفاظت و اقامت کرنے والے ہیں، اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔''

''اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ آپ خشوع وخضوع اختیار کرنے والے اللہ کے مخلص بندوں کو اپنے رب کی جانب سے اچھے انجام کی خوشخبری دے دیجیے۔ جن کی خوبیاں یہ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے، تو اس کی بندگی میں تقصیر اور اس کی یاد میں غفلت کے احساس سے ان کے دل کانپ جاتے ہیں، اور جب وہ کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں، تو گھبراتے نہیں اور زبان پر کلماتِ شکوہ نہیں لاتے، بلکہ صبر و شکیبائی سے کام لیتے ہیں، اور جو پانچوں وقت کی نمازیں مسجد میں مسلمانوں کے ساتھ تمام شروط وامکان کا لحاظ کرتے ہوئے ادا کرتے ہیں۔ اور اللہ نے انہیں جو روزی دی ہے۔ اس میں سے اپنے اہل وعیال، فقراء مساکین اور اللہ کے بندوں پر خرچ کرتے ہیں۔''

(تیسیر الرحمن : ۹۵۶/۲)

﴿وَ مَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَإِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ أَعْمٰى وَ قَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿۱۲۵﴾ قَالَ كَذٰلِكَ أَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَ كَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾﴾

(طٰہ: ۱۲۴، ۱۲۶)

''جو شخص میرے ذکر سے روگردانی کرے گا تو بے شک اس کی معیشت تنگ ہو جاتی ہے، اور ہم اسے قیامت کے دن نابینا کر کے اُٹھائیں گے۔ وہ کہے گا: اے میرے رب! تو نے مجھے نابینا کر کے کیوں اُٹھایا؟ حالاں کہ میں تو دیکھنے والا تھا۔ اللہ فرمائے گا: اسی طرح تیرے پاس میری آیات آئی تھیں لیکن تو نے انہیں بھلا دیا تھا، اسی طرح آج تجھے بھی بھلا دیا جائے گا۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کا ذکر کرنے والے کی معیشت مضبوط ہوتی ہے۔ اور اللہ اس کے مال میں برکت نازل فرماتا ہے، اور روزِ قیامت کی رسوائی سے بھی وہ محفوظ رہے گا۔

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ﴿٢٨﴾﴾ (الرعد: ٢٨)

''جو لوگ ایمان لاتے ہیں، اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہو جاتے ہیں، یاد رکھو! دل اللہ کے ذکر سے ہی مطمئن ہوتے ہیں۔''

''دلوں کے لائق و سزاوار بھی یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا کسی اور چیز سے مطمئن نہ ہوں، کیونکہ دلوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی محبت اس کے انس اور اس کی معرفت سے بڑھ کر کوئی چیز لذیذ اور شیریں نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور محبت کی مقدار کے مطابق دل اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ اس قول کے مطابق یہاں ذکر سے مراد بندے کا اپنے رب کا ذکر کرنا ہے۔ مثلاً تسبیح و تکبیر و تہلیل وغیرہ۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد کتاب اللہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی یاد دہانی کے لیے نازل فرمائی ہے۔ تب ذکر الٰہی کے ذریعے سے اطمینان قلب کے معنی یہ ہوں گے کہ دل جب قرآن کے معانی اور اس کے احکام کی معرفت حاصل کر لیے ہیں تو اس پر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ قرآن کے معانی حق مبین پر دلالت کرتے ہیں۔ اور دلائل و براہین سے ان کی تائید ہوتی ہے۔ اور اس پر دل مطمئن ہوتے ہیں کیونکہ علم اور یقین کے بغیر دلوں کو اطمینان حاصل نہیں ہوتا اور کتاب اللہ

کامل ترین وجوہ کے ساتھ علم اور یقین کو متضمن ہے۔ کتاب اللہ کے سوا دیگر کتب علم و یقین کی طرف راجع نہیں ہوتیں۔ اس لیے دل ان پر مطمئن نہیں ہوتے، بلکہ اس کے برعکس وہ دلائل کے تعارض اور احکام کے تضاد کی بنا پر ہمیشہ قلق کا شکار رہتے ہیں۔''

(تفسیر السعدی: ۲/ ۱۳۲۳)

ہر وقت زبان ذکر الٰہی سے تر رہنی چاہیے، فخر اولادِ آدم، نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا یَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ .)) ❶

''اپنی زبان کو اللہ کے ذکر سے تر رکھا کرو۔''

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُهُ، مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ .)) ❷

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے، اور جو یاد نہیں کرتا، زندہ اور مردہ شخص کی مثال ہے۔''

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالَى: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي ، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي ، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ، ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي ، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَاءٍ ، ذَكَرْتُهُ فِي مَلَأٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ .)) ❸

---

❶ سنن الترمذي، كتاب الدعوات، باب ماجاء فی فضل الذكر، رقم: ۳۳۷۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح بخاري، كتاب الدعوات، باب فضل ذكر الله عزوجل، رقم: ٦٤٠٧۔ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة في بيته، رقم: ۷۷۹.

❸ صحیح بخاری، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالیٰ ويحذركم الله نفسه......رقم: ۷٤۰۵۔ صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، رقم: ۲٦۷۵.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جیسا وہ مجھ سے گمان رکھے، اور جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ مجھے اپنے جی میں یاد کرتا ہے، تو میں بھی اسے اپنے جی میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ کسی مجلس میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں ایسی مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں جو اس سے بہتر ہوتی ہے۔''

چند مسنون اذکار

''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ'' جنت کا خزانہ ہے:

عَنْ أَبِي مُوسى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((يَا عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ قَيْسٍ! أَلَا أَدُلُّكَ عَلى كَنْزٍ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ؟)) فقلتُ: بَلىٰ يا رسولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا باللّٰه'')) [1]

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ بن قیس! (سیّدنا ابوموسیٰ کا نام) کیا میں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کی خبر نہ دوں؟ تو میں نے کہا: کیوں نہیں، اے رسول اللہ! آپ نے ارشاد فرمایا: ''(یہ خزانہ) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ہے۔''

تسبیح، تحمید، تکبیر اور تہلیل کی فضیلت:

عَنْ سَعدِ بْنِ أَبِی وَقَاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَيَعجِزُ أَحَدُكُمْ اَنْ يَكْسِبَ كلَّ يَوْمٍ أَلْفَ حَسَنَةٍ؟)) فَسَأَلَهُ سَائِلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ: كَيْفَ يَكْسِبُ أَحَدُنَا أَلْفَ

[1] صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب قول لاحول ولاقوۃ الا باللہ، رقم: ٦٤٠٩۔ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب استحباب خفض الصوت بالذکر، رقم: ٢٧٠٤.

حَسَنَةٍ؟ قَالَ: ((يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ فَيُكْتَبُ لَهُ أَلْفُ حَسَنَةٍ، أَوَ تُحَطُّ عَنْهُ أَلْفُ خَطِيئَةٍ)) ❶

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم سے کوئی آدمی روزانہ ہزار نیکیاں کما سکتا ہے؟ تو آپ کے ہم نشینوں میں ایک سائل نے پوچھا: وہ ایک ہزار نیکیاں کیسے کمائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سو دفعہ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ'' پڑھے، تو اس کے لیے ہزار نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں، اور ہزار غلطیاں معاف کردی جاتی ہیں۔''

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لأَنْ أَقُوْلَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ)) ❷

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ'' کہنا، ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔''

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ: وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَكَانَتْ لَهُ حِرْزاً مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتَّى يُمْسِيَ، وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْهُ، مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ

❶ صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء، رقم: ٢٦٩٨.

❷ صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء، رقم: ٢٦٩٥.

اللّٰہِ وَبِحَمْدِہِ، في یَوْمٍ ، مائۃَ مَرَّۃٍ، حُطَّتْ خَطَایَاہُ، وَإِنْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ)) ❶

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص دن میں سو مرتبہ یہ کلمات کہے: ''لَا إِلٰــــہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہُ لَا شَرِیْکَ لَہُ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ'' اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا، اس کے لیے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی سو برائیاں مٹا دی جائیں گی۔ اور یہ کلمات اس کے لیے اس دن شام تک شیطان سے بچاؤ کا ذریعہ ہوں گے۔ اور (قیامت والے دن) کوئی شخص اس سے زیادہ فضیلت والا عمل لے کر حاضر نہیں ہوگا، سوائے اس شخص کے جس نے اس سے زیادہ یہ عمل کیا ہوگا۔'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے ایک دن میں سو مرتبہ یہ کلمات پڑھے۔ ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہِ '' تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔''

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : ((ألا أُخْبِرُکَ بِأَحَبِّ الْکَلَامِ إلی اللّٰہِ؟)) قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! اَخْبِرْنِی بِاَحَبِّ الْکَلَامِ اِلَی اللّٰہِ، فَقَالَ: ((إِنَّ أَحَبَّ الْکَلَامِ إِلی اللّٰہِ: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہِ .)) ❷

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تجھے ایسا کلام نہ بتلاؤں جو اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟'' میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ضرور بتایئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک

---

❶ صحیح بخاري، کتاب الدعوات، باب فضل التھلیل، رقم: ٦٤٠٣، وباب فضل التسبیح، رقم: ٦٤٠٥۔ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل التھلیل والتسبیح والدعاء ، رقم : ٢٦٩١.

❷ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل سبحان اللہ وبحمدہ ، رقم : ٢٧٣١.

اللہ کو سب سے زیادہ محبوب کلام "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ" ہے۔"

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَلِمَتَان خَفِيفَتَان عَلَى اللِّسَان ، ثَقِيلَتَان في المِيزَان ، حَبِيبَتَان إلى الرَّحْمٰنِ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ العَظِيْمِ .)) ❶

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دو کلمے زبان پر ہلکے، میزان میں بھاری اور رحمٰن کو بہت پیارے، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ العَظِيْمِ" اللہ پاک ہے اپنی تعریفوں اور خوبیوں کے ساتھ۔ اللہ پاک ہے، جو عظمتوں والا ہے۔"

عَنْ يُسَيْرَةَ رضی اللہ عنہا وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ ، قَالَتْ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالتَّقْدِيْسِ وَاعْقِدنَ بِالْاَنَامِلِ فَإِنَّهُنَّ مَسْئُوْلَاتٌ مُسْتَنْطَقَاتٌ ، وَلَا تَغْفُلْنَ فَتَنْسِيْنَ الرَّحْمَةَ)) ❷

"یسیرہ رضی اللہ عنہا مہاجرہ صحابیہ ہیں، کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: "سبحان الله ، لا اله الا الله اور سبحان الملك القدوس" کہنا اپنے اوپر لازم کرلو اور انگلیوں پر گنا کرو، کیونکہ (قیامت کے دن) وہ سوال کی جائیں اور بلوائیں جائیں گی۔ یہ تسبیحات پڑھنے سے غافل نہ ہونا، ورنہ رحمت سے محروم رہ جاؤ گی۔"

---

❶ صحیح بخاري، کتاب الإیمان والنذور، باب إذا قال: واللہ لَا أتکلم الیوم، رقم: ٦٦٨٢ و کتاب الدعوات، باب فضل التسبیح، رقم: ٦٤٠٦۔ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل التهلیل والتسبیح والدعاء، رقم: ٢٦٩٤.

❷ سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب فی فضل التسبیح والتهلیل والتقدیس، رقم: ٣٥٨٣۔ صحیح ابوداوٗد، رقم: ١٣٤٥.

سیّد الاستغفار کی فضیلت:

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((سَيِّدُ الْإِسْتِغْفَارِ أَنْ يَقُوْلَ: ((أَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَااسْتَطَعْتُ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّمَا صَنَعْتُ، أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ)) قَالَ: ((وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوْقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ، فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُّصْبِحَ، فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.)) [1]

''سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے افضل استغفار یہ ہے کہ بندہ کہے: ''اے اللہ! تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں، تو نے ہی مجھے پیدا کیا ہے، میں تیرا بندہ ہوں تجھ سے کیے ہوئے عہد اور وعدے پر اپنی استطاعت کے مطابق قائم ہوں، اپنے کیے ہوئے بُرے کاموں کے وبال سے تیری پناہ چاہتا ہوں، مجھ پر تیرے جو احسانات ہیں ان کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔ مجھے بخش دے کیوں کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص یہ کلمات یقین کے ساتھ دن کے وقت پڑھے اور شام سے قبل فوت ہو جائے تو وہ جنتی ہوگا، اور جس نے رات کے وقت یقین کے ساتھ یہ کلمات کہے اور صبح ہونے سے پہلے فوت ہو گیا تو وہ بھی جنتی ہے۔''

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب افضل الاستغفار، رقم: ٦٣٠٦.

لِـلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ اِسْمًا ، مِائَةً اِلَّا وَاحِدًا ، مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ .)) ❶

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جس نے یاد کیے (یعنی جس نے ان کو یاد کیا، ان کے ساتھ سوال کیا، اوران پر عقیدہ رکھا) وہ جنت میں داخل ہوا۔''

''لا إله إلا الله'' افضل الذکر ہے:

جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، وَاَفْضَلُ الدُّعَاءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ .)) ❷

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بہترین ذکر ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' اور بہترین دعا ''الحمدللّٰه'' ہے۔''

اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے فضائل:

دعا، اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کرنے اور اپنی ضروریات کا مداوی کرنے کا نام ہے۔

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''قبولیت دعا کی چھ شرطیں ہیں، اگر وہ پوری نہ ہوں تو دعا قبول نہیں ہوتی:

الف: دعا اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کے واسطے سے کی جائے۔

ب: نیت خالص ہو۔

ج: دعا کرنے والا اپنی مسکنت ومحتاجی کا اظہار کرے۔

د: کسی گناہ کی دعا نہ کرے۔

---

❶ صحیح بخاری ، کتاب التوحید، باب ان للہ مائة اسم الا واحده ، رقم: ۷۳۹۲۔ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء ، باب فی اسماء الله تعالیٰ ، رقم : ۲۶۷۷.

❷ سنن الترمذی ، کتاب الدعوات، باب ما جاء ان دعوة المسلم مستجابة ، رقم: ۳۳۸۳۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

ھ: کسی ایسی چیز کے لیے دعا نہ کرے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر مدد لینی چاہے۔

و: اسے یقین ہو کہ اللہ نے اگر اسے کسی دنیاوی فائدہ سے محروم رکھا ہے، تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، بالکل اس نعمت کی مانند جو اللہ تعالیٰ نے اسے دیا ہے۔" (تیسیر الرحمن : ۱/۱۰۲)

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ۝٦٠﴾ (غافر : ٦٠)

"اور تمہارے رب کا فرمان سرزد ہو چکا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا، یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔"

"یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر لطف و کرم اور اس کی عظیم نعمت ہے کہ اس نے انہیں اس چیز کی طرف دعوت دی جس میں ان کے دین و دنیا کی بھلائی ہے، اور انہیں حکم دیا کہ وہ اس سے دعا کریں ...... یعنی دعائے عبادت اور دعائے مسئلہ...... اور ان سے وعدہ فرمایا کہ وہ ان کی دعا قبول فرمائے گا اور ان متکبرین کو وعید سنائی ہے، جو تکبر کی بناء پر اس کی عبادت سے منہ موڑتے ہیں۔" (تفسیر السعدی: ۳/ ۲۳۹۳)

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۝١٨٦﴾

(البقرہ : ۱۸۶)

"(اے محمد ﷺ!) اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں تو (آپ کہہ دیجیے) بیشک میں تو قریب ہوں۔ میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ تو چاہیے کہ وہ میرا حکم مانیں، اور مجھ پر یقین رکھیں تا کہ وہ راہ راست پا لیں۔"

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ كَرِيمٌ ، يَسْتَحْيِي إِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ إِلَيْهِ يَدَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْنِ .)) ❶

”بے شک اللہ تعالیٰ حیا کرنے والا اور مہربان ہے، اور کوئی بندہ جب اس کی طرف ہاتھ بلند کرتا ہے تو اسے حیا آتی ہے کہ وہ انہیں خالی واپس لوٹا دے۔“

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کہ رات کا تہائی حصہ باقی رہتا ہے، اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے:

((مَنْ يَدْعُونِي فَاسْتَجِيبَ لَهُ؟ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ؟ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ؟ وفى رواية لمسلم: ((فَلَا يَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰى يُضِيْءَ الْفَجْرُ .)) ❷

”کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے تو میں اس کی دعا قبول کروں؟ اور کون ہے جو مجھ سے سوال کرے تو میں اسے عطا کروں؟ اور کون ہے جو مجھ سے معافی طلب کرے تو میں سے معاف کر دوں؟ اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے: ”پھر وہ بدستور اسی طرح رہتا ہے یہاں تک کہ فجر روشن ہو جاتی ہے۔“

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً ، لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا مِّنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ، إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ ، وَذٰلِكَ كُلَّ

---

❶ صحيح سنن ترمذى، كتاب الدعوات، باب (١٠٥) رقم: ٣٥٥٦۔ صحيح سنن ابوداؤد، ابواب الوتر، باب الدعاء، رقم: ١٤٨٨۔ صحيح سنن ابن ماجه، رقم: ٣٨٦٥.

❷ صحيح بخارى، كتاب التهجد، رقم: ١١٤٥۔ صحيح مسلم: صلاة المسافرين، باب الترغيب فى الدعاء والذكر، رقم: ٧٥٨/١٦٩.

لَيْلَةٍ .)) ❶

''بے شک رات میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جس میں کوئی بھی مسلمان شخص دنیا وآخرت کی بھلائی کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرے، تو اللہ تعالیٰ اسے عطا فرماتا ہے اور یہ (گھڑی) ہر رات میں ہوتی ہے۔''

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ .)) ❷

''دعا ہی عبادت ہے۔ ...... پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ غافر کی آیت نمبر (۶۰) تلاوت فرمائی۔''

قرآنی دعائیں

قرآنِ مقدس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ایسی کتاب ہے کہ اس میں علوم کے جواہر وموتی ہیں۔ اس میں ضرب الامثال ہیں تو گزشتہ اقوام کے حالات و واقعات، اس میں اگر وعظ ونصیحت ہے تو ساتھ شدید ڈانٹ ڈپٹ کے کلمات بھی ہیں۔

الغرض اس کتاب میں ہر پر حکمت بات موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں قرآن میں اپنی ذات سے دعا مانگنے کا حکم دیا ہے، اس کے فضائل بیان کیے ہیں، تو ساتھ ہی اپنے چنیدہ و برگزیدہ بندوں کی دعائیں والتجائیں بھی بیان کی ہیں۔ اس کے علاوہ کئی ایک ادعیہ اس میں بیان فرمائی ہیں۔ ان پر مغز دعاؤں میں سے چند ایک کو پڑھیے، اور انہیں یاد کر کے معمولِ روز وشب بنالیں۔

سیدنا آدم علیہ السلام کی دعا:

اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، ان کو عزت بخشی اور پھر ان کی بیوی یعنی

❶ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب في الليل ساعة مستجاب فيها الدعاء، رقم: ۷۵۷.

❷ سنن الترمذي، كتاب الدعوات، باب ماجاء في فضل الدعاء، رقم: ۳۳۷۲۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

سیّدہ امّاں حوا علیہا السلام کو ان کی پسلی سے پیدا کیا، اور اللہ عزوجل نے اپنی نعمت ان پر تمام کردی اور دونوں کو حکم دیا کہ جنت میں رہیں اور اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں، سوائے اس درخت کے کہ جس کا کھانا اللہ نے ان کے لئے ممنوع قرار دے دیا:

﴿وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ﴾ (البقرۃ: ۳۵)

''اور اس درخت کے قریب مت جاؤ۔''

چنانچہ شیطان ان کے پیچھے لگا رہا، انہیں طرح طرح سے بہکاتا رہا، اُن کے دل ودماغ میں یہ بات ڈالتا رہا کہ وہ اس شجرۂ ممنوعہ کو کھا لینے کے بعد ہمیشہ کے لئے جنت میں رہنے لگیں گے اور کبھی بھی اس سے نہ نکلیں گے، چنانچہ ان سے بھول ہوئی اور وہ اس شجرۂ ممنوعہ کو شیطان کے دھوکے میں آ کر کھا بیٹھے، جس کا نتیجہ اس شکل میں نکلا کہ انہیں اپنی خفیہ شرمگاہیں نظر آنے لگیں، اس پر وہ دونوں جنت کے درختوں کے پتے لے لے کر اپنے جسموں پر چپکانے لگے، تاکہ اپنی پردہ پوشی کریں، اور ساتھ ہی ان دونوں نے اپنی غلطی کا اللہ کے حضور اعتراف کیا، اور اللہ تعالیٰ نے انہیں تعلیم دی کہ اپنی غلطی کی معافی کے لئے یہ دعا کریں۔

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۲۳﴾ (الاعراف: ۲۳)

''اے ہمارے رب! ہم نے اپنے تئیں خود (ظلم کرکے) تباہ کرلیا ہے۔ اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا، تو بلاشبہ ہم خسارہ اُٹھانے والوں میں ہو جائیں گے۔''

قوم کے لیے ہلاکت کی بددعا کے بعد اپنے خاندان اور مؤمنین کے لیے سیّدنا نوح علیہ السلام کی دعا:

جب سیّدنا نوح علیہ السلام کو یقین ہوگیا کہ یہ سرکش قوم ہرگز نہیں سدھرے گی، اور نہ ان کی نسل سے اچھے لوگ پیدا ہوں گے، تو مجبوراً کفار پر بددعا کرنے کے بعد آخر میں اپنے

لیے، اپنے والدین کے لیے اور تمام مؤمنین کے لیے مغفرت کی دعا کی جوان کے گھر میں داخل ہوں:

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴾ (نوح: ۲۸)

''اے میرے مالک! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو بھی، اور ہر اس شخص کو بھی جو میرے گھر میں بحالت ایمان داخل ہو، اور تمام اہل ایمان مردوں اور مومن عورتوں کو بھی بخش دے۔ مگر ظالموں (کافروں اور مشرکوں) کی تباہی میں دن بدن اضافہ فرماتا جا۔''

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں:

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قرآن حکیم میں کئی دعائیں موجود ہیں، آپ کی اولین دعا تعمیر کعبہ سے متعلق ہے، جب دونوں باپ بیٹے نے مل کر گھر کی بنیاد اونچی کرلی تو سیّدنا اسماعیل علیہ السلام پتھر لاتے رہے اور سیّدنا ابراہیم علیہ السلام جوڑتے رہے، جب مکان اونچا ہوگیا تو وہ پتھر (مقام ابراہیم) لائے، جس پر کھڑے ہوکر سیّدنا ابراہیم علیہ السلام جوڑتے رہے، اور سیّدنا اسماعیل علیہ السلام ان کو پتھر لا لاکر دیتے رہے، دونوں بیت اللہ کے اردگرد گھوم گھوم کر جوڑتے رہے، اور کہتے رہے:

﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾ ...... وَ تُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾﴾ (البقرہ: ۱۲۷، ۱۲۸)

''اے ہمارے رب! ہماری نیکی قبول فرمالے۔ بلاشبہ تو سنتا ہے اور خوب جانتا ہے .... اور ہمارے قصور معاف کردے بلاشبہ تو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور نہایت مہربان ہے۔''

❀ ...... اللہ تعالیٰ کے خلیل سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے باپ اور اپنی قوم کو توحید الٰہ

العالمین کا درس دیا تو آپ سے باقاعدہ سوال وجواب ہوئے، اس گفتگو کے آخر میں آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی تعریف، اس کی حمد وثنا اور اس کی گوناگوں نعمتوں کو بیان کیا، آخر میں آپ علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لیے اٹھا دیئے، اور نہایت عجز و انکساری کے ساتھ کہا:

﴿رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَ اجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَ اجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿۸۵﴾ وَ اغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۸۶﴾ وَ لَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾﴾

(الشعراء: ۸۳ تا ۸۵، ۸۷)

''اے میرے رب! مجھے اپنے دین کی سمجھ اور قوت فیصلہ عطا فرما کر مجھے نیک بندوں کے ساتھ ملا دے۔ اور آنے والے لوگوں میں میرا ذکر خیر باقی رکھ اور مجھے نعمتوں بھری جنتوں کے وارثوں میں کر دے...... اور جس (قیامت والے) دن لوگ (حشر کے لیے) اُٹھائے جائیں مجھے رسوا نہ کرنا۔''

سیّدنا سلیمان علیہ السلام کا اظہارِ تشکر:

سیدنا سلیمان بن داؤد علیہما السلام کو پرندوں اور حشرات الارض کی بولیوں کا علم دیا گیا تھا، چنانچہ ایک مرتبہ جب آپ علیہ السلام جنوں، انسانوں اور چڑیوں پر مشتمل اپنی ایک منظّم ومرتب فوج کے ساتھ روانہ ہوئے، راستہ میں ان کا گزر ایک ایسی وادی سے ہوا کہ جس میں چیونٹیاں پائی جاتی تھیں، ایک چیونٹی نے اس لشکر جرار کو دیکھ کر دوسری چیونٹیوں سے کہا کہ تم سب جلد از جلد اپنی بلوں میں داخل ہو جاؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کا لشکر لاشعوری طور پر تمہیں کچل دے، اس موقع پر سیّدنا سلیمان علیہ السلام مسکرانے لگے اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے یہ دعا مانگی:

﴿رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ﴾

(النمل: ۱۹)

''اے میرے رب! مجھے اس بات کی توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کر سکوں۔ وہ نعمت کہ جو تو نے میرے اُوپر بھی کی اور میرے والدین کو بھی عنایت فرمائی ہے۔اور میں عمل صالح کرتا رہوں، وہ عمل کہ جس سے تو خوش ہو جائے، اور مجھے اپنی رحمت کے ساتھ اپنے صالح بندوں میں داخل فرما۔''

اصحابِ کہف کی دعا:

اصحاب کہف کا واقعہ قرآن مجید میں سورۂ کہف میں تفصیلاً بیان ہوا ہے،اور اس میں ان کی یہ دعا بھی منقول ہے:

﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ﴿۱۰﴾﴾

(الکہف: ۱۰)

''اے ہمارے مالک! ہمیں اپنی خاص رحمت عنایت فرما۔ اور ہمارے کام سے ہمارے لیے بھلائی مقدر کر دے۔''

شیاطین کی شرارتوں سے محفوظ رہنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا:

﴿وَ قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ ﴿۹۷﴾ وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾﴾ (المؤمنون: ۹۸،۹۷)

''اے میرے مالک! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور میں اس بات سے بھی تیری پناہ کا طلب گار ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں۔''

نبی کریم ﷺ کی زبان اقدس پر کثرت سے جاری رہنے والی دعا:

سورۂ بقرہ میں حج کے ذکر کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی دو بڑی قسموں کا ذکر فرمایا ہے: پہلی قسم ان لوگوں کی جن کا مطمع نظر صرف دنیوی منفعت ہوتی ہے، ان کے متعلق فرمایا کہ ایسے لوگوں کے لیے آخرت کی کامیابی کا کوئی حصہ ان کو نہیں ملے گا، اِلَّا یہ کہ وہ توبہ کرلیں اور اللہ انہیں معاف کردے۔

دوسری قسم ان لوگوں کی، جن کے پیش نظر صرف دنیا نہیں، بلکہ آخرت بھی ہوتی ہے، اوران کی پوری زندگی ان دعائیہ الفاظ سے تعبیر ہوتی ہے:

﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝۲۰۱﴾

(البقرہ: ۲۰۱)

''اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما، اور آخرت میں بھی ہمارے لیے بھلائی مقدر کردے اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچانا۔''

فائدہ :...... احادیث میں اس دعا کی بڑی فضیلت آئی ہے، سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کثرت سے یہ دعا کرتے تھے۔ [1]

ابوداؤد وغیرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رُکنِ یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہی دعا کرتے تھے۔ [2]

سیدنا اُنس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک مریض کی عیادت کی جو سوکھ کر کانٹا ہوگیا تھا، آپ نے اسے یہی دعا کرنے کی نصیحت کی، اس نے ایسا ہی کیا اور اس کی بیماری دور ہوگئی۔ [3]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الدعوات، رقم: ۶۳۸۹.
[2] سنن ابوداؤد، کتاب الحج، رقم: ۱۸۹۲.
[3] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، رقم: ۲۶۸۸۔ مسند احمد: رقم: ۱۱۹۸۸.

سورۃ بقرہ کی آخری آیات کی دعائیں:

ذیل کی دونوں آیات کی احادیث مبارکہ میں بڑی فضیلت آئی ہے، سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص سورۂ بقرہ کی آخری دونوں آیتیں رات میں پڑھ لے گا، وہ اس کو کافی ہو جائیں گی۔'' ❶

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں عرش کے نیچے خزانے میں تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات عطا ہوئیں۔ ❷ احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جب یہ دعا کی جاتی ہے، تو اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول فرماتا ہے:

ایک عظیم دُعا:

﴿سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿٢٨٥﴾﴾

(البقرہ: ٢٨٥)

''(اے ہمارے پروردگار!) ہم نے (تیرا حکم) سن لیا۔ اور ہم نے (اُس کے مطابق) اطاعت اختیار کر لی۔ اے ہمارے مالک! ہم تیری بخشش کے طلبگار ہیں اور ہم نے تیری طرف ہی پلٹ کر آنا ہے۔''

﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۥ وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وَارْحَمْنَا ۥ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٨٦﴾﴾ (البقرہ: ٢٨٦)

''اے ہمارے رب! بھول چوک اور غلطی پر ہمارا مؤاخذہ نہ کر، اے ہمارے

---

❶ صحیح بخاری، کتاب فضائل القران، رقم: ٥٠٠٨، ٥٠٠٩.

❷ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها، رقم: ٢٥٤ .

رب! اور ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جیسا کہ تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا، اے ہمارے رب! اور ہم پر اس قدر بوجھ نہ ڈال کہ جس کی ہم میں طاقت نہ ہو، اور ہم سے درگزر فرما، اور ہماری مغفرت فرما، اور ہم پر رحم فرما، تو ہمارا آقا ومولیٰ ہے، پس کافروں کی قوم پر ہمیں غالب کر دے۔''

راسخین فی العلم کی دعا:

قرآن کریم میں راسخین فی العلم کو تعلیم دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ایمان پر ثابت قدمی کی دعا کریں:

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝﴾ (آل عمران : ۸)

''اے ہمارے پروردگار! اس کے بعد کہ تو نے ہمیں سیدھی راہ سمجھا دی ہے، ہمارے دلوں کو ڈانواں ڈول نہ کر ڈالنا (راہِ حق سے ٹیڑھا نہ ہونے دینا) اور اپنی جناب سے ہمیں خاص رحمت عنایت فرما۔ بلاشبہ تو بہت بڑا عطا کرنے والا ہے۔''

اُم المؤمنین سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یوں دعا کرتے:

((يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ .)) [1]

''اے دلوں کو پھیرنے والے اللہ! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔''

''أولى الألباب'' کی پانچ رَبَّنَا پر مشتمل دعا:

اولی الالباب کی کثرت عبادت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے ان کی لمبی دعا نقل فرمائی ہے، جو پانچ ''رَبَّنَا'' پر مشتمل دعاؤں کا مجموعہ ہے:

﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ

[1] تفسير القرآن العظيم ، لابن كثير رحمه الله عند تفسير هذا الآية.

مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖۗ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۚ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَ لَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾ (آل عمران: ۱۹۱ تا ۱۹۴)

''اے ہمارے پروردگار! تو نے اس مخلوق کو بے فائدہ (بے کار) پیدا نہیں کیا۔ تو پاک ہے (ہر لغو اور بے کار کام سے) تو ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا۔ اے ہمارے مالک! جس کو تو نے دوزخ میں ڈال دیا (ہمیشہ وہاں رہنے کے لیے) اس کو تو نے رسوا (ذلیل وخوار) کیا۔ اور مشرکوں کا کوئی مددگار نہیں۔ اے ہمارے رب! ہم نے (تیری وحدانیت اور شریعت کی طرف) ایک پکارنے والے کی آواز کو سنا (نبی محمد ﷺ یا قرآن کو) جو (تیرے ساتھ پختہ) ایمان کے لیے منادی کرتا ہے۔ (یا ہر داعی الی اللہ کہتا ہے: لوگو!) ایمان لاؤ اپنے پروردگار پر، تو ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے پروردگار! پس ہمارے گناہوں کو اب بخش دے اور ہماری برائیوں کو ہم سے دور کر دے۔ اور ہمیں دنیا سے نیک بندوں کے ساتھ اُٹھا۔ (نیکی کی حالت میں ہمیں موت آئے) اے ہمارے مالک! تو نے جن جن چیزوں کے ہم سے اپنے پیغمبروں کے ذریعے وعدے کر رکھے ہیں، وہ ہمیں عطا فرما اور قیامت کے دن (سب لوگوں کے سامنے) ہمیں رسوا نہ کرنا، بے شک تو خلافِ وعدہ نہیں کرتا۔''

فضیلت: ......امام قرطبی رحمہ اللہ نے ''احکام القران'' میں ان آیات کے تحت امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے، کہ جو شخص نہایت ہی غمزدہ اور پریشان حال ہو وہ پانچ ''رَبَّنَا'' پڑھ لے، اللہ رب العزت اسے غم سے نجات دیں گے۔ جب ان سے تفصیل دریافت کی گئی، تو انہوں نے فرمایا: ''وَالَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ'' (دعا سے پہلی آیت)

لَاتُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ تک پڑھ کر دیکھ لو۔ (ان آیات میں پانچ دفعہ لفظ رَبَّنَا ذکر ہوا ہے۔

روز قیامت اہل جہنم کو بتایا جائے گا کہ اہل ایمان دنیا میں یہ دعا پڑھتے تھے:

قیامت کے دن جب کفار کو جہنم میں دھکیل دیا جائے گا، تو وہ شدتِ کرب و بلا سے گھبرا کر روتے ہوئے کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں یہاں سے نکال دے، اگر ہم دوبارہ گناہ کریں گے، تو یقیناً ظالم ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ انہیں ٹھکرا دے گا، اور دھتکار دے گا، اور اس کا سبب بیان کرتے ہوئے ان سے کہے گا، کہ دنیا میں میرے مؤمن بندے اپنے ایمان وعمل کے وسیلہ سے مجھ سے مغفرت و رحمت طلب کرتے تھے، تو تم ان کی دعا کا مذاق اڑاتے تھے، تب انہیں مومنین کی ایک دعا بتائی جائے گی، جس کا وہ تمسخر اڑایا کرتے تھے:

﴿رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَ ارۡحَمۡنَا وَ اَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰحِمِیۡنَ ﴿۱۰۹﴾﴾

(المؤمنون: ۱۰۹)

''اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لائے ہیں، پس ہمیں بخش دے، اور ہم پر رحم فرما، بلاشبہ تو تمام رحم کرنے والوں سے بہتر ہے۔''

عباد الرحمٰن کی ایک دعا:

سورۂ فرقان میں ''رحمٰن'' کے ان نیک بندوں کی نو صفات بیان کی گئی ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اپنے فضل و کرم سے جنت عطا فرمائے گا، اور ان کی دو دعائیں بھی بیان کی گئی ہیں:

﴿رَبَّنَا اصۡرِفۡ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ٭ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ اِنَّهَا سَآءَتۡ مُسۡتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴿۶۶﴾﴾ (الفرقان: ۶۵، ۶۶)

''اے ہمارے رب کریم! ہم سے جہنم کا عذاب پھیر دے۔ بلاشبہ دوزخ کا عذاب (کافروں اور گنہگاروں کے لیے) اٹل ہے۔ بلاشبہ یہ جہنم بہت بری ہے، تھوڑی دیر رہنے کے لیے بھی اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہنے کو بھی۔''

عباد الرحمٰن کی دوسری دعا:

﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ﴿٧٤﴾﴾ (الفرقان : ٧٤)

''اے ہمارے مالک! ہمیں ایسی بیویاں اور ایسی اولاد عطا فرما، جن کی طرف سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں، اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے۔''

گزشتہ مسلمانوں کے لیے مومنین کی دعا:

قرآن مجید نے بتایا ہے کہ مومنین کا وطیرہ یہ ہوتا ہے، کہ جب یہ لوگ اپنے رب کے سامنے دست بدعا ہوتے ہیں، تو اپنے تمام گزشتہ مسلمان بھائیوں کے لیے بھی یہ دعا کرتے ہیں:

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿١٠﴾﴾

(الحشر : ١٠)

''اے ہمارے پروردگار! ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے اُن بھائیوں کو بھی جو (تیرے ساتھ) ایمان لانے میں ہم سے سبقت لے جا چکے ہیں۔ اور ہمارے دلوں میں مسلمانوں کی طرف سے میل (کینہ، حسد) مت آنے دے۔ اے ہمارے رب! بلاشبہ تو نہایت شفقت والا اور مہربان ہے۔''

اہل تقویٰ کی دعا:

اہل تقویٰ جو اللہ کی جنت اور اس کی نعمتوں کے حقدار بنے ان کی صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ نیکیوں کو بھی وسیلہ بنا کر دعا کرتے ہیں:

﴿رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿١٦﴾﴾

(آل عمران : ١٦)

''اے ہمارے مالک! بلاشبہ ہم ایمان لائے ہیں۔ پس تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالے۔''

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعا:

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے مصر سے نکل کر مدین کا رخ کیا، چنانچہ بحفاظت حدودِ مصر سے نکل کر مدین کے علاقہ میں پہنچ گئے، اور چلتے چلتے ایک کنوے کے پاس جا پہنچے تو دو لڑکیاں ملیں، جن کی بکریوں کو آپ علیہ السلام نے پانی پلا دیا، پھر ایک درخت کے نیچے جا کر بیٹھ گئے، اور دعا کی کہ میرے رب! روزی حاصل کرنے کا جو ذریعہ ابھی میرے سامنے ظاہر ہوا ہے، میں اس کا محتاج ہوں، یعنی لڑکیوں کے والد کو ایک مزدور چاہیے اور مجھے روزی کی ضرورت ہے:

﴿رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ﴿٢٤﴾﴾ (القصص : ٢٤)

''اے میرے مالک! تو جو کوئی نعمت مجھ پہ اتارے تو میں اس کا محتاج ہوں۔''

چند مسنون دعائیں

1۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْھُدَی وَالتُّقَی، وَالعَفَافَ وَالغِنَی .)) [1]

''اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، پرہیز گاری، پاک دامنی اور تونگری (بے نیازی) کا سوال کرتا ہوں۔''

2۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں یہ دعاء پڑھا کرتے تھے:

[1] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء باب فی الادعیة، رقم: ٢٧٢١.

((اللَّهُمَّ! اغْفِرْلِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّهُ وَجِلَّهُ، وأَوَّله وَآخِرَهُ، وَعَلانِيَتَه وَسِرَّهُ .)) ❶

''اے اللہ! میرے تمام چھوٹے اور بڑے، پہلے اور پچھلے، علانیہ اور پوشیدہ گناہ معاف فرمادے۔''

3۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگتے تھے:

((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّمَا عَمِلْتُ ، وَمِنْ شَرِّ مَالَمْ أَعْمَلْ .)) ❷

''اے اللہ! میں اس عمل کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو میں نے کیا، اور ایسے عمل کے شر سے جو میں نے نہیں کیا۔''

4۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی دعاء بتلائیں جو میں اپنی نماز میں مانگتا رہوں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ پڑھا کرو:

((اللَّهُمَّ! إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا ، وَلا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ ، فَاغْفِر لي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارحَمْنِيْ ، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفورُ الرَّحِيْمُ .)) ❸

"اللّٰھم انی ظلمت نفسی......الخ اے اللہ! میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا ہے، اور گناہوں کا تیرے سوا کوئی معاف کرنے والا نہیں، تو اپنی خاص مغفرت سے مجھے بخش دے اور مجھ پر رحمت فرما، بے شک تو بہت بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔''

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب مايقال في الركوع والسجود، رقم: ٤٨٢.

❷ صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فى الادعية ...... رقم: ٢٧١٦.

❸ صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب الدعاء في الصلاة۔ رقم: ٦٣٢٦۔ صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب الدعوات والتعوذ، رقم: ٢٧٠٥.

5۔ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((دَعَوَاتُ الْمَكْرُوْبِ: أَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُوْا، فَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ، وَ أَصْلِحْ لِيْ شَانِيْ كُلَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ)) ❶

''پریشان آدمی کی دعا یہ ہے: ''اے اللہ! میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں مجھے لمحہ بھر کے لیے بھی میرے نفس کے حوالے نہ کر۔ میرے تمام حالات درست فرما دے۔ تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں۔''

6۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

((أَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دِيْنِي الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِيْ، وَأَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ وَأَصْلِحْ لِيْ آخِرَتِيَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ، وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ.)) ❷

''یا اللہ! میرے دین کی اصلاح فرما جو میرے انجام کا محافظ ہے، میری دنیا کی اصلاح فرما جس میں میری روزی ہے، میری آخرت کی اصلاح فرما جہاں مجھے (مرنے کے بعد) پلٹ کر جانا ہے، میری زندگی کو نیکیوں میں اضافے کا باعث بنا، اور موت کو ہر برائی سے بچنے کے لیے راحت بنا۔''

7۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ تھی:

((أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ، وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ، وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ.)) ❸

❶ سنن ابو داؤد، ابواب النوم، باب ما يقول اذا اصبح، رقم: ۵۰۹۰۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن الإسناد'' کہا ہے۔

❷ صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فى الادعية، رقم: ۲۷۲۰.

❸ صحيح مسلم، كتاب الرقاق، باب اكثر اهل الجنة الفقراء، رقم: ۲۷۳۹.

''یا اللہ! میں تیری نعمت کے زوال، تیری عافیت سے محرومی، تیرے اچانک عذاب اور تیرے ہر طرح کے غصے سے پناہ مانگتا ہوں۔''

سوتے وقت دعا پڑھنے کا ثواب:

عَنِ الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ قال: كَانَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ إذا أَوَى إلى فِرَاشِهِ نَامَ عَلَى شِقِّهِ الأَيْمَنِ، ثُمَّ قال: ((اللَّهُمَّ! أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لا مَلْجَأَ وَلا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ.)) وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَهُنَّ ثُمَّ مَاتَ تَحْتَ لَيْلَتِهِ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ.)) [1]

'سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر قرار پکڑتے تو دائیں کروٹ پر سوتے پھر یہ دعا پڑھتے: ''اے اللہ! میں نے 'اپنا نفس تجھے سونپ دیا، اور اپنا رخ تیری طرف موڑ لیا، اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا، اور اپنی پشت شوق و رغبت اور خوف کے ساتھ تیری طرف لگائی، اور تجھ سے بھاگ کر تیرے سوا کوئی جائے پناہ اور چھٹکارے کی جگہ نہیں۔ میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری اور تیرے اس پیغمبر پر جو تو نے بھیجا۔''

فضیلت:...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو یہ کلمات پڑھ کر سو گیا پھر وہ اس رات فوت ہو گیا تو وہ فطرت (اسلام) پر مرے گا۔''

رنج وغم اور مصائب کی دعائیں:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

[1] صحیح بخاري، کتاب الدعوات، باب النوم علي الشق الأیمن، رقم: ٦٣١٥.

﴿إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۖ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٤٠﴾﴾

(التوبة : ٤٠)

''اگر تم لوگ رسول اللہ کی مدد نہیں کرو گے تو اللہ نے ان کی مدد اس وقت کی جب کافروں نے انہیں نکال دیا تھا، اور وہ دو میں سے ایک تھے، جب دونوں غار میں تھے، اور اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے، کہ غم نہ کیجئے بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے، تو اللہ نے انہیں اپنی طرف سے تسکین دی، اور ایسے لشکر کے ذریعہ انہیں قوت پہنچائی جسے تم لوگوں نے نہیں دیکھا، اور کافروں کی بات نیچی کر دکھائی، اور اللہ کی بات اوپر ہوئی، اور اللہ زبردست، بڑی حکمتوں والا ہے۔''

1۔ سیّدنا یعقوب علیہ السلام نے کہا:

﴿إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٨٦﴾﴾

(یوسف : ٨٦)

''میں اپنا درد وغم اور حزن والم اللہ سے کہتا ہوں، اور اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم لوگ نہیں جانتے ہو۔''

2۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شدت غم کے موقع پر یہ کلمات ادا فرمایا کرتے تھے:

((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ رَبُّ

الْعَرْشِ الْكَرِيمِ .)) ❶

''اللہ صاحب عظمت اور بردبار کے سوا کوئی معبود، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے، اور عرش کریم کا رب ہے۔''

3۔ سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پریشان آدمی کی دعا یہ ہے:

((دَعَوَاتُ الْمَكْرُوْبِ: أَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُوْا ، فَلَا تَكِلْنِىْ إِلَى نَفْسِىْ طَرْفَةَ عَيْنٍ ، وَأَصْلِحْ لِىْ شَانِىْ كُلَّهُ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ)) ❷

''اے اللہ! میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں مجھے لمحہ بھر کے لیے بھی میرے نفس کے حوالے نہ کر۔ میرے تمام حالات درست فرمادے۔ تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں۔''

4۔ سیّدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم سے اندیشہ محسوس کرتے تو فرماتے:

((أَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِىْ نُحُوْرِهِمْ ، وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ .)) ❸

''یا اللہ! ہم کفار کے مقابلے میں تجھے آگے کرتے ہیں، اور ان کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔''

بازار میں داخل ہونے کی دعا:

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بازار میں

❶ صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء عند الکرب، رقم: ٦٣٤٦۔ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب دعاء الکرب، رقم: ٢٧٣٠.

❷ سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب ما یقول اذا أصبح، رقم: ٥٠٩٠۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن الإسناد'' کہا ہے۔

❸ مسند احمد: ٤/ ٤١٥۔ سنن ابی داؤد، ابواب الوتر، باب ما یقول الرجل اذا خاف قوماً، رقم: ١٥٣٧۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھ لے، اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں دس لاکھ نیکیاں لکھ دے گا اس کی دس لاکھ خطائیں معاف کر دے گا اور اس کے دس لاکھ درجے بلند کر دے گا:

((لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، يُحْيِ وَيُمِيْتُ ، وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ .)) [1]

''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے، وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، اسے موت نہیں آتی، اس کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے۔''

❀......❀......❀

[1] سنن ترمذی، کتاب الدعوات، رقم: ٣٤٢٨، ٣٤٢٩۔ سنن ابن ماجه، کتاب التجارات، رقم، ٢٢٣٥۔ مستدرك حاکم: ١/١٣٨۔ حاکم نے اسے ''صحیح'' اور علامہ البانی نے ''حسن'' کہا ہے۔

13...... كتاب التوبة

توبہ واستغفار کرنے کے فضائل

انسان خطا کا پتلا ہے، اور یہ دانستگی و نادانستگی میں اللہ تعالیٰ کی معصیت کا ارتکاب کرلیتا ہے، اور اگر اپنی معصیت پر اصرار کرے تو یہ اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے، لیکن اگر اپنے گناہوں، خطاؤں پر نادم ہوکر بارگاہِ الٰہی میں دست دعا دراز کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے رجوع کرنے، اور اس سے مغفرت کے طلب کرنے کو انتہائی محبوب رکھتا ہے۔ نتیجے میں وہ نا صرف گناہوں کو معاف کرکے درجات بلند کرتا ہے، بلکہ رزق کی فراوانی، عطاء اولاد، بارش کا نزول، عذاب سے چھٹکارے، جیسی عظیم دنیاوی و اخروی نعمتوں سے بہرہ ورفرماتا ہے۔ جیسا کہ قرآنِ مقدس کی بے شمار آیات اس پر دال ہیں۔ چندایک ملاحظہ ہوں:

توبہ قوت میں زیادتی کا سبب ہے:

﴿وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ۝۵۲﴾

(هود: ۵۲)

''اور اے میری قوم کے لوگو! تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو، پھر اس کی جناب میں توبہ کرو، وہ تمہارے لیے خوب بارش برسائے گا، اور تمہیں مزید قوت دے گا، اور اللہ کی نگاہ میں مجرم بن کر اس کے دین سے روگردانی نہ کرو۔''

توبہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے:

﴿ يَآيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا تُوبُوٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ يُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِىَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٨﴾ ﴾ (التحریم : ۸)

''اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے سچی خالص توبہ کرو۔ ممکن ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ دور کر دے اور تمہیں ایسی جنتوں میں پہنچائے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ جس دن اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو اور ایمان داروں کو جو ان کے ساتھ ہیں رسوا نہ کرے گا۔ ان کا نور ان کے سامنے، ان کے دائیں دوڑ رہا ہوگا۔ یہ دعائیں کرتے ہوں گے اے ہمارے رب! ہمیں ضیا عطا فرما اور ہمیں بخش دے، یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔''

توبہ کامیابی کا زینہ ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ تُوبُوٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٣١﴾ ﴾

(النور : ۳۱)

''اے مؤمنو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔''

توبہ سے رزق اور اولاد مل جاتی ہے:

اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی زبان پر ارشاد فرمایا:

﴿ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ﴿١٠﴾ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ

عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ﴿١١﴾ وَّيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴿١٢﴾﴾ (نوح: ۱۰۔۱۲)

''پس میں (نوح) نے کہا: تم سب اپنے رب سے معافی مانگ لو، بلاشبہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا، مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا، اور تمہارے لیے باغات پیدا کرے گا اور نہریں جاری کر دے گا۔''

''استغفار کا دنیا میں بھی یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اس سے تنگدستی اور کئی دوسری پریشانیاں دُور ہو جاتی ہیں، چنانچہ حسن بصری رحمہ اللہ سے ایک شخص نے قحط کا شکوہ کیا، دوسرے نے محتاجی کا اور تیسرے نے اولاد نہ ہونے کا تو آپ نے ان تینوں کو استغفار کا حکم دیا۔ کسی نے کہا کہ ان کے شکوے تو الگ الگ ہیں، لیکن آپ ہر ایک کو استغفار کا ہی حکم دے رہے ہیں؟ اس کے جواب میں آپ نے یہی آیات (نمبر ۱۰ تا ۱۲) پڑھ کر اسے مطمئن کر دیا۔

بلکہ بعض علماء تو کہتے ہیں کہ ہر مقصد کے حصول کے لیے اللہ کے حضور استغفار کرنا چاہیے۔ چنانچہ ایک دفعہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بارش کی دعا کرنے کے لیے باہر نکلے اور صرف استغفار پر اکتفا فرمایا۔ کسی نے عرض کیا: امیر المؤمنین! آپ نے بارش کے لیے دعا تو کی ہی نہیں؟ فرمایا: میں نے آسمان کے ان دروازوں کو کھٹکھٹا دیا ہے، جہاں سے بارش نازل ہوتی ہے۔ پھر آپ نے سورۂ نوح کی یہی آیات لوگوں کو پڑھ کر سنا دیں۔''

(تیسیر الرحمٰن: ٤ / ٥٢٦)

توبہ سے عذاب ٹل جاتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿٣٣﴾﴾ (الانفال: ۳۳)

''اور اللہ تعالیٰ انہیں اس حال میں عذاب نہیں دیتا کہ وہ استغفار کر رہے

ہوں۔''

﴿وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۳﴾ (ہود : ۳)

''اور یہ کہ تم لوگ اپنے گناہ اپنے رب سے معاف کراؤ، پھر اسی کی طرف متوجہ رہو، وہ تم کو وقت مقرر تک عمدہ عیش و آرام کا فائدہ اُٹھانے دے گا، اور ہر زیادہ عمل کرنے والے کو زیادہ ثواب دے گا۔ اگر تم لوگ اعراض کرتے رہے تو مجھ کو تمہارے لیے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔''

پیغامِ مغفرت:

عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ ، لِيَتُوبَ مُسِيءُ النَّهَارِ، وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ ، لِيَتُوبَ مُسِيءُ اللَّيْلِ، حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا .)) [1]

سیدنا ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: '' اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کو برائی کرنے والا (رات کو) توبہ کرلے، اور دن کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کو گناہ کا ارتکاب کرنے والا (دن کو) توبہ کرلے۔ جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو۔''

رحمت الٰہی کی وسعتیں:

عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ ، وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ

---

[1] صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب قبول التوبة من الذنوب ...... رقم: ٢٧٥٩.

فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰه فَيَغْفِرُ لَهُمْ .)) ❶

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو، تو اللہ تعالیٰ تمہیں ختم کر کے، ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو گناہ کریں گے، اور پھر اللہ سے استغفار کریں گے، پس اللہ ان کو معاف فرمائے گا۔''

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ، فِيمَا يَحكِي عَنْ رَبِّهِ عَزَّوَجلَّ قَالَ: ((أَذْنَبَ عَبْدٌ ذَنْبًا ، فقالَ: اللّٰهُمَّ! اغْفِرْلي ذَنبي ، فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَذْنَبَ عَبْدِي ذَنْبًا ، عَلِمَ أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ ، وَيَأْخُذُ بِالذَّنْبِ ، ثُمَّ عَادَ فَأَذْنَبَ ، فقالَ: أَيْ رَبِّ! اغْفِرْلِي ذَنْبِي ، فقالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَذْنَبَ عَبْدِي ذَنْبًا ، فَعَلِمَ أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِالذَّنْبِ ، اِعْمَلْ مَا شِئْتَ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ)) ❷

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ: ''کوئی بندہ گناہ کر کے پھر کہے: اے اللہ! میرے گناہ بخش دے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے گناہ کیا اور وہ جانتا ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ کی پاداش میں مواخذہ بھی کرتا ہے۔ پھر وہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور کہتا ہے: اے میرے رب! میرا گناہ معاف فرما دے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے گناہ کیا ہے اور اسے علم ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور گناہ کی وجہ سے گرفت بھی فرماتا ہے۔

---

❶ صحيح مسلم ، كتاب التوبه ، باب سقوط الذنوب بالاستغفار والتوبة ، رقم: ٦٩٦٥ .

❷ صحيح بخاري، كتاب التوحيد، باب قول اللّٰه تعالىٰ: ﴿يريدون أن يبدّلوا كلام اللّٰه﴾، رقم: ٧٥٠٧۔ صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب قبول التوبة من الذنوب ، رقم : ٢٧٥٨ .

(اے میرے بندے) میں نے تجھے بخش دیا، جو چاہے کر۔''

پروانہ مغفرت:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اِعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ .)) ❶

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ جب اعتراف گناہ کے ساتھ توبہ کرتا ہے، تو اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔''

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''ابلیس نے (اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہوکر) کہا تھا کہ تیری عزت کی قسم! میں ہمیشہ تیرے بندوں کو گمراہ کرتا رہوں گا جب تک ان کی روحیں ان کے جسموں میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: مجھے میری عزت اور میرے جلال کی قسم! میں ہمیشہ انہیں بخشتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے بخشش طلب کرتے رہیں گے۔'' ❷

سیّد البشر محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنِ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلِلْمُؤْمِنَاتِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ حَسَنَةً .)) ❸

''جو شخص مؤمن مردوں اور عورتوں کے لیے اللہ سے بخشش کا طلب گار ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر مومن مرد و عورت کے عوض ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔''

کثرت سے استغفار کو اپنی زندگی کا معمول بنالیا جائے جو کہ آخرت میں نجات کا

---

❶ صحیح بخاری، کتاب التفسیر تفسیر سورہ نور، باب لَوْ لَا إِذْ سَمِعْتُمُوْهُ...... ، رقم: ٤٧٥٠۔ صحیح مسلم، کتاب التوبة ، باب فی حدیث الافك ، رقم: ٢٧٧٠.

❷ مسند احمد: ٣/ ٢٩۔ مستدرك حاکم: ٤/٢٦١۔ حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے، اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

❸ مجمع الزوائد: ١٠/ ٢١٠ ۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٦٠٢٦.

ذریعہ بنے گا۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ أَنْ تَسُرَّهُ صَحِيفَتُهُ ، فَلْيُكْثِرْ فِيهَا مِنَ الْإِسْتِغْفَارِ .)) ❶

''جو شخص یہ چاہتا ہے کہ روزِ قیامت اس کا اعمال نامہ اس کو سرخرو کردے تو اسے چاہیے کہ پھر کثرت سے استغفار کرے۔''

عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ:((طُوبَى لِمَنْ وَجَدَ فِيْ صَحِيفَتِهِ اِسْتِغْفَارًا كَثِيْرًا .)) ❷

''سیّدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مبارک ہو، اس شخص کو جو اپنے نامۂ اعمال میں کثرت سے استغفار پائے۔

بے مثال توبہ کے چند واقعات

1۔ آدم علیہ السلام کی توبہ:

اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سمیت سب کو سکھایا ہے کہ وہ ہر حال میں اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کرتے رہیں، اور اس سے مغفرت و رحمت کی دعا کرتے رہیں۔ چنانچہ شیطان نے آدم و حوا دونوں کو دھوکہ دے کر بلندی سے پستی میں پہنچا دیا۔ بالفاظِ دیگر اس نے انہیں ارتکاب معصیت کی ہمت دلائی، چنانچہ جب انہوں نے اس شجر ممنوعہ کو شیطان کے دھوکے میں آ کر کھا لیا، تو اس نافرمانی کا انجام فوراً ہی ان کے سامنے آ گیا کہ ان کے لباس ان کے جسموں سے الگ ہو گئے، اور انہیں اپنی شرمگاہیں نظر آنے لگیں، تو جنت کے درختوں کے پتے لے لے کر اپنے جسموں پر چپکانے لگے تا کہ اپنی پردہ پوشی کریں:

---

❶ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٥٩٥٥.

❷ سنن ابن ماجہ، کتاب الأدب، باب الاستغفار، رقم: ٣٨١٨۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ التعلیق الرغیب : ٢/ ٢٦٨.

﴿وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٩﴾ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿٢١﴾ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ط وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿٢٢﴾﴾ (الأعراف : ۱۹ تا ۲۲)

’’اور اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں اقامت پذیر ہو جاؤ، اور جہاں سے چاہو کھاؤ، اور اس درخت کے قریب نہ جاؤ، ورنہ ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ تو شیطان نے ان دونوں کے دل میں وسوسہ پیدا کیا، تاکہ ان کے بدن کا جو حصہ (یعنی شرمگاہ) ایک دوسرے سے پوشیدہ تھا اسے دونوں کے سامنے ظاہر کر دے، اور کہا کہ تمہارے رب نے تمہیں اس درخت سے اس لیے روکا ہے کہ کہیں تم دونوں فرشتہ نہ بن جاؤ، یا جنت میں ہمیشہ رہنے والوں میں سے نہ بن جاؤ۔ اور ان دونوں کے سامنے خوب قسمیں کھائیں کہ میں تم دونوں کا بے حد خیر خواہ ہوں۔ چنانچہ اس نے دونوں کو دھوکہ دے کر اپنے جال میں پھانس لیا، پس جب دونوں نے اس درخت کو چکھا تو ان کی شرمگاہیں دکھائی دینے لگیں اور دونوں اپنے جسم پر جنت کے پتے چسپاں کرنے لگے۔‘‘

تب اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا: کیا میں نے تمہیں اس درخت کے کھانے سے نہیں روکا تھا، اور کہا نہیں تھا کہ شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے؟

﴿وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿٢٢﴾﴾ (الأعراف : ۲۲)

''اور ان دونوں کے رب نے انہیں پکارا کہ کیا میں نے تمہیں اس درخت سے نہیں روکا تھا، اور کہا نہیں تھا کہ بے شک شیطان تم دونوں کا کھلا ہوا دشمن ہے۔''

چنانچہ انہیں احساس ہوا، اور اللہ سے اپنی لغزش کی معافی مانگنا چاہی تو اللہ تعالیٰ سے ہی وہ الفاظ سیکھے جن کے ذریعے انہوں نے اللہ سے مغفرت طلب کی۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝۳۷﴾ (البقرہ: ۳۷)

''پھر آدم نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھے تو اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی، بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔''

وہ کلمات جو اللہ نے آدم کو سکھائے تاکہ ان کے ذریعہ اپنی توبہ کا اعلان کریں، یہ دُعا تھی:

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۲۳﴾ (الأعراف: ۲۳)

''اے ہمارے رب! ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا، اور اگر تو نے ہمیں معاف نہیں کیا اور ہم پر رحم نہیں کیا، تو ہم یقیناً خسارہ اُٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔''

''بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ آدم علیہ السلام کے اندر پانچ خوبیاں پائی گئیں:

(1) انہوں نے گناہ کا اعتراف کیا۔ (2) اس پر نادم ہوئے۔ (3) اپنے نفس کی ملامت کی۔ (4) فوراً توبہ کی۔ (5) اور اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہیں ہوئے۔

اور ابلیس میں پانچ برائیاں پائی گئیں:

(1) اپنے گناہ کا اعتراف نہیں کیا۔ (2) اس پر نادم نہیں ہوا۔ (3) اپنے نفس کی ملامت نہیں کی، بلکہ اپنے رب پر اعتراض کیا۔ (4) توبہ نہیں کی۔ (5) اور اللہ کی رحمت سے نا اُمید ہو گیا۔'' (تیسیر الرحمن: ۱/۴۵۹)

2۔ سیّدنا نوح علیہ السلام کی توبہ:

اللہ تعالیٰ نے سیّدنا نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کو دعوت اسلام کے لیے نبی بنا کر بھیجا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے کفر وشرک اور شر وفساد سے زمین بھر گئی تھی۔ سیّدنا نوح علیہ السلام نے ان سے کہا کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ لوگو! اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت نہ کرو، ورنہ مجھے ڈر ہے کہ اللہ کا دردناک عذاب تمہیں اپنی گرفت میں لے لے گا۔

نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے ان کی دعوت کو ردّ کر دیا، اور ان کے نبی ہونے میں تین قسم کے شبہات کا اظہار کیا۔ پہلا شبہ یہ ظاہر کیا کہ تم ہماری ہی طرح انسان ہو، تو ہمارے بجائے تم نبوت کے کیسے حق دار بن گئے؟ ان کا دوسرا شبہ یہ تھا کہ قوموں کے سرداروں میں سے ایک نے بھی تمہاری اتباع نہیں کی ہے، صرف گھٹیا قسم کے لوگوں نے تمہاری پیروی کی ہے، جو کم عقل اور بے وقوف ہیں، اور اچھی اور گہری سوچ سمجھ نہیں رکھتے ہیں۔ اگر تم نبی ہوتے تو سردارانِ قوم تم پر ایمان لاتے۔ اور تیسرا شبہ یہ تھا کہ تم میں اور تمہارے پیروکاروں میں کوئی ایسی خوبی نظر نہیں آتی جو ہم میں نہ ہو، تو پھر تم نبی کیسے ہو گئے؟

﴿فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ۝۲۷﴾ (ھود: ۲۷)

''تو ان کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا کہ ہم تو تمہیں اپنے جیسا ہی ایک انسان دیکھ رہے ہیں، اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ تمہاری پیروی ہم میں سے صرف گھٹیا لوگوں نے کی ہے جو ہلکی سمجھ بوجھ والے ہیں، اور ہم اپنے اوپر تمہارے لیے کوئی برتری نہیں پاتے ہیں، بلکہ ہم تو تمہیں جھوٹا ہی سمجھتے ہیں۔''

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ان شبہات کا جائزہ لیتے ہوئے لکھا ہے کہ ''یہ باتیں قوم نوح

کی جہالت اور کم عقلی کی دلیل تھیں۔ اس لیے کہ حق حق ہوتا ہے، چاہے اس کی اتباع شرفائے قوم کریں یا غریب لوگ کریں۔ اور تاریخ بتاتی ہے کہ حق کو ماننے والے ہمیشہ زیادہ کمزور لوگ ہوئے ہیں۔ ہرقل شاہِ روم نے ابوسفیان سے جب نبی کریم ﷺ کی صفات کے بارے میں سوالات کیے، تو اس کا ایک سوال یہ تھا کہ اس کے ماننے والے سردارانِ قوم ہیں یا کمزور لوگ؟ ابوسفیان نے کہا: کمزور لوگ۔ تو ہرقل نے کہا کہ ہمیشہ انبیاء کی پیروی کرنے والے ایسے ہی لوگ ہوا کرتے ہیں۔ اور یہ جو انہوں نے کہا کہ تمہارے ماننے والے زیادہ گہری فکر والے نہیں ہیں، تو یہ بھی کوئی قابل توجہ بات نہیں ہے، اس لیے کہ اگر حق واضح ہو، اور دل کا آئینہ روشن ہو، تو آدمی ایک لمحہ کے لیے بھی شک وشبہ میں نہیں پڑتا اور حق کو فوراً قبول کر لیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنی رسالت کا اعلان کیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بغیر کسی توقف کے آپ کی آواز پر لبیک کہا اور اسلام میں داخل ہو گئے۔''

(تفسیر ابن کثیر، تحت هذه الآیة)

چنانچہ سیّدنا نوح علیہ السلام نے ان کی کافرانہ بات سن کر کہا: اے میری قوم کے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تو مجھے اپنے نبی ہونے کا برہان قاطع عطا فرمایا ہے، صفت بشریت میں میرا تمہارے ساتھ برابر ہونا اس بات سے ہرگز مانع نہیں ہے کہ وہ مجھے مقامِ نبوت سے نہ نوازے۔ اسی طرح میرے ماننے والوں کا مالی اعتبار سے کمزور ہونا بھی نبوت سے مانع نہیں ہے، اس لیے کہ بشریت اور عقل وفہم میں وہ تمہاری طرح ہیں۔ اور یہ نبوت تو اللہ کی رحمت اور اس کا فضل ہے جو اس نے مجھے دیا ہے۔ اگر تمہاری بصیرت ختم ہوگئی ہے، اور تم حق کو نہیں دیکھ پارہے ہو تو میں تمہیں اسے قبول کرنے پر مجبور تو نہیں کرسکتا ہوں۔ میرا کام تو صرف دعوت دینا ہے۔

سیّدنا نوح علیہ السلام نے ان سے یہ بھی کہا کہ میں دعوت وتبلیغ کے کام پر تم سے کوئی معاوضہ بھی تو نہیں مانگتا ہوں کہ تمہیں شبہ ہو کہ میں دنیا طلبی کے لیے ایسا کر رہا ہوں۔

الغرض جب قومِ نوح کے پاس کفر وعناد پر قائم رہنے کی کوئی دلیل نہیں رہی، اور

نوح علیہ السلام کے دلائل و براہین کے آگے انہوں نے اپنے آپ کو یکسر عاجز پایا، تو کہنے لگے کہ اے نوح! ہم تمہارے مناظروں سے تنگ آ گئے ہیں۔ اگر تم سچے ہو تو جس عذاب کا وعدہ کرتے آئے ہو اسے لا کر دکھا دو، تو نوح علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ میرے اختیار میں نہیں ہے، جب اللہ چاہے گا عذاب آئے گا، اور اس وقت تم اسے عاجز نہ بنا سکو گے۔

بالآخر اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو خبر دے دی کہ جو لوگ اب تک ایمان لا چکے ہیں، ان کے علاوہ اب کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ تو وہ ان کے ایمان لانے سے نا اُمید ہو گئے اور ان کے حق میں بد دعا کر دی کہ اے اللہ! اب کسی کافر کو زمین پر نہ رہنے دے۔

جب عذاب کا آنا یقینی ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم دیا اور اس کی تعلیم دی، تا کہ وہ ان کے ماننے والے مسلمان طوفان سے بچ سکیں، اور کافروں کی نجات کے لیے شفاعت کرنے سے منع فرما دیا، اس لیے کہ ان کے بارے میں اللہ کا فیصلہ صادر ہو چکا تھا کہ انہیں طوفان کی نذر ہو جانا ہے۔

سیّدنا نوح علیہ السلام کو کشتی بناتے دیکھ کر کفار کہنے لگے کہ نبی ہونے کے بعد اب بڑھئی ہو گئے۔ وہ ہنسے اور مذاق اُڑانے لگے۔ انہوں نے کہا کہ اگر آج تم میرا مذاق اُڑا رہے ہو تو اُڑا لو، کل طوفان میں تمہارے ڈوبنے کا نظارہ ہم سب مسلمان کریں گے۔

جب قومِ نوح کی ہلاکت کا حکم آ گیا، اور پانی پوری شدت کے ساتھ اُبلنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ زمین پر پائے جانے والے تمام جانوروں اور چڑیوں وغیرہ کے جوڑے کشتی میں رکھ لیں، اور دیگر مسلمانوں کے ساتھ اپنے صرف ان رشتہ داروں کو سوار کر لیں جو ان پر ایمان لائے ہیں۔

سیّدنا نوح علیہ السلام نے جب طوفان اُمڈتے دیکھا تو اپنے مسلمان ساتھیوں سے کہا کہ کشتی میں سوار ہو جاؤ، یہ اللہ کے نام سے چلے گی اور اسی کے نام سے اس کی مرضی کے مطابق رُکے گی، بے شک میرا رب مغفرت طلب کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے، وہ ہمیں ضرور اس طوفان سے نجات دے گا۔

﴿وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (هود: ٤١)

جب نوح اور ان کے مسلمان ساتھی، بسم اللہ، کہہ کر سوار ہو گئے، تو کشتی پہاڑوں کے مانند اونچی موجوں کے درمیان چلنے لگی، اس وقت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو پکارا جو کافر ہونے کی وجہ سے کشتی میں سوار نہیں ہوا تھا، کہ اے میرے بیٹے! اب بھی موقع ہے کہ ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ، اور ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ، اور کافروں کا ساتھ چھوڑ دو:

﴿يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴾ (هود: ٤٢)

اس نے جواب دیا کہ میں پہاڑ پر جا کر پناہ لے لوں گا اور ڈوبنے سے بچ جاؤں گا، تو نوح علیہ السلام نے کہا کہ آج اللہ کے عذاب سے صرف وہی بچ سکے گا جس پر اللہ اپنے رحم و کرم فرمائے گا، اور اس کا رحم آج صرف مومنوں کے ساتھ خاص ہے۔ باپ بیٹے کے درمیان اس گفتگو کے بعد ایک بڑی ہیبت ناک موج اُٹھی جس نے کنعان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور وہ ڈوب کر ہلاک ہو گیا۔ سیّدنا نوح علیہ السلام نے شفقت پدری سے متاثر ہو کر اپنے رب سے دُعا کی، اور کہا:

﴿رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ﴾

(هود: ٤٥)

''اے میرے رب! میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے، اور تیرا وعدہ برحق ہے، اور تو سب سے بڑا حاکم ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے پھر نوح علیہ السلام کو اپنا حتمی فیصلہ بتا دیا کہ اے نوح! وہ ایمان نہیں لائے گا، اس لیے کہ وہ آپ کے گھر والوں سے نہیں ہے، آپ کے گھر والے تو دین و شریعت کے پابند اور اہل اصلاح ہیں اور وہ صالح نہیں اس لیے وہ طوفان سے نہیں بچے گا۔ اس بعد اللہ

تعالیٰ نے سیّدنا نوح علیہ السلام کو تنبیہ کی کہ جس مقصد کے پورے طور پر صائب ہونے کا آپ کو علم نہ ہو اس کا اللہ سے سوال نہ کیجیے، اس لیے کہ ایسا کرنا نادانوں کا شیوہ ہوتا ہے۔

جب سیّدنا نوح علیہ السلام کو اس بات کا علم ہو گیا کہ اللہ سے ان کا سوال شرع کے مطابق نہیں تھا، تو اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور اللہ سے مغفرت و رحمت طلب کی:

﴿رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۴۷﴾ (ھود: ۴۷)

''میرے رب! میں تیرے ذریعہ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ سے ایسا سوال کروں جس کا مجھے علم نہیں۔ اور اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا، اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں گھاٹا اُٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔''

3۔ سیّدنا یونس علیہ السلام کی توبہ:

سیّدنا یونس بن قیس علیہ السلام کو ''موصل'' کے علاقے نینوی والوں کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا تھا، تاکہ لوگوں کو توحید باری تعالیٰ، عدل و انصاف اور اخلاقِ حسنہ کی دعوت دیں۔ لیکن انہوں نے ان کی دعوت کو قبول نہیں کیا، بلکہ دن بدن ان کی شر انگیزی بڑھتی ہی گئی۔ آخر کار ان کے کفر سے تنگ آ کر انہیں دھمکی دی کہ اگر وہ ایمان نہیں لائیں گے تو ان پر اللہ کا عذاب آ کر رہے گا، اور خود وہاں سے نکل کر بیت المقدس آ گئے۔ اور پھر وہاں سے ''یافا'' کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور ''ترشیش'' کی طرف جانے والی ایک کشتی میں سوار ہو گئے۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ تیز آندھی چلنے لگی اور کشتی کو خطرہ لاحق ہو گیا تو لوگوں نے کشتی کا بوجھ کم کرنے کے لیے اپنا سامان سمندر میں پھینک دیا، اس کے بعد بھی خطرہ نہ ٹلا تو انہوں نے سوچا کہ کشتی میں ضرور کوئی ایسا آدمی موجود ہے جس کی وجہ سے خطرہ لاحق ہے۔ چنانچہ قرعہ اندازی کی تو سیّدنا یونس علیہ السلام کے نام قرعہ نکلا، اس لیے لوگوں نے انہیں سمندر میں پھینک دیا

تو طوفان رُک گیا۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو بھیجا جس نے انہیں نگل لیا۔ تین دن یا اس سے زیادہ (باختلاف روایات) مچھلی کے پیٹ میں رہے، پھر دعا کی، اپنے آپ کو ظالم کہا تو اللہ رب العزت نے ان کی دعا قبول کر لی، اور مچھلی نے ساحل پر آ کر اپنے پیٹ سے انہیں باہر پھینک دیا:

﴿لَّآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبْحَٰنَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ۝٨٧﴾

(الأنبياء: ۸۷)

''تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو تمام عیوب سے پاک ہے، میں بے شک ظالم تھا۔''

دُعا کی فضیلت:

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یونس کی دعا جب وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے: ﴿لَّآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبْحَٰنَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ۝٨٧﴾ تھی۔ جب بھی کوئی مسلمان اپنے رب سے کسی حاجت کے لیے یہ دُعا کرے گا، قبول کی جائے گی۔'' [1]

4۔ سو آدمیوں کے قاتل کی توبہ:

سیدنا ابوسعید بن مالک بن سنان الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم سے پہلے زمانے میں ایک آدمی تھا، جس نے ننانوے (۹۹) قتل کیے تھے، اس نے روئے ارضی کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا، تو اسے ایک راہب کا پتہ بتایا گیا۔ وہ راہب کے پاس حاضر ہوا، اور کہا: میں نے ننانوے (۹۹) قتل کیے ہیں، کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ راہب نے کہا: نہیں۔ اس پر اس نے راہب کو بھی قتل کر کے سو کا عدد پورا کر دیا' اس نے پھر زمین کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا، تو اسے ایک عالم دین کا پتہ بتایا گیا، اس نے عالم سے کہا: میں نے سو قتل کیے

[1] سنن ترمذی، کتاب الدعوات، رقم: ۳۵۰۵۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔

ہیں، کیا میری توبہ قبول ہونے کی کوئی صورت ہے؟ عالم دین نے کہا: ہاں! توبہ کے اور اس کے درمیان کون حائل ہوسکتا ہے؟ فلاں علاقے میں چلے جاؤ، وہاں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، تم بھی ان کے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اور اپنی اس زمین کی طرف واپس مت آنا یہ برائی کی زمین ہے۔

وہ آدمی وہاں سے چل پڑا۔ جب ٹھیک درمیان راستے میں پہنچا تو اس کی موت کا وقت آ گیا۔ اس کے بارے میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے آپس میں جھگڑ پڑے، رحمت کے فرشتوں نے کہا، یہ توبہ کر کے چلا تھا، اور اپنے دل کو اللہ کی طرف موڑ چکا تھا۔ عذاب کے فرشتوں نے کہا: اس نے قطعاً کوئی نیک کام نہیں کیا، اب ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں ان کے پاس آیا، فرشتوں نے اس آدمی نما فرشتے کو اپنا فیصل بنالیا' اس فیصلہ دینے والے فرشتے نے کہا:

((قِيْسُوْا مَا بَيْنَ الْاَرْضَيْنِ فَاِلٰى اَيَّتِهِمَا كَانَ اَدْنٰى فَهُوَ لَهٗ ، فَقَاسُوْا فَوَجَدُوْهُ اَدْنٰى إِلَى الْاَرْضِ الَّتِىْ اَرَادَ فَقَبَضَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ .)) [1]

''دونوں مقامات کے درمیان کا فاصلہ ناپ لو جس مقام سے وہ قریب ہے اسی میں اس کا شمار کرلو' فرشتوں نے پورے فاصلے کو ناپا تو جس علاقے کی طرف اس کا رخ تھا، وہ قریب تر نکلا لہٰذا رحمت کے فرشتوں نے اس کی روح قبض کی۔''

ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ:

((فَكَانَ إِلَى الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ أَقْرَبَ مِنْهَا بِشِبْرٍ فَجُعِلَ مِنْ أَهْلِهَا .)) [2]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الدعوات والأذكار، باب قبول توبة القاتل، رقم: ٧٠٠٨.

[2] صحيح مسلم، أيضًا: رقم، ٧٠٠٩.

’’وہ آدمی نیک لوگوں کی بستی کے ایک بالشت قریب تھا چنانچہ اسے نیک لوگوں میں شمار کیا گیا۔‘‘

ایک اور روایت میں ہے:

((فَاَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی ھٰذِہِ اَنْ تَبَاعَدِیْ ، وَاِلٰی ھٰذِہِ اَنْ تَقَرَّبِیْ وَقَالَ: قِیْسُوْا مَا بَیْنَھُمَا فَوُجِدَ اِلٰی ھٰذِہِ اَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَلَهُ .)) [1]

’’اللہ تعالیٰ نے برے علاقے کی زمین کو حکم دیا کہ تو دور ہو جا (لمبی ہو جا) اور نیک علاقے زمین کو حکم دیا تو قریب ہو جا۔ نیز اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان دونوں علاقوں کا رقبہ ناپ لو۔ چنانچہ اسے نیک علاقے کی طرف ایک بالشت قریب پایا گیا (نتیجہ) اس کی بخشش ہوگئی۔‘‘

5۔ سیّدنا ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کی توبہ:

ہم اس اُمت کے ابتدائی اور درخشاں دور یعنی دورِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توبہ کا ایک نمونہ پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ سیّدنا بریدہ الاسلمی بیان کرتے ہیں: ماعز بن مالک الاسلمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اورعرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، اور زنا کر بیٹھا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ آپ مجھے پاک کر دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس بھیج دیا، اگلے دن وہ پھر آ گیا، اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوبارہ واپس لوٹا دیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قوم کو پیغام بھیج کر دریافت کیا کہ تمہارے علم کے مطابق ماعز کی عقل میں کوئی فتور تو نہیں، یا تم اسے بدلا سا تو نہیں پاتے ہو؟ قوم والوں نے جواب دیا: ہماری معلومات کے مطابق وہ کامل عقل کا مالک ہے، اور ہمارے خیال کے مطابق وہ نیک آدمی ہے، ماعز تیسرے دن پھر آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، رقم : ٣٤٧٠.

نے ان کے بارے میں دوبارہ دریافت فرمایا، تو قوم والوں نے کہا: نہ تو اس کا کردار بدلا ہے، اور نہ ہی اس کی عقل میں کوئی کوتاہی واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ چوتھے روز ان کی خاطر ایک گڑھا کھودا گیا، پھر آپ ﷺ کے حکم سے انہیں سنگسار کر دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ماعز نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اسے ایک قوم پر تقسیم کر دیا جائے، تو انہیں وافر ٹھہرے۔ ❶

6۔ غامدیہ خاتون کی توبہ:

پھر غامدیہ خاتون بھی آ گئی اس نے درخواست کی کہ یا رسول اللہ! میں زنا کر بیٹھی ہوں، مجھے پاک کر دیں۔ آپ ﷺ نے اسے بھی واپس لوٹا دیا۔ اگلے دن اس نے پھر آ کر کہا کہ یا رسول اللہ! آپ مجھے کیوں واپس لوٹاتے ہیں، شاید آپ مجھے بھی اس طرح واپس لوٹانا چاہتے ہیں جس طرح ماعز کو واپس لوٹایا تھا۔ اللہ کی قسم! میں تو حاملہ ہو چکی ہوں!

آپ نے یہ بیان سننے کے بعد فرمایا: تب تو سزا نافذ نہیں ہو سکتی، جاؤ اور ولادت کے بعد آنا۔ جب غامدیہ نے بچے کو جنم دے لیا، تو اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر لے آئی، اور کہا، میں بچے کو جنم دے چکی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اسے لے جاؤ اور دودھ پلاؤ، یہاں تک کہ تم اس کا دودھ چھڑا دو، جب اس نے دودھ چھڑوایا، تو بچے کو لے آئی اور اس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا۔ کہنے لگی یا رسول اللہ! اس کا دودھ میں نے چھڑوا دیا ہے، اور اب یہ کھانا کھاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے بچہ ایک مسلمان کے حوالے کر دیا۔ پھر آپ کے حکم سے اس کے لیے سینہ تک گڑھا کھودا گیا، اور آپ ﷺ کے حکم سے لوگوں نے اسے سنگسار کر دیا۔ سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک پتھر غامدیہ کے سر پر مارا، تو خون کے چھینٹے سیّدنا خالد رضی اللہ عنہ کے چہرے پر آ پڑے، اس پر سیّدنا خالد رضی اللہ عنہ نے اس خاتون کو بُرا کہا، نبی اکرم ﷺ نے برا کہنا سنا، تو ارشاد فرمایا:

((مَهْلًا يَـا خَالِدُ! فَوَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ! لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا

❶ صحيح مسلم، كتاب الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنى ، رقم: ٤٤٣١ .

صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَلَهُ .)) ❶

''خالد ذرا رُک کر! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر لوگوں سے غنڈہ ٹیکس لینے والا بھی ایسی توبہ کرتا تو اس کی بخشش ہو جاتی۔''

پھر آپ کے حکم سے اس کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی، اور اسے دفن کر دیا گیا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! آپ نے اسے رجم کیا ہے اور اس کی نمازِ جنازہ بھی ادا کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَو قُسِّمَتْ بَيْنَ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَوَسِعَتْهُمْ ، وَهَلْ وَجَدْتَ شَيْئًا اَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)) ❷

''یقیناً اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اہل مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کر دی جائے تو سب کی بخشش ہو جائے۔ کیا تم نے اس سے بھی افضل کوئی کام دیکھا ہے کہ اس نے اپنی جان اللہ کو راضی کرنے کی خاطر قربان کر دی۔''
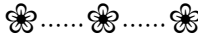
❀......❀......❀

❶ صحيح مسلم، كتاب الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنى، رقم: ٤٤٣٢.

❷ صحيح مسلم، كتاب وباب أيضًا، رقم: ٤٤٣٣.

۱4...... کتاب الجہاد

اللہ کی راہ میں لڑنے کی فضیلت

چھین لو بڑھ کے سمندر سے تلاطم کی لگام
ایسے ٹکراؤ کہ ہر موج کو خواں کردو

﴿وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ۚ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ﴿٦٠﴾﴾ (الانفال : ٦٠)

''تم کفار کے مقابلے کے لیے اپنی طاقت بھر قوت، اور گھوڑوں کو تیار رکھو کہ اس سے تم اللہ کے دشمنوں کو خوف زدہ رکھ سکو گے، اور ان کے سوا اوروں کو بھی، جنہیں تم نہیں جانتے، اللہ انہیں خوب جان رہا ہے، جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں صرف کرو گے وہ تمہیں پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا حق نہ مارا جائے گا۔''

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢١٦﴾﴾ (البقرہ : ٢١٦)

''تم پر جہاد فرض کیا گیا گو وہ تمہیں دشوار معلوم ہو، ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو بُری جانو اور دراصل وہی تمہارے لیے بھلی ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو اچھی سمجھو حالانکہ وہ تمہارے لیے بری ہو، حقیقت کا علم اللہ ہی کو ہے، تم محض

بے خبر ہو۔"

﴿ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۹ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝۲۰ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝۲۱ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۲۲ ﴾

(التوبۃ : ۱۹۔۲۲)

"کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانے والے اور مسجد حرام کو آباد کرنے والے کو اس آدمی کے برابر بنا دیا ہے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا، یہ لوگ اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہیں، اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔ جو لوگ ایمان لائے، اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کیا، ان کا مقام اللہ کے نزدیک اونچا ہے۔ اور وہی لوگ کامیاب ہیں۔ ان کا رب انہیں اپنی جانب سے رحمت اور اپنی خوشنودی اور ایسی جنتوں کی خوشخبری دیتا ہے۔ جن میں انھیں ہمیشہ باقی رہنے والی نعمتیں ملیں گی۔ وہ لوگ ان جنتوں میں ہمیشہ رہیں گے، بے شک اللہ کے پاس اجر عظیم ہے۔"

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

میں منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا، تو ایک آدمی نے کہا: اسلام لانے کے بعد میرے لیے یہی کافی ہے کہ میں حاجیوں کو پانی پلاؤں، دوسرے نے کہا: اسلام لانے کے بعد میرے لیے افضل عمل مسجد حرام کو آباد کرنا ہے۔ تیسرے نے کہا: میرے نزدیک اللہ کی راہ میں جہاد کرنا تمہارے بیان کردہ

کاموں سے افضل ہے۔ (اسی اثناء میں ان کی آوازیں بلند ہوئیں تو) سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انھیں ڈانٹا کہ تم لوگ جمعہ کے دن منبر رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک اپنی آوازیں بلند نہ کرو۔ ہاں جمعہ کی ادائیگی کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارہ میں سوال کروں گا۔ تو اللہ ربّ العزت نے آیت (مذکورہ بالا) نازل فرمادی۔'' ❶

عَـنْ اَبِـیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ فِي الجَنَّةِ مائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلمُجَاهِدِيْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ، مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ .)) ❷

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت میں سو درجے ہیں، جو اللہ نے، اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کیے ہیں۔ دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔''

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو!!!
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا أَتى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: أَيُّ النَّاسِ أَفْـضَلُ؟ قَالَ: ((رَجُلٌ يُجَاهِدُ فِـي سَبِيْلِ اللّٰهِ بِـنَفْسِهِ وَمَالِهِ)) قال: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((رَجُلٌ مُؤْمِنٌ فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَعْبُدُ اللّٰهَ ، وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ)) ❸

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کیا: کون سے لوگ افضل ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الشهادة فی سبیل اللّٰه تعالیٰ، رقم: ۱۸۷۹.

❷ صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب درجات المجا هدين في سبيل الله، رقم: ۲۷۹۰.

❸ صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب أفضل الناس مؤمن...... رقم: ۲۷۸۶ ـ صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب فضل الجهاد والرباط، رقم: ۱۸۸۸.

فرمایا: ''وہ مومن جو اپنے نفس اور مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرے۔''
اس نے کہا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: ''وہ مومن مرد جو پہاڑ کی گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں اللہ کی عبادت کرے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھے۔''

((عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مسعودٍ رضيَ اللّٰهُ عنهُ قالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ: أَيُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ ((الصَّلَاةُ عَلٰى وَقْتِهَا)) قُلْتُ: ثُمَّ اَيُّ؟ قال: ((بِرُّ الوَالِدَيْنِ)) قلتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((الجِهَادُ في سَبِيلِ اللّٰهِ .)) [1]

''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کون سا عمل سب سے زیادہ فضیلت والا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وقت پر نماز پڑھنا۔'' میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔'' میں نے کہا، پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔''

پہرہ دینے کی فضیلت:

عَنْ سَهلِ بنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((رِباطُ يَوْمٍ في سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا ، وَمَوْضِعُ سَوْطِ أَحَدِكُمْ مِنَ الجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيها ، والرَّوْحَةُ يَرُوحُها العَبْدُ في سَبِيلِ اللّٰهِ أَوِ الغَدْوَةُ ، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا .)) [2]

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الادب، باب البر والصلة ، رقم: ٥٩٧٠ ـ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان كون الايمان بالله افضل الاعمال ، رقم: ٨٥.

[2] صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب فضل رباط يوم في سبيل الله، رقم: ٢٨٩٢.

''اللہ کے راستے میں ایک دن سرحدی محاذ پر پہرہ دینا، دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سے بہتر ہے، اور جنت میں تمہارے کسی ایک کے کوڑے جتنی جگہ کامل جانا، دنیا اور جو کچھ اس پر ہے، سے بہتر ہے، اور اللہ کے راستے میں ایک شام یا ایک صبح کو چلنا، دنیا اور جو کچھ اس پر ہے، سے بہتر ہے۔''

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہوں نے فرماتے ہوئے سنا:

((رِبَـاطُ يَـوْمٍ وَلَيْـلَةٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ ، وَإِنْ مَاتَ ، جَرٰى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِىْ كَانَ يَعْمَلُهُ ، وَأُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ ، وَأَمِنَ الْفَتَّانَ .)) [1]

''ایک دن اور رات کا پہرہ دینا ایک ماہ کے صیام و قیام سے بہتر ہے، اور اگر (پہرہ کے دوران) وہ فوت ہو جائے تو اس کے عمل کا ثواب جاری رہتا ہے، اور اس کا رزق جاری ہو جاتا ہے، اور وہ قبر کے فتنے سے محفوظ رہتا ہے۔''

فائدہ:...... جہاد فی سبیل اللہ کا طریقہ کار منہج نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور فہم و عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مطابق ہونا چاہیے کیونکہ اسی میں ہی اللہ کی رضا ہے۔ سلف صالحین نے بھی اسی پر زور دیا ہے، ورنہ اُمت مسلمہ کا فتنوں میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہے۔ جہالت، خواہشات اور جذبات سے کام لینے کے بجائے انبیاء علیہم السلام کے وارث علمائے سلف کی طرف رجوع کیا جائے کیونکہ اسی میں خیر اور بھلائی ہے۔

شہادت اور اس کی دعا کرنے کی فضیلت:

عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَـالَ: ((مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ ، بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ ، وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ .)) [2]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب فضل الرباط فی سبیل اللّٰہ عزوجل، رقم: ۱۹۱۳.

[2] صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب استحباب طلب الشهادة في سبيل الله تعالىٰ، رقم: ۱۹۰۹.

سیّدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص سچے دل سے اللہ سے شہادت مانگے، تو اللہ تعالیٰ اسے شہداء کے مرتبوں تک پہنچا دے گا، اگرچہ اسے بستر پر موت آئے۔''

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ طَلَبَ الشَّهَادَةَ صَادِقًا أُعطِيَهَا وَلولم تُصِبْهُ".)) [1]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص سچے دل سے شہادت کا طالب ہو تو اسے یہ مقام عطا کردیا جاتا ہے، اگرچہ شہادت اسے حاصل نہ ہو۔''

أنسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ أُمَّ الرُّبيّع بنْتَ البَرَاءِ - وَهِيَ أُمُّ حارِثَةَ بنِ سُرَاقَةَ- أَتَتِ النَّبيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَلَا تُحَدِّثُني عَنْ حارِثَةَ؟ وَكَانَ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ. أَصَابَهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَإِنْ كانَ في الجَنَّةِ صَبَرْتُ، وَإِنْ كانَ غَيْرَ ذلكَ اجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ في البُكَاءِ قَالَ: ((يَا أُمَّ حارِثَةَ! إِنَّها جِنانٌ في الجَنَّةِ، وَإِنَّ ابْنَكِ أَصابَ الفِرْدُوْسَ الأَعْلَى)) [2]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ سیدہ ام ربیع بنت براء رضی اللہ عنہا، جو سیّدنا حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے حارثہ کی بابت خبر نہیں دیتے؟ اور یہ بدر والے دن شہید ہوگئے تھے۔ اگر وہ جنت میں ہیں تو میں صبر کروں، اور اگر اس کے علاوہ کوئی بات ہے تو میں اس پر خوب جی بھر کر روؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ام حارثہ! جنت میں متعدد درجے ہیں، اور تیرا بیٹا جنت کے

[1] صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب استحباب طلب الشهادة، رقم: ١٩٠٨.

[2] صحيح بخاری، كتاب الجهاد، باب من أتاه سهم غرب فقتله، رقم: ٢٨٠٩

اعلیٰ ترین درجے میں پہنچ گیا ہے۔''

((جَابِرُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ : جِيءَ بِأَبِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَدْ مُثِّلَ بِهِ، وَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَذَهَبْتُ أَكْشِفُ عَنْ وَجْهِهِ، فَنَهَانِي قَوْمِي......فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا زَالَتِ الْمَلائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا .)) ❶

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں: میرے والد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے گئے جب کہ مثلہ کر کے ان کی شکل و ہیئت بگاڑ دی گئی تھی، پس ان کی لاش آپ کے سامنے رکھ دی گئی، میں ان کے چہرے سے کپڑا ہٹانے لگا تو کچھ لوگوں نے مجھے روک دیا......تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:'' فرشتے تیرے والد کو اپنے پروں سے برابر سایہ کرتے رہے۔''

انس بن مالك رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((مَا أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَلَهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا الشَّهِيْدُ يَتَمَنَّى أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلُ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرَى مِنَ الْكَرَامَةِ .)) ❷

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جنت میں جانے والا کوئی شخص ایسا نہیں جو جنت سے دوبارہ دنیا میں لوٹنے کو پسند کرے، خواہ اسے دنیا کے تمام خزانوں کا لالچ ہی دے دیا جائے۔ البتہ شہید یہ تمنا کرے گا کہ وہ دنیا میں دوبارہ لوٹ جائے اور دس بار اللہ کی

---

❶ صحیح بخاري، کتاب الجهاد، باب ظل الملائکة علی الشهيد، رقم: ٢٨١٦ ـ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل عبدالله بن عمرو، رقم: ٢٤٧١.

❷ صحيح البخاري، کتاب الجهاد، باب تمنی المجاهد ان يرجع الی الدنيا، رقم: ٢٨١٧ـ صحيح مسلم، کتاب الامارة، باب فضل الشهادة فی سبيل الله تعالیٰ، رقم: ١٨٧٧.

راہ میں شہید ہو کر آئے۔ کیونکہ وہ شہید، اللہ کے ہاں فضیلت و مرتبت بچشم خود دیکھ چکا ہے۔''

مجاہد تیار کرنے کی فضیلت

سیّدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا ، وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا .)) ❶

''جو کسی غازی کو تیار کرے گا گویا اس نے خود جہاد کیا، اور جو نیکی اور بھلائی کے ساتھ کسی مجاہد کے اہل خانہ کی نگہداشت کرے، گویا اس نے خود جہاد کیا۔''

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجاہدین کے ساتھ سامانِ حرب و دیگر ضروریات میں تعاون کرنا اسی طرح ہے، جیسا کہ بندہ خود جہاد میں شریک ہو۔ اسی طرح مجاہد کے جہاد پر جانے کے بعد اس کے اہل خانہ کی ضروریات کا خیال رکھنا بھی باعث اجر وثواب ہے۔ نیز اس سے اخوت، بھائی چارہ اور احساس ذمہ داری کا بھی درس ملتا ہے۔

جہادی سفر کا ثواب:

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہادی سفر کرنے کا بڑا اجر وثواب ہے۔ جیسا کہ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَغَدْوَةٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْرَوْحَةٌ ، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا)) ❷

''اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کی غرض سے صبح کو گھر سے نکلنا یا شام کو، دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے قیمتی ہے۔''

---

❶ صحیح البخاري، کتاب الجهاد، باب فضل من جهز غازيا او خلفه بخير، رقم: ٢٨٤٣۔ صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب فضل اعانة الغازي فى سبيل الله، رقم: ١٨٩٥.

❷ صحیح البخاري، کتاب الجهاد، باب الغدوة والروحة فى سبيل الله، رقم: ٢٧٩٢۔ صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب فضل الغدوة والروحة فى سبيل الله، رقم: ١٨٨٠.

اللہ کی راہ میں جہاد کی غرض سے نکلنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((تَکَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيْلِهِ ، لَا يُخْرِجُهُ مِنْ بَيْتِهِ إِلَّا جِهَادٌ فِي سَبِيْلِهِ وَتَصْدِيْقُ كَلِمَتِهِ ، بِأَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ ، أَوْ يَرْجِعَهُ إِلَى مَسْكِنِهِ الَّذِيْ خَرَجَ مِنْهُ ، مَعَ مَانَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ .)) [1]

''اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کو جنت میں داخل کرنے کی ضمانت لی ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلتا ہے۔ اور صرف اللہ کی راہ میں جہاد اور اس کے کلمہ کی تصدیق کی غرض ہی اسے گھر سے باہر نکالتی ہے، یا پھر وہ واپس اس جگہ اجر یا مال غنیمت کے ساتھ واپس لوٹ آئے، جہاں سے جہاد کی غرض سے نکلا تھا۔''

راہِ جہاد کے غبار کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ اپنے مجاہد بندوں سے بہت محبت کرتا ہے۔ کیونکہ مجاہد صرف اس کے کلمہ کو بلند کرنے کی غرض سے اپنے جان و مال، اولاد و رشتہ داروں کی قطعاً پرواہ نہیں کرتا۔ تو اللہ تعالیٰ کو اپنے مجاہد بندے کی یہ ادا اس قدر پسند آتی ہے کہ وہ اپنے بندے پر راستے کے گرد و غبار پڑنے پر بھی جہنم سے آزادی کا پروانہ اپنے بندے کو عطا فرماتا ہے۔ سیّدنا ابو عبس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ .)) [2]

''جس کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہو گئے تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ کو حرام کر دیتا ہے۔''

---

[1] صحیح مسلم، كتاب الامارة، باب فضل الجهاد والخروج فی سبیل اللّٰه، رقم: ١٠٤ / ١٨٧٦.

[2] صحیح البخاري، كتاب الجمعة، باب المشی الی الجمعة، رقم: ٩٠٧.

کافر کو قتل کرنے کی فضیلت:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا يُجْتَمِعُ كَافِرٌ وَقَاتِلُهُ فِي النَّارِ أَبَدًا .)) ❶

''جہنم میں کافر اور اسے قتل کرنے والا مجاہد کبھی اکٹھے نہیں ہوں گے۔''

میدانِ جہاد کے زخم کی فضیلت:

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:

((لَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ قَطْرَتَيْنِ وَأَثَرَيْنِ ، قَطْرَةٌ مِنْ دُمُوعٍ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ، وَقَطْرَةُ دَمٍ تُهْرَاقُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ .)) ❷

''اللہ تعالیٰ کو دو قطروں اور دو نشانیوں سے بڑھ کر دنیا کی کوئی چیز محبوب نہیں، ایک اللہ کے خوف سے بہایا ہوا قطرۂ آنسو، اور دوسرا میدانِ جہاد میں گرنے والا قطرہِ خون۔''

مجاہدین کی بیویوں کی فضیلت:

سیّدنا بریدۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ ، كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ ، وَمَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِيْنَ يَخْلُفُ رَجُلًا مِنَ الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ أَهْلِهِ ، فَيَخُوْنُهُ فِيْهِمْ ، إِلَّا وُقِفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، فَيَأْخُذُ مِنْ عَمَلِهِ مَا شَاءَ ، فَمَا ظَنُّكُمْ .)) ❸

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب من قتل کافراً ثم سدد، رقم: ۱۸۹۱.

❷ سنن الترمذی، کتاب فضائل الجهاد، باب ماجاء فی فضل المرابط، رقم: ۱۶۶۹ ـ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔التعلیق الرغیب: ۲/۱۸۰.

❸ صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب حرمة نساء المجاهدین وإثم من خانهم فیهن، رقم: ۱۸۹۷.

''لوگوں کے لیے مجاہد کی بیویوں کی عزت وحرمت ان کی ماؤں کی حرمت جیسی ہے، اور اگر کسی شخص نے مجاہد کے اہل وعیال میں کسی خیانت کا ارتکاب کیا، تو قیامت کے دن یہ مجاہد اس خائن شخص کے راستے میں کھڑا ہوگا، اور اسے اختیار ہوگا کہ اس کی جتنی نیکیاں چاہے لے لے، پس تمہارا کیا گمان (خیال) ہے؟''

قتال سے محبت:

ابووائل بیان کرتے ہیں:

((كَتَبَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِإِلَى الْفَرَسِ : إِنَّ مَعِيْ جُنْدًا يُحِبُّوْنَ الْقَتْلَ كَمَا تُحِبُّ فَارِسُ الْخَمَرَ .)) [1]

''سیّدنا خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے اہل فارس کی طرف خط لکھا کہ میرے ساتھ ایسا لشکر ہے جو قتال سے اس طرح محبت کرتا ہے، جیسے تم اہل فارس شراب سے محبت کرتے ہو۔''

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

[1] سیر اعلام النبلاء: ۱/ ۳۷۴.

15...... کتاب المناقب

انبیاء کرام علیہم السلام کے فضائل ومناقب

تمام انبیاء کرام علیہم السلام ، اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ، گداز دلوں کے حاملین بندے تھے۔ مصائب وشدائد میں اپنے خالق اور مالک حقیقی کی طرف التفات کرتے ، اس سے التجائیں کرتے اور اس کے سامنے گریہ وزاری کر کے اپنا رشتہ اور تعلق مضبوط کرتے اور اس میں دین ودنیا کی سعادت سمجھتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۚ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ﴿٥٨﴾﴾ (مریم: ۵۸)

”یہی وہ انبیاء ہیں جن پر اللہ نے خاص انعام کیا تھا، جو آدم کی اولاد اور ان کی اولاد سے تھے جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ کشتی پر سوار کیا تھا، اور جو ابراہیم اور یعقوب کی اولاد سے تھے، اور وہ ان میں سے تھے، جنہیں ہم نے ہدایت تھی اور جنہیں ہم نے چن لیا تھا، جب ان کے سامنے رحمٰن کی آیتوں کی تلاوت ہوتی تھی تو سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے زمین پر گر جاتے تھے۔“

اس سورۂ مریم میں زکریا، یحییٰ، عیسیٰ، ابراہیم، موسیٰ، اسماعیل اور ادریس علیہم السلام کا ذکر خیر کرنے کے بعد مذکورہ بالا آیت کریمہ میں انہیں کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت سی دنیوی اور دینی نعمتیں دی تھیں، ان انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ نے راہِ حق کی طرف ہدایت دی تھی، اور نبوت جیسے عظیم ترین مقام ومرتبہ کے لیے چن لیا تھا، اور یہ لوگ جب کلام اللہ سنتے

تھے، جس میں توحید کے دلائل و براہین اور نصیحت کی دیگر باتیں ہوتی تھیں، تو اللہ کے سامنے سربسجود ہو جاتے تھے اور خشوع وخضوع کی وجہ سے روتے اور گریہ زاری کرتے تھے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''اسی لیے اس آیت پر سجدہ کرنے کا حکم علماء کا متفق علیہ مسئلہ ہے، تاکہ ان پیغمبروں کی اتباع اور اقتدا ہو جائے۔'' (تفسیر ابن کثیر: ۳/ ۳۶۷)

''امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سورۂ مریم کی تلاوت کی اور جب اس آیت پر پہنچے تو سجدہ کیا، پھر فرمایا: سجدہ تو کیا ہے لیکن وہ رونا کہاں سے لائیں۔'' [1]

۱۔ سیّدنا آدم علیہ السلام

سیّدنا آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے اعزازات سے نوازا ہے، آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے تخلیق کیا۔ آپ علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کرایا، اور آپ کو جنت میں ٹھہرایا اور جنت میں جو بھی داخل ہو گا وہ انہی کی شکل وصورت لے کر جائے گا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے:

((خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ وَطُولُهُ سِتُّونَ ذِرَاعًا فَلَمَّا خَلَقَهُ . قَالَ: اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلَى أُولَئِكَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ . فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّونَكَ ، تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ، فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ ، فَزَادُوهُ: وَرَحْمَةُ اللَّهِ . فَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ آدَمَ ، فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ حَتَّى الْآنَ......)) [2]

''اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کو پیدا کیا تو ان کو ساٹھ ہاتھ لمبا بنایا، پھر فرمایا: جا اور ملائکہ کو سلام کر، دیکھنا کہ وہ کن لفظوں میں آپ کے سلام کا جواب دیتے ہیں کیونکہ وہاں تمہارا، اور تمہاری اولاد کا طریقہ سلام ہو گا۔ سیّدنا آدم علیہ السلام گئے، اور کہا: ''السلام علیکم'' فرشتوں نے جواب دیا: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ'' انہوں نے

---

[1] تفسیر طبری: ۱/ ۳۵۴۔ تفسیر ابن أبی حاتم: ۷/ ۲۴۱۲.

[2] صحیح بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، رقم: ۳۳۲۶.

"ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کا جملہ بڑھا دیا۔ پس جو بھی جنت میں داخل ہوگا، وہ آدم کی شکل وصورت وقد وقامت پر داخل ہوگا......"

سیّدنا آدم علیہ السلام جنت میں اور ابلیس لعین کا مکروفریب:

اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو جنت سے نکال دیا، اور سیّدنا آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی حوا کے لیے جنت کی تمام نعمتوں اور پھلوں کو حلال بنا دیا، صرف ایک درخت کے کھانے سے انہیں روک دیا، اور تنبیہ کر دی کہ دیکھو اگر اس کے قریب جاؤ گے، تو اپنے آپ پر ظلم کرنے والے ہو جاؤ گے، شیطان لعین نے جب انہیں اس حال میں دیکھا تو اس کی حسد کی آگ بھڑک اُٹھی اور ان کے ساتھ مکروفریب کی سوچ لی، تاکہ وہ جن نعمتوں سے بہرہ مند ہو رہے ہیں، اور جو خوبصورت لباس زیب تن کیے ہوئے ہیں ان سے چھن جائے، چنانچہ اس نے اللہ تعالیٰ کے خلاف افترا پردازی کرتے ہوئے کہا کہ تمہارے رب نے اس درخت سے اس لیے روکا ہے کہ اگر اسے کھالو گے تو تم فرشتے بن جاؤ گے، پھر کھانے پینے کی محتاج نہیں رہے گی یا تمہیں موت لاحق نہیں ہوگی اور جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے۔ اور ابلیس نے انہیں اپنی صداقت کا یقین دلانے کے لیے ذاتِ باری تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ میں تم دونوں کا انتہائی خیر خواہ ہوں۔ جبھی یہ راز تمہیں بتا دیا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ: "ابلیس نے قسم کھا کر سیّدنا آدم وحوا علیہما السلام کو دھوکا دیا، سچ ہے مومن اس وقت دھوکا کھا جاتا ہے جب کوئی ناپاک انسان اللہ کو بیچ میں دیتا ہے۔ چنانچہ سلف کا قول ہے کہ مومن اللہ کے نام کے بعد اپنے ہتھیار ڈال دیا کرتے ہیں۔" [1]

سیّدنا آدم علیہ السلام کا جنت سے نکالا جانا:

شیطان نے انہیں ارتکابِ معصیت کی ہمت دلائی، چنانچہ جب انہوں نے اس شجرۂ ممنوعہ کو شیطان کے دھوکے میں آ کر کھا لیا، تو اس نافرمانی کا انجام فوراً ہی ان کے سامنے آ گیا کہ ان کے لباس ان کے جسموں سے الگ ہو گئے، اور انہیں اپنی شرمگاہیں نظر آنے

[1] تفسیر ابن کثیر: ۲/ ۳۳۴.

لگیں، تو جنت کے درختوں کے پتے لے لے کر اپنے جسموں پر چپکانے لگے تاکہ اپنی پردہ پوشی کریں۔ تب اللہ نے ان سے کہا: کیا میں نے تمہیں اس درخت کے کھانے سے نہیں روکا تھا، اور کہا نہیں تھا کہ شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے۔'' (الأعراف: ۲۰۔۲۲)

اظہارِ ندامت:

اس وقت انہوں نے اپنے گناہ کا اعتراف کیا اور اس پر ندامت کے آنسو بہائے۔

چنانچہ روایات میں آیا ہے:

((وَلَوْ اَنَّ دُمُوعَ اَهْلِ الْأَرْضِ وَدُمُوعَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام جَمِيعَ مَا عَدَلَ دُمُوعَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَام حِيْنَ اُهْبِطَ مِنَ الْجَنَّةِ .)) [1]

''جب آدم علیہ السلام کو جنت سے پستی میں اُتار دیا گیا تو انہوں نے (ندامت کے) اتنے آنسو بہائے کہ اب اہل زمین کے اور سیّدنا داؤد علیہ السلام کے بہائے ہوئے آنسو بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔''

اللہ تعالیٰ کی رہنمائی:

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی رہنمائی کرتے ہوئے انہیں سکھایا کہ اپنی غلطی کی معافی کے لیے دعا کریں:

﴿ فَتَلَقَّىٰٓ اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۗ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿٣٧﴾ ﴾ (البقره: ۳۷)

''آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ لیے، اور اللہ نے اس کی توبہ قبول کر لی، بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا، اور بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے۔''

آدم وحوا علیہما السلام کی توبہ:

چنانچہ انہوں نے اپنے رب سے توبہ کی اور دعا کی کہ:

﴿ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ

[1] کتاب الزهد، للإمام أحمد، ص: ۷۳.

مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٢٣﴾ (الأعراف : ٢٣)

''اے ہمارے رب! ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا، ہم پر رحم نہ کیا، تو ہم یقیناً خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔''

۲۔ سیّدنا نوح علیہ السلام

سیّدنا نوح علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے بہت سے اعزازات سے نوازا، وہ پہلے رسول بن کر دنیا میں مبعوث ہوئے، وہ آدم ثانی کہلائے، وہ سب سے پہلے سمندری (پانی کی) سواری تیار کرنے والے، وہ مشہود نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ [1]

نوح علیہ السلام کی دعوتِ توحید اور قوم کی جہالت:

سیّدنا نوح علیہ السلام کی بعثت کے وقت کفر وشرک اور شر وفساد سے زمین بھر گئی تھی۔ چنانچہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے کے لیے مبعوث ہوا ہوں۔ لوگو! اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت نہ کرو، ورنہ مجھے ڈر ہے کہ اللہ کا دردناک عذاب تمہیں اپنی گرفت میں لے لے گا۔''

﴿اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿٢٦﴾﴾

(هود: ٢٦)

''چنانچہ قوم نوح کے سرداروں نے ان کی دعوت کو ردّ کر دیا، اور ان کے نبی ہونے سے مختلف شبہات کا اظہار کیا۔ نوح علیہ السلام مسلسل تبلیغ کرتے رہے۔ دلائل و براہین کے ذریعے انہیں توحید کی دعوت دیتے رہے۔ جب قوم کے پاس کفر وعناد پر قائم رہنے کی کوئی دلیل نہیں رہی، اور نوح علیہ السلام کے دلائل و براہین کے آگے انہوں نے اپنے آپ کو یکسر عاجز پایا، تو کہنے لگے کہ اے نوح! ہم تمہارے مناظروں سے تنگ آ گئے ہیں۔ اگر تم سچے ہو تو جس عذاب کا وعدہ کرتے ہو اسے لا کر دکھا دو،

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأحادیث، رقم: ٣٣٣٩.

تو نوح علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ میرے اختیار میں نہیں ہے، جب اللہ چاہے گا عذاب آئے گا، اور اس وقت تم اسے عاجز نہ بنا سکو گے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو خبر دی کہ جو لوگ اب تک ایمان لا چکے ہیں، ان کے علاوہ اب کوئی ایمان نہیں لائے گا۔''

حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: ''جب اللہ نے سیّدنا نوح علیہ السلام کو بذریعہ وحی خبر دی تو وہ ان کے ایمان لانے سے نا اُمید ہو گئے اور ان کے حق میں بددعا کر دی کہ اے اللہ! اب کسی کافر کو زمین پر نہ رہنے دے۔'' (تیسیر الرحمٰن: ۱/۶۴۳۔۶۴۴)

سیّدنا نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم اور سواروں کی ترتیب:

جب عذاب کا آنا یقینی ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے سیّدنا نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم دیا اور اس کی تعلیم دی، تاکہ وہ ان کے ماننے والے مسلمان طوفان سے بچ سکیں، اور کافروں کی شفاعت کرنے سے منع فرما دیا، اس لیے کہ ان کے بارے میں اللہ کا فیصلہ صادر ہو چکا تھا کہ ان کو طوفان کی نذر ہو جانا ہے۔

بالآخر طوفان آ گیا:

جب قوم کی ہلاکت کا حکم آ گیا، اور پانی پوری شدت کے ساتھ اُبلنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے سیّدنا نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ زمین پر پائے جانے والے تمام جانوروں اور چڑیوں وغیرہ کے جوڑے کشتی میں رکھ لیں اور دیگر مسلمانوں کے ساتھ صرف رشتہ داروں کو سوار کر لیں، جو ان پر ایمان لائے تھے۔ قتادہ اور ابن جریر کے قول کے مطابق ان کی تعداد آٹھ تھی، نوح علیہ السلام ان کی بیوی، ان کے تین بیٹے اور ان کی بہوئیں ان کا بیٹا کنعان اور ان کی بیوی اُم کنعان مومن نہیں تھے۔ اس لیے ان کے ساتھ کشتی میں سوار نہیں ہوئے۔ (تفسیر الطبری: ۱۲/۵۷.)

عذاب کی ہولناکی اور بیٹے کی بدبختی:

جب نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھی ''بسم اللہ'' کہہ کر سوار ہو گئے، کشتی پہاڑوں کے مانند اونچی موجوں کے درمیان چلنے لگی، اس وقت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو پکارا جو کافر ہونے

کی وجہ سے کشتی میں سوار نہیں ہوا تھا، کہ اے میرے بیٹے! اب بھی موقع ہے کہ ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ اور ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ اور کافروں کا ساتھ چھوڑ دو۔

مجبور رہا محبوب ترا، کشتی میں بیٹے کو بٹھا نہ سکا:

سیّدنا نوح علیہ السلام نے شفقت پدری سے متاثر ہو کر اپنے رب سے دُعا کی، اور کہا کہ اے میرے رب! میرا بیٹا میرے اہل بیت میں سے ہے اور تیرا وعدہ برحق ہے، تو نے کہا کہ اپنے گھر والوں کو بھی کشتی پر سوار کر لو تا کہ سب طوفان سے بچ جائیں۔ تو آج تو اسے توفیق دے دے کہ ایمان لے آئے اور ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جائے:

﴿وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ۝۴۵﴾ (هود: ٤٥)

اللہ تعالیٰ نے پھر نوح کو اپنا حتمی فیصلہ بتا دیا کہ اے نوح! وہ ایمان نہیں لائے گا، اس لیے کہ وہ آپ کے گھر والوں میں سے نہیں ہے، آپ کے گھر والے تو دین و شریعت کے پابند اور اہل اصلاح ہیں اور وہ صالح نہیں ہے، اس لیے وہ طوفان سے نہیں بچے گا۔

﴿يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾ (هود: ٤٦)

''اے نوح! یہ تیرے اہل میں سے نہیں، کیونکہ اس کا عمل صالح نہیں۔''

نوح علیہ السلام کو تنبیہ:

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو تنبیہ کی کہ جس مقصد کے پورے طور پر صائب ہونے کا آپ کو علم نہ ہو اس کا اللہ سے سوال مت کیجیے، اس لیے کہ ایسا کرنا نادانوں کا شیوہ ہوتا ہے:

﴿فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝۴۶﴾ (هود: ٤٦)

''پس تو مجھ سے اس بات کا سوال نہ کر جس کا تجھ کو کوئی علم نہیں، میں تجھے نصیحت کرتا ہوں تا کہ تو جاہلوں میں سے نہ ہو جائے۔''

طلب مغفرت:

بہر حال جب نوح علیہ السلام کو اس بات کا علم ہو گیا کہ ان کا سوال شریعت کے مطابق نہیں تھا، اور یہ محض ان کا وہم تھا کہ ممکن ہے کنعان مسلمان بن کر کشتی پر سوار ہو جائے، تو اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت و رحمت طلب کی:

﴿رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝﴾ (هود: ٤٧)

''اے میرے رب! میں تیرے ذریعہ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ سے کوئی ایسا سوال کروں جس کا مجھے علم نہیں۔ اور اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا، اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں گھاٹا اُٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔''

اللہ تعالیٰ کا انعام واکرام:

سیّدنا نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں انعام و اکرام سے کیسے نوازا۔ ارشاد فرمایا:

﴿قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝﴾

(هود: ٤٨)

''کہا گیا، اے نوح! اب آپ ہماری جانب سے سلامتی کے ساتھ کشتی سے نیچے اُتر آیئے۔ اور آپ پر اور آپ کے ساتھ جو مومنین ہیں، ان میں سے کچھ کی نسل سے پیدا ہونے والی جماعتوں پر ہماری برکتیں نازل ہوں گی، اور کچھ قوموں کو ہم دنیا میں آرام و آسائش دیں گے، پھر آخرت میں ہمارا دردناک عذاب انہیں اپنی گرفت میں لے لے گا۔''

سیّدنا نوح علیہ السلام اور شکر گزاری:

اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو اپنا انتہائی شکر گزار بندہ بتلایا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝۳﴾ (الاسراء: ۳)

''بے شک وہ (اللہ کا) شکرگزار بندہ تھا۔''

امام احمد نے محمد بن کعب القرظی کی روایت کو بیان کیا ہے کہ نوح علیہ السلام ہر حال میں کھانے پینے، لباس پہنے اور سواری پر بیٹھتے وقت اللہ تعالیٰ کا شکرادا کیا کرتے تھے۔ ❶

مزید برآں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

((فَيَاتُوْنَ نُوحًا فَيَقُوْلُوْنَ: يَا نُوْحُ! اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ إِلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ وَسَمَّاكَ اللّٰهَ عَبْدًا شَكُوْرًا .)) ❷

''(جب آدم علیہ السلام سفارش و شفاعت سے انکار فرما دیں گے) تو لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے، اے نوح! آپ روئے زمین پر سب سے پہلے رسول ہیں، اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے ''عبد شکور'' کہہ کر پکارا ہے۔''

شکرگزاری اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ صفت ہے۔ جو بندہ شکرگزار ہوگا، اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ و محبوب بن جائے گا۔ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيَرْضٰى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يَّأْكُلَ الْأَكْلَةَ أَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهَا .)) ❸

''بے شک اللہ عزوجل اپنے بندے سے اس وقت خوش ہوتا ہے جب وہ کھانا کھا کر یا پانی پی کر اللہ عزوجل کا شکرادا کرتا ہے۔''

---

❶ کتاب الزهد، للإمام احمد، رقم: ۲۸۱.

❷ صحیح بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، رقم: ۳۳۴۰.

❸ مسند احمد: ۱۱۷/۳۔ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، رقم: ۲۷۳۴۔ سنن ترمذی، کتاب الأطعمة، رقم: ۱۸۱۶۔ السنن الکبریٰ للنسائی، باب ثواب الحمد لله: ۲۰۲/٤، رقم: ٦٨٩٩.

سیّدنا نوح علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو وصیت:

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک اعرابی شخص آیا، اس پر ریشم کا بنا ہوا بٹن لگا ہوا چغہ تھا۔ آپ نے فرمایا: یہ تمہارے ساتھی شاہسوار بن شاہسوار کو ذلیل کر چکا ہے، یا آپ نے فرمایا: شاہسوار بن شاہسوار کو ذلیل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور چرواہے اور چرواہے کے بیٹے کو عزت دینا چاہتا ہے۔ پھر آپ نے اس کا دامن پکڑا اور فرمایا: کیا میں تمہارے جسم پر بے وقوف لوگوں جیسا لباس نہیں دیکھ رہا؟ پھر فرمایا: جب سیّدنا نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے کو کہا: میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں: دو چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور دو چیزوں سے روکتا ہوں۔ میں تجھ کو " لا الٰــہ الا اللّٰــہ" کا (کا ذکر کرنے کا) حکم دیتا ہوں، کیونکہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور " لا الٰــہ الا اللّٰــہ" دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو " لا الٰــہ الا اللّٰــہ" والا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین ایک حلقہ بن جائیں تو " لا الٰہ الا اللّٰہ" ان پر حاوی اور بھاری ہو جائے گا۔ اور "سبحان اللّٰہ و بحمدہ" (پڑھنے) کا حکم دیتا ہوں، کیونکہ اللہ کی تمام مخلوق اس کے ساتھ اللہ کی تعریف بیان کرتی ہے اور اس کے ساتھ پوری مخلوق کو رزق دیا جاتا ہے۔ اور میں تجھ کو دو چیزوں سے منع کرتا ہوں: ایک شرک اور دوسرا تکبر ہے۔ راوی کا کہنا ہے کہ میں نے کہا: یا کسی طرف سے یہ سوال ہوا کہ شرک کو تو ہم جانتے ہیں، تکبر کیا ہے؟ کیا یہ تکبر ہے کہ ہم میں سے کسی کا عمدہ جوتا ہو؟ فرمایا: نہیں۔ کہا گیا: کیا تکبر یہ ہے کہ کسی کے پاس پہننے کے لیے اچھا کپڑا ہو؟ فرمایا: نہیں۔ کہا گیا: کیا اچھی سواری کا مہیا ہونا تکبر ہے؟ فرمایا: نہیں۔ کیا یہ تکبر ہے کہ اس کے پاس بیٹھنے والے ساتھی ہوں؟ کہا: نہیں۔ راوی کہتا ہے: آپ سے کہا گیا: اے اللہ کے رسول! پھر تکبر ہے کیا؟ آپ نے جواب دیا: تکبر یہ ہے کہ حق کا انکار کیا جائے اور لوگوں کو حقیر سمجھا جائے۔" [1]

---

[1] مسند احمد: ۲/۱۶۹، ۱۷۰۔ کتاب الزهد، للأحمد، رقم: ۲۸۵۔ الأدب المفرد للبخاری، رقم: ۵۴۸۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۱۳۴.

۳۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اولوالعزم پیغمبروں میں سے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی توحید کی خاطر بڑی آزمائشوں سے گزرنا پڑا، لیکن آپ سب آزمائشوں کے مقابلے میں جبل استقامت بنے رہے۔ اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا خلیل بنالیا، اور اپنے مقدس کلام میں جا بجا ان کا تذکرہ جمیل کیا۔

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو بچپن ہی میں شمس وقمر اور دیگر ستاروں میں غور وفکر کر کے توحید ربوبیت اور توحید الوہیت کو سمجھنے، اس پر ایمان لانے اور اپنے باپ آزر اور اس کی قوم کے سامنے اس دعوت کو پیش کرنے کی توفیق عطا کر رکھی تھی۔

قوم کو دعوتِ توحید اور بت شکنی:

﴿اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَ اَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَ تَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ؕ﴿۶۰﴾ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ؕ﴿۶۲﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۙ﴿۶۴﴾ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ

مَا هٰٓؤُلَآءِ یَنۡطِقُوۡنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ اَ فَتَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنۡفَعُكُمۡ شَیۡـًٔا وَّ لَا یَضُرُّكُمۡ ﴿۶۶﴾ اُفٍّ لَّكُمۡ وَ لِمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ اَ فَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۷﴾ (الأنبياء: ٥٢ـ٦٧)

''جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا، یہ مورتیاں کیا ہیں جن کی تم عبادت کر رہے ہو۔ انہوں نے کہا ہم نے اپنے باپ دادوں کو ان کی عبادت کرتے پایا ہے۔ سیّدنا ابراہیم نے کہا، تم اور تمہارے باپ دادے کھلی گمراہی میں تھے۔ انہوں نے کہا، کیا تم واقعی ہمارے پاس دین حق لے کر آئے ہو، یونہی ٹھٹھا کر رہے ہو۔ ابراہیم نے کہا، بلکہ تمہارا رب، آسمان اور زمین کا رب ہے جس نے انہیں پیدا کیا ہے، اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں۔ اور اللہ کی قسم! جب تم لوگ پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے، تو میں تمہارے بتوں کے خلاف کارروائی کروں گا۔ پس انہوں نے ان کے بڑے بت کو چھوڑ کر باقی بتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے، تا کہ وہ لوگ اس (بت) کے پاس واپس جائیں۔ انہوں نے کہا، جب اس نے ہمارے بتوں کا یہ حال بنایا ہے وہ یقیناً ظالم آدمی ہے۔ لوگوں نے کہا، ہم نے ایک نوجوان کو جسے ابراہیم کہا جاتا ہے، ان بتوں کے بارے میں بات کرتے سنا تھا۔ سب نے کہا، تو تم لوگ اسے سب کے سامنے لاؤ، تا کہ اسے دیکھیں۔ لوگوں نے پوچھا، اے ابراہیم! کیا تم نے ہمارے معبودوں کا یہ حال بنایا ہے۔ اس نے کہا، بلکہ اس بت نے یہ کیا ہے، اگر یہ بت بول سکتے ہیں تو ان سے پوچھ لو۔ پھر انہوں نے اپنے دل میں اس بات پر غور کیا، اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ درحقیقت تم لوگ ظالم ہو۔ پھر (فوراً ہی) اعترافِ حقیقت سے مکر گئے اور کہنے لگے کہ تم جانتے ہو کہ یہ بت بولتے نہیں ہیں۔ (ابراہیم نے) کہا، کیا تم لوگ اللہ کے سوا اُن کی عبادت کرتے ہو جو تمہیں نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان۔ تف ہے تم پر اور تمہارے اُن معبودوں پر جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو، کیا تم

عقل سے کام نہیں لیتے ہو۔‘‘

آتش نمرود کا گلزار ہو جانا:

گر آج بھی ہو ابراہیم سا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستان پیدا

جب مشرکین کو ابراہیم علیہ السلام کے استدلال نے عاجز بنا دیا، تو جیسا کہ ہمیشہ باطل پرستوں کا شیوہ رہا ہے کہ حق پرستوں کی دلیل سے بے بس ہو کر طاقت کا استعمال کرتے ہیں اور ظلم و استبداد کی طرح ڈالتے ہیں، انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب ابراہیم کو خاموش کرنے کی ایک ہی شکل رہ گئی ہے، وہ یہ کہ ہم لوگ اپنے معبودوں کی عظمت برقرار رکھنے کے لیے اسے بھڑکتی آگ میں ڈال دیں، تا کہ دنیا اس کی بے بسی کا نظارہ کرے اور ہر شخص جان لے کہ جو شخص ہمارے معبودوں کی عزت نہیں کرتا اسے ہم ایسی ہی دردناک سزا دیتے ہیں۔ انہوں نے ایک زبردست آگ جلائی، اور ابراہیم کو منجنیق کے ذریعہ دُور سے اس آگ میں پھینک دیا، سیّدنا ابراہیم علیہ السلام جونہی آگ میں پھینکے گئے، اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا کہ وہ ابراہیم کے لیے ٹھنڈی بن جائے، اور ٹھنڈی بھی اس قدر ہو کہ نقصان نہ پہنچائے بلکہ سکون و سلامتی کا باعث ہو۔ پس وہ ٹھنڈی اور آرام دہ بن گئی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَ انْصُرُوْۤا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝۶۸ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ ۝۶۹ وَ اَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ۝۷۰﴾ (الأنبياء: ٦٨ ـ ٧٠)

’’(جب اُن سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو) کہنے لگے: اسے جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے۔ تو ہم نے کہا: اے آگ! تو ابراہیم کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جا اور انہوں نے اس کے خلاف سازش کرنی چاہی، تو ہم نے انہیں بڑا گھاٹا پانے والا بنا دیا۔‘‘

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا توکل اور ذکر الٰہی:

ان لوگوں نے فارس کے ایک کُردی اعرابی کے اشارے سے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق کے ایک پلڑے میں رکھا۔ شعیب جبائی کہتے ہیں کہ اس کا نام ہیزن تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک دھنستا چلا جائے گا۔ انہوں نے جب سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا تو آپ کی زبان پر یہ کلمات تھے: ((حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ)) ''میرے لیے اللہ ہی کافی ہے، اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔'' ❶

امام بخاری رحمہ اللہ نے سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو بیان کیا ہے کہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے ((حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ)) اس وقت کہا جب انہیں آگ میں ڈالا گیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کہا جب لوگوں نے یہ کہا تھا: ﴿اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ﴾ (آل عمران: ۱۷۳) ''یقیناً کفار نے تمہارے (مقابلے کے) لیے (لشکر کثیر) جمع کیا ہے کہ ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور زیادہ ہو گیا اور کہنے لگے: ﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ﴾ ''ہم کو اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔'' ❷

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے بھی یہی مروی ہے کہ جب سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو بارش کے خازن فرشتے نے کہنا شروع کیا کہ مجھے کب بارش برسانے کا حکم ہوتا ہے کہ میں اسے برسا دوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم اس سے کہیں تیز رفتار تھا اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ﴾ ''اے آگ! سرد ہو جا اور ابراہیم پر (موجب) سلامتی (بن جا)'' تو زمین میں جو بھی آگ تھی وہ بجھ گئی۔'' ❸

---

❶ تفسیر ابن کثیر: ۱۲۴/۴، طبع دار السلام۔ تفسیر الطبری: ۱۷/۵۷، ۵۸.

❷ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ۴۵۶۳، ۴۵۶۴.

❸ تفسیر طبری: ۱۷/۵۸۔ الدر المنثور: ۵۷۹/۴.

قتادہ کہتے ہیں کہ اس دن چھپکلی کے سوا ہر جانور نے آگ بجھانے کی کوشش کی۔ زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اسے قتل کرنے کا حکم فرمایا اور اس کا نام ''فویسق'' رکھا۔'' ❶

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب ابراہیم آگ میں ڈالے گئے تو چھپکلی کے علاوہ تمام چوپایوں نے آگ بجھانے کی کوشش کی تھی، چھپکلی آگ میں پھونک مارتی تھی، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اُسے مارنے کا حکم دیا ہے، وہ زہریلی اور برص والی ہوتی ہے۔'' ❷

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اور دعوت، ہجرت اور ان کی اولاد کا طرزِ زندگی و منہج:

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام آگ سے نکلنے کے بعد لوگوں کے سامنے توحید کی دعوت پیش کرتے رہے، اور دن بدن ان کے خلاف بُت پرستوں کی عداوت بڑھتی ہی گئی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا ملک چھوڑ کر سرزمین شام کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دے دیا، تو وہ لوط علیہ السلام (جو ان کے بھائی ہاران اصغر کے بیٹے تھے) اور اپنی بیوی سارہ علیہا السلام (جو ان کے چچا زاد ہاران اکبر کی بیٹی تھیں) کے ساتھ ملک شام کی طرف روانہ ہو گئے جو اپنی زرخیزی، درختوں، نہروں اور پھلوں کی کثرت کی وجہ سے مشہور تھا، اور بہت سے انبیاء کی جائے پیدائش، مسکن اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اسے جہان والوں کے لیے مبارک کہا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام نے نیک اولاد کی دعا کی:

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ:

﴿رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِينَ ﴿١٠٠﴾﴾ (الصافات: ۱۰۰)

''اے میرے رب! مجھے نیک لڑکا عطا فرما۔''

تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کر لی، چنانچہ سیّدہ سارہ علیہا السلام کے بطن سے سیّدنا

---

❶ تفسیر ابن کثیر: ۴/ ۱۲۵، طبع دار السلام۔ تفسیر الطبری: ۱۷/ ۶۰.

❷ سنن ابن ماجه، کتاب الذبائح، رقم: ۳۳۳۱۔ التعلیق الرغیب: ۴/ ۳۷۔ سلسلة الصحیحة، رقم: ۱۰۸۱.

اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے فضل وکرم کرتے ہوئے اسحاق علیہ السلام کو ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں ہی یعقوب علیہ السلام جیسا بیٹا دیا جو اپنے دادا اور باپ کی طرح نبی ہوئے اور ان تینوں ہی حضرات کو اللہ تعالیٰ نے ''صالح'' کا لقب دیا، اس لیے کہ انہوں نے خالق و مالک کا حق عبادت پورے طور سے ادا کیا، اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی میں بھی کوئی کمی نہیں کی، اور ان سب کو اللہ تعالیٰ نے رشد و ہدایت کا امام بنایا تھا، آسمانی وحی کے مطابق لوگوں کو بھلائی کی طرف رہنمائی کرتے تھے، اور خود بھی نیک کام کرتے تھے، نماز کی پابندی کرتے تھے، اور اپنے رب کی عبادت میں لگے رہتے تھے:

﴿وَ نَجَّيْنٰهُ وَ لُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ۝۷۱ وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ ؕ وَ يَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَ كُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ۝۷۲ وَ جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَ اِقَامَ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَ كَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ۝۷۳﴾

(الأنبياء: ۷۱-۷۳)

''اور ہم نے انہیں اور لوط کو نجات دے کر اس سرزمین میں پہنچا دیا جس میں ہم نے جہان والوں کے لیے برکت رکھی تھی۔ اور ہم نے انہیں اسحاق عطا کیا، اور مزید برآں یعقوب دیا، ادریس کو ہم نے نیک بنایا اور ہم نے انہیں پیشوا بنایا جو ہمارے حکم کے مطابق لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے، اور ہم نے ان کے پاس وحی بھیجی تھی کہ وہ اچھے کام کریں، اور نماز قائم کریں اور زکاۃ دیں، اور وہ سب ہماری ہی عبادت کرتے تھے۔''

آزمائش پر صبر کا صلہ امامت:

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو ان کے رب نے مختلف اوامر ونواہی کے ذریعہ آزمایا، آپ تمام آزمائشوں میں پورے اُترے، تو اللہ نے انہیں بطور انعام واکرام تمام عالم کے لیے توحید کا امام بنا دیا۔ جب یہ خوشخبری ان کو دی گئی، تو انہوں نے خواہش کی اور دُعا کی کہ اے اللہ!

اس انعام واکرام میں میری اولاد کو بھی شریک کر دے:

﴿وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ۝۱۲۴﴾

(البقرہ: ١٢٤)

''اور (یاد کرو) جب ابراہیم کو اُن کے رب نے چند باتوں کے ذریعہ آزمایا، تو انہوں نے ان سب کو پورا کر دکھلایا، اللہ نے کہا: میں تمہیں لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔ کہا: اور میری اولاد میں سے بھی۔ تو اللہ نے فرمایا: ظالم لوگ میرے اس وعدہ میں داخل نہیں ہوں گے۔''

تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا سن لی، جیسا کہ سورۃ العنکبوت میں دوسری جگہ فرمایا ہے:

﴿وَ جَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَ الْكِتٰبَ﴾ (العنکبوت: ٢٧)

''اور ہم نے ان کی نسل کو نبوت اور کتاب دی ہے۔''

نوٹ:......لیکن اس استثناء کے ساتھ کہ ظالم لوگ اس وعدہ میں شامل نہ ہوں گے۔

(تیسیر الرحمٰن، ۱:۶۹)

دین ابراہیم علیہ السلام ممتاز ملت ہے:

﴿وَ مَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ وَّ اتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ؕ وَ اتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلًا ۝۱۲۵﴾(النساء: ١٢٥)

''باعتبار دین کے اس سے اچھا کون ہے جس نے اپنا چہرہ اللہ کے تابع کر دیا، اور وہ ہو بھی نیک کام کرنے والا، اور اس نے موحد و مسلم ابراہیم کی ملت کی پیروی کی اور ابراہیم کو اللہ نے اپنا دوست بنا لیا ہے۔''

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام صبح وشام ملت ابراہیمی پر قائم رہنے کی دعا فرماتے:

(([أَمْسَيْنَا]عَلٰى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ ، وَعَلٰى كَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ وَعَلٰى دِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَعَلٰى مِلَّةِ أَبِيْنَا إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا

مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْن .)) ❶ (صبح وشام ایک ایک بار)

''ہم نے فطرت اسلام، کلمہ اخلاص، اپنے نبی محمد ﷺ کے دین اور اپنے باپ ابراہیم حنیف (یک سو) مسلم کی ملت پر شام کی۔ اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھے۔''

نوٹ:......صبح کے وقت [أَمْسَيْنَا] کے بجائے [أَصْبَحْنَا] ''ہم نے صبح کی'' پڑھتے تھے۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اور خشیت الٰہی سے آنسو:

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام بہت زیادہ عاجزی کے ساتھ جھکنے والے اور گریہ کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ إِبْرَٰهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّٰهٌ مُّنِيبٌ ۝٧٥﴾ (هود: ٧٥)

''بے شک ابراہیم بردبار، دردمند اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔''

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے مروی اثر لائے ہیں کہ انہوں نے کہا: ﴿إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُّنِيبٌ﴾ (هود: ٧٥)

''سیّدنا ابراہیم علیہ السلام آتش جہنم کو یاد کر کے بہت زیادہ گریہ وزاری کیا کرتے تھے۔'' ❷

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا دم کرنا اور اللہ سے شفا مانگنا:

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو اللہ کی پناہ میں دیتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام ان الفاظ کے ساتھ اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کو پناہ میں دیتے تھے۔ وہ الفاظ یہ ہیں:

((أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ .)) ❸

---

❶ سنن دارمی: ٣٧٨/٢، رقم: ٢٦٨٨۔ مجمع الزوائد: ١١٦/٧۔ مسند احمد: ٤٠٦/٣، ٤٠٧۔ شیخ ارناؤوط نے اسے ''صحیح علی شرط الشیخین'' قرار دیا ہے۔

❷ کتاب الزهد، للإمام احمد، رقم: ٤٠٧.

❸ صحيح بخاری، کتاب أحاديث الأنبياء، رقم: ٣٢٧١۔ سنن ترمذی، رقم: ٢٠٦٠۔ سنن ابوداؤد، رقم: ٤٧٣٧۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٣٥٢٥۔

''میں اللہ کے مکمل کلمات کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں، ہر شیطان اور موذی جانور سے اور ہر بدنگاہ سے۔''

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اور، اطاعت، توحید اور شکر:

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام ایک صالح، تمام خوبیوں کے مالک اور لائق اقتداء امام اور پیغمبر تھے۔ اور وہ اپنے رب کے بڑے ہی فرماں بردار تھے، اللہ کے ساتھ غیروں کو شریک نہیں بناتے تھے، اور اللہ کی نعمتوں کے شکر گزار تھے، یعنی اس کی رضا کے کاموں میں ان نعمتوں کا استعمال کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی دوستی اور رسالت کے لیے چن لیا تھا، اس لیے کہ جب انہوں نے ہر چیز سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے محبت کی تو ان کے دل میں اس کی محبت پیوست کر دی گئی اور کسی دوسرے کی محبت کے لیے اس میں جگہ باقی نہ رہی، اور اللہ نے ان کی سیدھی راہ یعنی دین اسلام کی طرف رہنمائی کی، اور دنیا میں ان کا ذکر جمیل تمام اہل ادیان کی زبانوں پر ہمیشہ کے لیے ثبت ہو گیا، اور آخرت میں وہ صالحین کی جماعت کے ساتھ جنت میں اعلیٰ مقام پر فائز ہوں گے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ إِبْرَٰهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٠﴾ شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهِ ۚ اجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٢١﴾ وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٢٢﴾﴾

(النحل: ۱۲۰-۱۲۲)

''بے شک ابراہیم راہبر اور اللہ کے فرماں بردار تھے، سب سے کٹ کر اللہ کے ہو گئے تھے، اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔ وہ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والے تھے، اللہ نے انہیں چن لیا تھا اور راہِ راست پر ڈال دیا تھا۔ ہم نے انہیں دنیا میں اچھائی دی تھی، اور بے شک وہ آخرت میں نیک لوگوں میں ہوں گے۔''

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیت اللہ میں تصویریں دیکھیں تو داخل نہ ہوئے، حتی کہ آپ نے حکم دیا تو وہ تصویریں مٹا دی گئیں۔ آپ

نے دیکھا کہ تصویروں میں ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے ہاتھوں میں تیر پکڑائے گئے ہیں۔تو فرمایا: اللہ تعالیٰ ان (مشرکوں) کو تباہ کرے، اللہ کی قسم! انہوں نے تیروں کے ساتھ کبھی قسمت آزمائی نہیں کی۔'' ❶

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو روز قیامت سب سے پہلے لباس پہنایا جائے گا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''سب لوگ ننگے اور ختنے کے بغیر اکٹھے کیے جائیں گے، تو سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ﴾ ''جیسے ہم نے پہلی مرتبہ پیدائش کی اسی طرح ہم دوبارہ لوٹائیں گے۔'' ❷

جنت میں ان کے محل کا ذکر:

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جنت میں ایک محل ہے۔'' راوی کہتا ہے، میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا: ''وہ موتی کا ہے۔اس میں کوئی دراڑ اور کمزوری نہیں، جو اللہ نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کی مہمانی کے لیے تیار کیا ہے۔'' ❸

دُعائے خلیل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بارے میں:

سیّدنا ابراہیم اور ان کے بیٹے اسماعیل علیہما السلام نے اللہ سے علم نافع اور عمل صالح کی توفیق، اور اللہ کی رضا مانگی اور پھر یہ دعا کی کہ اے اللہ!

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٢٩﴾﴾

(البقرہ: ۱۲۹)

---

❶ صحیح بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، رقم: ۳۳۵۲.

❷ صحیح بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، رقم: ۳۳۴۹۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۴۲۳۔ مسند ابوداؤد طیالسی، رقم: ۲۶۳۸.

❸ مجمع الزوائد: ۲۰۱/۸۔ روایت صحیح ہے۔

''اور اے ہمارے رب! انہی میں سے ایک رسول ان کی ہدایت کے لیے مبعوث فرما، جو تیری آیتیں انہیں پڑھ کر سنائے، اور انہیں قرآن وسنت کی تعلیم دے، اور انہیں پاک کرے، بے شک تو بڑا زبردست اور حکمت والا ہے۔''

۴۔ سیّدنا ایوب علیہ السلام

سیّدنا ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مختلف قسم کی آزمائشوں میں ڈالا تو صبر سے کام لیا اور ایک حرفِ شکایت اپنی زبان پر نہ لائے، اور نہ ہی ان کے دل میں شکوی کا گذر ہوا۔ آپ کسی بیماری اور شدید تکلیف میں مبتلا ہو گئے، اور کئی سال تک اسی حال میں رہے۔

سیّدنا ایوب علیہ السلام صبر کا مظاہرہ کرتے:

سیّدنا ایوب علیہ السلام حد درجہ صابر تھے حتی کہ صبر ایوب ضرب المثل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّا وَجَدْنَٰهُ صَابِرًا ۚ نِّعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُۥٓ أَوَّابٌ ﴾ (ص: ٤٤)

''بے شک ہم نے اسے صابر پایا، (وہ) اچھا بندہ تھا، بلاشبہ وہ (اللہ کی طرف) رجوع کرنے والا تھا۔''

سیّدنا ایوب علیہ السلام اور دُعا کا سہارا:

جب تکلیف بہت شدت اختیار کر گئی تو ایوب علیہ السلام نے رب العالمین، ارحم الراحمین کے حضور تضرع اور زاری کرتے ہوئے دُعا کی:

﴿أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّٰحِمِينَ ﴾ (الأنبياء: ٨٣)

''بے شک مجھے تکلیف پہنچی ہے، اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔''

یزید بن میسرہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب سیّدنا ایوب علیہ السلام کی آزمائش کی اور ان کا اہل و مال اور اولاد سب کچھ چھن گیا اور کچھ باقی نہ رہا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کا خوب احسن انداز میں ذکر کیا اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا: اے رب الارباب! میں تیری ہی تعریف کرتا

ہوں، تو نے مجھ پر احسان فرمایا، مجھے مال واولاد سے نوازا حتیٰ کہ دل کے ہر ہر حصے میں مال واولاد کی محبت رچ بس گئی تھی، اب جب کہ تو نے یہ سارا مال واولاد واپس لے لیا، ان کی محبت سے میرا دل خالی کر دیا ہے تو اب میرے اور تیرے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہے، تو نے میرے ساتھ جو کیا ہے اگر میرے دشمن ابلیس کو اس کا علم ہو جائے تو وہ مجھ سے حسد کرنے لگے۔ ابلیس کو ایوب علیہ السلام کی اس بات سے بہت پریشانی ہوئی۔ سیّدنا ایوب علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں یہ بھی عرض کیا: اے اللہ! تو نے مجھے مال واولاد عطا فرمایا لیکن میرے دروازے پر کبھی کوئی ایسا شخص کھڑا نہیں ہوا جس پر میں نے ظلم کیا ہو اور تجھے بھی اس بات کا خوب علم ہے۔ میرے لیے بستر بچھایا جاتا تو میں۔ اپنے جی میں کہتا: اے میری جان! تجھے نرم وگزار بستر پر آرام کرنے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا۔ اور میں تیری رضا اور خوش نودی کے حصول کے لیے بستر ترک کر دیا کرتا تھا۔ [1]

صبر کا پھل، اللہ کی رحمت کی برکھا:

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو شرفِ قبولیت سے سرفراز فرمایا اور حکم دیا کہ اپنی جگہ سے اُٹھیں اور اپنی ٹانگ زمین پر ماریں۔ آپ نے ایسے ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک چشمہ جاری فرما دیا اور حکم دے دیا کہ اس سے غسل کریں، آپ نے غسل کیا تو اس سے ساری تکلیف دُور ہوگئی، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ ﴿٤٢﴾ ﴾ (ص: ٤٢)

''(ہم نے کہا زمین پر) لات مارو (دیکھو) یہ (چشمہ نکل آیا) نہانے کو ٹھنڈا اور پینے کو (شیریں)۔''

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی قدر ہے: ''اللہ کے نبی ایوب اٹھارہ سال بیماری میں رہے حتیٰ کہ دور قریب کے رشتہ دار سب چھوٹ گئے، دو آدمیوں کے علاوہ ...... آپ قضائے حاجت کے لیے نکلتے، فارغ ہوتے تو آپ کی بیوی ہاتھ کا سہارا دیئے رہتیں حتیٰ

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم: ٣٤٥٩/٨۔ حلیة الأولیاء: ٢٧٢/٥، رقم: ٧٠٩٥۔ الدر المنثور: ٥٨٩/٤۔

کہ آپ واپس آ جاتے۔ ایک دن اس سے دیر ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی:
﴿ارْكُضْ بِرِجْلِكَ ۖ هَٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ﴿٤٢﴾﴾ ﴿ارْكُضْ بِرِجْلِكَ﴾ اپنا پاؤں زمین پر ماریے، یہ نہانے اور پینے کے لیے ٹھنڈا پانی ہے۔" بیوی دیر سے پہنچیں تو دیکھنے لگ گئیں، سیّدنا ایوب علیہ السلام اس کی طرف آئے جب کہ اللہ نے بیماری بالکل ختم کر دی، اور اب وہ بہت خوبصورت حالت میں تھے۔ بیوی آپ کو دیکھ کر کہنے لگیں، کیا آپ نے اللہ کے نبی کو دیکھا ہے جو یہاں بیماری کی حالت میں موجود تھے؟ اور اللہ کی قسم! جب وہ صحیح تھے تو وہ آپ سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے، تو (ایوب علیہ السلام نے) فرمایا: وہ میں ہی ہوں۔ سیّدنا ایوب علیہ السلام کے دو کھلیان تھے، ایک گندم کا اور دوسرا جو کا۔ پس اللہ تعالیٰ نے دو بادل بھیجے۔ ایک بادل گندم کے کھلیان پر آیا، اور اس نے سونا برسایا حتی کہ وہ لبالب بھر گیا۔ پھر دوسرے نے جو کے کھیت پر چاندی برسائی حتی کہ وہ بھی مکمل طور پر چاندی سے بھر گیا۔" ❶

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو جب عافیت عطا فرما دی تو ان پر سونے کی مکڑی (ٹڈی) کی بارش نازل فرمائی، آپ انہیں ہاتھ سے پکڑ پکڑ کر کپڑے میں جمع کرنے لگے، آپ سے کہا گیا: اے ایوب! کیا آپ سیر نہیں ہوئے؟ آپ نے عرض کیا: اے اللہ! آپ کے فضل اور رحمت سے کون سیر ہو سکتا ہے؟" ❷

آپ کو بال بچے بھی عطا کر دیے گئے اور ان کے ساتھ اتنے ہی مزید بخشے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ﴾ (الأنبياء: ٨٤)

"اور ہم نے اس کے اہل وعیال بھی دیے، اور اپنی طرف سے مہربانی کے لیے

---

❶ صحیح ابن حبان، رقم: ٢٨٨٧۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ١٧.

❷ صحیح بخاری، کتاب الغسل، رقم: ٢٧٩۔ مسند احمد: ٣١٤/٢۔ السنن الکبریٰ، للبیهقی، کتاب الطهارة: ١٩٨/١۔ تفسير ابن ابی حاتم: ٢٤٦١/٨.

ان کے ساتھ اتنے ہی اور بھی عطا کیے۔''

﴿ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَ ذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴾ (ص: ۴۳)

''اور ہم نے ان کو اہل وعیال اور ان کے ساتھ ان کے برابر اور بخشے (یہ) ہماری طرف سے رحمت اور عقل والوں کے لیے نصیحت تھی۔''

یہ ان کی صبر وثبات، انابت، تواضع اور اظہار مسکنت کی وجہ سے رحمت باری تعالیٰ اور اہل عقل وخرد کے لیے نصیحت تھی تاکہ وہ جان لیں کہ صبر کا انجام کشادگی، کامیابی اور راحت ہے۔

۵۔ سیّدنا یونس علیہ السلام

سیّدنا یونس بن قیس علیہ السلام کو ''موصل'' کے علاقے نینویٰ والوں کے لیے نبی بنا کر مبعوث کیا گیا تھا، تاکہ لوگوں کو توحید باری تعالیٰ، عدل وانصاف اور اخلاقِ حسنہ کی دعوت دیں، لیکن انہوں نے ان کی دعوت کو قبول نہیں کیا، بلکہ دن بدن ان کی شرانگیزی بڑھتی چلی گئی۔ آخر کار ان کے کفر سے تنگ آ کر انہیں دھمکی دی کہ اگر وہ ایمان نہیں لائیں گے تو ان پر اللہ کا عذاب آ کر رہے گا۔

قوم یونس پر عذاب نازل ہوا تو انہوں نے استغفار کا سہارا لیا:

جب ان لوگوں کو یہ بات ثابت ہوگئی کہ نبی جھوٹ نہیں بولا کرتے، عذاب کے آثار و اسباب دیکھ لیے تو وہ اپنے بال بچوں، چوپایوں اور مویشیوں کو لے کر صحرا کی طرف نکل گئے، اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر لیا، اس سے فریاد کی، اس کے حضور الحاح وزاری کی اور فریاد کی کہ اے اللہ! اس عذاب کو دُور فرما دے جس کے بارے میں ان کے نبی نے انہیں ڈرایا تھا۔ اس توبہ واستغفار کو قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کے حال پر رحم فرما دیا اور ان سے عذاب کو دُور کر دیا:

﴿ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۭ لَمَّآ

اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿٩٨﴾ (یونس : ۹۸)

''پس قومِ یونس کے علاوہ کوئی اور بستی ایسی کیوں نہ ہوئی جو (عذاب آنے سے پہلے) ایمان لے آتی تاکہ اس کا ایمان اسے نفع پہنچاتا، جب قومِ یونس کے لوگ ایمان لائے تو ہم نے دنیاوی زندگی میں رسوا کن عذاب کو ان سے ٹال دیا اور ایک وقت مقرر تک انہیں فائدہ اُٹھانے دیا۔''

''امام قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قومِ یونس کے سوا اور کوئی قوم نہیں کہ اس نے پہلے کفر کیا ہو اور عذابِ الٰہی کو دیکھنے کے بعد ایمان لائی ہو اور اسے چھوڑ دیا گیا ہو اس کے ایمان نے اسے نفع دیا ہو۔ قوم یونس نے جب یہ دیکھا کہ ان کے نبی موجود نہیں ہیں اور عذابِ الٰہی قریب آ گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ اب ان کے لیے توبہ کے سوا اور کوئی چارہ کار ہی نہیں ہے تو انہوں نے پھٹے پرانے کپڑے پہن لیے، جانوروں کو ان کے بچوں سے الگ کر دیا اور چالیس دن اللہ تعالیٰ کے سامنے فریادیں کرتے رہے جب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ اپنی سابقہ کوتاہیوں کی تلافی کے لیے صدقِ دل سے توبہ اور ندامت کا اظہار کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے سروں پر منڈلاتے ہوئے عذاب کو دُور فرما دیا۔'' [1]

سیّدنا یونس علیہ السلام کا کشتی میں سوار ہونا:

سیّدنا یونس علیہ السلام وہاں سے نکل کر بیت المقدس آ گئے۔ اور پھر وہاں سے ''یافا'' کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور ''ترشیش'' کی طرف جانے والی ایک کشتی میں سوار ہو گئے۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ تیز آندھی چلنے لگی اور کشتی کو خطرہ لاحق ہو گیا تو لوگوں نے کشتی کا بوجھ کم کرنے کے لیے اپنا سامان سمندر میں پھینک دیا، اس کے بعد بھی خطرہ نہ ٹلا تو انہوں نے سوچا کہ کشتی میں ضرور کوئی ایسا آدمی موجود ہے جس کی وجہ سے خطرہ لاحق ہے۔ چنانچہ قرعہ

[1] تفسیر الطبری: ۱۱/۲۲۱۔۲۲۳۔ تفسیر ابن کثیر: ۳/۲۵۸۔۲۵۹، طبع دار السلام.

اندازی کی تو سیّدنا یونس علیہ السلام کے نام قرعہ نکلا:

﴿وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۝ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ ۝﴾ (الصّٰفّٰت: ۱۳۹۔۱۴۱)

''اور یونس نبیوں میں سے تھے۔ جب بھاگ پڑے بھری کشتی کی جانب پھر قرعہ اندازی ہوئی تو یہ مغلوب ہو گئے۔''

مچھلی کا نگلنا:

''چنانچہ لوگوں نے انہیں سمندر میں پھینک دیا تو طوفان رُک گیا۔ اللہ نے مچھلی کو بھیجا جس نے انہیں نگل لیا۔ کچھ دن مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کی طرف وحی نازل فرمائی تھی کہ تو نے یونس کے گوشت کو نہیں کھانا اور ان کی ہڈی کو نقصان نہیں پہنچانا کیونکہ یونس تیرے لیے رزق نہیں ہے بلکہ تیرا پیٹ اس کے لیے محض قید خانہ ہے۔'' [1]

سیّدنا یونس علیہ السلام کا تسبیح بیان کرنا:

چنانچہ انہوں نے انتہائی عاجزی وانکساری کے ساتھ دعا کی، پہلے اپنے آپ کو ظالم کہا اور پھر اللہ تعالیٰ کی تقدیس بیان فرمائی تو اللہ رب العزت نے ان کی دُعا قبول کر لی اور مچھلی نے ساحل پر آ کر اپنے پیٹ سے انہیں باہر پھینک دیا:

﴿لَّا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿٨٧﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ ۚ وَكَذَٰلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ ﴿٨٨﴾﴾

(الأنبیاء: ۸۷۔۸۸)

''تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تو تمام عیوب سے پاک ہے، میں بے شک ظالم تھا۔''

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ۴/ ۱۳۷۔ تفسیر ابن أبی حاتم: ۸/ ۲۴۶۳، ۲۴۶۴، عن ابن عباس رضی الله عنهما.

مصائب ومشکلات میں اسی دعا کا سہارا لیا کریں:

شدائد و مشکلات میں اس دعا کا سہارا لینا چاہیے۔خصوصاً مشکل حالات میں یہ دُعا کریں۔سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یونس کی دُعا مچھلی کے پیٹ میں ﴿لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ﴾ تھی۔ جب بھی کوئی مسلمان اپنے رب سے کسی حاجت کے لیے یہ دُعا کرے گا قبول کی جائے گی۔'' ❶

٦۔سیّدنا داوٗد علیہ السلام

سیّدنا داوٗد علیہ السلام قوت والے،اوراپنے رب کی طرف رجوع کرنے والے پیغمبر تھے:

﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَیْدِ ۚ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾﴾ (ص: ۱۷)

''اور ہمارے بندے داوٗد کو یاد کریں جو بڑی قوت والا تھا، یقیناً وہ بہت رجوع کرنے والا تھا۔''

صوم وصلاۃ کی پابندی:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَحَبُّ الصَّلَاةِ اِلَی اللّٰهِ صَلَاةُ دَاوُدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ ، وَاَحَبُّ الصِّیَامِ اِلَی اللّٰهِ صِیَامُ دَاوُدَ .)) ❷

'' اللہ کو سب سے زیادہ پسندیدہ نماز داوٗد علیہ السلام کی نماز ہے، اورسب سے زیادہ پسندیدہ روزے بھی داوٗد علیہ السلام کے روزے ہیں۔''

---

❶ مسند احمد: ۱/ ۱۷۰۔ سنن ترمذی ، کتاب الدعوات، رقم: ۳۵۰۵۔ السنن الکبریٰ ، للنسائی ، باب ذکر دعوۃ ذی النون: ۶/ ۱۶۸، رقم: ۱۰۴۹۱، ۱۰۴۹۲۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری ، کتاب التہجد ،رقم: ۱۱۳۱.

زبور کی تلاوت اور کسب حلال:

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((خُفِّفَ عَلَىٰ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْقُرْآنُ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَوَابِّهِ فَتُسْرَجُ فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَبْلَ أَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهُ ، وَلَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهِ .)) [1]

''داؤد علیہ السلام کے لیے قرآن (یعنی زبور) کی قرأت بہت آسان کر دی گئی تھی چنانچہ وہ اپنی سواری پر زین کسنے کا حکم دیتے اور زین کسے جانے سے پہلے ہی پوری زبور پڑھ لیتے، اور آپ علیہ السلام صرف اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے تھے۔''

اللہ کی تسبیح اور عدل وانصاف:

اللہ عزوجل نے پہاڑوں کو ان کے لیے مسخر کر دیا تھا، وہ شام اور صبح کے وقت اُن کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے، چڑیاں بھی اُن کے گرد جمع ہو کر تسبیح پڑھتیں، ہر ایک ان کا تابع فرمان تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی سلطنت کو مضبوط بنایا تھا، اور انہیں حکمت اور فیصلہ کرنے کے لیے قوت گویائی عطا فرمائی تھی۔ اسی لیے ان کا کوئی قول وعمل حکمت سے خالی نہیں ہوتا تھا:

﴿ إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ﴿١٨﴾ وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً ۖ كُلٌّ لَّهُ أَوَّابٌ ﴿١٩﴾ وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿٢٠﴾ ﴾ (ص: ١٨ ـ ٢٠)

''ہم نے پہاڑوں کو اس کے تابع کر رکھا تھا کہ اس کے ساتھ شام اور صبح کو تسبیح کرتے تھے۔ اور اُڑتے پرندے جمع ہو کر سب کے سب اس کے زیر فرمان رہتے اور ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کر دیا تھا، اور اسے حکمت اور فیصلہ کن گفتگو عطا فرمائی۔''

''مفسرین لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زبور عطا کی ہوئی تھی، جو بے بہا حکمتوں کا

---

[1] صحیح بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، رقم: ٣٤١٧.

خزانہ تھا، اور وہ لوگوں کے درمیان اتنا صحیح فیصلہ کرتے تھے کہ اس وجہ سے سارے لوگ ان سے محبت کرتے تھے، اور کوئی بھی ان کی مخالفت نہ کرتا تھا۔'' ❶

دو جھگڑا کرنے والوں کا قصہ، اور سیّدنا داوٗد علیہ السلام کا استغفار وانابت الٰہی:

سورۂ ص کی آیات (۲۱) سے (۲۵) تک اللہ تعالیٰ نے سیّدنا داوٗد علیہ السلام کے ایک فیصلے کا ذکر کیا ہے جو ان کی حکمت و دانائی، بالغ نظری اور اللہ سے ان کی شدت خوف پر دلالت کرتا ہے۔ ان آیات کا اجمالی معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ایک دن داوٗد کے پاس دو آدمی دروازے سے داخل ہونے کے بجائے دیوار پر چڑھ کر اس محراب میں داخل ہو گئے جس میں وہ اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے، چنانچہ ان دونوں کو اچانک اپنے سامنے دیکھ کر گھبرا گئے، تو انہوں نے کہا: گھبرایئے مت۔ ہمارے درمیان جھگڑا ہے، ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے۔ آپ کے پاس آئے ہیں تاکہ عدل وانصاف کے مطابق ہمارے درمیان فیصلہ کر دیجیے۔ کسی پر زیادتی نہ کیجیے۔ اور صحیح راستے کی طرف ہماری راہنمائی کیجیے۔ پھر وہ آدمی جو اپنے آپ کو مظلوم سمجھتا تھا، کہنے لگا کہ میرے اس بھائی کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک دنبی ہے۔ یہ کہتا ہے کہ تم مجھے اپنی دُنبی دے دو، تاکہ اپنی دنبیوں کے ساتھ اسے ملا لوں، اور اپنی چرب زبانی اور میٹھے بولوں کی وجہ سے مجھ پر غالب آکر دنبی لے لی ہے۔

سیّدنا داوٗد علیہ السلام نے کہا: اس نے تمہاری دُنبی مانگ کر تم پر زیادتی کی ہے، اس لیے کہ ننانوے دنبیوں کے ہوتے ہوئے تمہاری دُنبی زبردستی لینے کی اسے ضرورت نہیں تھی۔

مزید کہا کہ بہت سے شرکاء اسی طرح اخوت وصداقت کا پاس نہیں رکھتے، اور زیادتی کر بیٹھتے ہیں، حالانکہ برادری کا تقاضا تو یہ ہے کہ اپنے بھائی کو اپنے آپ پر ترجیح دیں۔ البتہ جو لوگ ایمان وتقویٰ کی دولت سے لبریز ہوتے ہیں وہ ایسی زیادتی نہیں کرتے، اور ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں، دونوں کے واپس چلے جانے کے بعد سیّدنا داوٗد علیہ السلام کے

❶ بحوالہ تیسیر الرحمن : ۲/۱۲۷۶.

ذہن میں بات آئی کہ یہ قضیہ تو اللہ کی طرف سے ان کا امتحان تھا، اس لیے اپنے رب سے مغفرت طلب کرنے لگے، اور ان کے دل پر خشیت الٰہی کا ایسا غلبہ ہوا کہ سجدے میں گر کر رونے لگے، اور پوری طرح اپنے رب کی طرف متوجہ ہو گئے:

﴿فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَ خَرَّ رَاكِعًا وَّ اَنَابَ ﴿٢٤﴾﴾ (ص : ٢٤)

''پس وہ اپنے رب سے مغفرت طلب کرنے لگے، اور سجدے میں گر گئے اور (ہماری طرف پوری طرح) متوجہ ہو گئے۔''

روایات میں آیا ہے کہ:

((اَنَّ دَاوُدَ نَبِيَّ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَكٰى مِنْ خَطِيْئَةٍ حَتّٰى هَاجَ مَا حَوْلَهُ .)) [1]

''اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنی خطا پر اتنا روئے کہ پاس والوں نے بھی رونا شروع کر دیا۔''

اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور قربت:

پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا، اور انہیں اپنی قربت عطا کر دی۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَغَفَرْنَا لَهُ ذٰلِكَ ؕ وَ اِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَ حُسْنَ مَاٰبٍ ﴿٢٥﴾﴾

(ص : ٢٥)

''پس ہم نے ان کی غلطی معاف کر دی، اور یقیناً ان کو ہم سے قربت حاصل تھی، اور ان کا ٹھکانا اچھا ہے۔''

''یعنی وہ کام جو سیّدنا داؤد علیہ السلام سے سرزد ہوئے انہیں معاف کر دیا جو اس قبیل سے تھے جس کے متعلق کہا جاتا ہے: ((اِنَّ حَسَنَاتِ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ ......))

[1] کتاب الزهد، للإمام وکیع: ١/ ٢٥٠، رقم: ٢٤۔ اس روایت کے سب راوی ''ثقہ'' ہیں۔

(ابرار کی نیکیاں مقربین کے گناہ ہیں۔'' ❶

مفسرین لکھتے ہیں کہ'' سیّدنا داوٗد علیہ السلام کا یہ فیصلہ ان کی حکمت و بالغ نظری اور فیصلوں میں ان کے صائب الرائے اور صحیح ہونے پر دلالت کناں ہے، کیونکہ انہوں نے کسی کی رعایت کیے بغیر حق بات کہی، اور مدعی علیہ کو ٹھنڈک پہنچائی، اور ظالم نے اپنا ظلم جان لیا، اور سب نے بھی جان لیا کہ عدل وانصاف ہر بات پر مقدم ہے، اور یہ اکثر لوگوں میں دوسروں پر زیادتی کرنے کی صفت پائی جاتی ہے۔'' ❷

سورۂ ص کے سجدہ کی فضیلت:

مذکورہ بالا آیت کی تلاوت کے بعد پیارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کرتے ہوئے سجدہ کریں۔ چنانچہ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ ضروری سجود میں سے نہیں ہے، البتہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔'' ❸

یہ سجدۂ شکر ہے:

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے، کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ (ص) میں سجدہ کیا اور فرمایا: ((سَجَدَهَا دَاوُدُ تَوْبَةً وَ نَسْجُدُهَا شُكْرًا)) ❹

''داوٗد (علیہ السلام) نے یہ سجدہ توبہ کے طور پر کیا تھا اور ہم یہ سجدہ شکر کے طور پر کرتے ہیں۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اس آیت کی تفسیر میں عوام رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ میں

---

❶ تفسیر ابن کثیر: ۵/۱۹۱، طبع دار السلام، لاهور.

❷ بحواله تيسير الرحمن، ص: ۱۲۷۷.

❸ صحيح بخاری، كتاب سجود القرآن، رقم: ۱۰۶۹۔ مسند احمد: ۱/۳۶۰۔ مصنف عبدالرزاق، رقم: ۵۸۶۵۔ مسند حميدی، رقم: ۴۷۷۔ سنن دارمی، رقم: ۱۴۶۷۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۴۰۹۔ سنن ترمذی، رقم: ۵۷۷۔ صحيح ابن خزيمه، رقم: ۵۵۰.

❹ سنن نسائی، كتاب الإفتتاح، رقم: ۹۰۷۔ صحيح سنن أبوداؤد، رقم: ۱۴۷۔ المشكاة، رقم: ۱۰۳۸.

نے امام مجاہد سے سورۂ (ص) کے سجدے کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے کہا: میں نے اس بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ''کیا آپ ان آیات کو نہیں پڑھتے: ﴿وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ﴾ (الانعام: ٨٤) ''اور اس کی اولاد میں سے ہیں داؤد اور سلیمان۔'' ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ﴾ (الانعام: ٩٠) ''یہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی تھی تو تم انہیں کی ہدایت کی پیروی کرو۔'' یعنی سیّدنا داؤد علیہ السلام بھی ان انبیاء میں سے ہیں جن کے بارے میں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے کہ ان کی پیروی کریں، داؤد علیہ السلام نے سجدہ کیا تھا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سجدہ کیا۔'' [1]

روزِ قیامت اللہ تعالیٰ انہیں اپنے تقرب سے سرفراز فرمائے گا، نیز انہیں عمدہ مقام، یعنی ان کی توبہ اور اپنی مملکت میں مکمل عدل کی وجہ سے انہیں جنت میں بلند و بالا درجات نصیب ہوں گے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ عَنْ يَمِيْنِ الرَّحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ ، وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِيْنٌ ، اَلَّذِيْنَ يَعْدِلُوْنَ فِيْ حُكْمِهِمْ وَاَهْلِيْهِمْ وَمَاوَلُوْا .)) [2]

''یقیناً عدل و انصاف کرنے والے رحمان کے دائیں ہاتھ نور کے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے اور اس کے دونوں ہاتھ دائیں۔ (یعنی) وہ لوگ جو اپنے فیصلوں، اہل و عیال اور سپرد شدہ (دیگر معاملات) میں عدل و انصاف کیا کرتے ہیں۔''

حکمت بھری نصیحتیں:

سیّدنا داؤد علیہ السلام کی حکمت و دانائی والی باتوں میں یہ بھی ہے:

[1] صحيح بخاری، كتاب التفسير، رقم: ٤٨٠٧.

[2] صحيح مسلم، كتاب الإمارة، رقم: ١٨٢٧.

''عقل مند آدمی پر حق ہے کہ وہ چار اوقات میں غافل نہ ہو:

۱۔ جب وہ اپنے رب سے راز و نیاز کی باتیں کر رہا ہو۔

۲۔ جب وہ اپنا محاسبہ کر رہا ہو۔

۳۔ جب اس کے بھائی اسے اس کے عیوب بیان کر رہے ہوں، اور اس کی ذات کے متعلق سچی باتیں بتا رہے ہوں۔

۴۔ جب وہ حلال اور اچھی چیزوں کے ساتھ اپنے آپ کو لذت اُٹھانے کا موقع دے کیونکہ یہ آخری وقت پہلے اوقات کے لیے معاون اور دل کو تسکین دینے والا ہے۔

اور عقل مند انسان پر حق ہے کہ وہ اپنے وقت کو پہچانے، اپنی زبان کی حفاظت کرے اور اپنے کام میں لگا رہے۔ عقل مند پر فرض ہے کہ وہ تین مقاصد کے علاوہ کسی کام کے لیے سفر نہ کرے:

۱۔ آخرت کی تیاری کے لیے۔

۲۔ ذریعہ معاش کی فراہمی کے لیے۔

۳۔ حلال چیز کے ساتھ لذت اُٹھانے کے لیے۔ ❶

محبت الٰہی کے لیے دُعا:

سیّدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سیّدنا داؤد علیہ السلام یہ دعا مانگا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ ، وَاَهْلِيْ ، وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ .)) ❷

''اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت کا، اور اس شخص کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو

---

❶ الزهد ، لإبن المبارك : ۱/۱۰۵،۱۰۳.

❷ سنن ترمذی، ابواب الدعوات، رقم: ۳۴۹۰۔ مستدرك حاكم، رقم: ۳۶۷۳۔ سلسلة الصحيحة ، رقم: ۱۷۰۷.

تجھ سے محبت کرتا ہو، اور اس عمل کا سوال کرتا ہوں جو تیری محبت تک پہنچا دے۔

اے اللہ! اپنی محبت کو میرے لیے میری جان، میرے اہل خانہ اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔''

۷۔ سیّدنا سلیمان علیہ السلام

سیّدنا داوٗد علیہ السلام کی اولاد میں سب سے چھوٹے سیّدنا سلیمان علیہ السلام تھے۔ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا داوٗد علیہ السلام کے علم و نبوت کا وارث ان کے بعد ان کے بیٹے سلیمان علیہ السلام کو بنایا تھا۔ آپ کثرت سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت کرنے والے اور اس کی طرف رجوع کرنے والے تھے:

﴿ وَ وَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۞٣٠ ﴾

(ص : ۳۰)

''اور ہم نے داوٗد کو سلیمان عطا کیا، (وہ) اچھا بندہ تھا، بلاشبہ وہ (اللہ کی طرف) بہت رجوع کرنے والا تھا۔''

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا:

اللہ تعالیٰ نے انہیں بادشاہت سے بھی نوازا تھا۔ ان کی حکومت نہ صرف انسانوں، بلکہ پرندوں، جانوروں اور جنات پر بھی تھی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر بجالاتے ہوئے لوگوں سے کہا کہ ہمیں پرندوں کی بولیوں کا علم دیا گیا ہے، اور ہمیں ہمارے رب کی جانب سے ہر چیز دی گئی ہے، کسی چیز کی کمی نہیں ہے، بے شک اللہ کا ہم پر واضح فضل وکرم ہے:

﴿ وَ قَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۞١٥ وَ وَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَ قَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَ اُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ۞١٦ ﴾

(النمل : ۱۵، ۱۶)

''اور ان دونوں (داؤد و سلیمان) نے کہا کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت دی ہے۔ اور سلیمان داؤد کے وارث ہوئے، انہوں نے کہا: اے لوگو! ہمیں چڑیوں کی بولیوں کا علم دیا گیا ہے، اور ہمیں ہر چیز دی گئی ہے، بے شک یہ اللہ کا نمایاں فضل ہے۔''

مسجد اقصیٰ کی تعمیر:

آپ معمار بیت المقدس بھی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب سیّدنا سلیمان بن داؤد علیہما السلام بیت المقدس کی تعمیر مکمل کر چکے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کا سوال کیا: (۱) اے اللہ! میرا فیصلہ تیرے فیصلہ کے موافق ہو۔ (۲) مجھے ایسی حکومت دے جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو (یعنی ویسی حکومت میرے بعد کسی کو نہ دے) ان کی یہ دونوں دعائیں قبول کر لی گئیں اور تیسری دعا انہوں نے یہ کی کہ کوئی بھی شخص صرف نماز کی غرض سے میری اس تعمیر کردہ مسجد میں آ جائے تو اس کے تمام گناہ معاف فرما کر ایسے کر دینا گویا وہ ابھی پیدا ہوا ہے (نبی کریم ﷺ نے فرمایا) میں یہ اُمید کرتا ہوں کہ یہ چیز بھی اللہ نے اُسے عطا کی ہے۔'' [1]

نماز کی پابندی:

ایک دفعہ آپ جنگی گھوڑوں کے مشاہدے میں اس قدر مشغول ہوئے کہ نمازِ عصر کا وقت ختم ہو گیا۔ تو آپ فرمانے لگے:

﴿إِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّافِنَاتُ الْجِيَادُ ﴿٣١﴾ فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي حَتَّى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿٣٢﴾ رُدُّوهَا عَلَيَّ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ ﴿٣٣﴾﴾ (ص: ۳۰۔۳۳)

''جب شام کے وقت اس کے سامنے اصل تیز رو گھوڑے پیش کیے گئے۔ تب اس نے کہا: بلاشبہ میں نے مال کی محبت کو اپنے رب کی یاد سے محبوب جانا (ترجیح

[1] سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلاة، رقم: ۱۴۰۸۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

دی) ہے، حتی کہ وہ (سورج) پردے میں چھپ گیا۔ کہا: انہیں میرے پاس لاؤ، پھر وہ (ان کی) پنڈلیوں اور گردنوں پر (ہاتھ) پھیرنے لگے۔''[1]

رضائے الٰہی کی تلاش:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سیّدنا سلیمان علیہ السلام جنوں، انسانوں اور چڑیوں پر مشتمل اپنی ایک منظّم ومرتب فوج کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستے میں ان کا گذر ایک ایسی وادی سے ہوا جس میں چیونٹیاں پائی جاتی تھیں۔ ایک چیونٹی نے اس لشکر جرار کو دیکھ کر دیگر چیونٹیوں سے کہا کہ تم سب جلد از جلد اپنی بلوں میں داخل ہو جاؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کی فوج غیر شعوری طور پر تمہیں کچل دے۔ سیّدنا سلیمان علیہ السلام اس کی بات سن کر مسکرانے لگے اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے دعا کرنے لگے کہ:

﴿رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ۝۱۹﴾ (النمل: ۱۹)

''اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ تیری ان نعمتوں کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے باپ ماں کو دی ہیں، اور ایسا نیک عمل کروں جسے تو پسند کرتا ہے، اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل کر دے۔''

علامہ شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''باپ ماں پر احسان گویا آدمی پر احسان ہوتا ہے، اس لیے اس پر بھی اللہ کا شکر ادا کرنے کی توفیق مانگی، اور چاہا کہ دنیاوی نعمتوں کے ساتھ اللہ انہیں دینی نعمت سے نوازے، اس لیے عمل صالح کی توفیق مانگی۔ اور چونکہ مرد مومن کا انتہائے مقصود آخرت کی کامیابی ہے، اس لیے آخر میں دُعا کی کہ اللہ انہیں قیامت کے روز اپنے نیک بندوں میں شامل کر دے۔

یہاں علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے اپنے لیے دعا کی ہے کہ اے اللہ! میں بھی تجھ سے وہی مانگتا

---

[1] مزید تفصیل دیکھیں: تفسیر الطبری: ۲۳/ ۱۸۵۔ تفسیر ابن کثیر: ۵/ ۱۹۶.

ہوں جو تیرے نبی کریم سلیمان علیہ السلام نے تجھ سے مانگا تھا، تو میری دعا قبول کرلے اور مجھ پر فضل فرما، اگرچہ میں عمل میں کوتاہوں، لیکن جنت کے حصول کا سبب محض تیرا فضل وکرم ہے، انتہی۔'' [1]

اے رب کریم! ہم بھی تیرے نبی کریم سلیمان علیہ السلام کی طرح تجھ سے تیری رضا اور عمل صالح کی توفیق مانگتے ہیں، اور ہمارے مولائے کریم! انتہائی تضرع اور عاجزی و انکساری کے ساتھ تیرے حضور سربسجود ہوکر دعا گو ہیں کہ روزِ قیامت ہمیں بھی اپنے رحم وکرم سے اپنے نیک بندوں میں شامل کر دینا، اگرچہ ہم عمل میں کوتاہ ہیں اور ہمارے والدین، ہمارے بھائی بہن، ہمارے بیوی بچوں اور ہمارے اساتذہ کرام کو بھی اپنے فضل وکرم کے سائے تلے جگہ دے دینا۔ آمین یا ارحم الراحمین.

آزمائش پر صبر:

اللہ تعالیٰ نے سیّدنا سلیمان علیہ السلام کو حکومت و بادشاہی دے کر آزمایا، اور ایک دفعہ ان کی آزمائش کی کہ ان کے تخت پر ایک دھڑ ڈال دیا، تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرلیا۔ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کی اور ساتھ ہی یہ دُعا کی کہ اے میرے رب! مجھے ایسی حکومت دے جو میرے بعد کسی کو نہ ملے:

﴿وَ لَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَ اَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿٣٤﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿٣٥﴾﴾ (ص: ٣٤، ٣٥)

''اور ہم نے سلیمان کو آزمائش میں ڈالا، اور اُن کے تخت شاہی پر ایک جسم ڈال دیا، پھر انہوں نے اپنے رب کی طرف رجوع کیا۔ انہوں نے کہا: میرے رب! مجھے معاف کردے، اور مجھے ایسی بادشاہی عطا کر جیسی میرے بعد کسی کو نہ ملے، تو بے شک بڑا عطا کرنے والا ہے۔''

---

[1] فتح القدیر: ٢/٢٩٥.

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے اس دھڑ کی حقیقت کو بیان نہیں کیا۔ جسے اس نے سیّدنا سلیمان علیہ السلام کے تخت پر ڈال دیا تھا۔ لہٰذا ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے تخت پر ایک دھڑ ڈال کر ان کی آزمائش فرمائی تھی لیکن ہم یہ نہیں جانتے کہ وہ دھڑ کیا تھا۔ اس کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ سب اسرائیلیات سے ماخوذ ہے، ہم نہیں جانتے کہ اس میں سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا۔ واللہ اعلم۔'' [1]

مغفرت اور مزید انعامات الٰہیہ:

اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا، اور ان کی دعا قبول فرمالی اور ان کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا جو ان کے حکم کے مطابق ان کے تخت کو، یا پھر ہوا میں تیرنے والے ان کے سفینے کو جہاں چاہتے لے کر جاتے۔ اس بادبانی سفینہ کی رفتار صبح کے وقت ایک ماہ کی، اور شام کے وقت ایک ماہ کی ہوتی تھی۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے شیاطین الجن کو بھی مسخر کر دیا تھا، جو ان کے حکم کے مطابق مختلف کام کیا کرتے تھے، ان میں کوئی معمار تھا، تو کوئی سمندر میں غوطے لگا کر موتی نکالتا تھا، اور ان میں سے جو نافرمانی کرتا تھا، ان کے ہاتھوں میں بیڑیاں ڈال کر ان کی گردنوں کے ساتھ باندھ دیتے تھے۔

سیّدنا سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب سے جو کچھ مانگا انہیں عطا کیا، اور ان سے کہہ دیا کہ اب آپ جسے جو چاہیے اور جتنا چاہیے دیجیے، اور جسے چاہیے نہ دیجیے، آپ سے اس کا کوئی حساب نہ لیا جائے گا۔ ان ظاہر نعمتوں کے علاوہ انہیں اللہ تعالیٰ کی قربت بھی حاصل تھی، اور روزِ قیامت بھی ان کا انجام اچھا ہوگا:

﴿وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّ غَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّ اٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَ حُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾﴾ (ص: ۳۷۔ ۴۰)

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ۱۹۸/۵۔ طبع دار السلام، لاھور.

''پس ہم نے ہوا کو ان کے تابع فرمان بنا دیا، جو اُن کے حکم سے دھیمی چلتی ہوئی، وہ جہاں چاہتے انہیں وہاں پہنچا دیتی تھی۔ اور ہم نے ہر مکان بنانے والے اور غوطہ لگانے والے شیطانوں کو بھی اُن کے تابع کر دیا تھا۔ اور دوسرے شیطانوں کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے رہتے تھے۔ (ہم نے اُن سے کہا) یہ ہمارا عطیہ ہے، آپ چاہیں تو دوسروں کو اس میں سے دیجیے یا نہ دیجیے، اس کا آپ سے کوئی حساب نہیں ہوگا۔ اور یقیناً اُن کو ہم سے قربت حاصل تھی، اور اُن کا ٹھکانا بھی اچھا ہے۔''

سیّدنا سلیمان علیہ السلام کی ایمان افروز نصیحت:

سیّدنا سلیمان علیہ السلام ایک مرتبہ اپنے تخت پر کہیں جا رہے تھے۔ انسان اور جنات آپ کے دائیں بائیں بیٹھے تھے۔ بنی اسرائیل کے ایک عابد نے دیکھ کر کہا: اے سلیمان، اللہ کی قسم! آپ کو عظیم ملک دیا گیا ہے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا: بندۂ مومن کے نامۂ اعمال میں درج صرف یہ ایک تسبیح میری تمام سلطنت سے بہتر ہے کیونکہ یہ سب فانی ہے مگر تسبیح باقی رہنے والی ہے۔'' [1]

۸۔ سیّدنا عزیر علیہ السلام

سیّدنا عزیر علیہ السلام بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ایک نبی تھے۔ آپ کا زمانہ نبوت سیّدنا داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے بعد اور سیّدنا زکریا اور یحییٰ علیہما السلام سے پہلے کا ہے۔ بنی اسرائیل میں تورات کا کوئی حافظ باقی نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تورات الہام کی، تو آپ نے بنی اسرائیل کو مکمل تورات لکھوا دی۔ [2]

[1] مکاشفة القلوب، ص: ١٤٦.

[2] قصص الأنبیاء، ص: ٦٣٥۔ طبع اسلامی اکادمی، لاہور۔

قدرتِ الٰہی پر یقین کامل کا واقعہ:

آپ ایک ایسی بستی سے گزرے جو مکمل طور پر تہ و بالا ہو چکی تھی، اور اس کے رہنے والے بھی لوگ مر چکے تھے۔ اُن کے ذہن میں یہ بات آئی کہ ان لوگوں کو اب اللہ کیسے زندہ کرے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اور دیگر لوگوں کے حال پر رحم کرتے ہوئے انہیں ایک سو سال کے لیے مردہ بنا دیا، ان کا گدھا بھی مر گیا، اور اُن کے پاس کھانے پینے کی جو چیزیں تھی وہ سب اپنی حالت پر باقی رہیں، ان میں کوئی تبدیلی نہ آئی، جب اللہ نے انہیں دوبارہ زندہ کیا تو ان سے پوچھا کہ کتنے دن تم اس حال میں باقی رہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ایک دن یا اس سے بھی کم۔ تب اللہ تعالیٰ نے انہیں خبر دی کہ وہ سو سال مردہ رہے ہیں، پھر اللہ نے اُن سے کہا کہ تم اپنے کھانے پینے کی چیزیں دیکھو، وہ خراب نہیں ہوئی ہیں، اور اپنے گدھے کو دیکھو، اس کے چیتھڑے ہو چکے ہیں اور اس کی ہڈیاں سڑ گل گئی ہیں، اس کے بعد اللہ نے ان کی آنکھوں کے سامنے ان کے گدھے کو زندہ کیا، تو بول اُٹھے کہ مجھے یقین ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے، اور یقیناً ہر فردِ بشر کو قیامت کے روز زندہ کیا جائے گا۔ ارشاد فرمایا:

﴿ اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّ هِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَ انْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَ لِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَ انْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۵۹﴾ ﴾ (البقرہ: ۲۵۹)

''یا اس آدمی کے حال پر غور نہیں کیا، جو ایک بستی سے گذرا جو اپنی چھتوں سمیت گری پڑی تھی، اس نے کہا کہ اللہ اب کس طرح اس بستی کو مر جانے کے بعد زندہ کرے گا، تو اللہ نے اُسے سو سال کے لیے مردہ کر دیا، پھر اُسے اُٹھایا، اللہ نے کہا

کہ تم کتنی مدت اس حال میں رہے، اس نے کہا کہ ایک دن یا دن کا کچھ حصہ اس حال میں رہا ہوں، اللہ نے کہا بلکہ سو سال رہے ہو، پس اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھو وہ خراب نہیں ہوئی ہیں، اور اپنے گدھے کو دیکھو، اور تاکہ ہم تمہیں اور لوگوں کے لیے ایک نشانی بنا دیں، اور (گدھے کی) ہڈیوں کی طرف دیکھو کہ ہم انہیں کس طرح اُٹھا کر ایک دوسرے سے جوڑتے ہیں، پھر اُن پر گوشت چڑھاتے ہیں، جب حقیقت اس کے سامنے کھل گئی تو کہا میں جانتا ہوں کہ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

۹۔ سیّدنا یعقوب علیہ السلام

سیّدنا یعقوب علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے اسحاق کے ساتھ ہی پوتے یعقوب کی بھی خوشخبری سنا دی تھی۔

آپ کی اولاد میں سے سیّدنا یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے علم نبوت سے سرفراز کیا۔

جب سیّدنا یوسف مفقود الخبر ہو گئے تو سیّدنا یعقوب علیہ السلام، یوسف علیہ السلام کی گمشدگی پر شدید حزن و ملال کا اظہار کرنے لگے، اس لیے کہ ان کی مصیبتوں کی ابتدا انہی کی گمشدگی سے ہوئی تھی، وہ گم ہوئے، بعد میں بنیامین غلام بنا لیے گئے اور پھر بڑے بیٹے نے بینامین کے حادثے سے متاثر ہو کر مصر میں ہی غریب الوطنی کی زندگی اختیار کر لی۔

اظہارِ افسوس:

سیّدنا یعقوب علیہ السلام، سیّدنا یوسف علیہ السلام کے گم ہونے کے بعد گھٹ گھٹ کر اتنا روئے کہ مسلسل آنسو بہتے رہنے سے آنکھیں سفید ہو گئیں۔ اللہ ذوالجلال والاکرام نے ارشاد فرمایا:

﴿وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ﴿٨٤﴾﴾ (یوسف: ۸۴)

''اور غم سے ان کی آنکھیں سفید ہو گئیں، اور اپنا درد اور غم دل میں چھپائے رہتے تھے۔''

بیٹوں کا باپ سے اظہارِ ہمدردی:

سیّدنا یعقوب علیہ السلام کی حالت زار دیکھ کر ان کے بیٹوں کو ان پر رحم آتا تھا، اور ان کی حالت دن بدن غیر ہونے لگی۔ اور ڈرے کہ کہیں یوسف کا غم ان کے دل کو نہ کھا جائے، اور ان کی موت کا سبب نہ بن جائے۔ تو انہوں نے آپ علیہ السلام سے کہا:

﴿تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿٨٥﴾﴾ (یوسف: ۸۵)

''اللہ کی قسم! آپ یوسف کو اسی طرح ہمیشہ یاد کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ گھل کر موت کے قریب ہو جائیں گے، یا ہلاک ہو جائیں گے۔''

سیّدنا یعقوب علیہ السلام حالت زار میں صرف اللہ کا سہارا لیتے ہیں:

بیٹوں کی یہ بات سن کر آپ فرماتے تھے:

﴿اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ﴾ (یوسف: ۸۶)

''میں اپنا دردِ غم اور حزن والم اللہ سے کہتا ہوں۔''

اور اس کی بارگاہ میں دُعا کرتا ہوں، اسی سے التجا کرتا ہوں، کسی انسان سے نہیں، لہٰذا تم لوگ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔

۱۰۔ سیّد الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

خالق کائنات، اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس سے محبت کرنے والے، اس کے محبوب، جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں پر عمل کریں، اور ان کے ذریعہ اس کا قرب حاصل کریں، اور اپنی زندگی کی خطاؤں اور غلطیوں پر معافی کا قلم پھرا کر جنت الفردوس کے وارث بن جائیں۔ آیت کریمہ:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط﴾ (آل عمران: ۳۱)

میں یہی رمز محبت بتایا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری:

سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو (اتنا لمبا) قیام فرماتے کہ آپ کے پاؤں (مبارک بوجہ ورم) پھٹنے لگے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (میں نے عرض کیا:) اے اللہ کے رسول! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ (غفور ورحیم) نے تو آپ کی اگلی پچھلی خطائیں معاف کر دی ہیں، تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

((اَفَلَا اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا .)) [1]

''تو کیا میں (اللہ تعالیٰ کا) شکر گزار بندہ نہ بنوں۔''

خشیت الٰہی سے گریہ زاری:

سیّدنا عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ (میں نے دیکھا کہ) آپ کے سینے سے رونے کی وجہ سے اس طرح آواز نکل رہی تھی، جیسے چولہے پر رکھی ہوئی ہنڈیا سے نکلتی ہے۔ [2]

عبودیت کا اعلیٰ مقام اور تعلق باللہ:

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''بدر کے دن مقداد رضی اللہ عنہ کے علاوہ ہمارے ساتھ کوئی بھی گھڑ سوار نہیں تھا۔ ہم سے ہر شخص گہری نیند سویا۔ سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے، جو ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر ساری رات اللہ کی عبادت کرتے اور روتے رہے۔ [3]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ۴۸۳۶، ۴۸۳۷.

[2] صحیح سنن ابوداود، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۹۰۴۔ صحیح سنن ترمذی، رقم: ۳۲۱.

[3] مسند احمد: ۱۲۵/۱۔ السنن الکبریٰ، للنسائی، رقم: ۸۲۳۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۸۹۹۔ ابن خزیمہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی معیت کا یقین کامل:

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا (سفر ہجرت میں) ہم روانہ ہوئے تو لوگ ہمارے تعاقب میں تھے۔ ان میں سے صرف سراقہ بن مالک اپنے گھوڑے پر سوار ہمارے قریب پہنچ گیا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ ہمارا تعاقب کرتے ہوئے ہمارے قریب آ پہنچا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا﴾ ”غم نہ کر، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔“ وہ ہمارے اس قدر نزدیک پہنچ گیا کہ ہمارے اور اس کے درمیان ایک، دو نیزوں کے برابر فاصلہ رہ گیا۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ ہم تک آ پہنچا ہے، اور (ساتھ ہی) میں رونے لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کیوں روتے ہو؟ میں نے عرض کیا، اللہ کی قسم! میں اپنی جان کو خطرے میں دیکھ کر نہیں رو رہا، بلکہ آپ کی سلامتی کو خطرے میں دیکھ کر رو رہا ہوں۔ (ابوبکر رضی اللہ عنہ نے) بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے بددعا کرتے ہوئے کہا: اے اللہ! جس طرح آپ پسند کریں ہمارے لیے اس کے مقابلے میں کافی ہو جا۔“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا کے نتیجے میں اس کے گھوڑے کی ٹانگیں سخت زمین میں پیٹ تک دھنس گئیں۔ ❶

مصائب و مشکلات میں صبر کا اظہار:

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”مجھے اللہ کی راہ میں اس قدر اذیت دی گئی ہے کہ کسی اور کو اتنی اذیت نہیں دی گئی، اور مجھے اللہ کے راستہ میں اتنا ڈرایا گیا کہ اتنا کسی اور کو خوف زدہ نہیں کیا گیا۔ مجھ پر تین دن اور راتیں ایسی گذریں کہ میرے اور بلال کے پاس اتنا کھانا بھی نہ تھا کہ جسے کوئی جگر والا کھائے۔ (وہ اتنا کم ہوتا تھا) کہ جسے بلال رضی اللہ عنہ بغل میں چھپا لیتے تھے۔“ ❷

---

❶ مسند احمد: ۱/ ۲، رقم: ۳۔ احمد شاکر فرماتے ہیں: اس کی سند ”صحیح“ ہے۔

❷ سنن ابن ماجه، رقم: ۱۵۱۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

رضائے الٰہی کی تلاش:

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ تہجد میں یہ دُعا پڑھا کرتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْكَ ، لَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ ، أَنْتَ كَمَ أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ .)) ❶

''اے اللہ! میں تیری رضا کے ذریعے تیرے غصہ سے پناہ مانگتا ہوں، اور تیری معافات کے ذریعہ تیرے عقاب سے، اور اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں، میں تیری ثنا اس طرح بیان نہیں کرسکتا جیسا کہ تو نے خود اپنی ثنا بیان کی ہے۔''

قرآنِ کریم کی خوش ادائی سے تلاوت:

معاویہ بن قرۃ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے سیّدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے دن اپنی سواری پر بیٹھے ہوئے یہ پڑھتے ہوئے سنا:((اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا . لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَـاَخَّرَ .)) آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیات دھرا دھرا کر پڑھ رہے تھے۔ معاویہ بن قرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، اگر مجھے ڈر نہ ہوتا کہ لوگ میرے اردگرد جمع ہو جائیں گے، تو میں اسی طرح تم کو قراءت اور تجوید و تحسین سے پڑھ کر سناتا۔'' ❷

تواضع:

مریضوں کی عیادت کرنا بھی تواضع کا نمونہ ہے۔ سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو آپ نہ خچر پر سوار تھے، نہ

---

❶ سنن ابوداؤد، باب تفریع ابواب الوتر، رقم: ۱٤۲۷۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم: ٥٠٤٧۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ٥٤٧.

تر کی گھوڑے پر (بلکہ آپ پیدل تشریف لائے) ❶

بچوں سے شفقت ورحم دلی:

سیّدنا یوسف عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام یوسف رکھا اور مجھے اپنی گود میں بٹھایا اور میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔'' ❷

حیاتِ طیبہ کے آخری لمحات میں اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا شوق:

حیاتِ طیبہ کے آخری لمحات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو شرک سے بچنے کی تاکید فرمائی نیز مسلمانوں کو نماز کی پابندی کرنے اور غلاموں سے حسن سلوک کی تاکید فرمائی۔ ❸

حیاتِ طیبہ کے آخری الفاظ یہ تھے:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِي وَأَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى .)) ❹

''اے اللہ! میرے گناہ معاف فرما، مجھ پر رحم فرما اور مجھے بلند پایہ رفقاء سے ملا دے۔''

---

❶ صحیح بخاری، کتاب المرضی، رقم: ٥٦٦٤.

❷ مسند حمیدی، رقم: ٨٦٩۔ المعجم الکبیر، للطبرانی: ٢٨٥/٢٢۔ مسند أحمد: ٣٥/٤، ٦/٦۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔

❸ صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم و وفاته۔ سنن ابن ماجة، کتاب الجنائز: ١٣١٧/١.

❹ صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم: ٤٤٤٠.

16...... کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنہم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے فضائل

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۰۰﴾ (التوبہ: ۱۰۰)

''اور جو مہاجرین اور انصار میں سے وہ اولین لوگ جنہوں نے ہجرت کرنے اور ایمان لانے میں دوسروں پر سبقت کی، اور دوسرے وہ لوگ جو اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوا، اور وہ سب اس سے راضی ہوئے، اور اللہ نے ان کے لیے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔''

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۲۲ۧ﴾

(المجادلہ: ۲۲)

''اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی

مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے، گو وہ ان کے باپ ہوں، یا ان کے بیٹے، یا ان کے بھائی، یا ان کے کنبہ قبیلے کے عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو لکھ دیا ہے اور ان کی تائید اپنی نصرتِ خاص سے کی ہے، اور انہیں جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے خوش ہیں، یہی لوگ ہی اللہ کی جماعت کے لوگ ہیں، آگاہ رہو بے شک اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب لوگ ہیں۔''

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۛۖۚ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۛ۫ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۲۹﴾ (الفتح : ۲۹)

''محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر بڑے سخت ہیں، آپس میں رحم دل ہیں، تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضا مندی کی جستجو میں رہتے ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی صفت تورات میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں ہے۔ مثل اس کھیتی کے جس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹا ہو گیا، پھر اپنی جڑ پر سیدھا کھڑا ہو گیا اور کسانوں کو خوش کرنے لگا تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے، ان ایمان والوں اور شائستہ اعمال والوں سے اللہ تعالیٰ نے بخشش کا اور بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔''

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بہتر لوگ میرے زمانہ کے (صحابہ رضی اللہ عنہم) ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے بعد ہوں گے، پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے۔'' ❶

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میرے صحابہ کو گالیاں نہ دو۔ میرے صحابہ کو گالیاں نہ دو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی ایک اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے، وہ ان کے ایک مُد بلکہ نصف مد کے (درجہ کو بھی) نہیں پا سکتا۔'' ❷

1۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے غار میں فرمایا تھا: ''ان دو کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے۔'' ❸

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''اپنے والد اور بھائی کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں کوئی تحریر لکھوں، کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ کوئی آرزو کرنے والا آرزو نہ کرے، اور کوئی کہنے والا کہے کہ میں سب سے بہتر ہوں۔ حالانکہ اللہ اور سب اہل ایمان، ابوبکر کے سوا سب کا انکار کریں گے۔'' ❹

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر میں نے کسی کو دوست بنانا ہوتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا۔ بلاشبہ تمہارا ساتھی (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔'' ❺

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الشهادات، باب لا يشهد على شهادة جور اذا أشهد، رقم: ۲۶۵۲.

❷ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب تحريم سب الصحابة رضى الله عنهم، رقم: ۲۵۴۰.

❸ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ۴۶۶۳.

❹ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی بکر رضی الله عنه، رقم: ۲۳۸۷.

❺ صحیح مسلم، رقم: ۲۳۸۳.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب فرماتے ہیں: ہم رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ اچانک سیّدنا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نظر آ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ دونوں انبیاء اور رسولوں کے علاوہ باقی تمام اگلے پچھلے بوڑھے جنتیوں کے سردار ہیں، اے علی! ان دونوں کو اس کی خبر نہ دینا۔'' [1]

سیّدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے کسی معاملہ میں آپ سے گفتگو کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کسی بات کا حکم فرمایا، اس نے کہا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا کیا خیال ہے اگر آپ کو نہ پاؤں تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس چلی جانا۔'' [2]

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تجھ کو آگ سے آزاد کر دیا ہے۔'' اس دن سے ان کا لقب عتیق پڑ گیا۔ [3]

عمل بالقرآن:

مسطح رضی اللہ عنہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار تھے اس لیے وہ ان کی کفالت کرتے تھے، لیکن جب انہوں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والے لوگوں کی ہاں میں ہاں ملائی تو انہوں نے ان کی کفالت سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اس پر آیت نازل ہوئی:

﴿وَ لَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ السَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْۤا اُولِی الْقُرْبٰی وَ الْمَسٰكِیْنَ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۖ وَ لْیَعْفُوْا وَ لْیَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝۲۲﴾ (النور: ۲۲)

---

[1] سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۶۶۴۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابۃ، رقم: ۳۶۵۹۔ صحیح مسلم، رقم: ۲۳۸۶.

[3] سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۶۷۹۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''اور تم میں دولت مند لوگ قرابتداروں، مسکینوں اور مہاجرین فی سبیل اللہ کو دینے کی قسم نہ کھا بیٹھیں اور عفو درگزر کریں، کیا تم لوگ یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہاری مغفرت کرے۔ اور اللہ مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

اور اب سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے مصارف کے کفیل ہوگئے اور کہا: ہاں! مجھے یہی پسند ہے کہ اللہ میری مغفرت کرے۔'' [1]

جانثاری:

ابتدائے اسلام میں ایک بار آپ نماز پڑھ رہے تھے، عقبہ بن ابی معیط آیا اور آپ کا گلا گھونٹنا چاہا، سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو دھکیل دیا اور کہا کہ ایک آدمی کو صرف اس لیے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے، حالانکہ وہ تمہارے رب کی جانب سے دلائل لے کر آیا ہے۔ [2]

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہجرت کے سفر میں اپنا رفیق بنانے کی بشارت سناتے ہیں۔ یہ سن کر وہ اس قدر خوش ہوتے ہیں کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں۔ واقعہ کی تفصیل جاننے کے لیے صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث پیش خدمت قارئین کرام ہے۔ چنانچہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ہم سورج ڈھلنے (زوال) کے وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر بیٹھے تھے کہ کسی نے ان سے کہا: ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سر ڈھانپے ہوئے ادھر تشریف لا رہے ہیں۔ اس وقت میں ہمارے ہاں تشریف لانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ نہ تھی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''آپ پر میرے ماں باپ قربان! اللہ کی قسم! اس وقت آپ کی تشریف آوری کسی اہم مقصد ہی کے لیے ہے۔''

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اندر آنے

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الشهادات، باب تعديل النسآء بعضهن بعضا، رقم: ٢٦٦١.
[2] صحیح بخاری، کتاب المناقب، فضائل أبی بکر، رقم: ٣٦٧٨.

کی اجازت طلب کی۔'' اجازت ملنے پر اندر تشریف لائے، اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''جو لوگ تمھارے پاس موجود ہیں انھیں باہر بھیج دو۔'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، وہ تو آپ کے گھر والے ہی ہیں۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے (مکہ مکرمہ سے) نکلنے کی اجازت مل چکی ہے۔'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اس سفر میں آپ کی رفاقت کا طلب گار ہوں۔'' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''ہاں''۔

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہجرت کے اس سفر کے متوقع سنگین خطرات اور مصیبتوں سے بے خبر نہ تھے۔ لیکن ان خطرات کا اندیشہ ان کے اپنے محبوب جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق سفر بننے کی رغبت، خواہش اور تمنا میں کچھ کمی پیدا نہ کرسکا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی رغبت پر موافقت کا اظہار فرمایا تو شدت فرح سے ان کی آنکھوں میں آنسو رواں ہو گئے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: امام ابن اسحٰق نے اپنی روایت میں یہ اضافہ نقل کیا ہے: عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''میں نے دیکھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رو رہے ہیں اور اس سے پہلے مجھے اس بات کا احساس نہ تھا کہ خوشی کی وجہ سے بھی کوئی روتا ہے۔'' [1]

استعفاف:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اگرچہ مفلس اور نادار تھے لیکن کسی کے سامنے دست سوال نہیں پھیلاتے تھے۔ چنانچہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اونٹنی پر سوار ہوتے تھے اور ہاتھ سے لگام گر جاتی تھی تو اونٹنی کو بٹھا کر خود اپنے ہاتھ سے اس کو اٹھاتے تھے، لوگ کہتے کہ ''آپ نے ہم سے کیوں نہیں کہا، ہم اٹھا دیتے۔'' فرماتے: ''میرے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

[1] فتح الباری: ۷/۲۳۵، نیز دیکھیں: سیرت ابن ھشام: ۲/۹۳.

کسی سے کچھ نہ مانگ۔'' ❶

عیب پوشی:

ایک شخص ایک گناہ کا مرتکب ہوتا ہے، ہم لوگ اس کو افسانہ بزم وانجمن بنا لیتے ہیں۔ لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لوگوں کی برائیوں کو چھپاتے تھے اور نیکیوں کو نمایاں کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے عہد میں دنیا کے سیاہ چہرے پر عیب پوشی کی نورانی چادر پڑی ہوئی تھی۔ چنانچہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: ''کہ اگر میں چور کو پکڑتا تو میری سب سے بڑی خواہش ہوتی کہ اللہ اُس کے جرم پر پردہ ڈال دے۔'' ❷

محبت اولاد:

اولاد اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اولاد سے نہایت محبت رکھتے تھے۔ ایک بار سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بخار میں مبتلا ہوئیں، چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے، حال پوچھا اور شفقت ومحبت سے بوسہ دیا۔ ❸

سلام کرنا:

"السلام علیکم" اگرچہ نہایت مختصر اور سادہ فقرہ ہے لیکن جلب محبت کے لیے عمل تسخیر کا حکم رکھتا ہے۔ اسی بنا پر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس کی سخت تاکید فرمائی ہے:

﴿وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿٨٦﴾﴾ (النساء: ٨٦)

''اور جب تمھیں سلام کیا جائے تو اُس سے اچھا جواب دو، یا اس کو لوٹا دو۔''

اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر کسی کو سلام کرتے تھے، ایک بار سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اونٹ پر سوار جا رہے تھے جو لوگ راہ میں ملتے اور وہ ان کو سلام کرتے تو صرف ''السلام علیکم'' کہتے

---

❶ مسند احمد: ١/ ١١.

❷ طبقات ابن سعد، تذکرہ زبیدہ بنت العلق.

❸ سنن ابوداوٗد، کتاب الأدب، رقم: ٥٢٢٢ ـ صحیح بخاری، رقم: ٣٩١٨.

لیکن وہ جب ''والسلام علیکم ورحمتہ اللہ'' کہتے، اب وہ بھی اسی کا اعادہ کرتے، وہ لوگ اور اضافے کے ساتھ ''السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ'' کہتے، بالآخر فرمایا کہ ''یہ لوگ ہم سے بہت بڑھ کر رہے۔'' ❶

ذریعہ معاش:

مؤرخین یورپ کا زعم باطل ہے کہ اسلام کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معاش کا تمام تر دارومدار صرف مالِ غنیمت پر رہ گیا تھا۔ لیکن درحقیقت یہ ایک عظیم تاریخی غلطی ہے۔

مہاجرین وانصار اسلام کے نظامِ ترکیب کے اصل عنصر تھے اور دونوں نے ابتدا ہی سے الگ الگ ذریعہ معاش اختیار کرلیا تھا۔ مہاجرین تجارت اور انصار کھیتی باڑی کرتے تھے۔ چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب بیت المال سے وظیفہ لینا چاہا تو اس کی وجہ یہ بیان کی کہ ''میری قوم جانتی ہے کہ میرا پیشہ میرے اہل وعیال کے لیے کافی تھا لیکن اب میں مسلمانوں کے کام میں مشغول ہوگیا ہوں، اس لیے میرے اہل وعیال بیت المال سے وجہ معاش لیں گے۔'' ❷

خلفاء کی حفاظت میں سب سے زیادہ گراں قدر قیمت چیز بیت المال تھا، دینوی بادشاہ سلطنت کا مال اپنے اوپر بے دریغ صرف کرتے تھے، لیکن صحابہ کرام نے اس خزانہ الٰہی کی اس دیانت کے ساتھ حفاظت کی کہ اپنے مصارف سے زیادہ اس سے کبھی ایک حبہ نہیں لیا۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرائض خلافت کی مصروفیت کی بنا پر بیت المال سے وظیفہ لیا تو اس کے ساتھ تصریح فرمائی کہ اس کے بعد ان کی تجارت کی آمدنی بیت المال میں منتقل ہوجائے گی۔

((فَسَيَا كُلُّ آلُ أَبِي بَكْرٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَيَحْتَرِفُه الْمُسْلِمِيْنَ .)) ❸

---

❶ الأدب المفرد للبخاري، باب فضل السلام، رقم: ٩٨٧.

❷ صحيح بخاري، كتاب البيوع، رقم: ٢٠٧٠.

❸ صحيح بخاري، كتاب البيوع.

''اب آل ابو بکر اس مال سے وجہ معاش لے گی اور مسلمانوں کے لیے کام کرے گی۔''

لیکن انتقال کے وقت وظیفہ کی رقم بھی واپس کر دی۔ ❶

زہد وتواضع:

سلاطین و امراء کے جاہ وجلال سے اگرچہ انسان دفعتہً مرعوب ہوجاتا ہے لیکن حقیقی اطاعت اور اصل محبت صرف زہد وتواضع سے پیدا ہو سکتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور خلافت میں اگرچہ دنیا نے ان کے سامنے اپنے خزانے اگل دیے، تاہم انھوں نے اپنی قدیم سادگی اور خاکساری کو ہمیشہ قائم رکھا اس لیے عرب کی غیور طبیعتوں کو ان کی اطاعت اور فرمانبرداری سے کبھی عار واستنکاف نہیں ہوا۔

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خلافت سے قبل بکریاں دوہا کرتے تھے منصب خلافت سے ممتاز ہوئے تو ایک لڑکے نے کہا ''اب وہ ہماری بکریاں نہ دوہیں گے'' انھوں نے سنا تو بولے ''اللہ کی قسم ضرور دوہوں گا، اللہ نے چاہا تو خلافت میری قدیم حالت میں تغیر نہ پیدا کرے گی چنانچہ امور خلافت کو بھی انجام دیتے تھے اور ان کی بکریاں بھی دوہتے تھے، بلکہ اگر ضرورت ہوتی تو ان کو چرا بھی لاتے تھے۔'' ❷

''زہد وعبادت کا یہ حال تھا کہ اکثر راتیں قیام میں، اکثر دن روزوں میں گزارتے تھے۔ خشوع وخضوع کا یہ عالم تھا کہ نماز کی حالت میں چوب خشک نظر آتے تھے۔ رقت اتنی طاری ہوتی کہ روتے روتے ہچکی بندھ جاتی۔ عبرت پذیری کا یہ حال تھا کہ دنیا کا ذرہ ذرہ ان کے لیے دفتر عبرت تھا۔ کوئی سرسبز درخت دیکھتے تو فرماتے، کاش میں درخت ہوتا کہ آخرت کے خطروں سے محفوظ رہتا۔

چڑیوں کو چہچہاتے دیکھتے تو فرماتے، پرندو خوش نصیب ہو کہ دنیا میں چرتے چگتے اور

---

❶ طبری، ص: ۱۲۴۳۔

❷ اسد الغابة، تذکرہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

درختوں کے سایہ میں بیٹھتے ہو اور قیامت کے محاسبہ کا کوئی خطرہ نہیں۔ کاش! ابوبکر تمھاری طرح ہوتا، بات بات پر آہ سرد کھینچتے تھے، یہاں تک کہ ''اواہ'' لقب ہو گیا تھا۔'' ❶

مشورہ:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی یہ خصوصیت بتائی ہے:

﴿وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ﴾ (الشوری: ۳۸)

''اور ان کے تمام کام مشورے سے چلتے ہیں۔''

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دورِ خلافت اس آیت کی عملی تفسیر تھا۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سیاست کے مہمات مسائل کے علاوہ مقدمات کا فیصلہ بھی مشورہ کے بغیر نہیں کرتے تھے۔ سنن دارمی میں ہے:

((كَانَ اَبُوْ بَكْرٍ اِذَا وَرَدَ عَلَيْهِ الْفَهْمُ نَظَرَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ ثُمَّ فِي السُّنَّةِ ثُمَّ اِسْتَشَارَ الْمُؤْمِنِيْنَ .)) ❷

''سیّدنا ابوبکر کے پاس جب کوئی فریق مقدمہ لے کر آتا تو پہلے کتاب وسنت پر نظر ڈالتے پھر تمام مسلمانوں سے مشورہ لیتے۔''

انہوں نے مہاجرین و انصار کی ایک مجلس شوریٰ قائم کی تھی جس میں سیّدنا عمر، عثمان، علی، عبدالرحمٰن بن عوف، معاذ بن جبل، اُبی بن کعب اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اجمعین لازمی طور پر شریک کیے جاتے تھے۔ ❸

2۔ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے خطاب کے بیٹے! قسم ہے اس ذات کی جس کے

❶ طبقات ابن سعد ج۔ق۔ اوّل۔ تاریخ الخلفاء اور کنز العمال ج۔٦ میں اس قسم کے بکثرت واقعات ہیں۔ بحوالہ تاریخ الاسلام از ندوی : ۱/ ١٦٦۔١٦٨.

❷ كنزالعمال : ۳/ ۱۳٤ بحواله طبقات ابن سعد.

❸ فتوح البلدان ، ص : ۲۷٦

ہاتھ میں میری جان ہے، شیطان تم سے گلی میں چلتے ہوئے ملے گا تو تمہاری گلی چھوڑ کر دوسری گلی میں چلنے لگے گا۔'' ❶

سیّدنا عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! ابوجہل یا عمر بن خطاب ان دونوں میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہے اس کے ذریعہ اسلام کو غلبہ عطا فرما۔'' سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ان دونوں میں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اللہ کے ہاں زیادہ محبوب تھے۔ ❷

سیّدنا عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر حق جاری کر دیا ہے۔'' سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: لوگوں کو کبھی کوئی ایسا معاملہ پیش نہیں آیا کہ انہوں نے اس میں اپنی رائے دی ہو، اور عمر نے بھی اپنی رائے کا اظہار کیا ہو، مگر اس بارہ میں قرآن عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق نازل ہوا۔ ❸

سیّدنا عقبہ بن عامر فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میرے بعد کسی نے نبی ہونا ہوتا، تو عمر بن خطاب ہوتے۔'' ❹

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ مجھے دودھ کا ایک پیالہ پیش کیا گیا ہے، میں نے اس سے دودھ پیا اور جو بچا تھا وہ میں نے عمر بن خطاب کو دے دیا۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کی تعبیر کیا کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''علم۔'' ❺

❶ صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، رقم: ٣٦٥٩۔ صحیح مسلم، أیضاً، رقم: ٢٣٨٦.

❷ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی بکر و عمر رضی اللہ عنھا، رقم: ٣٦٧٩۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ سنن ترمذی، ایضاً، رقم: ٣٦٨٢۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❹ سنن ترمذی، أیضاً، رقم: ٣٦٨٦۔ سلسلة الصحیحة، رقم: ٣٢٧.

❺ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ، رقم: ٣٦٨١.

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے جنت میں ایک محل دیکھا میں نے پوچھا یہ کس کا ہے؟ تو جواب میں کہا گیا: عمر بن خطاب کا ہے۔'' ❶

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ کھڑا تھا جو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے دعائیں کر رہے تھے، اس وقت ان کا جنازہ چارپائی پر رکھا ہوا تھا، اتنے میں ایک صاحب نے میرے پیچھے سے آکر میرے شانوں پر اپنی کہنیاں رکھ دیں، اور (عمر کو مخاطب کر کے) کہنے لگا: اللہ آپ پر رحم کرے۔ مجھے تو یہی اُمید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ (دفن) کرائے گا، میں اکثر رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے سنا کرتا تھا کہ ''میں، ابوبکر اور عمر تھے، میں نے ابوبکر اور عمر نے یہ کام کیا۔ میں ابوبکر اور عمر گئے۔'' اس لیے مجھے یہی اُمید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان ہی دونوں کے ساتھ رکھے گا۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔ ❷

عمل بالقرآن:

آج ہر مسلمان قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے، عقائد، احکام، اخلاق، معاش اور معاد کے متعلق تمام آیتیں اس کی نگاہ سے گزرتی ہیں۔ لیکن چونکہ دل سے اثر پذیری کا مادہ مفقود ہو چکا ہے، اس لیے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی حالت اس سے بالکل مختلف تھی ان پر قرآن کی ایک ایک آیت کا اثر پڑتا تھا اور اس شدت کے ساتھ پڑتا تھا کہ اس کے خوف سے ہمیشہ کانپتے رہتے تھے۔

ایک سفر میں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بار بار ایک سوال کیا جواب نہ ملا تو آگے نکل گئے اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ کہیں ان کے بارے میں کوئی آیت نہ نازل ہو جائے تھوڑی دیر کے بعد دربارِ نبوت سے پکار ہوئی وہ گھبرا گئے کہ آیت نازل ہوگئی حاضر

❶ صحیح البخاری، أیضاً، رقم: ۳۶۸۰.

❷ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم، رقم: ۳۶۷۷.

خدمت ہوئے، تو آپ نے یہ آیت سنائی۔ ''إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا'' (الفتح : ۱) [1]

شراب خوری سے اجتناب:

شراب عرب کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی لیکن متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم مثلاً سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ وغیرہ اپنی فطرتِ سلیمہ کی ہدایت سے زمانہ جاہلیت ہی میں اس سے محترز رہے لیکن جو صحابہ اس کے عادی تھے انھوں نے بھی شراب کی حرمت کے ساتھ ہی اس دیرینہ عادت کو اس طرح ترک کر دیا کہ گویا انھوں نے جام و ساغر کو منہ ہی نہیں لگایا تھا۔ شراب کی حرمت کا حکم بتدریج نازل ہوا لیکن حرمت خمر کے متعلق سب سے آخری آیت:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ ﴿٩١﴾﴾ (المائدہ : ۹۱)

''بے شک شیطان شراب اور جوا کی راہ سے تمھارے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کرنا چاہتا ہے، اور تمھیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دینا چاہتا ہے تو کیا تم لوگ (اب) باز آ جاؤ گے۔''

نازل ہوئی تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بیساختہ پکار اٹھے۔ ''انتھینا'' ہم باز آئے۔ [2]

ادبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام کرتے تھے اس کا اظہار سینکڑوں طریقے سے ہوتا تھا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دربار نبوت کے ادب و عظمت کے لحاظ سے خاص طور پر کپڑے زیب تن کر لیتے۔ بغیر طہارت کے آپ کی خدمت میں حاضر ہونا اور آپ سے مصافحہ کرنا گوارا نہ کرتے، آپ کے سامنے بیٹھتے تو

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی، غزوۃ الحدیبیۃ، رقم: ۴۱۷۷.

[2] سنن ابوداؤد، کتاب الأشربۃ، باب فی تحریم الخمر، رقم: ۳۶۷۰۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

فرطِ ادب سے تصویر بن جاتے۔ ادب کے مارے آپ سے آگے چلنا پسند نہیں کرتے، ایک سفر میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک سرکش اونٹ پر سوار تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نکل نکل جاتا تھا، عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈانٹا کہ کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نہ بڑھنے پائے۔'' [1]

اہل بیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزہ واقارب کی عزت ومحبت:

ایک بار سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے شفا بنت عبداللہ العدویہ کو بلا بھیجا، وہ آئیں تو دیکھا کہ عاتکہ بنت اُسید پہلے سے موجود ہیں۔ کچھ دیر کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے دونوں کو ایک ایک چادر دی لیکن شفاء کی چادر کم درجہ کی تھی، اس لیے انھوں نے کہا کہ ''میں عاتکہ سے زیادہ قدیم الاسلام اور آپ کی چچا زاد بہن ہوں، آپ نے مجھے خاص اس غرض کے لیے بلایا تھا اور عاتکہ تو یوں ہی آ گئی تھیں'' بولے ''میں نے یہ چادر تمھارے ہی دینے کے لیے رکھی تھی لیکن جب عاتکہ آ گئیں تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کا لحاظ کرنا پڑا۔'' [2]

شوق صحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض صحبت ایک ایسی دولت جاودانی تھا، جس پر صحابہ کرام ہر قسم کے دینوی مال ومتاع کو قربان کر دیتے تھے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ مدینہ سے کس قدر دور مقام عالیہ میں رہتے تھے اس لیے روزانہ آپ کے فیض رفاقت سے متمتع نہیں ہو سکتے تھے، تاہم یہ معمول کر لیا تھا کہ ایک روز خود آتے تھے اور دوسرے روز اپنے اسلامی بھائی کو بھیجتے کہ آپ کی تعلیمات وارشادات سے محروم نہ رہنے پائیں۔ [3]

رضائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

ایک بار کسی نے آپ سے آپ کے روزے کے متعلق سوال کیا، جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] صحیح بخاری، کتاب الحصبة، رقم: ۲۶۱۰.

[2] الإصابة، تذکرہ عاتکہ بنت أسید.

[3] صحیح بخاری، کتاب العلم، باب التناوب فی العلم، رقم: ۸۹.

کو غصہ آ گیا سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حالت دیکھی تو کہا:

''رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا ، بِالْإِسْلَامِ دِيْنًا ، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا ، نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهِ .))

''ہم نے اللہ کو اپنا پروردگار، اسلام کو اپنا دین، اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنا پیغمبر بنایا ہے، اور اللہ کے اور رسول کے غصہ سے پناہ مانگتے ہیں۔''

اسی فقرہ کو بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ آپ کا غصہ اتر گیا۔ [1]

ایثار:

فیاضی ایک اخلاقی وصف ہے لیکن ایثار فیاضی کی اعلیٰ ترین قسم ہے۔ اور وہ صحابہ کرام میں اس قدر پائی جاتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر رضی اللہ عنہ کو عطیہ دیتے تھے لیکن وہ یہ کہہ کر انکار کر دیتے تھے کہ ''یہ اس کو دیجیے جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو۔'' [2]

عفو و درگزر:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی اس آیت کی حقیقی تفسیر ہے:

﴿وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ﴾

(آل عمران : ۱۳۴)

''اور غصہ کو پی جانے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے ہوتے ہیں۔''

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اگرچہ مذہبی معاملات میں نہایت سخت تھے لیکن ایک بار طائف کے دو شخصوں نے مسجد نبوی میں شور وغل کیا تو انھوں نے ان کو طلب کیا اور کہا کہ ''مسجد نبوی میں شور کرتے ہو اگر شہر کے رہنے والے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا۔'' [3]

---

[1] سنن ابوداؤد، کتاب الصیام، باب في صوم الدھر تطوعا، رقم: ۲۴۲۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب من أعطاہ اللہ شیئا من غیر مسألة......، رقم: ۱۴۷۳.

[3] صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب رفع الصوت فی المسجد، رقم: ۴۷۰.

شکر الٰہی:

ایک شخص کا بیٹا مر جاتا ہے، دولت لٹ جاتی ہے، جائیداد تباہ ہو جاتی ہے تو وہ ابتداء میں بدحواس ہو جاتا ہے، لیکن مایوسی مجبوراً صبر کا خوگر بنا دیتی ہے کہ ''الیاس احدی الراحتین'' لیکن جب باری تعالیٰ ایک لاولد شخص کو بیٹا دیتا ہے ایک مفلس کو دولت مل جاتی ہے، ایک ذلیل شخص معزز ہو جاتا ہے تو دفعتہً اس قدر مغرور اور خود پسند ہو جاتا ہے کہ اس حالت میں اس کو رب تعالیٰ یاد نہیں آتا، اس لیے بعض اللہ والوں کا قول ہے کہ ''صبر آسان اور شکر مشکل ہے'' لیکن اسلام کے تمام دور صحابہ کرام کے سامنے تھے وہ بھی جس میں وہ سخت مفلس اور محتاج تھے، اور وہ بھی جس میں وہ دولت مند اور متمول ہو گئے تھے۔ پہلے دور میں انھوں نے صبر کیا اور دوسرے دور میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے۔ ایک دفعہ عمر رضی اللہ عنہ نے نیا کپڑا پہنا تو فرمایا کہ میں اس اللہ کا شکر کرتا ہوں جس نے مجھ کو کپڑا پہنایا جس سے میں اپنی شرمگاہ چھپاتا ہوں اور زندگی میں زینت حاصل کرتا ہوں۔ [1]

راز داری:

راز داری ایک امانت ہے اور دنیا میں بہت کم لوگ ہیں جو اس امانت کا بار اٹھا سکتے ہیں لیکن صحابہ کرام کا سینہ راز کا مدفن تھا جس سے وہ قیامت تک باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوئی تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ان کی منگنی کرنی چاہی لیکن انھوں نے کہا ''میں اس سے معذور ہوں'' اب انھوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی وہ خاموش رہے، عمر رضی اللہ عنہ تو پہلی ناکامی کے بعد دوسری ناکامی کا بہت رنج ہوا اس کے چند روز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نکاح کا پیغام بھیجا، نکاح ہو گیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اپنے رنج کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا کہ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کا ذکر مخفی طور پر کیا تھا، لیکن میں آپ کا راز فاش کرنا پسند نہیں کرتا تھا،

[1] الترغیب والترھیب : ۱۵۸/۲.

اگر آپ نکاح نہ کرتے تو میں ضرور نکاح کر لیتا۔ ❶

غیرت:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اگر چہ فخر وغرور سے سخت نفور تھے تاہم انھوں نے نہایت غیور طبیعت پائی تھی، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اس قدر غیور تھے کہ ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خواب میں جنت نظر آئی جس میں ایک محل کے گوشے میں ایک عورت وضو کر رہی تھی، میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ جواب ملا کہ عمر کا'' میں نے اس میں داخل ہونا چاہا، لیکن عمر کی غیرت کے خیال سے واپس آیا۔'' ❷

بچوں کی پرورش:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بچوں کی پرورش میں اپنے عیش وآرام کو بھی فراموش کر دیتے تھے۔ حارث بن ہشام نے طاعون عمواس میں انتقال کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی بی بی فاطمہ بنت ولید سے نکاح کر لیا اور ان کے بیٹے عبدالرحمٰن بن حارث کو اپنی آغوشِ تربیت میں لے لیا اور اس لطف ومحبت کے ساتھ ان کی تربیت فرمائی کہ خود عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ''میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی مربی نہیں دیکھا۔'' ❸

مساوات:

جب کہ تمام عرب وعجم نے سیادت وحکومت کے ذریعہ سے دنیا کو اپنا غلام بنا ڈالا تھا۔ اسلام نے صرف تقویٰ وطہارت کو انسان کا اصلی شرف قرار دیا اور قرآن مجید نے تمام دنیا کے خلاف یہ صدا بلند کی:

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (الحجرات: ۱۳)

---

❶ طبقات ابن سعد، تذکرۃ حفصہ رضی اللہ عنہا.

❷ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الغیرۃ، رقم: ۵۲۲۷.

❸ طبقات ابن سعد، تذکرۃ عبد الرحمن بن حارث.

''بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے معزز وہ ہیں جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہیں۔''

صحابہ کرام کو اگرچہ خلافت الٰہی نے اس شرف سے بھی ممتاز کیا جو روم وایران کا سب سے بڑا ذریعہ تفوق وامتیاز تھا تاہم انھوں نے صرف مذہب واخلاق ہی کو اپنا شرف خیال کیا سیّدعمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ:

''کرم المؤمن تقواہ ودینہ وحسبہ ومروتہ وخلقہ.'' [1]

''مسلمان کا اصل سرمایہ شرف اس کا تقویٰ ہے، اس کا دین ہے، اس کا حسب ہے، اس کی دولت ہے اور اس کا خلق ہے۔''

اس خیال کا یہ نتیجہ تھا کہ سیاسی حیثیت سے خلیفہ وقت خود اپنے آپ کو تمام لوگوں کے برابر سمجھتا ہے اور ہر شخص کے ساتھ مساویانہ برتاؤ کرتا تھا۔

ایک دن سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ امور خلافت میں مشغول تھے کہ اس حالت میں ایک آدمی آیا اور کہا کہ ''اے امیر المومنین! مجھ پر فلاں نے ظلم کیا ہے انھوں نے اس پر کوڑا اٹھایا اور کہا کہ جب میں مفصل مقدمات کے لیے بیٹھتا ہوں تو تم لوگ نہیں آتے اور جب خلافت کے دوسرے کاموں میں مشغول ہوتا ہوں تو دادرسی کے لیے آتے ہو'' وہ ناراض ہوکر چلا تو اسے بلایا اور اس کے سامنے اپنا کوڑا ڈال دیا اور کہا کہ ''مجھ سے قصاص لو'' اس نے کہا، نہیں، میں اللہ کے لیے معاف کرتا ہوں۔ بولے ''اگر اللہ کے لیے معاف کرتے ہو تو خیر ورنہ اگر میرے لیے درگزر کرتے ہو تو مجھے بتاؤ اس نے کہا نہیں اللہ کے لیے۔'' [2]

زہد وتواضع:

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کسریٰ وقیصر کے خزانے کے کلید بردار تھے لیکن زہد وتواضع کا یہ حال تھا

---

[1] مؤطا مالك، كتاب الجهاد، باب الشهداء فى سبيل الله.

[2] اسد الغابہ، تذکرہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ.

کہ ایک دن انھوں نے پینے کا پانی مانگا لوگ شہد کا شربت لائے پیالے کو ہاتھ پر رکھ کر تین بار فرمایا کہ ''اگر پی لوں تو اس کی مٹھاس چلی جائے گی اور تلخی (عذاب) باقی رہ جائے گی'' یہ کہہ کر ایک آدمی کو دے دیا اور وہ اس کو پی گیا۔

ایک دن سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں آئے، انھوں نے سالن میں زیتون کا تیل ڈال کر سامنے رکھ دیا، بولے ''ایک برتن میں دو دو سالن تادم مرگ نہ کھاؤں گا۔'' [1]

رحم وشفقت:

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت آیا تو ان کی قدیم شدت وجلالت کے تصور سے تمام صحابہ کانپ اٹھے اور کہنے لگے کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے؟ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی تو ایک عام مجمع کیا اور منبر پر چڑھ کر فرمایا:

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ لوگ میری سختیوں سے گھبراتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عمر ہم پر سختی کرتے تھے پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو اس وقت بھی عمر ہمارے ساتھ سختی سے پیش آئے جب کہ وہ خود خلیفہ ہوئے ہیں تو اللہ بہتر جانتا ہے کیا غضب ہوگا؟ لوگوں نے یہ بالکل سچ کہا ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خادم تھا اور آپ کی رحمت وشفقت کا درجہ کون حاصل کرسکتا ہے؟ اللہ نے آپ کو رؤف الرحیم کہا ہے جو خود اللہ کا نام ہے، پھر ابوبکر خلیفہ ہوئے اور ان کے رفق وملاطفت کا بھی آپ لوگوں کو انکار نہیں ہے ان کا بھی ایک خادم اور مددگار تھا اس لیے ان کی نرمی کے ساتھ اپنی سختی کو ملا دیتا تھا، اور تیغ بے نیام ہوجاتا تھا وہ چاہتے تھے تو اس سے وار کرتے تھے ورنہ میان میں ڈال دیتے تھے لیکن اب جب کہ میں خود خلیفہ ہوگیا ہوں تو یقین کرو کہ وہ سختی دوگنا ہوگئی ہے لیکن صرف ان لوگوں کے لیے جو مسلمانوں پر ظلم کرتے

[1] اسد الغابہ، تذکرہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔

ہیں۔ رہے نیک اور دیانتدار لوگ تو میں ان کے لیے اس سے زیادہ نرم ہوں جس قدر وہ باہم نرم خو ہیں۔'' ❶

شرک و بدعت کا استیصال:

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے تک شجرۃ الرضوان قائم تھا اور لوگ متبرک سمجھ کر اس کی زیارت کو آتے تھے، یہ دیکھ کر انھوں نے اس کو جڑ سے کٹوا دیا۔ ❷

نماز کا اہتمام:

آپ نے نے نماز کی تمام جزئیات وخصوصیات کو قائم رکھنے کے لیے جو انتظامات کیے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ تمام عمال کے نام ایک فرمان لکھا جس میں نماز کے اوقات کی تفصیل فرمائی اور ان کی پابندی کی طرف توجہ دلائی اور اس فرمان کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں:

''اِنَّ اَهَمَّ اَمْرِكُمْ عِنْدِیْ الصَّلٰوةُ فَمَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِيْنَهٗ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا اَضْيَعُ .''

''میرے نزدیک تمہارا سب سے زیادہ اہم کام نماز ہے جس نے اس کی محافظت کی اس نے اپنے دین کی محافظت کی اور جس نے اس کو ضائع کردیا وہ اس کے سوا اور چیزوں کو بھی ضائع کرے گا۔''

اخیر میں نماز عشاء کا وقت لکھا تو اس کے ساتھ یہ فقرے لکھے؟

''فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهٗ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهٗ فَمَنْ نَامَ فَلَانَامَتْ عَيْنُهٗ .'' ❸

''جو شخص بغیر عشاء کی نماز پڑھے ہوئے سو گیا تو اس کی آنکھ نہ سوئے نہ سوئے نہ سوئے۔''

❶ الرياض النضرة في مناقب العشرة: ۲/ ٤. ❷ ازالة الخلفاء: ۲/ ۹۱.
❸ مؤطا امام مالك، كتاب وقوت الصلوٰة.

3۔سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل:

''سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیعت رضوان کے موقع پر مکہ تشریف لے گئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کے بارے میں فرمایا تھا: ''یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔'' [1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: ''کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔'' [2]

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اُحد پہاڑ پر چڑھے تو پہاڑ ہل گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اُحد ٹھہر جا تجھ پر نبی، صدیق اور دو شہید ہیں۔'' [3]

محرمات شرعیہ سے اجتناب:

عرب اکثر شراب پی لیا کرتے تھے، بلکہ اس طرح کہا جائے تو زیادہ مناسب ہے کہ شراب عرب کی گھٹی میں پڑی ہوتی تھی لیکن متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی فطرت سلیمہ کی ہدایت سے زمانہ جاہلیت ہی میں اس سے اجتناب کرتے تھے۔ ان صحابہ میں سے سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

تلاوتِ قرآن:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمیشہ تلاوت قرآن میں مصروف رہتے تھے، اور تلاوت کا طریقہ یہ تھا کہ قرآن مجید کے متعدد حصے کر لیے تھے، اور بلا ناغہ اس کی تلاوت فرماتے تھے، اور سخت سے سخت مصیبت میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس شوق میں کوئی فرق نہیں آتا تھا، بلکہ اس حالت میں قرآن مجید ہی ان کے لیے مایہ تسکین ہوتا تھا، جس وقت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی

[1] صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم، باب مناقب عثمان رضی الله عنه، رقم: ٣٦٩٩.

[2] صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابه، باب من فضائل عثمان بن عفان رضی الله عنه، رقم: ٢٤٠١.

[3] صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم، رقم: ٣٦٧٥.

شہادت واقع ہوئی، وہ قرآنِ مجید کی تلاوت میں مصروف تھے۔ چنانچہ ان کے خون کے قطرے قران مجید کی اس آیت پر گرے:

﴿فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٣٧﴾﴾ (البقرہ : ۱۳۷)

''پس اللہ آپ کے لیے ان کے مقابلے میں کافی ہوا، اور وہ بڑا سننے والا اور بڑا مہربان ہے۔'' ❶

خوف عذابِ قبر:

قبر سفر آخرت کی پہلی منزل ہے، اس لیے صحابہ کرام اس منزل کو نہایت کٹھن سمجھتے تھے اس کے دشوار گزار اور پر خطر راستوں سے ہمیشہ لرزتے رہتے تھے۔ آپ جب کسی قبر کے پاس سے گزرتے تو اتنی رقت طاری ہوتی کہ روتے روتے ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ ❷

محبت رسول ﷺ:

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ذاتِ رسالت ﷺ کے ساتھ والہانہ شیفتگی تھی، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا جوئی کے لیے اپنی کل کائنات نثار کرنے کے لیے ہر وقت آمادہ رہتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی ادنیٰ تکلیف کو دیکھ کر تڑپ جاتے تھے۔ ایک مرتبہ بیت نبوی ﷺ پر کئی دن فقر و فاقہ سے گزر گئے۔ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو معلوم پڑا تو بے چین ہو کر رونے لگے اور اسی وقت کئی بورے گیہوں، آٹا، کھجور، بکری کا گوشت اور تین سو درہم نقد لے کر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا کہ جب اس قسم کی ضرورت پیش آئے تو عثمان کو یاد فرمایا جائے۔ ❸

احترامِ رسول ﷺ:

ذات نبوی ﷺ کا اتنا ادب و احترام تھا کہ جس ہاتھ سے آنحضرت ﷺ کے

❶ الإستیعاب، تذکرہ عثمان بن عفان. ❷ کنز العمال : ٦/٧٢.
❸ کنز العمال : ٦/٣٧٦.

دست حق پرست پر بیعت کی تھی، اسے تا عمر محل نجاست سے مس نہیں کیا۔ ❶

فیاضی:

اگر چہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تمام اخلاقی محاسن نے اسلام کو تقویت دی لیکن سب سے زیادہ اسلام کو صحابہ کی فیاضی سے رسوخ و ثبات حاصل ہوا، مدینہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غربت کدہ تھا لیکن انصار کی فیاضی نے آپ کو اپنی آنکھوں میں جگہ دی، مہاجرین کو اپنے گھروں میں ٹھہرایا اور بعض شرائط کے ساتھ اپنی نخلستان کی پیداوار میں ان کو شریک کر لیا۔ ❷

مہاجرین میں عثمان رضی اللہ عنہ جس طرح بہت بڑے دولت مند تھے، بہت بڑے فیاض بھی تھے۔ عہد نبوت میں جب مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوا تو آپ نے مسجد کو وسیع کرنا چاہا، مسجد کے متصل ایک قطعہ زمین تھا جس کی نسبت آپ نے فرمایا کون اس کو خرید کر اللہ کے حوالہ کرتا ہے؟ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو بیس ہزار درہم میں خرید کر مسجد پر وقف کر دیا، مسلمانوں کو پانی کی تکلیف تھی، بیر رومہ کو خرید کر وقف عام فرما دیا۔ غزوۂ تبوک میں ایک متمدن سلطنت کا مقابلہ تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس سامان جہاد نہایت کم تھا۔ انھوں نے تنہا نہایت فیاضی کے ساتھ تمام سامان مہیا کیا۔ ❸

غزوۂ تبوک کے زمانہ میں آپ کی خدمت میں ہرقل کا قاصد آیا۔ چونکہ آپ عموماً قاصدوں سے لطف و مراعات کے ساتھ پیش آتے تھے، اس لیے آپ نے معذرت کی کہ ”ہم لوگ اس وقت سفر میں ہیں اگر ممکن ہوا تو ہم تمھیں صلہ دیں گے، عثمان رضی اللہ عنہ نے سنا تو پکارے کہ ”میں صلہ دوں گا“ چنانچہ اپنے توشہ دان سے ایک حلہ صفوریہ نکال کر اس کو دیا پھر

---

❶ طبقات ابن سعد: ۳/ق، تذکرہ عثمان رضی اللہ عنہ.

❷ صحیح بخاری، کتاب الحرث والمزارعة، باب إذا قال: اكفني مؤونة النخل......، رقم: ۲۳۲۵.

❸ سنن نسائی، کتاب الجهاد، رقم: ۳۱۸۲۔ طبقات ابن سعد: ۳/ق ۱، تذکرہ عثمان رضی اللہ عنہ۔ ابن حبان نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ''کون اس کو اپنا مہمان بنائے گا؟'' ایک انصاری نے کہا ''میں اس کے لیے حاضر ہوں۔'' ❶

صبر و تحمل:

آپ حلم و عفو کا پیکر تھے۔ آپ میں اس وصف کا اتنا غلبہ تھا کہ لوگ اس سے ناجائز فائدہ اٹھاتے تھے۔ کسی حالت میں حلم و صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹتا تھا۔ آپ کے خلاف کتنا طوفان بپا ہوا۔ مخالفین نے رو در رو گستاخیاں کیں لیکن اس پیکر حلیم نے سوائے صبر و تحمل کے کوئی جواب نہ دیا۔ اگر آپ چاہتے تو باغیوں کے خون کی ندیاں بہہ جاتیں لیکن آپ نے جان دے دی مگر صبر و حلم کے جادۂ مستقیم سے نہ ہٹے۔ ❷

تواضع:

آپ کے پاس لونڈی غلاموں کی کمی نہ تھی لیکن اپنے کاموں کے لیے ان کی راحت میں خلل نہ ڈالتے تھے۔ شب کو تہجد کے وقت کسی غلام کو نہ جگاتے، خود ہی پانی لے کر وضو کر لیتے۔ لوگوں نے آپ سے عرض کیا: آپ کیوں زحمت فرماتے ہیں، کسی غلام کو جگا لیا کیجئے، فرمایا، رات کا وقت ان کے آرام کے لیے ہے۔ ❸

غلاموں کے ساتھ سلوک:

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ رات کو اٹھ کر خود وضو کا پانی لیا کرتے تھے، لوگوں نے کہا: ''اگر آپ کسی خادم سے کہہ دیتے تو وہ یہ کام کر دیتا۔'' بولے! ''نہیں رات ان کے آرام کے لیے ہے۔'' ❹

---

❶ مسند أحمد: ۳/ ٤٤٢.

❷ تاریخ اسلام از ندوی: ۱/ ۲۸۶۔۲۸۷.

❸ طبقات ابن سعد: ۳/ ٤١ بحوالہ تاریخ اسلام: ۱/ ۲۸۷.

❹ طبقات ابن سعد، تذکرۃ عثمان رضی اللّٰہ عنہ.

شرم وحیاء:

شرم وحیاء کا یہ حال تھا کہ دروازہ بند ہوتا تھا لیکن کپڑا اتار کر نہیں نہاتے تھے۔ ❶

نہانے کے بعد ان کی بی بی کی لونڈی کپڑے پہننے کے لیے لاتی تھی تو کہہ دیتے تھے کہ میری طرف نہ دیکھنا کیونکہ تمہارے لیے یہ جائز نہیں۔ ❷

خود رسول اللہ ﷺ ان کی شرم وحیا کا لحاظ رکھتے تھے۔ ایک بار آپ کی خدمت میں سیّدنا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما آئے اس وقت آپ گھر میں لیٹے ہوئے تھے اور آپ کی ران کھلی ہوئی تھی لیکن جب سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور آپ نے اس کو ڈھانک لیا، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ عثمان شرمیلے آدمی ہیں اگر میں اسی حالت میں رہتا تو وہ اپنی حاجت پیش نہ کرتے۔ ❸

4۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل:

نبی کریم ﷺ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔'' ❹

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' ❺

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''نبی معظم ﷺ نے مجھ سے عہد فرمایا تھا کہ تجھ سے ایمان دار محبت، اور منافق بغض رکھے گا۔'' ❻

---

❶ مسند أحمد: ۱/۷٤.

❷ طبقات ابن سعد، تذکرة عثمان رضی الله عنه.

❸ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم: ٦٢١٠.

❹ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب عمرة القضاء، رقم: ٤٢٥١.

❺ صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوه تبوك، رقم: ٤٤١٦.

❻ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان حب الانصار وعلی رضی الله عنهم من الایمان، رقم: ٧٨.

اتباعِ سنت:

قرآن مجید کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا محور عمل صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تھی اس لیے وہ تمام اعمال میں آپ کی سنت کی اتباع کرتے تھے۔ ''ایک دفعہ علی رضی اللہ عنہ سوار ہونے لگے تو رکاب میں ''بسم اللہ'' کہہ کر پاؤں رکھا، پشت پر پہنچے تو ''الحمد للہ'' کہا۔ پھر یہ آیت پڑھی:

﴿لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ
وَ تَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ﴿١٣﴾ وَ اِنَّاۤ اِلٰى
وَ تَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ﴿١٣﴾ وَ اِنَّاۤ اِلٰى
رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿١٤﴾﴾ (الزخرف: ۱۳،۱۴)

پھر تین بار ''الحمد للہ'' اور تین بار ''اللہ اکبر'' کہا۔ اس کے بعد یہ دعا پڑھی۔

''سُبْحَانَكَ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ ، فَإِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ .''

پھر ہنس پڑے، لوگوں نے ہنسنے کی وجہ پوچھی، بولے ''ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ہی پابندیوں کے ساتھ سوار ہوئے اور اخیر میں ہنس پڑے، میں نے ہنسنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ جب بندہ علم و یقین کے ساتھ یہ دعا کرتا ہے تو اللہ سے خوش ہوتا ہے۔'' [1]

رحمت و شفقت:

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بازاروں میں جاتے تو بھولے بھٹکے لوگوں کو راستہ دکھاتے، حمالوں کے سر پر بوجھ اٹھا دیتے۔ اگر کسی کے جوتے کا تسمہ گر جاتا تو اسے اٹھا کر دے دیتے اور یہ آیت پڑھتے:

---

[1] سنن ابوداؤد، کتاب الجهاد، باب ما يقول الرجل اذا ركب، رقم: ۲۶۰۲۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

﴿تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ (القصص : ۸۳)

''ہم نے دار آخرت کو ان لوگوں کے لیے بنایا ہے جو زمین میں فساد اور غلبہ حاصل کرنا نہیں چاہتے اور عاقبت صرف پرہیزوں کے لیے ہے۔'' ❶

سیرۃ المرتضٰی پر ایک جامع تبصرہ:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے استفسار پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک حاشیہ نشین ضرار صدائی نے آپ کے حسب ذیل اوصاف بیان کیے تھے جو آپ کی سیرت پر ایک جامع تبصرہ ہے۔ وہ بلند حوصلہ اور نہایت قوی تھے، فیصلہ کن بات کہتے تھے، عادلانہ فیصلہ کرتے تھے، ان کے ہر سمت سے علم پھوٹتا تھا اور حکمت ٹپکتی تھی۔ دنیا اور اس کی دلفریبیوں سے وحشت کرتے تھے۔ رات کی تاریکی اور اس کی وحشت سے انس رکھتے تھے۔ عبرت پذیر اور بہت غور وفکر کرنے والے تھے۔ چھوٹا لباس اور موٹا جھوٹا کھانا پسند کرتے تھے۔ ہم میں ہم ہی لوگوں کی طرح رہتے تھے۔ جب ہم کچھ پوچھتے تھے تو اس کا جواب دیتے تھے باوجودیکہ وہ ہم کو اپنے قریب رکھتے تھے اور خود ہمارے قریب رہتے تھے، لیکن ہم ہیبت سے ان سے گفتگو نہ کرسکتے تھے۔ وہ دینداروں کی تعظیم کرتے تھے۔ غریبوں کو مقرب بناتے تھے۔ ان کے سامنے طاقتور باطل میں طمع نہیں کرسکتا تھا، اور کمزور انصاف سے مایوس نہیں ہوتا تھا، بعض مواقع پر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ رات گزر رہی ہے، ستارے جھلملا رہے ہیں، اپنی ڈاڑھی مٹھی میں دبائے مارگزیدہ کی طرح بے قرار اور غم رسیدہ کی طرح اشکبار کہہ رہے ہیں۔ ''اے دنیا! کسی اور کو فریب دے، تو مجھ سے لگاوٹ کررہی ہے، میری مشتاق ہے، افسوس! افسوس! میں نے تجھے تین طلاقیں دیں، تیری عمر تھوڑی اور تیرا مقصد حقیر ہے، ہائے ہائے سفر طویل، راستہ وحشت ناک اور زاد سفر تھوڑا ہے۔ ❷

---

❶ الرياض النضرة: ۲/ ۲۳۴.

❷ كنز العمال، ص : ۴۱۰.

یہ اوصاف سن کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رو دیے اور کہا، اللہ ابوالحسن (علی رضی اللہ عنہ) پر رحم کرے، واللہ! وہ ایسے ہی تھے۔ ❶

5۔ سیّدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے فضائل:

سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو زرہیں پہنے ہوئے تھے۔ آپ نے ایک چٹان پر چڑھنے کی کوشش کی مگر اس کی طاقت نہ پائی، سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ آپ کے نیچے بیٹھ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کندھے پر قدم رکھا اور چٹان پر چڑھ گئے، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: آپ نے فرمایا: ''طلحہ نے (اپنے لیے جنت) واجب کر لی ہے۔'' ❷

سیّدنا جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا: ''جسے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ وہ کسی شہید کو زمین پر چلتا پھرتا دیکھے، تو وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھ لے۔'' ❸

قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں: ''میں نے سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کا وہ ہاتھ دیکھا ہے جس سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی تھی کہ وہ شل ہو چکا تھا۔'' ❹

6۔ سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع:

بعض ایسے غزوات تھے کہ ایک موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ اُحد میں صحابہ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھاگ گئے، اس وقت ابوطلحہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈھال کی آڑ کیے ہوئے تھے

---

❶ روضة النضرة: ٢/٢١٢ بحوالہ تاریخ اسلام: ١/٣٥٣.

❷ سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد طلحه بن عبیدالله رضی الله عنه، رقم: ٣٧٣٨۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❸ سنن الترمذی، أیضاً، رقم: ٣٧٣٩۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❹ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم، باب ذکر طلحة بن عبید الله، رقم: ٣٧٢٤.

اور سیدنا ابوطلحہ زبردست تیرانداز اور تیر کمان چلانے کے ماہر تھے۔ اُحد میں انہوں نے دو یا تین کمانیں (چلانے کی وجہ سے) توڑ دی تھیں، جب کوئی شخص تیروں کی ترکش لیے آپ ﷺ کے سامنے سے گزرتا تو آپ ﷺ فرماتے: ((اُنْثُرْھَا لِاَبِيْ طَلْحَةَ)) ''یہ تیر ابوطلحہ کے سامنے بکھیر دو۔''

اور رسول کریم ﷺ کھڑے ہو کر کفار کی طرف دیکھتے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے:

((بِاَبِیَ انْتَ وَاُمِّيْ لَا تُشْرِفْ یُصِبْكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ، نَحْرِی دُوْنَ نَحْرِكَ.))

''میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ ان کی طرف مت دیکھیں، کہیں آپ کو قوم (کفار) کا کوئی تیر نہ لگ جائے، میرا سینہ آپ کے سینہ کے آگے حاضر ہے (آنے والا تیر مجھے لگے آپ کو نہیں)''

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور اُم سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا وہ پنڈلیوں سے کپڑا ہٹائے ہوئے تھیں۔ مجھے ان کی پنڈلیوں کے زیور نظر آ رہا تھے اور اپنی پیٹھوں پر پانی کی مشکیں اُٹھا کر دوڑ رہی تھیں، وہ زخمیوں کے پانی ڈال دیتیں، پھر واپس جاتیں اور دوبارہ بھر کر لاتیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں، ابوطلحہ کے ہاتھوں سے دو یا تین بار تلوار گر پڑی تھی۔ [1]

اپنے بہترین مال کا انفاق:

سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ (آل عمران: ۹۲)

''جب تک تم لوگ اپنا بہترین مال خیرات نہ کرو گے نیکی کو نہ پاؤ گے۔''

اور میرا محبوب ترین مال بیرحا ہے جس کو میں اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں اور اللہ

---

[1] صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ اُحد، رقم: ٤٠٦٤.

سے اس کے ثواب کی اُمید کرتا ہوں۔ ❶

مشتبہات سے اجتناب:

ایک بار سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ ان کے نیچے سے ایک چادر نکال لے۔ سیّدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ پاس بیٹھے ہوئے تھے بولے کیوں؟ فرمایا: اس میں تصویر بنی ہوئی ہے اور تصویروں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے وہ تم کو معلوم ہے بولے! لیکن آپ نے کپڑے میں بنی ہوئی تصویر کی ممانعت تو نہیں فرمائی۔ بولے، ہاں! لیکن میرے دل کا اطمینان اسی طرح ہوگا۔'' ❷

7۔ سیّدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے فضائل:

سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریظہ کے دن مجھے فرمایا: ''میرے والدین تجھ پر فدا ہوں۔'' ❸

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر نبی کے لیے مخلص مدد گار تھے، اور میرا مخلص مدد گار زبیر بن عوام ہے۔'' ❹

صدقہ وخیرات:

اگرچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سخت تنگدست تھے تاہم ان کو تھوڑا بہت جو کچھ ملتا تھا اس کو صدقہ وخیرات کر دیتے تھے۔ سیّدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے ہزار غلام تھے، وہ کما لاتے تھے تو کل رقم صدقہ کر دیتے تھے۔ گھر میں ایک حبہ بھی نہ آنے پاتا تھا۔ ❺

8۔ سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے فضائل:

سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! سعد جب

❶ صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب الزکوٰۃ علی الأقارب، رقم: ۱۴۶۱.
❷ سنن ترمذی، کتاب اللباس، رقم: ۱۷۵۰۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔
❸ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبیؐ، باب مناقب الزبیر بن العوامؓ، رقم: ۳۷۲۰.
❹ صحیح البخاری، ایضاً، رقم: ۳۷۱۹. ❺ الإصابة، تذکر زبیر بن عوامؓ.

بھی دعا کرے تو تو اس کی دعا قبول فرما۔'' ❶

سیّدنا سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اُحد کے دن فرمایا: ''تجھ پر میرے والدین قربان ہوں۔'' ❷

استقامت:

مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حق میں کئی آیات نازل ہوئیں (اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں) کہ جب سعد مسلمان ہو گئے تو ان کی والدہ نے قسم اُٹھالی کہ میں تجھ سے اس وقت تک نہ بولوں گی جب تک تو اسلام سے نہیں پھر جائے گا، اور نہ ہی میں کھاؤں گی اور نہ پیوں گی۔

اور اس نے یہ بھی کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، اور میں تیری ماں ہوں تجھے حکم دیتی ہوں کہ اس دین سے باز آ جا۔ تین دن تک نہ کھایا نہ پیا، حتی کہ تکلیف بڑھ گئی اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی، تو اس کا بیٹا عمار آ گیا، اس نے اسے پانی پلایا اور کھڑا کیا، ہوش آنے پر اس نے سعد رضی اللہ عنہ کو بددعائیں دینا شروع کر دیں، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا﴾ (العنکبوت : ٨)

''اور ہم نے انسان کو والدین سے نیکی کرنے کی وصیت کی ہے۔''

﴿وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا﴾ (لقمان : ٥)

''لیکن اگر وہ میرے ساتھ اس چیز کو شریک کرنے پر مجبور کریں جس کا تجھے علم نہیں ہے تو پھر ان کی اطاعت نہ کرنا۔ ہاں! دنیاوی معاملات میں ان کا اچھا

---

❶ سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، رقم: ٣٧٥١۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فی فضل سعد بن ابی وقاص، رقم: ٢٤١١.

ساتھی بن جا۔'' ❶

دارالہجرت، مدینہ سے محبت:

ثواب آخرت کی تمنا نے دارالہجرت یعنی مدینہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نگاہوں میں اس قدر محبوب بنا دیا تھا کہ سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مکہ میں سخت بیمار ہو کر اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے تو ان کو صرف یہ افسوس ہوا کہ وہ دارالہجرت سے دور ایسی سرزمین میں فوت ہو رہے ہیں جس سے انہوں نے ہجرت کر لی ہے۔ ❷

9۔ سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے فضائل:

سیّدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نو آدمیوں کے بارہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ جنت میں جائیں گے، اور اگر دسویں کے بارے میں گواہی دوں تو گناہگار نہیں ہوں گا۔ پوچھا گیا وہ کیسے؟ فرمایا: ہم حرا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حراء ٹھہر جا تجھ پر نبی، صدیق، شہید ہیں۔'' پوچھا گیا: وہ کون تھے؟ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم۔ پوچھا گیا: دسویں کون تھے؟ فرمایا: وہ میں ہی تھا۔ ❸

اسلام کی خاطر سختیاں برداشت کرنا:

قیس بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کو مسجد کوفہ میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے (اسلام لانے سے قبل) مجھے میرے اسلام لانے کی وجہ سے باندھ رکھا تھا۔ ❹

---

❶ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم: ٦٢٣٨.

❷ صحیح مسلم، کتاب الوصایا، باب الوصیة بالثلث لا یتجاوز، ٤٢١٥.

❸ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب سعید بن زید رضی الله عنه، رقم: ٣٧٥٧۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❹ صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، رقم: ٣٨٦٢.

10۔سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے فضائل:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابو بکر جنتی ہے۔ عمر جنتی ہے۔ عثمان جنتی ہے۔ علی جنتی ہے۔ طلحہ جنتی ہے۔ زبیر جنتی ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوف جنتی ہے۔ سعد بن ابی وقاص جنتی ہے۔ سعید بن زید جنتی ہے اور ابوعبیدہ بن جراح جنتی ہے۔'' رضوان اللہ علیہم اجمعین [1]

باہمی الفت ومحبت:

صحابہ کرام باہمی اُلفت ومحبت نہایت زیادہ رکھتے تھے۔ اس لیے جب کسی صحابی کو کسی قسم کا دُکھ درد پہنچتا تھا تو دوسرے صحابہ کے دل بھر آتے تھے۔ ایک دن سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف کے سامنے کھانا رکھا گیا، ان کو ابتدائے اسلام کا افلاس یاد آ گیا، بولے: ''مصعب بن عمیر مجھ سے بہتر تھے۔ وہ شہید ہوئے اور ایک چادر کے سوا ان کو کفن میسر نہ ہوا۔ حمزہ یا اور صحابی جو مجھ سے بہتر تھے شہید ہوئے اور ایک چادر کے سوا اور ان کو کفن نہ ملا، شاید دنیا ہی میں ہم کو ہمارے طیبات مل گئے۔'' یہ کہہ کر رونے لگے اور کھانا چھوڑ دیا۔ [2]

معاش کی خاطر محنت:

سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف ہجرت کر کے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی مواخات کر دی، اس بنا پر سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے مال میں سے ان کو نصف دینا چاہا لیکن انہوں نے کہا: ''یہ مال تم کو مبارک ہو مجھے کوئی تجارتی بازار بتاؤ۔'' انہوں نے سوق قینقاع کا راستہ بتا دیا، وہاں جا کر انہوں نے پنیر اور گھی کی تجارت شروع کر دی اور چند ہی دنوں میں اس قدر فائدہ ہوا کہ شادی کرنے کے قابل ہو گئے۔ اور انہوں نے شادی کر لی۔ [3]

---

[1] سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عبدالرحمن بن عوف رضی الله عنه، رقم: ۳۷۴۷۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، رقم: ۱۲۷۴.

[3] صحیح بخاری، کتاب البیوع، رقم: ۲۰۴۸.

تقسیم مال:

ام بکر بنت مسور رحمۃ اللہ علیہ فرماتی ہیں، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک زمین چالیس ہزار دینار میں بیچی اور یہ ساری رقم قبیلہ بنو زہرہ، غریب مسلمانوں، مہاجرین اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات میں تقسیم کر دی۔ اس میں کچھ رقم سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجی۔ انہوں نے پوچھا یہ مال کس نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا: عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے۔ پھر مال لے جانے والے نے سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے زمین بیچنے اور اس کی ساری قیمت تقسیم کر دینے کا قصہ بتایا۔ اس پر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرے بعد تو ازواج مطہرات کے ساتھ شفقت کا معاملہ صرف صابر لوگ ہی کریں گے۔ (پھر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دعا دی) اللہ تعالیٰ عبدالرحمٰن بن عوف کو جنت کے سلسبیل چشمے سے پلائے۔ ❶

جعفر بن برقان فرماتے ہیں: ''مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف نے تیس ہزار گھرانے آزاد کیے۔'' ❷

11۔ سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے فضائل:

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر اُمت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس اُمت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔'' ❸

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابوبکر بہت اچھے آدمی ہیں۔ عمر بہت اچھے آدمی ہیں۔ ابوعبیدہ بہت اچھے آدمی ہیں۔'' ❹

---

❶ مستدرک حاکم: ۳/ ۳۱۰۔ حلیة الأولیاء: ۱/ ۹۸۔ طبقات ابن سعد: ۳/ ۹۴.

❷ مستدرك حاکم: ۳/ ۳۰۸۔ حلیة الاولیاء: ۱/ ۹۹.

❸ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم، باب مناقب ابی عبیدة رضی الله عنه، رقم: ۳۷۴۴.

❹ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل و ابی عبیدة بن الجراح رضی الله عنهم، رقم: ۳۷۹۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

زہد:

عروہ فرماتے ہیں: سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے تو وہ کجاوے کی چادر پر لیٹے ہوئے تھے اور گھوڑے کو دانہ کھلانے والے تھیلے کو تکیہ بنایا ہوا تھا۔ ان سے عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، آپ کے ساتھیوں نے جو مکان اور سامان بنا لیے وہ آپ نے کیوں نہیں بنائے؟ انہوں نے کہا: اے امیر المؤمنین! قبر تک پہنچنے کے لیے یہ سامان بھی کافی ہے۔ اور معمر کی حدیث میں یہ ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ ملک شام تشریف لے گئے تو لوگوں نے اور وہاں کے سرداروں نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا، انہوں نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا، لوگوں نے کہا کہ وہ ابھی آپ کے پاس آ جائیں گے۔ چنانچہ وہ آئے تو آپ نے سواری سے نیچے اُتر کر انہیں گلے لگا لیا۔ پھر ان کے گھر تشریف لے گئے اور انہیں گھر میں صرف یہ چیزیں نظر آئیں، ایک تلوار، ایک ڈھال اور ایک کجاوہ (پھر پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔) ❶

12۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اُم سلمہ! تو مجھے عائشہ کے بارے میں تکلیف نہ پہنچا کیونکہ سوائے عائشہ کے (بستر) کے تمہارے کسی ایک کے بستر میں مجھ پر وحی نہیں نازل ہوئی۔'' ❷

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''جبرائیل امین علیہ السلام ریشم کے ایک سبز کپڑے میں میری تصویر لپیٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور فرمایا: یہ آپ کی دنیا اور آخرت میں بیوی ہے۔'' ❸

---

❶ حلیة الأولیاء: ١/١٠١۔ صفة الصفوة: ١/١٤٣۔ الإصابة: ٢/٢٥٣.

❷ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم، باب فضل عائشه رضی الله عنها، رقم: ٣٧٧٥.

❸ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب من فضل عائشه رضی الله عنها، رقم: ٣٨٨٠۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عائش! یہ جبرائیل ہیں، جو تجھ کو سلام کہتے ہیں۔'' میں نے کہا: ''وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اللہ کے رسول جو آپ دیکھتے ہیں وہ ہم نہیں دیکھتے۔ ❶

سیّدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ تمام لوگوں سے زیادہ آپ کو محبوب کون ہے؟ فرمایا: ''عائشہ۔'' پھر پوچھا گیا: مردوں میں سے؟ فرمایا: ان کے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ۔'' پوچھا گیا: پھر کون؟ فرمایا: ''عمر''۔ ❷

اعتکاف:

ازواجِ مطہرات کو اعتکاف کا اس قدر شوق تھا کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کے لیے خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو اپنا خیمہ نصب کروایا۔ ان کی دیکھا دیکھی تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے خیمے نصب کرائے، آپ نے دیکھا تو اپنے ساتھ ازواج مطہرات کے خیمے بھی گروا دیے۔ (کہ اس سے آپ کے سکون و جمعیت میں خلل واقع ہوتا تھا۔) ❸

عمرہ:

بہر حال عمرہ فرض ہو یا نہ ہو، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کو نہایت پابندی کے ساتھ ادا کرتے تھے اور جب وہ فوت ہو جاتا تھا تو ان کو سخت قلق ہوتا تھا، حجۃ الوداع کے زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا رو رہی ہیں۔ وجہ پوچھی تو بولیں کہ ''میں ضرورتِ نسوانی سے معذور ہوں' لوگ دو دو فرض (حج اور عمرہ) کا ثواب لے کر جاتے ہیں اور میں صرف ایک کا۔'' فرمایا: ''کوئی حرج نہیں، اللہ تم کو عمرہ کا ثواب بھی عطا فرمائے گا'' چنانچہ آپ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ کر دیا۔ اور مقام تنعیم میں جا کر انہوں نے

---

❶ صحیح البخاری، أیضاً، رقم: ۳۷٦۸.

❷ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابه، باب من فضائل ابی بکر رضی الله عنه، رقم: ۲۳۸٤.

❸ سنن ابوداؤد، کتاب الصیام، باب الإعتکاف، رقم: ۲٤٦٤۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

عمرہ کا احرام باندھا اور آدھی رات کو فارغ ہو کر آئیں۔ ❶

محافظت یادگار رسول ﷺ:

صحابہ کرام کے زمانہ میں رسول اللہ ﷺ کی اکثر یادگاریں محفوظ تھیں جن کو وہ جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اور انہیں باعث برکت تصور کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے جن کپڑوں میں انتقال فرمایا تھا، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو محفوظ رکھا تھا، چنانچہ ایک دن انہوں نے ایک صحابی کو ایک یمنی تہ بند اور ایک کمبل دکھا کر کہا کہ ''اللہ کی قسم! آپ نے ان ہی کپڑوں میں انتقال فرمایا تھا۔'' ❷

مسکین نوازی:

ایک دن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روزہ سے تھیں اور گھر میں ایک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا۔ اسی حالت میں ایک مسکین نے سوال کیا تو انہوں نے لونڈی سے کہا کہ ''وہ روٹی اس کو دے دو'' اس نے کہا: افطار کس چیز سے کیجیے گا؟'' بولیں: ''دے تو دو۔'' شام ہوئی تو کسی نے بکری کا گوشت بھجوا دیا، لونڈی کو بلا کر کہا: ''لے کھا یہ تیری روٹی سے بہتر ہے۔'' ❸

ایثار:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ اور سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں اپنی قبر کے لیے مخصوص جگہ کر رکھی تھی۔ لیکن جب امیر عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے درخواست کی تو انہوں نے یہ تختہ جنت ان کو دے دیا اور فرمایا:

((كُنْتُ أُرِيْدُهُ لِنَفْسِيْ وَلَأُوْثِرَنَّ بِهِ الْيَوْمَ عَلَى نَفْسِيْ .)) ❹

''میں نے خود اپنے لیے اس کو محفوظ کر رکھا تھا لیکن آج اپنے اوپر آپ کو ترجیح

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الحج، ابواب العمرة، رقم: ۱۷۸۸.
❷ سنن ابو داؤد، کتاب اللباس، رقم: ۴۰۳۶۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔
❸ مؤطا مالك، کتاب الصدقة، باب الترغیب فی الصدقة، رقم: ٥.
❹ مستدرك حاكم: ۳/۱۱، ۱۳.

دیتی ہوں۔''

فیاضی:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس قدر فیاض تھیں کہ جو کچھ ہاتھ میں آجاتا اس کو صدقہ کر دیتی تھیں۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو روکنا چاہا تو اس قدر برہم ہوئیں کہ ان سے بات چیت نہ کرنے کی قسم کھالی۔ [1] (بعد میں انہیں معاف کر دیا اور ان سے صلح کر لی۔)

ذاتی انتقام نہ لینا:

اگر دشمن کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے تو ہمارے لیے انتقام لینے کا اس سے بہتر کوئی موقع نہیں مل سکتا، لیکن صحابہ کرام کے دل میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نے بغض وانتقام کی جگہ کب چھوڑی تھی؟

انتقام تو بڑی چیز ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے دشمنوں سے بغض رکھنا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی محمد بن ابی بکر کو قتل کر دیا تھا ایک بار وہ کسی فوج کے سپہ سالار تھے، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک شخص سے پوچھا کہ اس غزوہ میں معاویہ کا سلوک کیسا رہا؟ اس نے عرض کیا: ان میں کوئی عیب نہ تھا، سب لوگ ان کے مداح رہے، اگر کوئی اونٹ ضائع ہو جاتا تھا تو وہ اس کی جگہ دوسرا اونٹ دے دیتے تھے، اگر کوئی گھوڑا مر جاتا تھا تو وہ اس کی جگہ دوسرا گھوڑا دے دیتے تھے، اگر کوئی غلام بھاگ جاتا تو وہ اس کی جگہ دوسرا غلام دے دیتے تھے۔'' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر فرمایا: ''استغفر اللّٰہ'' اگر میں ان سے اس بنا پر دشمنی رکھوں کہ انہوں نے میرے بھائی کو قتل کیا، میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا کہ ''اللہ تعالیٰ! جو شخص میری اُمت کے ساتھ نرمی کرے تو بھی اس کے ساتھ نرمی کر۔ اور جو ان پر سختی کرے تو بھی اس پر سختی کر۔'' [2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب قریش، رقم: ۳۵۰۵.

[2] أسد الغابة، تذكره معاوية بن خديج.

مہمان نوازی:

مہمان نوازی اہل عرب کے محاسن اخلاق کا نہایت نمایاں جزو تھی اور اسلام نے اس کو اور بھی نمایاں کر دیا تھا، اس لیے صحابہ کرام کی زندگی میں مہمان نوازی کی بکثرت مثالیں ملتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک بار وفد بنو منتفق حاضر ہوا، سوئے اتفاق سے آپ گھر میں موجود نہ تھے لیکن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فوراً خزیرہ (عرب کا مشہور کھانا تھا) تیار کرنے کا حکم دیا اور مہمانوں کے سامنے ایک طبق میں کھجوریں رکھوا دیں، آپ تشریف لائے تو حسب معمول سب سے پہلے دریافت کیا کہ کچھ ضیافت کا سامان ہوا یا نہیں؟ ان لوگوں نے کہا: ''یہ تو ہو چکا۔'' [1]

پرورش یتامیٰ:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی لڑکیاں یتیم ہو گئی تھیں اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی پرورش فرماتی تھیں۔ [2]

اور ایسے ہی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جن یتیموں کی پرورش کرتی تھیں ان کے مال لوگوں کو دے دیتی تھیں کہ تجارت کے ذریعہ سے اس کو ترقی دیں۔ [3]

شوہر کی خدمت:

ازواج مطہرات میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کو نہایت محبوب تھیں، لیکن اس محبوبیت کا اثر رسول اللہ ﷺ کی خدمت پر نہیں پڑتا تھا، بلکہ سب سے زیادہ ان ہی کو آپ کا شرفِ خدمت حاصل ہوتا تھا، رسول اللہ ﷺ کمال طہارت کی وجہ سے مسواک کو پہلے دھولیا کرتے تھے اور اس پاک خدمت کو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ادا فرماتی تھیں۔ [4]

---

[1] سنن ابوداؤد، کتاب الطهارة، رقم: ١٤٣۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] مؤطا مالك، كتاب الزكاة، باب لا زكاة فيه من الحلي والتبر والصغير، رقم: ١٠.

[3] مؤطا مالك، كتاب الزكاة، باب زكاة أموال اليتامىٰ والتجارة لهم فيها، رقم: ١٤.

[4] سنن ابوداؤد، كتاب الطهارة، رقم: ٥٢۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

اور جب رسول اللہ ﷺ احرامِ حج باندھتے تھے اور احرام کھولتے تھے تو وہ جسم میں خوشبو لگاتی تھیں۔ ❶

جب آپ خانہ کعبہ کو ہدی بھیجتے تھے تو وہ ان کے گلے کا قلادہ بٹتی تھیں۔ ❷

13۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہے۔'' ❸

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے سیّدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر سیرت کردار اور اُٹھنے بیٹھنے، چال اور ڈھال میں رسول اللہ ﷺ کے مشابہ کسی ایک کو نہیں دیکھا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: فاطمہ رضی اللہ عنہا جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے، انہیں بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ اس طرح جب حضور نبی اکرم ﷺ ان کے پاس جاتے تو وہ بھی کھڑی ہو جاتیں، اور آپ کو بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ جب نبی اکرم ﷺ بیمار ہوئے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس تشریف لائیں اور آپ کو جھک کو بوسہ دیا اور سر اُٹھا کر رونے لگیں۔ پھر دوسری بار آپ پر جھکیں تو سر اُٹھا کر ہنسنے لگیں۔ میں نے خیال کیا کہ میں تو انہیں تمام عورتوں سے عقل مند سمجھتی ہوں مگر یہ تو عام عورتوں جیسی ہیں (کہ اس حالت میں بھی ہنس رہی ہیں) جب نبی معظم ﷺ فوت ہوگئے تو میں نے ان سے پوچھا: جب آپ نبی کریم ﷺ پر جھکی تھیں تو سر اُٹھا کر رونے لگی تھیں۔ اور جب دوبارہ جھکی تھیں تو پھر سر اُٹھا کر ہنسنے لگی تھیں۔ ایسے کیوں کیا؟ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اب یہ راز ظاہر کر دیتی ہوں، مجھے رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی کہ ''میں اس بیماری سے فوت ہونے والا ہوں۔'' تو (یہ سن کر) میں رو پڑی۔

---

❶ سنن ابو داؤد، کتاب المناسك، باب الطيب، عند الاحرام، رقم: ١٧٤٥۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ابو داؤد، کتاب المناسك حج، رقم: ١٧٥٧۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام، رقم: ٣٦٢٤.

پھر آپ ﷺ نے مجھے خبر دی کہ ''میرے تمام اہل سے تو مجھ کو سب سے پہلے ملے گی۔'' تو اس پر میں ہنس پڑی۔ ❶

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے، اس لیے جس نے اسے ناراض کیا تو اس نے مجھے ناراض کیا۔'' ❷

تسبیح و تہلیل:

تسبیح و تہلیل پاک مذہبی زندگی کی مخصوص علامت ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اکثر تسبیح و تہلیل کیا کرتے تھے۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آٹا پیسنے کی وجہ سے ہاتھوں پر نشان پڑ چکے تھے۔ ایک دن نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، آپ موجود نہ تھے۔ چنانچہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو صورتِ حال سے آگاہ کرتے ہوئے ایک خادم کا مطالبہ کر دیا۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا تو آپ ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ دونوں میاں بیوی آپ کے استقبال کے لیے اُٹھنے لگے تو آپ نے فرمایا: بیٹھے رہو۔ اور آپ ان کے پاس جا کر بیٹھ گئے اور فرمایا: کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں جو تم نے مجھ سے سوال کیا تھا؟

دونوں نے کہا: ضرور! آپ نے فرمایا: جب سونے لگو تو تینتیس (۳۳) مرتبہ ''سبحان اللّٰہ'' تینتیس (۳۳) مرتبہ ''الحمد للّٰہ'' اور تینتیس مرتبہ ''اللّٰہ اکبر'' کہا کرو۔ یہ تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے۔ ❸

(اس کے بعد دونوں میاں بیوی نے پوری زندگی اس وظیفے کو اپنا معمول بنائے رکھا۔)

---

❶ سنن ترمذی ، کتاب المناقب، باب ما جاء فی فضل فاطمة رضی الله عنه، رقم: ۳۸۷۲۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم، باب مناقب فاطمة رضی الله عنها، رقم: ۳۷۶۷.

❸ سنن ابوداؤد، کتاب الأدب، رقم: ۵۰۶۲۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ماں باپ کے ساتھ سلوک:

صحابہ کرام والدین کی خدمت، اطاعت، اعانت اور ادب و احترام کا نہایت لحاظ کرتے تھے۔ ایک بار کفار نے رسول اللہ ﷺ کی گردن میں اونٹ کی اوجھ ڈال دی۔ سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا دوڑ کے آئیں، اس کو آپ کے اوپر سے اُتار کر پھینک دیا اور کفار کو بُرا بھلا کہا۔ ❶

15-14۔ سیّدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے فضائل:

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حسن اور حسین اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔'' ❷

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے مشابہ کوئی نہ تھا۔ ❸

سیّدنا براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو دیکھا اور فرمایا: اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔'' ❹

حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور مسلمان کی خدمت کا جذبہ:

سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ آپ حاجت مندوں کی ضرورت پوری کرنے کو نفل عبادت پر ترجیح دیا کرتے تھے۔ ایک بار آپ مسجد میں اعتکاف فرما رہے تھے کہ ایک حاجت مند حاضر خدمت ہوا اور اس نے آپ سے اپنی ضرورت پوری کرنے کی درخواست کی۔ آپ بے چین ہو کر معتکف سے باہر تشریف لے آئے اور اس کی ضرورت کو

❶ صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، رقم: ٥٢٠.

❷ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسین رضی الله عنهما، رقم: ٣٧٦٨_ سلسلة الصحيحة، رقم: ٧٩٦.

❸ صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم، باب مناقب الحسن والحسين رضی الله عنهما، رقم: ٣٧٥٢.

❹ سنن ترمذی، أیضاً، رقم: ٣٧٦٩_ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

پورا کرنے کے بعد فرمایا: ''کسی مسلمان بھائی کی حاجت کو پورا کرنا میرے نزدیک ایک مہینہ کے اعتکاف سے بہتر ہے۔'' ❶

صلح پسندی:

آنحضرت ﷺ نے سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو دورانِ خطبہ ارشاد فرمایا: ''میرا یہ بچہ سردار ہے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرا دے گا۔'' ❷

(چنانچہ سیّدنا معاویہ اور علی رضی اللہ عنہما کے درمیان جنگ ہوئی تھی تو حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں باپ سے ملی خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر کے دو جماعتوں کے درمیان جھگڑا ختم کرا دیا۔) ❸

16۔ سیّدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے فضائل:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے (خواب میں) جعفر رضی اللہ عنہ کو فرشتوں کے ساتھ جنت میں اُڑتے دیکھا ہے۔'' ❹

سیّدنا براء بن عازب فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے فرمایا: ''تم سیرت اور صورت میں میرے مشابہ ہو۔'' ❺

مہمان نوازی:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں .... مسکینوں کے حق میں سب سے زیادہ بہتر شخص جعفر بن ابو طالب تھے۔ وہ ہمیں لے جاتے تھے اور اپنے گھر میں کھانا کھلایا

---

❶ تاریخ اسلام: ۱/ ۳۵۰ بحوالہ ابن عساکر: ۴/ ۲۱۴.

❷ صحیح بخاری، کتاب الفتن، رقم: ۷۱۰۹.

❸ صحیح بخاری، باب مناقب الحسن والحسین، رقم: ۳۷۴۶.

❹ سنن ترمذی کتاب المناقب، باب مناقب جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، رقم: ۳۷۶۳۔ سلسلة الصحیحة، رقم: ۱۲۲۶.

❺ صحیح بخاری، کتاب الصلح، باب کیف یکتب، رقم: ۳۶۹۹.

کرتے تھے حتی کہ کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ وہ ہمارے پاس (گھی وغیرہ کی) کپی لایا کرتے تھے اس میں کوئی چیز نہیں ہوتی تھی پھر وہ اسے پھاڑ دیتے تھے اور ہم اسے چاٹ لیتے تھے۔'' ❶

17۔سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے فضائل:

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری اُمت میں سب سے زیادہ حلال وحرام کے ماننے والے معاذ بن جبل ہیں۔'' ❷

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن جمع کیا، وہ سب انصاری تھے۔ سیّدنا ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابوزید (رضی اللہ عنہم) تھے۔ ❸

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''معاذ بن جبل اچھے آدمی ہیں۔'' ❹

نصیحتیں:

عبداللہ بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ایک آدمی نے سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا، مجھے کچھ سکھا دیں۔ تو فرمایا: تم میری بات مانو گے؟ اس نے کہا: ضرور مانوں گا۔ فرمایا: کبھی روزہ رکھا کرو، کبھی افطار کیا کرو۔ اور رات کو کچھ حصہ نماز پڑھا کرو اور کچھ سو جایا کرو۔ اور کمائی کرو اور گناہ نہ کرو۔ اور تم پوری کوشش کرو کہ تمہاری موت حالت اسلام میں آئے اور مظلوم کی بددعا سے بچو۔'' ❺

❶ صحیح بخاری، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۰۸.

❷ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل رضی الله عنه، رقم: ۳۷۹۰۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مناقب زید بن ثابت، رقم: ۳۸۱۰.

❹ سنن ترمذی، رقم: ۳۷۹۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❺ حلیة الأولیاء: ۱/۲۳۳.

18۔ سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ:

سیّدنا البراء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی کپڑا تحفہ میں دیا گیا، تو لوگ اس کی نرمی پر تعجب کرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اس پر تعجب کرتے ہو، جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے زیادہ خوبصورت ہیں۔'' [1]

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: جب لوگوں کے سامنے سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑا ہوا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سعد کے لیے اللہ تعالیٰ کا عرش لرز گیا ہے۔'' [2]

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کا جنازہ اُٹھایا گیا تو منافقین کہنے لگے: اس کا جنازہ کتنا ہلکا ہے، یہ بنو قریظہ کے بارے میں فیصلہ کی وجہ سے ہے۔ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا پتہ چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان کو فرشتے اُٹھائے ہوئے ہیں۔'' [3]

قطع علائق:

کوئی بھی انسان مال و دولت سے بے نیاز ہوسکتا ہے، استقامت اور عزم و استقلال سے کام لے تو مصائب کو بھی بآسانی گوارا کرسکتا ہے لیکن ماں باپ، بہن بھائی، اعزہ و اقارب اور اہل وعیال سے ناطہ نہیں توڑ سکتا۔ لیکن جب کوئی اپنا رشتہ صرف رب تعالیٰ سے جوڑے تو اس کو کبھی کبھی یہ رشتے توڑنے پڑ جاتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسلام لائے تو حالات نے ان کو اس رشتے کے توڑنے پر مجبور کیا اور ایمان و اسلام کے لیے انہوں نے آسانی کے ساتھ اس کو گوارا کرلیا۔ دیکھیں! اسیرانِ غزوہ بنو قریظہ گرفتار ہوکر آئے۔ ان میں بنو قریظہ کے لوگ بھی تھے جو قبیلہ اوس کے حلیف

---

[1] صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مناقب سعد بن معاذ رضی الله عنه، رقم: ۳۸۰۲.

[2] صحیح البخاری، رقم: ۳۸۰۳.

[3] سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب سعد بن معاذ رضی الله عنه، رقم: ۳۸۴۹۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

تھے۔ اور عرب میں حلیفوں میں بالکل برادرانہ تعلقات پیدا ہو جاتے تھے لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے ان کا فیصلہ سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ پر رکھ دیا جو قبیلہ اوس کے سردار تھے تو انہوں نے اس تعلق کی کچھ پروا نہ کی اور بے لاگ فیصلہ کر دیا کہ لڑنے والے قتل کر دیے جائیں، عورتوں اور بچوں کو لونڈی غلام بنا لیا جائے اور ان کا مال و اسباب مسلمانوں پر تقسیم کر دیا جائے۔ ❶

19۔ سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے فضائل:

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تجھے ''سورۃ البینۃ'' پڑھ کر سناؤں۔'' سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' تو اس پر سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (خوشی سے) رو پڑے۔ ❷

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری اُمت میں قرآن کے سب سے بڑے قاری ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں۔'' ❸

پابندی احکام رسول اللہ ﷺ:

ایک بار رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا، وہ ایک صحابی کے پاس آئے، اور انہوں نے تمام اونٹ حاضر کر دیے وہ سب کا جائزہ لے کر بولے کہ تم کو صرف ایک بچہ دینا ہوگا۔'' بولے: ''نہ تو وہ سواری کے قابل ہے، نہ دودھ دیتا ہے، یہ جوان خربہ اونٹنی حاضر ہے۔ بولے: جب تک مجھ کو حکم نہ دیا جائے میں اس کو قبول نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ ﷺ تم سے قریب ہی ہیں۔'' اگر تم چاہو تو خود آپ کی خدمت میں اس اونٹنی کو پیش کر سکتے ہو، اگر آپ ﷺ نے قبول فرما لیا تو میں بھی قبول کر

❶ صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم: ٤١٢١.

❷ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ ﴿لَمْ يَكُنِ﴾، رقم: ٤٩٥٩.

❸ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ٣٧٩٠۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

لوں گا۔'' وہ اونٹنی لے کر خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ: ''اے اللہ کے نبی! میرے پاس صدقہ وصول کرنے کے لیے آیا تھا، میں نے تمام اونٹ اس کے سامنے حاضر کر دیے، تو اس نے کہا کہ تم پر صرف ایک بچہ فرض ہے۔ لیکن نہ دودھ دیتا ہے، نہ سواری کے قابل تھا اس لیے میں نے اس کو فربہ اونٹنی دی لیکن اس نے انکار کر دیا۔ اب میں اس کو آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں، آپ نے ارشاد فرمایا: ''فرض تو تم پر وہی ہے، اس سے زیادہ دو تو صدقہ ہو گا اور ہم اس کو قبول کریں گے۔'' انہوں نے کہا: ''تو یہ حاضر ہے۔'' آپ نے اس کے قبول کرنے کی اجازت دی اور ان کے مال میں برکت کی دعا فرمائی۔ [1]

20۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے فضائل:

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابو ہریرہ! تم ہم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہتے تھے اور حدیث رسول بھی ہم سے زیادہ یاد رکھتے ہو۔ [2]

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے آپ سے بہت سی احادیث اب تک سنی ہیں، لیکن میں انہیں بھول جاتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی چادر پھیلاؤ۔'' میں نے چادر پھیلا دی۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے اس میں ایک لپ بھر کر ڈال دی اور فرمایا: ''اسے اپنے بدن پر لگا لو۔'' چنانچہ میں نے لگا لیا اور اس کے بعد کبھی کوئی حدیث نہیں بھولا۔ [3]

خدمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کو اپنا سب سے بڑا شرف خیال کرتے تھے۔

---

[1] سنن ابو داؤد، کتاب الزکوۃ، رقم: ١٨٥٤۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

[2] سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ، رقم: ٣٨٣٦۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[3] صحیح بخاری، کتاب المناقب، رقم: ٣٦٤٨.

متعدد صحابہ نے اپنے آپ کو آپ کی خدمت کے لیے وقف کر دیا تھا۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ہمیشہ خدمت مبارک میں حاضر رہتے تھے، اکثر یہ شرف حاصل ہوتا کہ جب آپ رفع ضرورت کے لیے تشریف لے جاتے تو وہ کسی طشت یا کوزہ میں پانی لاتے اور آپ وضو کرتے۔ ❶

اہل بیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزہ واقارب کی عزت ومحبت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق سے صحابہ کرام اہل بیت رضی اللہ عنہم کو بھی نہایت عزت و محبت کرتے تھے۔ ایک دن سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ امام حسن رضی اللہ عنہ سے ملے اور کہا کہ ''ذرا پیٹ کھولیے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا تھا، وہیں میں بوسہ دوں گا، چنانچہ انہوں نے پیٹ کھولا اور انہوں نے وہیں بوسہ دیا۔ ❷

ماں باپ کے ساتھ سلوک:

مروان اکثر سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا کرتا تھا، اس تعلق سے وہ ایک بار ذی الحلیفہ میں مقیم تھے اور ان کی والدہ الگ دوسرے گھر میں تھیں۔ جب وہ اپنے گھر سے نکلتے تو ان کے گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہتے ''السلام علیکم یا امتاہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' وہ فرماتی: ''وعلیک یا بنی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' پھر وہ فرماتے: ''اللہ تم پر اسی طرح رحم کرے جس طرح تم نے بچپن میں مجھ کو پالا۔'' وہ جواب دیتیں کہ اللہ تم پر بھی اسی طرح رحم کرے جس طرح تم نے بڑے ہو کر میرے ساتھ سلوک کیا۔'' جب گھر میں داخل ہوتے تب بھی اسی طرح آداب بجالاتے۔ ❸

ان کی والدہ جب تک زندہ رہیں انہوں نے ان کو چھوڑ کر حج کرنا پسند نہیں کیا۔ ❹

---

❶ سنن ابو داؤد، کتاب الطهارة، رقم: ٤٥۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔
❷ مسند احمد: ٤٨٨/٢۔ صحيح ابن حبان، رقم: ٥٥٩٣۔ ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔
❸ الأدب المفرد للبخاری، باب جزاء الوالدين، رقم: ١٢.
❹ صحيح مسلم، باب ثواب العبد واجره اذا نصح لسيده وأحسن ....

ذوقِ علم:

آپ کو علم کی بڑی جستجو تھی اور ان کا ذوق علم حرص کے درجہ تک پہنچ گیا تھا۔ اسی طرح وہ چاہتے تھے کہ ہر مسلمان کے دل میں طلب علم کا یہی درجہ پیدا ہو جائے۔ چنانچہ ایک دن بازار جا کر لوگوں کو پکارا کہ تم کو کس چیز نے مجبور کر رکھا ہے؟ لوگوں نے پوچھا کس شے سے؟ کہا: وہاں رسول اللہ ﷺ کی میراث تقسیم ہو رہی ہے اور تم لوگ یہاں بیٹھے ہو! لوگوں نے پوچھا: کہاں تقسیم ہو رہی ہے؟ کہا کہ مسجد میں! لوگ دوڑے دوڑے مسجد میں گئے، لیکن وہاں کوئی مادی میراث نہ تھی۔ اس لیے لوگ لوٹ گئے اور کہا کہ وہاں تو کچھ بھی تقسیم نہیں ہو رہا۔ البتہ کچھ لوگ نماز (نفل) پڑھ رہے ہیں، کچھ تلاوت قرآنِ پاک میں مشغول ہیں، کچھ حلال وحرام پر گفتگو کر رہے ہیں۔ بولے: تم لوگوں پر افسوس ہے یہی تو تمہارے نبی ﷺ کی میراث ہے۔ [1]

محبت رسول ﷺ:

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی محبت انتہا درجہ تک تھی۔ ایک لمحہ کے لیے بھی آپ سے جدا نہ ہوتے تھے۔ تمام مہاجرین و انصار اپنے اپنے کاموں میں لگے رہتے لیکن ان کا کام صرف یہ تھا کہ جمالِ نبوی ﷺ کے دیدار سے شوق کی آگ بجھائیں۔ ایک موقع پر اس کا اظہار فرمایا کہ یا رسول اللہ! آپ کا مشاہدہ جمال میرا سرمایۂ حیات اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد لطیف غذا کھانے سے محض اس لیے پرہیز کرتے تھے کہ حضور ﷺ نے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ ایک دن اُن کو لوگوں نے بھنی ہوئی بکری کی دعوت دی۔ انہوں نے محض اس لیے انکار کر دیا کہ آنحضرت ﷺ دنیا سے اس حال میں رُخصت ہو گئے کہ کبھی جَو کی روٹی بھی آسودہ ہو کر نہیں کھائی۔ [2]

---

[1] طبرانی اوسط: ١/ ٢٢١.   [2] صحیح بخاری، کتاب الأطعمة، رقم: ٥٤١٤.

اخلاق و عادات:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خیبر میں دارالاسلام آئے اس حساب سے ان کو اڑھائی تین سال صحبت نبوی سے فیض یاب ہونے کا موقع ملا۔ اگرچہ بظاہر یہ مدت کم معلوم ہوتی ہے لیکن اس حیثیت سے کہ اس مدت میں سفر وحضر، خلوت وجلوت میں ایک لمحہ کے لیے بھی خدمت اقدس سے جدا نہ ہوئے اور اس قلیل مدت میں جو لمحات بھی میسر آئے ان سے پورا فائدہ اُٹھایا۔ یہ تھوڑی مدت کیفیت کے اعتبار سے بڑی طویل مدت کے برابر ہو جاتی ہے۔ اس ملازمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نتیجہ یہ تھا کہ آپ پر تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت گہرا رنگ چڑھا تھا اور آپ اسلامی تعلیمات کا مکمل نمونہ بن گئے تھے۔ [1]

21۔سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل:

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میرے ہاتھ میں ریشم کا ایک ٹکڑا ہے۔ میں جنت کے جس مقام کی طرف اشارہ کرتا ہوں وہ مجھے اس طرف لے کر اُڑ جاتا ہے، میں نے یہ خواب اُم المؤمنین سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا۔ انہوں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: ''آپ کا بھائی نیک آدمی ہے۔'' یا فرمایا: ''عبداللہ نیک آدمی ہے۔'' [2]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عبداللہ بہت اچھا لڑکا ہے۔ کاش رات میں وہ تہجد کی نماز پڑھا کرتا۔'' سالم نے بیان کیا، سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد رات میں بہت کم سویا کرتے تھے۔'' [3]

---

[1] سير أعلام النبلاء: ۳/ ۵۱۹.

[2] سنن ترمذی، كتاب المناقب، باب مناقب عبدالله بن عمر رضی الله عنهما ، رقم: ۳۸۲۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[3] صحيح بخاری ، كتاب فضائل اصحاب النبی صلی الله عليه وسلم، باب مناقب عبدالله بن عمر بن الخطاب رضی الله عنهما، رقم: ۳۷۳۹.

نفل ونوافل:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جس شوق و مستعدی کے ساتھ نماز مفروضہ ادا فرماتے تھے، اسی طرح نوافل، اشراق، کسوف اور دوسری نمازوں کا اہتمام فرماتے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں ہوتے تھے تو سواری کے اوپر ہی بیٹھے بیٹھے نفل نمازیں پڑھ لیتے تھے اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سمجھتے تھے۔ ❶

پابندی جماعت:

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ ایک شب نماز عشاء کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے، ایک تہائی رات گزر گئی تو آپ تشریف لائے اور فرمایا کہ ''اگر امت پر شاق نہ گزرتا تو میں اسی وقت نمازِ عشاء ادا کرتا۔'' ❷

اپنے بہترین مال کا انفاق:

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ ان کو اپنی چیز جو پسند آتی اس کو اللہ کی راہ میں دے دیتے۔ ایک بار سفر حج میں تھے کہ اپنی اونٹنی کی چال پسند آئی تو اس سے اتر گئے اور اپنے غلام نافع سے کہا کہ اس کو قربانی کے جانوروں میں داخل کرلو۔ ❸

اتباع سنت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے اتباع میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خاص طور پر ممتاز تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر حج سے واپس آئے تو مسجد کے دروازہ پر ناقہ کو بٹھا کر پہلے دو رکعت نماز ادا فرمائی، پھر گھر کے اندر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی یہی معمول کرلیا۔ ❹

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ٣١ / ٧٠٠.

❷ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ٢٢٠ / ٦٣٩.

❸ طبقات ابن سعد، تذکر عبداللہ بن عمر.

❹ سنن ابو داؤد، کتاب الجهاد، رقم: ٢٧٨٢۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

زرد رنگ کا خضاب ،لگاتے تھے۔ اور فرماتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ ❶

اتباع سنت کے واقعات کی ایک لمبی فہرست ہے۔لیکن یہ مقام تفصیل نہ ہے۔

گریہ وبکا:

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں کوموم کی طرح نرم وگداز کر دیا تھا، اس لیے جب رسول اللہ ﷺ کے خطبات ومواعظ سنتے ،قران مجید پڑھتے یا خشیت الٰہی کا موقع آ تا تو ان پر رقت طاری ہو جاتی اور آنکھوں سے بے اختیار آنسونکل پڑتے ۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب قرآنِ مجید کی یہ آیت ﴿أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ﴾ (الحدید: ۱۶) ''کیا ان لوگوں کے لیے جوایمان لائے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر پران کے دل گداز ہوں۔'' پڑھتے تھے تو بے اختیار رو پڑتے تھے، اور دیر تک روتے رہتے تھے۔ ❷

رسول اللہ ﷺ کے دوستوں کی عزت اور محبت:

رسول اللہ ﷺ جن لوگوں سے محبت رکھتے تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ان کی نہایت توقیر وعزت کرتے تھے۔ایک بار عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک شخص مسجد کے گوشے میں دامن گھسیٹتا ہوا پھر رہا ہے، بولے یہ کون شخص ہے؟ ایک آدمی نے کہا: آپ ان کونہیں پہچانتے؟ یہ محمد بن اسامہ ہیں۔'' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کے گردن نیچے جھکا لی اور زمین پر ہاتھ مار کر کہا: ''اگر رسول اللہ ﷺ ان کو دیکھتے تو ان سے محبت کرتے۔'' ❸

---

❶ سنن ابو داؤد، كتاب اللباس، رقم: ٤٠٦٤ ۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔

❷ أسد الغابة ، تذكره عبدالله بن عمر رضى الله عنه.

❸ صحيح بخارى ، كتاب فضائل اصحاب النبى ﷺ ، رقم: ٣٧٣٤.

22۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فضائل:

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں دوبار دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ مجھے قرآن کا فہم عطا فرمائے۔ ❶

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے سینہ مبارک سے لگایا اور فرمایا: ''اے اللہ! اسے حکمت سکھا دے۔'' ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہجد اور نوافل میں شرکت:

یہ شوق عبادت اس قدر ترقی کر گیا تھا کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کا دل بھی اس سے خالی نہ تھا۔ چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما عہد نبوت میں نہایت صغر السن تھے لیکن اس شوق میں ایک رات اپنی خالہ سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سوئے، آدھی رات ہوئی تو آپ نے اُٹھ کر پہلے سورۃ آل عمران کی چند آیتیں تلاوت فرمائیں پھر وضو کر کے نماز شروع کی۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی ان اعمال کی پیروی کی اور آپ کے پہلو میں کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔ ❸

صبر وثبات:

مردوں پر نوحہ وبکار کرنا، بال نوچنا، کپڑے پھاڑنا، مدتوں مرثیہ خوانی کرنا عرب قوم کا قومی شعار تھا، لیکن فیض نبوی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صبر وثبات کا خوگر بنا دیا تھا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ایک سفر میں تھے اسی حالت میں اپنے بھائی قثم بن عباس رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر سنی، پہلے ''اِنَّا لِلّٰہِ......'' پڑھا، پھر راستے سے ہٹ کر دو رکعت نماز ادا کی، نماز سے فارغ ہو کر اونٹ پر سوار ہوئے اور یہ آیت تلاوت کی:

❶ سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، رقم: ۳۸۲۳۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب ذکر ابن عباس رضی اللہ عنہما، رقم: ۳۷۵۶۔

❸ صحیح بخاری، ابواب الوتر، رقم: ۹۹۲۔

﴿وَ اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ﴾ (البقرہ: ٤٥)

''(مصیبت میں) صبر اور نماز کا سہارا پکڑو، نماز عجز، خشوع وخضوع کرنے والوں کے علاوہ سب پر گراں ہے۔'' ❶

23۔ سیّدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے فضائل:

سیّدنا عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا معاویہ کے حق میں دعا کی: ''اے اللہ! اسے ہدایت دینے والا، ہدایت یافتہ بنا دے اور لوگوں کو اس کے ذریعہ ہدایت نصیب فرما۔'' ❷

فضل وکمال:

علمی اعتبار سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تہی دامن نہ تھے۔ ابتدا سے لکھنے پڑھنے میں مہارت رکھتے تھے۔ اسی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کاتب وحی بنایا تھا۔

مذہبی علوم میں اتنا ادراک تھا کہ صاحب علم وافتاء صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار تھا۔ ❸

خوف وخشیت الٰہی:

انہیں دنیا کی مختلف آزمائشوں میں مبتلا ہونا پڑا، ان کا دل خوف وخشیت الٰہی سے خالی نہ تھا۔ وہ مواخذہ قیامت کے خوف سے لرزہ براندام رہتے تھے اور اس کے عبرت آموز واقعات سن کر بہت زیادہ رویا کرتے تھے۔ ❹

امہات المؤمنین کی خدمت:

تمام خلفاء امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی خدمت باعث سعادت سمجھتے تھے۔ امیر

❶ أسد الغابة، تذكره قثم بن عباس رضی الله عنه.

❷ سنن ترمذی، كتاب المناقب، باب مناقب معاویه بن سفیان رضی الله عنهما، رقم: ٣٨٤٢۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ١٩٦٩.

❸ اعلام الموقعين: ١٣/١. ❹ فهرست ابن نديم، ص: ٣٢.

معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اس سعادت سے محروم نہ رہے، وہ ایک ایک مشت ایک ایک لاکھ رقم سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔ ❶

حق پسندی:

اگر خود امراء وسلاطین میں حق پسندی کا مادہ موجود نہ ہوتو رعایا کی آزادی، نکتہ چینی اور حقوق طلبی بالکل بیکار رہے۔ لیکن صحابہ کرام کے دور میں خود خلفاء میں حق پسندی کا اس قدر مادہ موجود تھا کہ ہر جائز نکتہ چینی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے تھے۔ ایک بار ابو مریم ازدی رحمہ اللہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دربار میں آئے، ان کو ان کا آنا ناگوار ہوا اور بولے کہ ''ہم تمہارے آنے سے خوش نہیں ہوئے۔'' انہوں نے کہا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جس کو مسلمانوں کا والی بنائے اگر وہ ان کی حاجتوں سے آنکھ بند کر کے پردہ میں بیٹھ جائے تو اللہ تعالیٰ بھی قیامت کے دن اس کی حاجتوں کے سامنے پردہ ڈال دے گا۔'' امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اس کا یہ اثر ہوا کہ لوگوں کی حاجت براری کے لیے ایک مستقل شخص مقرر کر دیا۔ ❷

24۔ سیّدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے فضائل:

سیّدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری بڑھ گئی تو میں اور دوسرے لوگ مدینہ میں آئے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، آپ اس وقت بات نہیں کر سکتے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھ مبارک مجھ پر رکھتے اور پھر انہیں اُٹھاتے تو میں جان گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے حق میں دعا فرما رہے ہیں۔ ❸

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسامہ بن زید کی ناک صاف کرنے لگے۔ (جب وہ چھوٹے

❶ أسد الغابة : ٤/ ٣٨٧.

❷ سنن ابو داؤد، كتاب الخراج والإمارة ، رقم: ٢٩٤٨ ـ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ سنن ترمذی، كتاب المناقب، باب مناقب أسامه بن زيد رضی الله عنهما ، رقم: ٣٨١٧۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

تھے) تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: مجھے دیں میں صاف کر دیتی ہوں، تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! تو اسے محبت کر، اس لیے کہ میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں۔'' ❶

سوموار اور جمعرات کے روزے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں دنوں کے روزے رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ ''ان دونوں دنوں میں اللہ تعالیٰ کے سامنے بندوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔'' بعض صحابہ نے بھی اس کا التزام کر لیا تھا۔ چنانچہ ایک دن سیّدنا اُسامہ رضی اللہ عنہ وادی قریٰ کو گئے، اور ان دنوں کے روزے رکھے، غلام نے کہا، آپ تو بوڑھے ہیں، ان دونوں میں کیوں روزہ رکھتے ہیں؟ بولے: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے روزے رکھا کرتے تھے۔'' ❷

25۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کے فضائل:

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہمارے پاس سے) گزرے تو میری والدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سن کر عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے والدین آپ پر قربان ہوں، یہ میرا چھوٹا سا انس ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے تین دعائیں کی: ان دو کی قبولیت تو میں دنیا میں دیکھ چکا ہوں، اور تیسری کی آخرت میں اُمید رکھتا ہوں۔ ❸

پابندی جماعت:

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عشاء کا انتظار اتنی دیر تک کرتے تھے کہ نیند کے مارے ان کی گردنیں جھک جاتی تھیں۔ ❹

---

❶ سنن الترمذی، أیضاً، رقم: ۳۸۱۸۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ابو داؤد، کتاب الصوم، رقم: ۲۴۳۶۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب انس بن مالك رضی الله عنه، رقم: ۳۸۲۷۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❹ سنن ابو داؤد، کتاب الطھارۃ، رقم: ۲۰۰۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

محبت رسول ﷺ:

آپ ﷺ کو جو چیز محبوب ہوتی وہ آپ کی محبت کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی محبوب ہو جاتی۔ کدو آپ کو بہت مرغوب تھا، اس لیے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بھی اس کو نہایت پسند فرماتے تھے۔ [1]

26۔سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے فضائل:

آپ ﷺ نے فرمایا: ''سیّدنا خالد بن ولید اللہ کا اچھا بندہ ہے، اور اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔'' [2]

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر فتح:

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (جنگ مؤتہ) سے زید، جعفر اور عبداللہ بن رواحہ کی شہادت کی اطلاع آنے پر آپ ﷺ نے ہمیں (مدینہ منورہ میں) ان کی شہادت کی اطلاع دی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پہلے زید بن حارثہ نے جھنڈا اٹھایا انھیں شہید کر دیا گیا۔ پھر جعفر نے جھنڈا لیا تو وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا لیا وہ بھی شہید ہو گئے۔ اس وقت آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے (پھر فرمایا) کہ پھر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (یعنی خالد بن ولید) نے جھنڈا پکڑ لیا پھر ان کے ہاتھوں جنگ فتح ہوگئی۔ [3]

27۔سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے فضائل:

جب سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ فوت (شہید) ہوئے تو انہوں نے صرف ایک چادر چھوڑی۔ صحابہ (کفن دیتے وقت) جب اس چادر کے ساتھ سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور جب پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان کا سر

[1] سنن ترمذی، كتاب الأطعمة، رقم: ۱۸۵۰۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] سنن ترمذی، كتاب المناقب، باب مناقب خالد بن ولید رضی الله عنه، رقم: ۳۸۴۶۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[3] صحیح بخاری، كتاب المناقب، رقم: ۳۷۵۷.

ڈھانپ دو، اور پاؤں پر اذخر گھاس رکھ دو۔'' ❶

لباس:

سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جب تک اسلام نہیں لائے تھے ناز و نعم کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے اور نہایت عمدہ جوڑے پہنتے تھے۔ ❷

غربت و افلاس:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہایت فقر و فاقہ اور غربت و افلاس کی زندگی بسر کرتے تھے۔ سیّدنا مصعب بن عمر غزوہ احد میں شہید ہوئے تو کفن تک میسر نہ تھا، بدن پر صرف ایک چادر تھی اسی کا کفن بنایا گیا، لیکن وہ اس قدر مختصر تھی کہ سر ڈھکتے تھے تو پاؤں کھل جاتا تھا، پاؤں چھپاتے تھے تو سر پر کچھ نہیں رہتا تھا، بالآخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چادر سے سر کو اور پاؤں کو اذخر گھاس سے چھپا دو۔'' ❸

28۔ سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے فضائل:

سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابوموسیٰ! تجھ کو آل داؤد کی خوش الحانیوں میں سے خوش الحانی دی گئی ہے۔'' ❹

پابندی جماعت:

سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقائے سفر جب مدینہ آئے تو بقیع بطحان میں قیام کیا، وہاں سے اگرچہ تمام لوگ نماز عشاء میں شریک نہیں ہو سکتے تھے تاہم باری باندھ لی تھی اور اپنی باری پر لوگ آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء پڑھتے تھے۔ ❺

❶ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب مصعب بن عمیر رضی الله عنه، رقم: ۳۸۵۳۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ ❷ الاصابة، تذکرة مصعب بن عمر رضی الله عنه.

❸ صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم: ۴۰۴۵، ۴۰۴۷.

❹ صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب حسن الصوت بالقراءة للقرآن، رقم: ۵۰۴۸.

❺ صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلاة، رقم: ۵۶۷.

تلاوتِ قرآن:

سیّدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ خوش الحان تھے۔ بلکہ یہ آپ ہی کی خصوصیت نہیں، خوش الحانی ان کے تمام قبیلہ کا وصف امتیازی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ''رات کو جب قبیلہ اشعری کے لوگ آتے ہیں تو میں ان کی قرآن خوانی ہی سے ان کے جائے قیام کو پہچان لیتا ہوں۔'' ❶

ابوعثمان مہدی کا بیان ہے کہ ''میں نے جاہلیت کا زمانہ بھی پایا ہے لیکن میں نے چنگ و بربط کی آواز کو بھی ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی خوش الحانی سے بہتر نہیں پایا۔ وہ ہم کو نماز فجر پڑھاتے تھے تو جی چاہتا تھا کہ پوری سورۂ بقرہ پڑھ ڈالتے۔'' ❷

شوق زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

صحابہ کرام کے دل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق زیارت سے لبریز تھے۔ اس لیے جب زیارت کا وقت قریب آتا تو یہ جذبہ اور بھی اُبھر جاتا اور اس کا اظہار مقدس نغمہ سنجیوں کی صورت میں ہوتا۔ سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جب اپنے رفقاء کے ساتھ مدینہ کے قریب پہنچے تو سب کے سب ہم آہنگ ہوکر زبانی شوق سے یہ رجز پڑھنے لگے:

((غدا نلقى الأَحبه محمداً و حزبه .))

''ہم کل اپنے دوستوں یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گروہ سے ملیں گے۔'' ❸

پابندی عہد:

معاہدہ تو ایک بڑی چیز ہے صحابہ کرام معمولی وعدے کو بھی لازمی طور پر پورا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ''میں فلاں دن سفر کرنے والا ہوں، میرے سفر کا سامان کردو۔'' انہوں نے سامان کرنا شروع کردیا جب روانگی کا

❶ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل الاشعریین، رقم: ٢٤٩٩/١٦٦.
❷ الاستیعاب، تذکرہ عبدالرحمن بن مل.
❸ مسند احمد: ٢٢٣/٣.

وقت آیا تو بولے کہ ''ذرا کسر رہ گئی ہے، اگر آپ ٹھہر جاتے تو میں اس کو پورا کر دیتا'' بولے: میں گھر کے لوگوں سے کہہ چکا ہوں کہ فلاں دن سفر کروں گا اب اگر ان سے جھوٹ بولتا ہوں تو وہ بھی مجھ سے جھوٹ بولیں گے۔ ان سے خیانت کرتا ہوں تو وہ بھی مجھ سے خیانت کریں گے۔ ان سے وعدہ خلافی کرتا ہوں تو وہ بھی مجھ سے وعدہ خلافی کریں گے، چنانچہ وہ روانہ ہو گئے اور اس کمی کی کچھ پرواہ نہ کی کہ سامان سفر نامکمل ہے۔'' ❶

29۔سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے فضائل:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مجھے جتنا رشک سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر ہے کسی اور عورت پر نہیں، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح ان کی وفات کے بعد کیا تھا، یہ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا بہت زیادہ ذکر کرتے تھے، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو خدیجہ کے لیے جنت کے موتی سے بنے ہوئے گھر کی بشارت دینے کا حکم دیا جس میں نہ شور وغل ہے اور نہ کوئی تکلیف ہے۔ ❷

سیرت پر ایک نظر:

سب سے پہلی شادی سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوئی۔ یہ خاندان قریش کی ایک چالیس سالہ اور پاکیزہ اخلاق خاتون تھیں۔ طاہرہ ان کا لقب تھا۔ پانچویں پشت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا نسب مل جاتا ہے۔ ان کے والد خویلد ایک معزز قریشی اور یہ خود بڑی صاحب ثروت تھیں۔ ان کی پہلی شادی ابو ہالہ بن زندہ تمیمی سے ہوئی تھی۔ ان کے انتقال کے بعد عتیق ابن عائذ کے ساتھ عقد ہوا۔ ان کے انتقال کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں۔ اس وقت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سن چالیس سال کا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پچیس سال کا۔ ایک کے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادیں ان کے بطن سے تھیں۔

❶ طبقات ابن سعد، تذکرہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ.

❷ صحیح البخاری، کتاب المناقب الانصار، باب تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجة و فضلها رضی اللہ عنها، رقم: ۳۸۱۷، ۳۸۱۹.

آنحضرت ﷺ کو ان سے بڑی محبت تھی۔ ان کی زندگی بھر دوسرا نکاح نہیں فرمایا۔ ہجرت مدینہ سے کئی سال پہلے مکہ ہی میں ان کا انتقال ہو گیا تھا۔ گو ان کے بعد رسول اللہ ﷺ نے متعدد شادیاں کیں، لیکن ان کی محبت کا نقش ہمیشہ دل پر قائم رہا۔ (1)

30۔ سیّدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے فضائل:

سیّدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی باتیں سنیں اور وہیں اسلام لے آئے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اب اپنی قوم غفار میں واپس جاؤ اور انہیں میرا حال بتاؤ یہاں تک کہ جب ہمارے غلبے کا تمہیں علم ہو جائے۔'' (تو پھر ہمارے پاس آ جانا) ابو ذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں ان قریشیوں کے مجمع میں پکار کر کلمہ توحید کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے یہاں سے واپس وہ مسجد حرام میں آئے اور بلند آواز سے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ سنتے ہی سارا مجمع ٹوٹ پڑا اور اتنا مارا کہ زمین پر لٹا دیا۔ اتنے میں سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ آ گئے اور ابو ذر رضی اللہ عنہ کے اوپر اپنے آپ کو ڈال کر قریش سے کہا: افسوس کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ شخص قبیلہ غفار سے ہے اور شام جانے والے تمام تاجروں کا راستہ ادھر ہی سے پڑتا ہے، اس طرح سے ان سے بچایا۔ پھر سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ دوسرے دن مسجد الحرام میں آئے اور اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ قوم پھر بُری طرح ان پر ٹوٹ پڑی اور مارنے لگی۔ اس دن بھی سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ ان پر اوندھے پڑ گئے۔ (2)

تحمل شدائد:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسلام کے لیے ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کیں اور ان کے ایمان میں ذرہ برابر تزلزل واقع نہیں ہوا۔ سیّدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے جب خانہ کعبہ میں اپنے

---

(1) تاریخ اسلام: ۱/ ۱۳۴، بتعدیل یسیر.

(2) صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب قصة اسلام ابی ذر الغفاری رضی الله عنه، رقم: ۳۵۲۲.

اسلام کا اعلان کیا تو ان پر کفار ٹوٹ پڑے اور مارتے مارتے زمین پر لٹا دیا۔ ❶

صدقہ وخیرات:

سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سرے سے مال جمع کرنا ہی ناجائز تصور کرتے تھے۔ ❷

جرأت وشجاعت:

جرأت وشجاعت کا اظہار کبھی عقائد کے اظہار میں ہوتا ہے، کبھی میدانِ جنگ میں اور کبھی ظالم بادشاہ کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ اخلاقی جوہر موجود تھا، اس لیے اس کا ظہور ان تمام موقعوں پر ہوتا تھا۔

سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نہایت قدیم الاسلام صحابی ہیں، وہ مکہ آ کر ایمان لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہدایت کی کہ اس وقت اپنے وطن کو واپس جاؤ اور اپنی قوم کو میری بعثت کی خبر کرو، لیکن انہوں نے نہایت پرجوش لہجے میں کہا کہ ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں کفار مکہ کے سامنے ہی کلمہ توحید کا اعلان کروں گا۔'' حالت یہ تھی کہ وہ غریب الوطن تھے، مکہ میں کوئی ان کا حامی و مددگار نہ تھا، لیکن بایں ہمہ وہ مسجد حرام میں آئے اور بآواز بلند کہا: اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللّٰہ . اس آواز کا سننا تھا کہ کفار ٹوٹ پڑے اور سخت زدوکوب کی۔ لیکن انہوں نے دوسرے دن پھر اسی جوش کے ساتھ خانہ کعبہ میں اس کلمے کا اعلان کیا اور کفار نے پھر اسی طرح یورش کی۔ ❸

غلاموں کے ساتھ سلوک:

صحابہ کرام غلاموں کے ساتھ بالکل مساویانہ برتاؤ کرتے تھے۔ ایک بار سیّدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ ایک جبہ پہنے ہوئے تھے اور غلام کو بھی ویسا ہی پہنایا ہوا تھا اس کا سبب

---

❶ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة رضی الله عنهم، رقم: ٢٤٧٣.

❷ صحیح بخاری، کتاب الزکاة، رقم: ١٤٠٦.

❸ صحیح بخاری، کتاب المناقب، رقم: ٣٨٦١.

دریافت کیا گیا تو بولے: ’’میں نے ایک غلام کو ایک دفعہ بُرا بھلا کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوذر! تم میں اب تک جاہلیت کا اثر باقی ہے، یہ لوگ تمہارے بھائی ہیں، اللہ نے ان کو تمہارے ہاتھ میں دے دیا ہے تو جس کا بھائی اس کے ہاتھ میں ہو وہ اس کو وہی کھلائے پلائے جو خود کھاتا پیتا ہے۔‘‘ ❶

31۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل:

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’قرآن چار بندوں سے سیکھو:

۱: عبداللہ بن مسعود۔ ۲: سالم مولیٰ ابی حذیفہ۔

۳: ابی بن کعب۔ ۴: معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہم)‘‘ ❷

خدمت رسول ﷺ:

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل تھا کہ جب آپ کہیں جاتے تو وہ پہلے آپ کو جوتا پہناتے پھر آگے آگے عصا لے کر چلتے، آپ مجلس میں بیٹھنا چاہتے تو آپ کے پاؤں سے جوتیاں نکالتے، پھر آپ کو عصا دیتے، آپ اٹھتے تو پھر اسی طرح جوتیاں پہناتے، آگے عصا لے کر چلتے اور حجرۂ مبارک تک پہنچا جاتے، آپ نہاتے تو پردہ کرتے، آپ سوتے تو بیدار کرتے، آپ سفر میں جاتے تو آپ کا بچھونا، مسواک، جوتا، اور وضو کا پانی ان کے ساتھ ہوتا، اس لیے وہ صاحب سواد رسول اللہ ﷺ یعنی آپ کے میرِ سامان کہے جاتے تھے۔ ❸

تفقہ فی الدین:

مسروق فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ((وَالَّذِیْ لَا اِلٰہ غیرہ))

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم: ٣٠.

❷ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، رقم: ٣٧٦٠.

❸ طبقات ابن سعد، تذکرہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ.

''مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔'' قرآن مقدس کی کوئی ایسی سورت نہیں ہے کہ جس کے متعلق میں یہ نہ جانتا ہوں کہ یہ کہاں اور کب نازل ہوئی، اور قرآن کی ہر آیت کے متعلق جانتا ہوں کہ اس کا شانِ نزول کیا ہے؟ پھر فرمایا: اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ قرآنِ مقدس کا کوئی شخص مجھ سے بڑا عالم موجود ہے تو میں اس کے پاس جا کر علم حاصل کرتا اگرچہ وہ اتنا دور دراز رہتا ہوتا کہ وہاں صرف اونٹ کے ذریعے پہنچا جا سکتا ہو۔ [1]

اتباع رسول ﷺ:

عبدالرحمٰن بن یزید فرماتے ہیں کہ ہم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کوئی ایسا شخص بتائیں جو نبی کریم ﷺ کی سیرت والا ہوتا کہ ہم اس سے (علم) حاصل کریں، تو انہوں نے فرمایا: ''میں نبی کریم ﷺ کی سیرت کو بہت زیادہ اپنانے والا شخص ابنِ اُم معبد (یعنی عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ) کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔'' [2]

[1] صحیح بخاری، فضائل القرآن، رقم: ۵۰۰۲.

[2] صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابة، رقم: ۳۷۶۲.

17...... کتاب صفة جهنم

جہنم کا بیان

گزشتہ صفحات میں قرآن وصحیح احادیث سے ان اعمال کا تذکرہ کیا گیا ہے، جن پر عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت جنت حاصل ہوگی ، اور جہنم سے آزادی کا پروانہ نصیب ہوگا۔ جہنم بہت بُری جائے قرار ہے جہاں لمحہ بھر کو بھی چین وسکون حاصل نہ ہوگا۔

لہٰذا اس کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے تا کہ جہنم کا خوف دلوں میں جاگزین ہو جائے اور دلوں میں جنت کی طلب پیدا ہو جائے۔ اہل ایمان جہنم کے عذاب سے پناہ مانگتے رہتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا ﴿٦٤﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾﴾

(الفرقان : ٦٤، ٦٥)

''اور جو اپنے رب کے سامنے سجدے اور قیام کرتے ہوئے راتیں گزار دیتے ہیں، اور جو یہ دُعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم سے دوزخ کا عذاب پرے ہی پرے رکھ کیوں کہ اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے۔''

﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿١٩١﴾ رَبَّنَآ إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهٗ ۖ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴿١٩٢﴾﴾

(آل عمران : ١٩١-١٩٢)

''اے ہمارے رب! تو نے اسے باطل پیدا نہیں کیا، تو پاک ہے تو ہمیں جہنم

کے عذاب سے بچا لے۔ اے ہمارے رب! بے شک تو نے جسے جہنم میں داخل کر دیا تو تو نے اسے رسوا کر دیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوتا۔''

﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ (آل عمران : ۱۸۵)

''جسے جہنم سے بچا لیا گیا، اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو وہ کامیاب ہو گیا، اور دنیا کی زندگی سراسر دھوکے کا سامان ہے۔''

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَإِنَّهُ يُعْرَضُ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ ، فَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ .)) [1]

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی فوت ہوتا ہے تو اسے صبح و شام اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے، اگر جنتی ہے تو جنت میں (اس کا ٹھکانہ اسے دکھایا جاتا ہے) اگر جہنمی ہے تو جہنم میں (اس کا ٹھکانہ اسے دکھایا جاتا ہے۔)''

جہنمیوں کی جسامت:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۵۶﴾﴾ (النساء: ۵۶)

''بے شک جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا ہم اُنہیں آگ کا مزہ

---

[1] صحيح بخاری، كتاب بدء الخلق ، باب ماجاء فی صفة الجنة، رقم: ۳۲۴۰.

چکھائیں گے، جب بھی ان کے چمڑے پک جائیں گے، ہم ان کے چمڑوں کو بدل دیں گے، تاکہ عذاب کا مزہ چکھیں۔ بے شک اللہ زبردست اور بڑی حکمتوں والا ہے۔''

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:((ضِرْسُ الْكَافِرِ اَوْ نَابُ الْكَافِرِ مِثْلُ اُحُدٍ ، وَغِلَظُ جِلْدِهٖ مَسِيرَةُ ثَلَاثٍ .)) ❶

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:'' کافر کی داڑھ یا کچلی (جہنم میں) اُحد پہاڑ کے برابر ہوگی، اور اس کی کھال کی موٹائی تین دن کی مسافت کے برابر ہوگی۔''

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ غِلَظَ جِلْدِ الْكَافِرِ اثْنَانِ وَأَرْبَعُونَ ذِرَاعًا ، وَإِنَّ ضِرْسَهُ مِثْلُ أُحُدٍ ، وَإِنَّ مَجْلِسَهُ مِنْ جَهَنَّمَ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ .)) ❷

'' سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:'' (جہنم میں) کافر کی کھال کی موٹائی بیالیس ہاتھ ہوگی، ایک دانت اُحد پہاڑ کے برابر ہوگا اور اس کے بیٹھنے کی جگہ مکہ اور مدینہ کے درمیانی فاصلہ کے برابر ہوگی۔''

جہنمیوں کا لباس:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۫ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۚ﴿۱۹﴾ يُصْهَرُ بِهٖ مَا

❶ صحیح مسلم، کتاب الجنة و نعیمها، باب النار یدخلها الجبارون، رقم: ۲۸۵۱.

❷ سنن ترمذی، کتاب صفة جهنم ، باب ما جاء فی عظم اهل النار، رقم: ۲۵۷۷۔ سلسلة الصحیحة، رقم: ۱۰۰.

فِیْ بُطُوْنِهِمْ وَ الْجُلُوْدُ ﴿٢٠﴾ (الحج : ١٩ ـ ٢٠)

''یہ دونوں گروہ ایک دوسرے کے دشمن ہیں، انہوں نے اپنے رب کے بارے میں جھگڑا کیا، پس جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی، ان کے لئے قیامت کے دن آگ کے کپڑے بنائے جائیں گے، ان کے سروں کے اوپر سے کھولتا ہوا گرم پانی انڈیلا جائے گا، جس کی گرمی سے ان کے پیٹ کی ہر چیز اور ان کے چمڑے گل کر الگ ہو جائیں گے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَ تَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿٤٩﴾ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّ تَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿٥٠﴾﴾ (ابراهيم : ٤٩ ـ ٥٠)

''اور اس دن آپ مجرموں کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے دیکھیں گے۔ ان کے پیرہن گندھک کے ہوں گے، اور آگ ان کے چہروں کو ڈھانکے ہوگی۔''

جہنم میں عذاب کی شدت:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُؤْتٰى بِاَنْعَمِ اَهْلِ الدُّنْيَا ، مِنْ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً: ثُمَّ يُقَالُ: يَا ابْنَ آدَمَ! هَلْ رَاَيْتَ خَيْرًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيْمٌ قَطُّ؟ فَيَقُوْلُ: لَا وَاللّٰهِ! يَارَبِّ! وَيُؤْتٰى بِاَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ ، فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِي الْجَنَّةِ ، فَيُقَالُ لَهٗ ، يَا ابْنَ آدَمَ! هَلْ رَاَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ ؟ هَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ؟ فَيَقُوْلُ: لَا وَاللّٰهِ! يَارَبِّ! مَا مَرَّ بِي بُؤْسٌ قَطُّ ، وَلَا رَاَيْتُ شِدَّةً قَطُّ))[1]

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[1] صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب صبغ انعم اهل الدنيا فى النار، رقم: ٢٨٠٧.

''قیامت کے روز ایسے شخص کو لایا جائے گا، جس کا جہنم میں جانا طے ہو چکا ہوگا، دنیا میں اس نے بہت زیادہ عیش وعشرت کی ہوگی اسے دوزخ میں ایک غوطہ دیا جائے گا، اوراس سے پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا دنیا میں تو نے کوئی نعمت دیکھی، کبھی دنیا میں تمہارا نازونعم سے واسطہ پڑا؟ وہ کہے گا: اے میرے رب! تیری قسم! کبھی نہیں۔ پھر ایک ایسے آدمی کو لایا جائے گا جوجنتی ہوگا لیکن دنیا میں بڑی تکلیف دہ زندگی بسر کی ہوگی، اسے جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا اوراس سے پوچھا جائے گا، اے ابن آدم! کبھی دنیا میں تو نے کوئی تکلیف دیکھی یا رنج وغم سے کبھی تمہارا واسطہ پڑا؟'' وہ کہے گا: اے میرے رب! تیری قسم! کبھی نہیں۔ مجھے تو نہ کبھی رنج وغم سے واسطہ پڑا نہ کوئی دکھ یا تکلیف دیکھی۔''

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جہنمیوں میں سے سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا، اسے جہنم کی آگ کے دوجوتے پہنائے جائیں گے، جس سے اس کا دماغ کھولے گا۔'' [1]

جہنمیوں کی خوراک:

اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا:

﴿تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝﴾ (الغاشیه : ٥)

''انہیں کھولتے ہوئے چشمے کا پانی پلایا جائے گا۔ اُن کا کھانا سوائے خشک کانٹے کے کچھ نہ ہوگا۔ وہ نہ انہیں موٹا کرے گا اور نہ ان کی بھوک ہی دُور

[1] صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب اهون اهل النار عذاباً، رقم: ٢١٢.

کرے گا۔‘‘

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ﴿١٦﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۭ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿١٧﴾﴾ (ابراهيم: ١٦، ١٧)

’’اور جہنم تو اس کے پیچھے جہاں اسے (جہنمیوں کے) پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔ اسے وہ بہ مشکل گھونٹ پیئے گا، اور اسے حلق سے نیچے اتار نہیں جا سکے گا، اور موت اسے ہر چہار جانب سے گھیر لے گی لیکن وہ مر نہ سکے گا، اور سخت عذاب اس کے پیچھے لگا ہوگا۔‘‘

مزید ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿٤٣﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ﴿٤٤﴾ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ﴿٤٥﴾ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ﴿٤٦﴾﴾ (الدخان: ٤٣ تا ٤٦)

’’بے شک زقوم کا درخت گناہ گاروں کا کھانا ہے۔ وہ تانبے کی طرح ہو گا، پیٹوں میں کھولے گا۔ شدید گرم پانی کے کھولنے کی طرح۔‘‘

جہنم میں آگ کی شدت:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ﴿١١﴾ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ﴿١٢﴾ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿١٣﴾﴾ (اعلیٰ: ١٣-١١)

’’اور اس سے بد بخت انسان دُور رہے گا، جو بڑی آگ میں داخل ہوگا، پھر اس میں نہ وہ مرے گا اور نہ زندہ رہے گا۔‘‘

﴿وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ﴿٨﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ﴿٩﴾ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا هِيَهْ ﴿١٠﴾

نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿١١﴾ (القارعه: ١١-٨)

''اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے۔ اس کا ٹھکانا ''ہاویہ'' ہوگا۔ اور آپ کو کیا معلوم، وہ کیا ہے۔ وہ دہکتی ہوئی آگ ہے۔''

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((نَارُكُمْ هَذِهِ الَّتِی يُوقِدُ ابْنُ آدَمَ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِّنْ حَرِّ جَهَنَّمَ)) قَالُوا: وَاللّٰهِ! اِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً ، يَارَسُولَ اللّٰهِ قَالَ:((فَاِنَّهَا فُضِّلَتْ عَلَيْهَا بِتِسْعَةٍ وَسِتِّينَ جُزْءًا ، كُلُّهَا مِثْلُ حَرِّهَا .)) [1]

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہاری یہ (دنیا کی) آگ جسے ابن آدم جلاتا ہے، جہنم کی آگ کی گرمی کا سترہواں حصہ ہے۔'' صحابہ کرام نے عرض کیا: واللہ یا رسول اللہ! (انسانوں کو جلانے کے لیے تو یہی دنیا کی) آگ کافی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''لیکن وہ تو دنیا کی آگ سے انہتر (٦٩) درجے زیادہ گرم ہے، اور اس کا ہر حصہ اس دنیا کی آگ کے برابر گرم ہے۔''

دوزخیوں کے درجات:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ﴿٨﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ﴿٩﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَاهِيَهْ ﴿١٠﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿١١﴾﴾ (القارعه: ١١-٨)

''اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے۔ اس کا ٹھکانا ''ہاویہ'' ہوگا۔ اور آپ کو کیا معلوم، وہ کیا ہے؟ وہ دہکتی ہوئی آگ ہے۔''

﴿كَلَّا ۭ اِنَّهَا لَظٰى ﴿١٥﴾ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ﴿١٦﴾ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ﴿١٧﴾

[1] صحيح مسلم، كتاب الجنة و نعيمها، باب جهنم أعاذنا الله منها ، رقم: ٢٨٤٣.

وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ ﴿١٨﴾ (المعارج: ١٥ تا ١٨)

''ہرگز نہیں، بے شک وہ آگ کا شعلہ ہوگا۔ وہ تو سر کے چمڑے اُدھیڑ ڈالے گا۔ وہ ہر اس شخص کو پکارے گا جس نے حق سے منہ موڑا تھا، اور پیٹھ پھیر لی تھی۔اور مال جمع کیا تھا اور اسے سنبھال رکھا تھا۔''

عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ ، فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ؟ قَالَ صلی اللہ علیہ وسلم ((نَعَمْ، هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَّارٍ: وَلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ)) [1]

سیّدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ابوطالب آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ کے لیے (دوسرے لوگوں سے) ناراض ہوتے تھے، کیا یہ چیز ان کے کسی کام آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! اب وہ جہنم کے اوپر کے درجہ میں ہیں، اگر میں اُن کے سفارش نہ کرتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ہوتے۔''

جہنم کی گہرائی:

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ:((اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ ، يَنْزِلُ بِهَا فِي النَّارِ ، اَبْعَدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ .)) [2]

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''بندہ کوئی ایسی بات زبان سے کہہ دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ

---

[1] صحیح مسلم ، کتاب الإیمان، باب شفاعة النبی صلی الله علیه وسلم، لأبی طالب ، رقم: ۲۰۹.

[2] صحیح مسلم ، کتاب الزهد، باب حفظ اللسان، رقم: ۲۹۸۸.

جہنم میں زمین و آسمان کے درمیانی فاصلے سے بھی نیچے چلا جاتا ہے۔''

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ سَمِعَ وَجْبَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَتَدْرُونَ مَا هٰذَا؟)) قَالَ: قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ، قَالَ: ((هٰذَا حَجَرٌ رُمِيَ بِهٖ فِي النَّارِ مُنْذُ سَبْعِينَ خَرِيفًا، فَهُوَ يَهْوِي فِي النَّارِ الْآنَ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَى قَعْرِهَا.)) [1]

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک دفعہ ہم رسولِ اکرم ﷺ کے ساتھ تھے کہ اچانک دھماکے کی آواز سنی، رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''جانتے ہو یہ آواز کیسی ہے؟ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ ایک پتھر تھا جو آج سے ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا، اور وہ آگ میں گرتا چلا جا رہا تھا اور اب وہ جہنم کی تہہ تک پہنچا ہے۔''

جہنم اپنے کرتوتوں کی کمائی:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَ قِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝۲۴﴾ (زمر: ٢٤)

''کیا جو شخص قیامت کے دن بدترین عذاب سے اپنے چہرے کے ذریعہ بچے گا، (اس کے برابر ہوگا جو جنت میں عیش کرے گا) اور ظالموں سے کہا جائے گا کہ تم جو کچھ کیا کرتے تھے، اس کا مزہ چکھو۔''

﴿وَ يَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۝۲۰﴾

(احقاف: ٢٠)

[1] صحيح مسلم، كتاب الجنة و نعيمها، باب جهنم أعاذنا الله فيها، رقم: ٢٨٤٤.

''اور جس دن اہل کفر آگ کے سامنے لائے جائیں گے، اُن سے کہا جائے گا کہ تم نے دنیا کی زندگی میں ہی اپنی نعمتیں ختم کرلیں، اور اُن سے لذت اندوز ہوچکے، پس آج تمہیں زمین میں تمہارے ناحق تکبر اور تمہاری نافرمانیوں کی وجہ سے ذلت کا عذاب دیا جائے گا۔''

﴿وَ يَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝١٩ حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَ اَبْصَارُهُمْ وَ جُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝٢٠ وَ قَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّ هُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝٢١﴾

(حٰمٓ السجدہ: ۱۹ تا ۲۱)

''اور جس دن اللہ کے دشمن جہنم کی طرف ہانک کرلے جائے جائیں گے، تو وہ سب وہاں جمع کردیئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ اُس کے پاس آ جائیں گے، تو اُن کے کان، اُن کی آنکھیں اور اُن کے چمڑے اُن کے بُرے کرتوتوں کی گواہی دیں گے۔ اور وہ اپنے چمڑوں سے کہیں گے۔ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی ہے، وہ کہیں گے: ہمیں اُس اللہ نے قوت گویائی دی ہے، جس نے ہر چیز کو قوت گویائی دی ہے، اور اُسی نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا ہے، اور اُسی کے پاس تمہیں لوٹ کر جانا ہے۔''

﴿وَ هُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَ لَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَ جَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝٣٧﴾ (الفاطر: ۳۷)

''اور وہ لوگ اس میں چیخیں ماریں گے اور کہیں گے، اے ہمارے رب! ہمیں یہاں سے نکال دے، ہم نیک عمل کریں گے، اس کے سوا جو ہم کرتے رہے تھے، (تو اللہ کہے گا) کیا ہم نے تمہیں اتنی لمبی عمر نہیں دی تھی، جس میں نصیحت

حاصل کرنے والا نصیحت حاصل کرتا، اور تمہارے پاس تو ہماری طرف سے ڈارنے والا رسول بھی آیا تھا، تو اب اپنے کیئے کا مزا چکھو، ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔"

عَنْ أَبِی أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:((مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ ، فَقَدْ أَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ ، وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَارَسُولَ اللّٰهِ؟ :((قَالَ وَإِنْ قَضِيبٌ مِنْ أَرَاكٍ)) ❶

سیّدنا ابوامامہ حارثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے قسم کھا کر کسی مسلمان آدمی کا حق مار لیا، اللہ تعالیٰ اس پر جہنم واجب کر دیتا ہے۔" ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! خواہ معمولی سا حق ہو؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "خواہ پیلو کی ایک ٹہنی ہی کیوں نہ ہو۔"

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ ، وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ)) قَالُوا: بِمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((بِكُفْرِهِنَّ)) قِيلَ: أَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ؟ قَالَ: ((يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ ، وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ، ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ .)) ❷

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"آج میں نے جہنم دیکھی ہے، اور اس جیسا کریہہ منظر (اس سے پہلے) کبھی نہیں دیکھا، میں نے جہنم میں عورتوں کی اکثریت دیکھی۔" صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کیوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "وہ ان کی ناشکری کی وجہ سے۔" عرض کیا گیا: کیا وہ اللہ کی ناشکری کرتی ہیں؟

---

❶ صحیح مسلم ، کتاب الإیمان ، باب وعید من اقتطع حق مسلم، رقم: ۱۳۷ .

❷ صحیح مسلم ، کتاب الکسوف ، رقم: ۲۰۷ ـ صحیح البخاری، کتاب الایمان ، رقم: ۲۹ .

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اپنے شوہر کی ناشکری کرتی ہیں، اور احسان نہیں مانتیں، اگر تم کسی عورت پر زمانے بھر کے احسان بھی کر دو، لیکن جب کبھی اس (عورت) کی مرضی کے خلاف (کوئی بات) ہو جائے، تو کہے گی: میں نے تو تجھ سے کبھی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔''

عَنْ عَيَّاضِ بْنِ حَمَارِ الْمَجَاشِعِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ذَاتَ يَوْمٍ فِيْ خُطْبَتِهِ ((......وَأَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ: اَلضَّعِيفُ الَّذِى لَا زَبْرَ لَهُ ، الَّذِينَ هُمْ فِيكُمْ تَبَعًا لَا يَتْبَعُونَ اَهْلًا وَلَا مَالًا ، وَالْخَائِنُ الَّذِى لَا يَخْفَى لَهُ طَمَعٌ وَإِنْ دَقَّ إِلَّا خَانَهُ ، وَرَجُلٌ لَا يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِى إِلَّا وَهُوَ يُخَادِعُكَ عَنْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ وَذَكَرَ الْبُخْلَ اَوِ الْكَذِبَ ((وَالشِّنْظِيرُ الْفَحَّاشُ .)) ❶

''سیدنا عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: ''آگ میں جانے والے پانچ قسم کے لوگ ہیں: پہلے وہ جاہل لوگ جنھیں (حلال وحرام میں) کوئی تمیز نہیں، دوسرے کے پیچھے (آنکھیں بند کر کے) چلنے والے اہل وعیال اور مال ومنال تک سے بے فکر ہیں۔ دوسرا وہ خائن شخص جسے معمولی سی چیز کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو خیانت کرنے لگتا ہے۔ تیسرا وہ شخص جو تیرے اہل اور مال میں تجھے دھوکہ دینے والا ہے، پھر آپ ﷺ نے بخیل یا جھوٹے آدمی کا ذکر فرمایا، اور پانچواں وہ شخص جو فحش گو اور گالیاں بکنے والا ہے۔''

❶ صحيح مسلم، كتاب الجنة و صفة نعيهما و أهلها ، رقم: ٢٨٦٥/٦٣ .
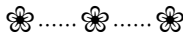
18...... کتاب صفة الجنة

جنت کا بیان

گزشتہ صفحات میں بیان کردہ اعمال اور ان کے فضائل قرآن مجید اور صحیح احادیث سے بیان کیے گئے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے اس لیے بیان کیے کہ لوگ ان پر عمل کر کے دنیوی و اُخروی اجر وثواب کے مستحق بن جائیں اور دنیا کی تمام نعمتیں جس کے مقابلے میں حقیر ہیں۔ بندگانِ الٰہی اس کے وارث بن جائیں اور وہ ہے جنت۔ جس کا مختصر تعارف بیان کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں تو ایسی ایسی نعمتیں ہیں کہ دیکھنا تو درکنار، کسی دل میں ان کا تصور وخیال بھی نہیں آیا۔

جنت کے مختلف نام:

☆ جَنّٰتُ عَدْنٍ	☆ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ	☆ جَنَّتُ الْمَاْوٰى
☆ جَنَّتُ الْخُلْدِ	☆ جَنَّتُ الْفِرْدَوْسِ	☆ دَارُ السَّلَام
☆ دَارُ الْمَقَامَة	☆ دَارُ الْحَيَوٰنِ	☆ مَقَامٌ اَمِيْنٌ
☆ مَقْعَدُ صِدْقٍ	☆ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ	☆ دَارُ الْقَرَارِ
☆ دَارُ الْاٰخِرَة		

اللہ کا سلام:

﴿لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّ لَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ﴿٥٧﴾ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿٥٨﴾﴾ (یٰسٓ : ٥٧-٥٨)

''ان کے لیے جنت میں ہر قسم کے میوے ہوں گے، اور بھی جو کچھ وہ طلب کریں۔ مہربان پروردگار کی طرف سے انہیں سلام کہا جائے گا۔

فرشتوں کا سلام:

﴿وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿٢٣﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٤﴾﴾ (الرعد: ٢٣، ٢٤)

''اور فرشتے ان پر (جنت کے) ہر دروازے سے داخل ہوں گے (اور کہیں گے کہ) تم پر سلام ہو بوجہ اس کے جو تم نے (دنیا میں تکالیف پر) صبر کیا (اب تمہارے لیے) آخرت کا اچھا گھر ہے۔''

﴿الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٣٢﴾﴾ (النحل: ٣٢)

''(نیک لوگوں کو جب) انہیں فرشتے فوت کرتے ہیں (تو وہ) خوش ہوتے ہیں، انہیں (فرشتے) کہتے ہیں کہ تم پر سلام ہو، جنت میں داخل ہو جاؤ، بوجہ اس کے جو تم (نیک) عمل کیا کرتے تھے۔''

﴿وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿٧٣﴾﴾

(الزمر: ٧٣)

''اور انہیں جنت کے نگہبان (فرشتے) کہیں گے کہ تم پر سلام ہو، چین سے رہو، تم اس جنت میں ہمیشہ کے لیے چلے جاؤ۔''

جنتیوں کا ایک دوسرے کو سلام:

﴿وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ﴿٢٣﴾﴾

(ابراھیم: ٢٣)

''داخل کیے جائیں گے وہ لوگ جو ایمان لائے، اور نیک اعمال کیے، ان باغات میں جن کے نیچے نہریں چل رہی ہوں گے وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے، اپنے رب کے حکم سے، ان کا وہاں آپس کا سلام وتحیہ سلام علیکم ہوگا۔''

﴿دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ⑩﴾ (یونس : ۱۰)

''(جنت میں) ان کی پکار سبحان اللہ ہوگی، اوران کا باہمی سلام السلام علیکم ہوگا اوران کی اخیر بات الحمدللہ رب العالمین ہوگی۔''

اللہ کی رضا مندی اورخوشنودی:

﴿يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ㉑﴾ (التوبہ : ۲۱)

''انہیں ان کا رب خوشخبری دیتا ہے اپنی رحمت کی، اوررضا مندی کی، اورجنتوں کی، ان کے لیے وہاں دائمی نعمت ہے۔''

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ㉒﴾ (التوبہ : ۷۲)

''ان ایمان دار مردوں اورعورتوں سے اللہ نے ان جنتوں کا وعدہ فرمایا ہے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، جہاں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں، اوران صاف ستھرے پاکیزہ محلات کا جوان ہمیشگی والی جنتوں میں ہیں، اوراللہ کی رضا مندی سب سے بڑی چیز ہے، یہی زبردست کامیابی ہے۔''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ: يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ! فَيَقُوْلُوْنَ: لَبَّيْكَ، رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ فَيَقُوْلُ: هَلْ رَضِيْتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: وَمَالَنَا لَا نَرْضٰى؟ يَا رَبِّ! وَقَدْ اَعْطَيْتَنَا مَالَمْ تُعْطِ احَدًا مِنْ خَلْقِكَ. فَيَقُوْلُ: اَلَا أُعْطِيْكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: يَا رَبِّ! وَاَيُّ شَيْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَيَقُوْلُ: اُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ، فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ اَبَدًا.)) [1]

''اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا، اے جنتیو! وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم حاضر ہیں اور تیری اطاعت کر کے سعادت مندی کے طالب ہیں، اور تمام بھلائی تیرے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم راضی ہو گئے ہو؟ وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! ہم کیوں راضی نہ ہوں، تو نے ہمیں وہ کچھ عطا فرما دیا جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو عطا نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا میں تمہیں اس (سب کچھ) سے افضل چیز نہ عطا کر دوں؟ اہل جنت کہیں گے، اس (جنت) سے افضل چیز کون سی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں تم پر اپنی رضا مندی نازل کرتا ہوں، آج کے بعد میں کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔''

آپس میں گفتگو:

﴿وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ وَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴿۲۸﴾﴾ (الطور: ۲۵۔۲۸)

''اور آپس میں ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر بات چیت کریں گے، وہ

[1] صحیح مسلم، کتاب الجنة و نعیمها، باب اجلال الرضوان علی اهل الجنة، رقم: ۲۸۲۹.

کہیں گے کہ اس اخروی زندگی سے پہلے ہم اپنے گھر والوں میں عذاب آخرت سے ڈرتے تھے۔ پس اللہ نے ہم پر بڑا احسان کیا، اور ہم کو تیز و تند گرم ہواؤں کے عذاب سے بچالیا، ہم اس سے پہلے ہی اس کو پکارا کرتے تھے۔ بے شک وہ محسن اور مہربان ہے۔''

بغض، کینہ ختم:

﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ ۖ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ ۖ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۖ وَنُودُوا أَن تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٤٣﴾﴾ (الاعراف : ۴۳)

''اور ہم ان کے سینوں سے ہر قسم کا کینہ نکال دیں گے۔ ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ اور وہ لوگ کہیں گے کہ اللہ کا لاکھ لاکھ احسان ہے، جس نے ہم کو اس مقام تک پہنچایا اور ہماری کبھی رسائی نہ ہوتی اگر اللہ تعالیٰ ہم کو نہ پہنچاتا۔ واقعی ہمارے رب کے پیغمبر سچی باتیں لے کر آئے تھے، اور اُن سے پکار کر کہا جائے گا کہ یہ جنت تم کو دی گئی ہے۔ تمہارے اعمال کے بدلے۔''

دیدارِ الٰہی

﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾﴾ (القیامہ : ۲۲-۲۳)

''اس روز بہت سے چہرے تروتازہ اور بارونق ہوں گے، اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے۔''

﴿لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ۖ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٦﴾﴾ (یونس : ۲۶)

''جو لوگ نیک عمل کریں گے انہیں جنت ملے گی، اور اللہ کا دیدار نصیب ہوگا، اور ان کے چہروں پر نہ کدورت چھائے گی۔ اور نہ ذلت۔ یہ لوگ جنت میں رہنے والے ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔''

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ اَلْجَنَّةَ ، يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: تُرِيْدُوْنَ شَيْئًا اَزِيْدُكُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: اَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوْهَنَا؟ اَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ فَمَا أُعْطُوْا شَيْئًا اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ اِلٰى رَبِّهِمْ ثُمَّ تَلَا ((لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا)) ❶

''جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کسی چیز کی ضرورت ہے، وہ میں تمہیں عطا کر دوں؟ وہ کہیں گے: اے اللہ! تو نے ہمارے چہرے روشن کر کے جنت میں داخل کیا اور جہنم سے نجات نہیں دے دی؟ (اب کیا چاہیں گے؟) پھر پردہ ہٹا دیا جائے گا، وہ اللہ کے چہرے کا دیدار کریں گے، اللہ کے دیدار سے بڑھ کر کوئی چیز انہیں نہ دی جائے گی۔ پھر آپ نے یہی آیت (بالا) تلاوت فرمائی۔''

جنت کی چوڑائی:

﴿وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَ سَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾﴾ (آل عمران: ۱۳۲۔۱۳۳)

''اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کی وسعت

❶ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم: ۲۹۷، ۲۹۸.

آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ فِی الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً یَسِیْرُ الرَّاکِبُ فِیْ ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ .)) ❶

''جنت میں ایسا درخت بھی ہے کہ اگر کوئی سوار اس کے سائے کے نیچے سو برس چلتا چلا جائے تو اسے عبور نہیں کر سکے گا۔''

سیدنا عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِی الْجَنَّةِ لَخَیْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ وَّاحِدَةٍ مُجَوَّفَةٍ ، طُوْلُهَا سِتُّوْنَ مِیْلًا لِلْمُؤْمِنِ فِیْهَا أَهْلُوْنَ ، یَطُوْفُ عَلَیْهِمُ الْمُؤْمِنُ فَلَا یَرَی بَعْضُهُمْ بَعْضاً)) ❷

''جنت میں مومن کا ایسا خیمہ بھی ہوگا جو ایک گول موتی سے بنا ہوا ہوگا، جس کی لمبائی ساٹھ میل ہوگی اور اس میں مؤمن کے گھر والے ہوں گے، مؤمن ان سے ملاقات کے لیے جائے گا اور وہ (اس قدر دُور ہوں گے) کہ ایک دوسرے کو دیکھ نہ پائیں گے۔''

اچھی قیام گاہ:

﴿خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴿۷۶﴾﴾ (الفرقان : ۷۶)

''اس میں یہ ہمیشہ رہیں گے، وہ بہت ہی اچھی جگہ اور عمدہ مقام ہے۔''

﴿وَمَسٰکِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۲﴾﴾

(الصف : ۱۲)

''جنت عدن کے بہترین بنگلے ملیں گے، اور یہ بڑی کامیابی ہوگی۔''

---

❶ صحیح مسلم ، کتاب الجنة و نعیمها، باب یسیر الراکب فی ظلها ، رقم: ۲۸۲۶.

❷ صحیح مسلم ، کتاب الجنة، باب فی صفة خیام الجنة، رقم: ۲۸۳۸.

موت کا خطرہ ختم:

﴿لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ ۖ وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿٥٦﴾﴾ (الدخان : ٥٦)

''وہاں وہ موت نہیں چکھیں گے، ہاں پہلی موت جو وہ مر چکے اور انہیں اللہ دوزخ کی سزا سے بچا لے گا۔''

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ ، وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ ، ثُمَّ يَقُوْمُ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ: يَااَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ ، وَيَا اَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ ، خُلُوْدٌ .)) ❶

''جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں داخل ہو جائیں گے، تو ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ: اے جہنمیو! اب کوئی موت نہیں ہوگی، اے جنتیو! اب کوئی موت نہیں ہوگی، اب ہمیشہ جنت یا دوزخ میں زندہ رہو گے۔''

جنتی نہریں:

﴿مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۖ وَلَهُمْ فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ ۖ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ ﴿١٥﴾﴾

(محمد: ١٥)

''اس جنت کی صفت جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے، یہ ہے کہ اس میں کبھی خراب نہ ہونے والی پانی کی نہریں ہیں، اور ایسی دودھ کی نہریں

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب یدخل الجنة سبعون الفا بغیر حساب، رقم: ٦٥٤٤.

ہیں جس کا ذائقہ کبھی نہیں بدلے گا، اور ایسی شراب کی نہریں ہیں، جن میں پینے والوں کو بڑی لذت ملے گی۔ اور نہریں ہیں شہد کی جو بہت صاف ہے اور ان کے لیے وہاں ہر قسم کے میوے اور ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے، کیا یہ اس کی مثل ہے جو ہمیشہ آگ میں رہنے والا ہوگا، اور اسے گرم کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتیں کاٹ کر رکھ دے گا؟''

سیدنا حکیم بن معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ فِی الْجَنَّةِ بَحْرَ الْمَاءِ ، وَبَحْرَ الْعَسَلِ ، وَبَحْرَ اللَّبَنِ ، وَبَحْرَ الْخَمْرِ ، ثُمَّ تُشَقَّقُ الْاَنْهٰرُ بَعْدُ .)) [1]

''جنت میں ایک پانی کا سمندر ہے، اور ایک شہد کا، اور ایک دودھ کا، اور ایک شراب کا سمندر ہے پھر ان سے نہریں پھوٹتی چلی جاتی ہیں۔''

عورتیں اور حوریں:

﴿اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿٣٥﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ﴿٣٦﴾ عُرُبًا اَتْرَابًا ﴿٣٧﴾ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٣٨﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٣٩﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿٤٠﴾﴾

(الواقعه: ٣٥ تا ٤٠)

''ہم نے ان حوروں کو خاص طور پر بنایا ہے، اور ہم نے انہیں کنواریاں کر دیا ہے، وہ اپنے شوہروں سے محبت کرنے والی اور ان کی ہم عمر ہیں، یہ سب دائیں ہاتھ والوں کے لیے ہیں، ان کا ایک گروہ ہے اگلوں میں سے، اور بہت بڑی جماعت ہے پچھلوں میں سے۔''

﴿اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿٤١﴾ فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿٤٢﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٤٣﴾ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿٤٤﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿٤٥﴾

[1] سنن ترمذی، کتاب صفة الجنة، باب ما جاء فی صفة نهار الجنة، رقم: ٢٥٧١۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿٤٦﴾ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّ لَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَ عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿٤٨﴾ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿٤٩﴾

(الصافات: ٤١ تا ٤٩)

'' انہیں کے لیے مقررہ روزی ہر طرح کے میوے ہیں، اور وہ ذی عزت و اکرام ہیں۔ نعمتوں والی جنتوں میں تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے جاری شراب کے جام کا ان پر دَور چل رہا ہوگا۔ جو سفید اور پینے میں لذیذ ہوگی، نہ اس سے دردِ سر ہو اور نہ اُس کے پینے سے بہکیں گے، اور ان کے پاس نیچی نظریں رکھنے والی باحیاء بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی۔ ایسی جیسے چھپائے ہوئے موتی۔''

﴿فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿٥٦﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٧﴾ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿٥٨﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٩﴾﴾ (الرحمن: ٥٦ تا ٥٩)

'' وہاں شرمیلی، نیچی نگاہ والی حوریں ہیں جنہیں ان سے پہلے کسی جن وانس نے ہاتھ نہیں لگایا۔ اپنے پالنے والے کی نعمتوں میں سے تم کس کس کے منکر ہو؟ وہ حوریں مثل یاقوت اور مونگے کے ہوں گی۔ اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو تم جھٹلاؤ گے؟''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَلَوْ اَنَّ امْرَأَةً مِّنْ نِّسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِطَّلَعَتْ اِلَى الْاَرْضِ لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا ، وَلَمَلَأَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيْحًا وَلَنَصِيْفُهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا .)) [1]

''اگر جنت کی حور زمین پر جھانکے تو زمین و آسمان کا درمیان روشن ہو جائے،

[1] صحیح بخاری، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، رقم: ٦٥٦٨.

اور زمین و آسمان کا درمیانی خلا معطر ہو جائے، اور حور کا دوپٹہ دنیا کائنات (کے خزانوں) سے کہیں بہتر ہے۔"

جنت میں ہر خواہش پوری ہوگی:

﴿جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَهَا تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ لَهُمۡ فِیۡهَا مَا یَشَآءُوۡنَ ؕ كَذٰلِكَ یَجۡزِی اللّٰهُ الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۳۱﴾﴾ (النحل: ۳۱)

"ہمیشگی والے باغات جہاں وہ جائیں گے، جن کے نیچے نہریں لہریں لے رہی ہیں، جو کچھ یہ طلب کریں گے وہاں ان کے لیے موجود ہوگا۔ پرہیز گاروں کو اللہ اسی طرح بدلے عطا فرماتا ہے۔"

﴿نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُكُمۡ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَ فِی الۡاٰخِرَةِ ۚ وَ لَكُمۡ فِیۡهَا مَا تَشۡتَهِیۡۤ اَنۡفُسُكُمۡ وَ لَكُمۡ فِیۡهَا مَا تَدَّعُوۡنَ ﴿۳۱﴾ؕ﴾ (حم السجدہ: ۳۱)

"تمہاری دنیوی زندگی میں بھی ہم تمہارے رفیق تھے، اور آخرت میں بھی رہیں گے، جس چیز کو تمہارا جی چاہے اور جو کچھ تم مانگو سب جنت میں موجود ہے۔"

والدین بیوی بچوں سے ملاقات:

﴿جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَهَا وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِهِمۡ وَاَزۡوَاجِهِمۡ وَذُرِّیّٰتِهِمۡ وَالۡمَلٰٓئِكَةُ یَدۡخُلُوۡنَ عَلَیۡهِمۡ مِّنۡ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ۚ سَلٰمٌ عَلَیۡكُمۡ بِمَا صَبَرۡتُمۡ فَنِعۡمَ عُقۡبَی الدَّارِ ﴿۲۴﴾ؕ﴾ (الرعد: ۲۳۔۲۴)

"ہمیشہ رہنے کے باغات جہاں یہ خود جائیں گے، اور ان کے آباء واجداد اور بیویوں اور اولادوں میں سے بھی جو نیکوکار ہوں گے ان کے پاس فرشتے ہر ہر دروازے سے آئیں گے۔ کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو صبر کے بدلے، کیا ہی اچھا

بدلہ ہے اس گھر کا۔''

جنت کی خوشبو:

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ ، وَإِنَّ رِيحَهَا يُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا .)) ❶

''جس نے کسی ذمی کو (ناحق) قتل کیا وہ جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا، اور جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے آئے گی۔''

جنت کے دروازے:

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ اَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْلَ: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ وَرَسُوْلُهُ . [وَفِي رِوَايَةَ...... اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ......] اِلَّا فُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ ، يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ .)) ❷

''تم میں سے جو کوئی اچھی طرح وضو کرے پھر کہے: ''اشهد ان لا اله الا الله...... الخ''، تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جس سے چاہے داخل ہو جائے۔''

جنت کے درجات:

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

❶ صحیح بخاری، کتاب الجزیة والموادعة ، باب اثم من قتل معاهداً...... رقم: ٣١٦٦.

❷ صحیح مسلم، کتاب الوضوء، باب الذکر المستحب عقب الوضوء، رقم: ٢٣٤.

((فِی الْجَنَّةِ مِائَةُ دَرَجَةٍ مَابَیْنَ کُلِّ دَرَجَتَیْنِ کَمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ ، وَالْفِرْدَوْسُ اَعْلٰهَا دَرَجَةً ، وَمِنْهَا تَفْجُرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ الْاَرْبَعَةُ ، وَمِنْ فَوْقِهَا یَکُوْنُ الْعَرْشُ ، فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْئَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ .)) [1]

سیّدنا عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں سو درجے ہیں، ہر دو درجوں کے درمیان زمین و آسمان کے برابر فاصلہ ہے، سب سے اعلیٰ ترین درجہ کا نام فردوس ہے، فردوس سے جنت کی چاروں نہریں جاری ہوتی ہیں، فردوس کے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش ہے، جب بھی اللہ تعالیٰ سے (جنت کا) سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ فِی الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِینَ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ ، مَا بَیْنَ الدَّرَجَتَیْنِ کَمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ .)) [2]

''جنت میں سو درجات ہیں، جنہیں اللہ نے مجاہدین کے لیے تیار کیا ہوا ہے، دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے کہ جتنا زمین و آسمان کے درمیان ہے۔''

جنت کے بازار:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ فِی الْجَنَّةِ لَسُوْقًا ، یَأْتُوْنَهَا کُلَّ جُمُعَةٍ ، فَتَهُبُّ رِیْحُ الشَّمَالِ فَتَحْثُوْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ وَثِیَابِهِمْ ، فَیَزْدَادُوْنَ حُسْنًا وَّ جَمَالًا ، فَیَرْجِعُوْنَ اِلٰی اَهْلِیْهِمْ وَقَدِ ازْدَادُوْا حُسْنًا وَّ جَمَالًا

---

[1] سنن الترمذی ، کتاب صفة الجنة، باب ما جاء فی صفة درجات الجنة ، رقم: ۲۵۳۱۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب درجات المجاهدین، رقم: ۲۷۹۰.

فَيَقُوْلُ لَهُمْ اَهْلُوْهُمْ: وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَادْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَّ جَمَالًا فَيَقُوْلُوْنَ: وَاَنْتُمْ وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَ جَمَالًا .)) ❶

''جنت میں ایک بازار جس میں ہر جمعہ کے دن جنتی لوگ آیا کریں گے شمال کی طرف سے ایک ہوا چلے گی جس کا گردوغبار (مشک اور زعفران پر مشتمل ہوگا جب وہ) جنتیوں کے چہروں اور کپڑوں پر پڑے گا تو اس سے ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہوجائے گا، جب وہ پلٹ کر اپنے گھر آئیں گے تو ان کی بیویوں کا حسن و جمال بھی پہلے سے زیادہ ہوگا، بیویاں اپنے مردوں سے کہیں گی واللہ! تمہارا حسن و جمال ہمارے بعد تو بہت بڑھ گیا ہے۔ جنتی لوگ کہیں گے واللہ! ہمارے بعد تمہارا حسن و جمال بھی پہلے سے بہت بڑھ گیا ہے۔''

جنت کے درخت:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ فِی الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِی ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ لَا يَقْطَعُهَا .)) ❷

''جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں ایک (گھڑ) سوار سو برس تک چلتا رہے، تب بھی ختم نہ ہو۔''

لباس اور زیورات:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا ؕ وَ لِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۲۳﴾﴾ (الحج: ۲۳)

❶ صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب فی سوق الجنة، رقم: ۲۸۳۳.

❷ صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب ان فی الجنة شجرة، رقم: ۷۱۳۶.

''ایمان والوں اور نیک کام کرنے والوں کو اللہ ان جنتوں میں لے جائے گا جن کے درختوں تلے سے نہریں لہریں لے رہی ہیں، جہاں وہ سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سچے موتی بھی، اور وہاں ان کا لباس خالص ریشم کا ہوگا۔''

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ اَنَّ مَا يُقِلُّ ظُفُرٌ مِمَّا فِي الْجَنَّةِ بَدَا لَتَزَخْرَفَتْ لَهُ مَا بَيْنَ خَوَافِقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ، وَلَو اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِطَّلَعَ فَبَدَا اَسَاوِرُهُ لَطَمَسَ ضَوْءَ الشَّمْسِ كَمَا تَطْمَسُ الشَّمْسُ ضَوْءَ النُّجُوْمِ .)) ❶

''جنت کی چیزوں میں سے ایک ناخن کے برابر کوئی چیز ظاہر ہو جائے تو زمین و آسمان کے کناروں کے درمیان جو کچھ ہے اسے چمکا دے، اگر ایک جنتی مرد اپنے کنگن سمیت (دنیا میں) جھانکے تو سورج کی روشنی کو اس طرح ختم کر دے جس طرح سورج کی روشنی تاروں کی روشنی کو ختم کر دیتی ہے۔''

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ریشمی حلہ لایا گیا، لوگوں نے اس کی نفاست اور نرمی پر تعجب کا اظہار کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ لِيْنِ هٰذِهِ؟ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ خَيْرٌ مِنْهَا .)) ❷

''تم اس پر تعجب کرتی ہو جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بہتر ہیں۔''

---

❶ سنن ترمذی، کتاب صفة الجنة، باب ما جاء فی صفة اهل الجنة، رقم: ۲۵۳۸۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابه، باب مناقب سعد بن معاذ، رقم: ۳۸۰۲

حوضِ کوثر:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تُرٰی فِیْهِ اَبَارِیْقُ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ كَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ .)) ❶

''حوض کوثر پر تم سونے اور چاندی کے جام، آسمان کے تاروں کے برابر دیکھو گے۔''

نہر کوثر:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْكَوْثَرُ نَهْرٌ فِی الْجَنَّةِ حَافَتَاهُ ، مِنْ ذَهَبٍ وَمَجْرَاهُ عَلَی الدُّرِّ وَالْيَاقُوْتِ ، تُرْبَتُهٗ اَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَمَاؤُهُ أَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ ، وَأَبْيَضُ مِنَ الثَّلْجِ .)) ❷

''کوثر جنت میں ایک نہر ہے جس کے دونوں کنارے سونے کے ہیں، اس کا پانی موتی اور یاقوت پر بہتا ہے، اس کی مٹی مشک سے زیادہ خوشبودار ہے، اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے۔''

جنتی لوگوں کا سانس:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَاْكُلُوْنَ فِيْهَا وَيَشْرَبُوْنَ وَلَا يَتْفِلُوْنَ وَ لَا يَبُوْلُوْنَ ، وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ)) قَالُوْا: فَمَا بَالُ الطَّعَامِ؟ قَالَ:((جُشَاءٌ وَرَشْحٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ يُلْهَمُوْنَ التَّسْبِيْحَ وَالتَّحْمِيْدَ ، كَمَا يُلْهَمُوْنَ النَّفْسَ .)) ❸

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبینا، رقم: ۲۳۰۳/۴۲.

❷ سنن ترمذی ، کتاب التفسیر، باب ومن سورة الکوثر، رقم: ۳۳۶۱۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب ما جاء فی صفات الجنة و اھلھا، رقم: ۲۸۳۵.

''جنتی کھائیں اور پئیں گے لیکن نہ تھوکیں گے، نہ پیشاب، پاخانہ کریں گے۔ نہ ناک سنکیں گے۔'' صحابہ کرام نے عرض کیا: تو پھر کھانا کہاں جائے گا؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ڈکار اور پسینہ آئیں گے (جس سے کھانا ہضم ہو جائے گا) جنتی تسبیح اور تحمید اسی طرح کریں گے جس طرح سانس لیتے ہیں۔''

جنت کی اللہ سے التجا:

ایک مؤمن مسلمان کو اللہ تعالیٰ سے جنت طلب کرنی چاہیے، تاکہ جنت بھی آدمی کے لیے اپنے اندر داخل ہونے کی سفارش کرے، لہٰذا امام الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ الْجَنَّةُ: أَللّٰهُمَّ أَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ، وَمَنِ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ النَّارُ: أَللّٰهُمَّ أَجِرْهُ مِنَ النَّارِ)) [1]

''جو شخص اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ جنت کا سوال کرے تو جنت کہتی ہے: اے اللہ اس کو جنت میں داخل کر دے۔ اور جو شخص تین مرتبہ جہنم سے پناہ مانگے تو جہنم کہتی ہے: اے اللہ اسے جہنم سے بچا لے۔''

❀......❀......❀

[1] سنن ترمذی، کتاب صفة الجنة، باب ما جاء فی صفة انهار الجنة، رقم: ۲۵۷۲۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

19...... اصلاح عقائد

چند لمحات فضائل اعمال کے ساتھ

اللہ رب العزت نے اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو بہترین اُمت قرار دیا۔ اور فرمایا کہ تمہیں لوگوں کی اصلاح کے لیے منظر عام پر لایا گیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، ائمہ محدثین، علماء کرام رحمہم اللہ اجمعین، دین اسلام کی تبلیغ ونشر واشاعت میں ہر طرح سے مصروف عمل رہے۔ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے اوامر کو بجالانے اور نواہی سے اجتناب پر ابھارتے۔ اسی مشن کو لیے ہمارے برصغیر پاک و ہند میں بھی کئی ایک مختلف مذاہب، مسالک و مکاتب فکر کی جماعتیں، تحریکیں شب و روز مصروف ہیں۔ جو اپنے تئیں لوگوں کو دین کی دعوت دے رہے ہیں۔ آج کی اس نشست میں ہم برصغیر کی معروف تبلیغی جماعت کا مختصر جائزہ لیں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس جماعت کے بندوں میں دعوت دین کا جذبہ، اس کے لیے شب و روز محنت کرنا، اپنا مال و وقت اس میں صرف کرنا۔ یہ سب باتیں موجود ہیں، لیکن کیا صرف نجات کے لیے محنت ہی کافی ہے یا اصلاحِ عقیدہ ونظریات بھی ضروری ہے۔ ان شاء اللہ ''الدین النصیحہ'' کے پیش نظر چند ایک گزارشات عرض کی جائیں گی کہ ہم سب غور کریں کہ آیا یہ دین اسلام ہی ہے، جس کی ہم دعوت دے رہے ہیں؟

پہلا واقعہ:...... کتاب ''فضائل اعمال'' کا مختصر تجزیہ کیا جاتا ہے۔ اس کتاب میں حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نے صحیح، ضعیف، موضوع روایات و واقعات نقل کرنے کے ساتھ ساتھ بزرگوں کے ایسے واقعات قلمبند کیے ہیں، جو کہ صراحتاً اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں۔

سفیان ثوری سے نقل کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ باہر جا رہا تھا۔ میں نے ایک نوجوان

کو دیکھا کہ جب وہ قدم اُٹھاتا ہے، یا رکھتا ہے تو یوں کہتا ہے: ((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ)) میں نے اس سے پوچھا کیا کسی علمی دلیل سے تیرا یہ عمل ہے؟ (یا محض رائے سے) اس نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا: سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ۔ اس نے کہا: کیا عرق والے سفیان؟ میں نے کہا: ہاں! کہنے لگا: تجھے اللہ کی معرفت حاصل ہے؟ میں نے کہا: ہاں ہے۔ اس نے پوچھا: کس طرح معرفت حاصل ہے؟ میں نے کہا: رات سے دن نکالتا ہے۔ دن سے رات نکالتا ہے، ماں کے پیٹ میں بچے کی صورت پیدا کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ کچھ نہیں پہچانا۔ میں نے کہا: پھر تو کس طرح پہچانتا ہے؟ اس نے کہا: کسی کام کا پختہ ارادہ کرتا ہوں اس کو فسخ کرنا پڑتا ہے۔ اور کسی کام کے کرنے کی ٹھان لیتا ہوں، مگر نہیں کرسکتا۔ اس سے میں نے پہچان لیا کہ کوئی دوسری ہستی ہے جو میرے کاموں کو انجام دیتی ہے۔ میں نے پوچھا: یہ درود کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: میں اپنی ماں کے ساتھ حج کو گیا تھا۔ میری ماں وہیں رہ گئی (یعنی مرگئی) اس کا منہ کالا ہوگیا اور اس کا پیٹ پھول گیا، جس سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ کوئی بہت بڑا سخت گناہ ہوا ہے۔ اس سے میں نے اللہ جل شانہ کی طرف دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے تو میں نے دیکھا کہ تہامہ (حجاز) سے ایک ابر آیا اس سے ایک آدمی ظاہر ہوا، اس نے اپنا مبارک ہاتھ میری ماں کے منہ پر پھیرا، جس سے وہ بالکل روشن ہوگیا اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو ورم بالکل جاتا رہا۔ میں ان سے عرض کرنے لگا: آپ کون ہیں کہ میری اور میری ماں کی مصیبت کو آپ نے دور کیا۔ انہوں نے فرمایا: کہ میں تیرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ میں نے عرض کیا: مجھے کوئی وصیت کیجیے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی قدم رکھا کرے یا اُٹھایا کرے تو ((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ" پڑھا کر۔" [1]

---

[1] فضائل اعمال، ص: ۸۷۹۔۸۸۰۔ فضائل درود شریف، حکایت نمبر: ٤٦۔ مکتبہ رحمانیہ، اُردو بازار، لاہور۔

اس واقعہ پر تبصرہ سے قبل اسی سے ملتا جلتا ایک اور واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

دوسرا واقعہ:...... امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ہی کی طرف یہ واقعہ منسوب کیا گیا ہے، وہ فرماتے ہیں: ''میں طواف کر رہا تھا، میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہر قدم پر درود پڑھتا ہے۔ اور کوئی تسبیح و تہلیل وغیرہ نہیں پڑھتا۔ میں نے اس سے پوچھا اس کی کیا وجہ؟ تو اس نے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا: میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ہوں۔ اس نے کہا: اگر تو اپنے زمانے کا یکتا نہ ہوتا تو میں نہ بتاتا اور اپنا راز نہ کھولتا۔ پھر اس نے کہا: میں اور میرے والد حج کو جا رہے تھے۔ ایک جگہ پہنچ کر میرا باپ بیمار ہو گیا۔ میں علاج کا اہتمام کرتا رہا کہ ایک دم ان کا انتقال ہو گیا۔ اور منہ کالا ہو گیا۔ میں دیکھ کر بہت ہی رنجیدہ ہوا اور انا للہ پڑھی اور کپڑے سے ان کا منہ ڈھک دیا۔ اتنے میں میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صاحب جن سے زیادہ حسین میں نے کسی کو نہیں دیکھا، اور ان سے صاف ستھرا لباس کسی کا نہیں دیکھا، اور ان سے زیادہ بہترین خوشبو میں نے کہیں نہیں دیکھی۔ تیزی سے قدم بڑھاتے چلے آ رہے ہیں۔ انھوں نے میرے باپ کے منہ پر سے کپڑا ہٹایا اور اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو اس کا چہرہ سفید ہو گیا۔ وہ واپس جانے لگے تو میں نے جلدی سے ان کا کپڑا پکڑ لیا اور میں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے، آپ کون ہیں؟ کہ آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے باپ پر مسافرت میں احسان فرمایا: وہ کہنے لگے کہ تو مجھے نہیں پہچانتا میں محمد بن عبداللہ صاحب قرآن ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ یہ تیرا باپ بڑا گنہگار تھا، لیکن مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا تھا۔ جب اس پر مصیبت نازل ہوئی تو اس کی فریاد کو پہنچا۔ اور میں ہر اس کی فریاد کو پہنچتا ہوں جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجے۔'' [1]

تجزیہ:...... ان دو واقعات سے معلوم ہوا کہ:

(1) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں۔

(2) لوگوں کی مشکل کشائی کرتے ہیں۔

[1] فضائل اعمال، ص: ۸۷۷۔ فضائل درود شریف، حکایت نمبر: ۴۳۔ مکتبہ رحمانیہ، لاہور۔

(3) غیر محرم عورتوں کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہیں۔ نعوذ باللہ!

قرآن وسنت کی روشنی میں جائزہ:

حالانکہ جو بات غیب جاننے کی ہے، تو قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ڔ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ڔ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ١٨٨﴾ (الاعراف: ١٨٨)

''آپ کہیے کہ میں تو اپنے نفع ونقصان کا مالک نہیں ہوں، سوائے اس کے جو اللہ چاہے، اور اگر میں غیب کا علم رکھتا تو بہت ساری بھلائیاں اکٹھا کر لیتا، اور مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی، میں تو صرف ایمان والوں کو جہنم سے ڈرانے والا اور جنت کی خوشخبری دینے والا ہوں۔''

یعنی معلوم یہ ہوا کہ: نبی اکرم ﷺ غیب کا علم نہیں رکھتے۔ جبکہ واقعات مذکورہ سے معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ فوت ہو جانے کے بعد بھی لوگوں کے حالات سے باخبر ہیں۔

اور نا صرف باخبر ہیں، بلکہ فریاد رسی بھی کرتے ہیں، جس کی نفی بھی قرآن کی آیت مذکورہ میں واضح موجود ہے۔ بلکہ خود رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو عقیدۃ توحید سکھایا کہ:

''جب بھی سوال کرو تو اللہ سے کرنا، اور جب مدد مانگو تو اللہ سے مانگو، اور یہ بات ذہن نشین کر لو کہ اگر ساری اُمت تجھے فائدہ پہچانے کے لیے اکٹھی ہو جائے تو تجھے اس وقت تک فائدہ نہیں پہنچا سکتی، جب تک اللہ نہ چاہے، اور اسی طرح اگر ساری اُمت تجھے نقصان پہنچانے کے لیے جمع ہو جائے تو بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ جب تک کہ اللہ نہ چاہے۔'' [1]

---

[1] سنن الترمذي، كتاب صفة القيامة، ، رقم: ٢٥١٦۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

محمد رسول اللہ ﷺ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ تعلیم دیں کہ مدد اللہ سے طلب کرنا، لیکن مذکورہ واقعات میں رسول اللہ ﷺ کی طرف یہ منسوب کیا گیا ہے کہ ''میں ہر اس کی فریاد کو پہنچتا ہوں جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجے۔'' الغرض قرآن و حدیث کی تعلیم کچھ اور ہے اور فضائل اعمال کی کچھ اور۔

تیسرا واقعہ:...... اسی طرح ان دو واقعات کے علاوہ تیسرا اسی طرح کا واقعہ یہ بھی نقل کیا ہے کہ ایک سود خود کے مرنے کے بعد اس کا سر (منہ وغیرہ) سور جیسا ہو گیا تو نبی اکرم ﷺ کی سفارش سے سر اور منہ درست ہو گیا۔ ❶

تجزیہ:...... حالانکہ رسول اللہ ﷺ تو سود خور کے علاوہ لکھنے والے اور اس کا گواہ بننے والے پر بھی لعنت فرماتے رہے ہیں۔ اور اس خود ساختہ واقعہ میں رسول اللہ ﷺ سود خود کی سفارش فرما رہے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

واقعہ نمبر (۱) میں ایک اور بات جو خلافِ شریعت واسوۂ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بیان ہوئی ہے کہ آپ نے اس عورت کے منہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا، حالانکہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تو بیان فرماتی ہیں:

((وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَدَ مْرَأَةٍ قَطُّ ، غَيْرَ أَنَّهُ يُبَايِعُهُنَّ بِالْكَلَامِ .)) ❷

''یعنی اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک نے کبھی بھی کسی غیر عورت کے ہاتھ کو مس نہیں کیا۔ اور آپ عورتوں سے بیعت زبانی لیا کرتے تھے۔''

یہاں ہم اپنے تبلیغی بھائیوں کو دعوت فکر دیتے ہیں کہ آئیں غور کریں کہ حقیقت کیا ہے؟ کتب احادیث میں تو اسوۂ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ منقول ہو اور فضائل کی کتاب میں کچھ اور

---

❶ فضائل اعمال، ص: ۸۷۶، حکایت نمبر: ۴۳، مکتبہ رحمانیہ، لاہور۔

❷ صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب كيفية بيعة النساء، رقم: ۱۸٦٦.

بیان ہوا ہو۔

یہ لکھنے اور بیان کرنے والا کتنا بڑا بزرگ و عالم ہی کیوں نہ ہو۔ وہ رسول اللہ ﷺ اور سیّدہ عائشہ و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے بڑا نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا ایسی صورت میں ہم قرآن وحدیث کو ترجیح دیں، کیونکہ بنیاد نجات یہی ہے۔

چوتھا واقعہ:...... عاشق الٰہی زندہ ہوتا ہے:

زکریا صاحب لکھتے ہیں: شیخ ابویعقوب سنوسی کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک مرید آیا اور کہنے لگا کہ میں کل کو ظہر کے وقت مرجاؤں گا۔ چنانچہ دوسرے دن ظہر کے وقت مسجد حرام میں آیا، طواف کیا اور تھوڑی دور جا کر مرگیا، میں نے اس کو غسل کیا اور دفن کیا۔ جب میں نے اس کو قبر میں رکھا تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔ میں نے کہا کہ مرنے کے بعد بھی زندگی ہے۔ کہنے لگا کہ میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر عاشق زندہ ہی رہتا ہے۔'' [1]

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اس مرید کو اپنی موت کا علم ہوگیا تھا۔ دوسری بات یہ کہ اللہ کا ہر عاشق زندہ رہتا ہے۔

قرآن وسنت کی روشنی میں تجزیہ:

آیئے! اب ہم اس واقعہ کو قرآن اور احادیث کے میزان پر پرکھتے ہیں۔ اگر اس کے مطابق تو سر آنکھوں پر، ورنہ......؟

چنانچہ اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿٣٤﴾﴾ (لقمان: ٣٤)

[1] فضائل صدقات، ص: ٦٠٦، حصه دوم، کتب خانه فیضی لاهور، ص ٥٦٣۔ مکتبہ رحمانیہ، لاہور۔

''بے شک اللہ کو ہی قیامت کا علم ہے، اور وہی بارش برساتا ہے، اور وہی جانتا ہے اسے جو ماں کے رحم میں ہوتا ہے۔ اور کوئی آدمی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا، اور نہ کوئی یہ جانتا ہے کہ زمین کے کس خطے میں اس کی موت واقع ہوگی، بے شک اللہ بڑا جاننے والا، بڑا باخبر ہے۔''

اس آیت مقدسہ میں اللہ ربّ العالمین نے پانچ باتوں کے بارہ میں بیان فرمایا کہ ان کا علم حقیقی صرف اللہ ہی کو ہے۔ اسی کی مزید توضیح رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارک سے ہوتی ہے۔ ارشاد فرمایا:

''غیب کی پانچ کنجیاں ہیں، جنھیں صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ (1) کوئی نہیں جانتا کہ کل ہوگا؟ (2) کوئی نہیں جانتا کہ رحم مادر میں کیا ہے؟ (3) کوئی نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کرے گا؟ (4) کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس خطہ ارضی پر مرے گا؟ اور (5) بارش کے نزول کا بھی کسی کو علم نہیں۔'' [1]

یعنی اللہ اور اس کا رسول ﷺ نے یہ بیان فرمایا کہ کسی کو اپنی موت کا علم نہیں۔ اور ہمارے تبلیغی بھائی یہ لکھیں کہ مرید کو موت کا علم ہوگیا۔

مزید آگے چلیے! کیا عاشق الٰہی زندہ ہوتا ہے؟ قرآن سے پوچھتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ۝٣٠﴾ (الزمر : ۳۰)

''اے میرے نبی! آپ بھی مرجائیں گے، اور یہ لوگ بھی مرجائیں گے۔''

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ۝١٤٤﴾ (آل عمران : ۱۴۴)

''اور محمد صرف ایک رسول ہیں، ان سے پہلے بہت انبیاء گذر چکے ہیں، تو کیا وہ

[1] صحیح البخاري، کتاب الاستسقاء، باب لا یدری متی یجيء المطر الا اللّٰہ تعالیٰ، رقم: ۱۰۳۹.

مر جائیں گے یا قتل کر دیئے جائیں گے، تو تم لوگ الٹے پاؤں (دین سے) پھر جاؤ گے، اور جو دین سے الٹے پاؤں پھر جائے گا، تو اللہ کا کچھ بھی نقصان نہ کرے گا۔ اور عنقریب اللہ شکر کرنے والوں کو اچھا بدلہ دے گا۔''

اب یہاں چند ثانیے کے لیے غور کریں کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر اللہ سے کون محبت کرنے والا ہے، یا اللہ عزوجل محمد رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کس سے محبت کرتا ہوگا؟ یقیناً جواب یہی ہوگا کہ دونوں ایک دوسرے کے محبّ ومحبوب ہیں۔ تو جب محمد رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے اور ہمیشہ زندگی ان کے لیے بھی روا نہیں تو اور کون ان سے بڑھ کر اللہ کا عاشق (بقول مرید صاحب کے) ہوگا۔

جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے وقتی طور پر انکار کیا تو سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں آیت مذکورہ سے رسول اللہ ﷺ کی وفات پر استدلال کیا۔ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر اتفاق کیا۔

اب مقام غور و فکر ہے کہ اللہ، اس کا رسول ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو یہ فرمائیں کہ بقا صرف اللہ کے لیے ہے، خواہ کوئی بھی ہو، اس نے فوت ہونا ہے۔ لیکن واقعہ مذکورہ میں ہے کہ عاشق زندہ رہتا ہے۔ اسی طرز کا ایک اور واقعہ ملاحظہ ہو۔

پانچواں واقعہ:...... روزِ قیامت مدد:

ابوعلی روذباری کہتے ہیں کہ ایک فقیر میرے پاس عید کے دن آیا، بہت خستہ حال پرانے کپڑے، کہنے لگا: یہاں کوئی پاک صاف جگہ ایسی ہے جہاں کوئی غریب فقیر مر جائے۔ میں نے لاپروائی سے لغو سمجھ کر کہہ دیا کہ اندر آ جا اور جہاں چاہے پڑ کے مر جا۔ وہ اندر آیا، وضو کی، چند رکعات نماز پڑھی اور لیٹ کر مر گیا۔ میں نے اس کی تجہیز و تکفین کی، اور جب دفن کرنے لگا تو مجھے خیال آیا کہ اس کے منہ پر سے کفن ہٹا کر اس کا منہ زمین پر رکھ دوں، تاکہ حق تعالیٰ شانہ اس کی غربت پر رحم فرمائے۔ میں

نے اس کا منہ کھولا اس نے آنکھیں کھول دیں۔ میں نے پوچھا: میرے سردار کیا موت کے بعد بھی زندگی ہے؟ کہنے لگا کہ میں زندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ہر عاشق زندہ ہوتا ہے۔ میں کل قیامت میں اپنی وجاہت سے تیری مدد کروں گا۔'' [1]

اس واقعہ میں بھی چند باتیں مذکور ہیں:

(1) موت کا علم (2) عاشق کا زندہ ہونا

(3) روزِ قیامت مددگار بننا

تبصرہ:

پہلی دو باتوں پر تو دلائل بیان کیے جا چکے ہیں۔ روزِ قیامت مدد کرنے کی بات تو اس سلسلے میں پہلے (سورۃ الاعراف، آیت: ۱۸۸) بیان ہو چکی کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا کہ: ''آپ کہہ دیں کہ میں تو اپنی ذات کے بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں۔''

جب محمد ﷺ اپنی ذات کے نفع و نقصان کے مالک نہیں تو اور کون اس کی طاقت رکھتا ہے۔

نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اے جماعت قریش! تم اپنی جانیں اللہ سے خرید لو، (یعنی بچا لو) میں اللہ کے ہاں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا، اے بنی عبدالمطلب! میں اللہ کے ہاں تمہارے کسی کام نہ آؤں گا۔ اے چچا عباس بن عبدالمطلب! میں اللہ کے ہاں آپ کے کچھ کام نہ آؤں گا۔ اے صفیہ پھوپھی! میں اللہ کے ہاں آپ کے کچھ کام نہ آؤں گا۔ اے فاطمہ میری لخت جگر! مجھ سے جو مانگنا ہے (یہیں) مانگ لو، میں اللہ کے ہاں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا۔'' [2]

شافع روزِ محشر ﷺ تو یہ ارشاد فرمائیں، اور مذکور بزرگ مدد کرنے کا دعویٰ کریں۔

[1] فضائل صدقات، ص: ٦٦٩، فیضی کتب خانہ، لاھور، ص: ٥٧٠، مکتبہ رحمانیہ، لاہور۔

[2] صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب فی قولہ: وانذر عشیرتك الاقربین، رقم: ٢٠٦.

مقامِ غور و تدبر ہے۔

چند مزید واقعات:

اسی طرز کے کئی اور بھی واقعات ہیں۔ مثلاً دیکھئے: فضائل صدقات، ص: ٦٦٠ وغیرہ۔

چھٹا واقعہ: ...... پچاس سال تک عشاء و فجر ایک وضو کے ساتھ:

شیخ الحدیث زکریا صاحب رقمطراز ہیں:

"سعید بن المسیب کے متعلق لکھا ہے کہ پچاس برس تک عشاء اور صبح ایک ہی وضو سے پڑھی۔" ❶

ساتواں واقعہ: ...... چالیس سال تک عشاء و فجر ایک وضو کے ساتھ:

مزید رقمطراز ہیں:

"حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تو بہت کثرت سے یہ چیز نقل کی گئی ہے کہ تیس یا چالیس یا پچاس برس عشاء اور صبح ایک وضو سے پڑھی۔" ❷

آٹھواں واقعہ: ...... بارہ دن تک ایک ہی وضو سے ساری نمازیں:

لکھتے ہیں:

"ایک سید صاحب کا قصہ لکھا ہے کہ بارہ دن تک ایک ہی وضو سے ساری نمازیں پڑھیں، اور پندرہ برس تک مسلسل لیٹنے کی نوبت نہیں آئی، کئی دن ایسے گزر جاتے کہ کوئی چیز چکھنے کی نوبت نہ آتی تھی۔" ❸

نواں واقعہ: ...... ستر برس تک عبادت میں مشغول:

زکریا صاحب ایک بزرگ کی عبادت کا معمول بایں الفاظ نقل فرماتے ہیں کہ:

❶ فضائل اعمال، ص: ٦٧٤، ٣٦٢، فیضی کتب خانہ لاہور، ص: ٥١٤، ٤٤٣، مکتبہ رحمانیہ، لاہور۔

❷ فضائل اعمال، ص: ٣٦٢، ٦٧٤، فیضی کتب خانہ، ص: ٤٤٣، ٥١٤، مکتبہ رحمانیہ۔

❸ فضائل، ص: ٣٦٠، فیضی کتب خانہ، ص: ٤٤٠، مکتبہ رحمانیہ۔

’’حضرت ہناد ایک محدث ہیں، ان کے شاگرد کہتے ہیں کہ وہ بہت ہی زیادہ روتے تھے۔ ایک مرتبہ صبح کو ہمیں سبق پڑھاتے رہے، اس کے بعد وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر زوال تک نفلیں پڑھتے رہے۔ دوپہر کو گھر تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر میں آ کر ظہر کی نماز پڑھائی اور عصر تک نفلوں میں مشغول رہے، پھر عصر کی نماز پڑھائی اور قرآنِ پاک کی تلاوت مغرب تک فرماتے رہے، مغرب کے بعد میں واپس چلا گیا۔ میں نے ان کے ایک پڑوسی سے تعجب سے کہا کہ یہ شخص کس قدر عبادت کرنے والے ہیں۔ اس نے کہا کہ ستر برس سے ان کا یہی عمل ہے اور اگر تم ان کی رات کی عبادت دیکھو گے تو اور بھی تعجب کرو گے۔‘‘ [1]

تبصرہ:

اب ان واقعات پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بزرگ تارکِ دنیا تھے اور مشاغل دنیا سے ان کو قطعاً کوئی حاجت نہ تھی، اور ان کی راتیں بھی مصلیٰ پر جاگتے ہوئے عبادت میں گزرتی تھیں۔

یہ تو زکریا صاحب نے بزرگوں کا طرزِ عمل بیان کیا۔ اب ہم اس ہستی کی جانب نظر دوڑاتے ہیں کہ جن کی زندگی ہمارے لیے اسوۂ حسنہ ہے، کیا ان کی یہ تعلیمات ہیں؟

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما دن کو روزہ رکھتے اور شب بھر قیام فرماتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی خبر ہوئی تو ارشاد فرمایا:

’’اے عبداللہ! مجھے معلوم ہوا کہ تم دن کو روزہ رکھتے اور رات بھر قیام کرتے ہو؟ ‘‘عبداللہ نے فرمایا: جی ہاں! ارشاد فرمایا: ’’اس طرح نہ کرو، روزہ رکھو بھی اور چھوڑ بھی دو۔ رات کو قیام بھی کرو اور سویا بھی کرو۔ اس لیے کہ جسم، آنکھوں، بیوی اور مہمان (سب کا) تم پر حق ہے۔‘‘ (یعنی ان کے حقوق ادا کرنا تمہاری

---

[1] فضائل اعمال، ص: ۳۶۲، فیضی کتب خانہ، ص: ۴۴۳، مکتبہ رحمانیہ، لاہور۔

ذمہ داری ہے۔)'' ❶

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین صحابی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم اجمعین کے پاس آئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا معلوم کر کے ان میں سے ایک نے کہا: میں آج کے بعد ساری رات نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا، چھوڑوں گا نہیں۔ تیسرے نے کہا: میں کبھی بھی نکاح نہیں کروں گا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو انہیں طلب کر کے ارشاد فرمایا:

((أَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ ، لٰكِنِّيْ أَصُوْمُ وَأُفْطِرُ ، وَأُصَلِّيْ وَأَرْقُدُ ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ)) ❷

''اللہ کی قسم! میں تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اور خشیت رکھنے والا ہوں، لیکن (اس کے باوجود) میں روزہ رکھتا بھی ہوں اور ترک بھی کرتا ہوں، اور (رات کو) نماز بھی ادا کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور میں نے عورتوں سے نکاح بھی کیے ہوئے ہیں۔ جس نے میری سنت سے منہ موڑا، اس کا میرے ساتھ تعلق نہیں۔''

یہ ہے اسوۂ حسنہ! آیا بزرگوں کے مذکورہ بیان کردہ واقعات اس کے مطابق ہیں یا نہیں؟ مقامِ فکر ہے۔

ہمارے لیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی نمونہ ہے۔ اگر معاملات و عبادات اس کے مطابق ہے، تو پھر نجات پکی، اور اگر اسوۂ حسنہ کے خلاف معاملہ ہے تو پھر خواہ کتنے بڑے امام و بزرگ کی پیروی کریں، نجات و جنت کی کوئی گارنٹی نہیں۔

دسواں واقعہ:...... قبر پرستی:

مولوی زکریا صاحب نے اپنی اس کتاب میں فضائل اعمال کے نام پر ایسے کثیر

❶ صحیح البخاري، کتاب الصوم، باب حق الجسم فی الصوم، رقم: ١٩٧٥.

❷ صحیح البخاري، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، رقم : ٥٠٦٣.

واقعات قلمبند کیے ہیں جو عقیدہ توحید و رسالت اور دیگر تعلیمات اسلامی کے خلاف ہیں۔ حضرت صاحب درود کی فضیلت میں ایک واقعہ نقل کرتے ہیں۔ جس سے قبر پرستی کو ہوا ملتی ہے۔ لکھتے ہیں:

''بلخ میں ایک تاجر تھا جو بہت زیادہ مالدار تھا اس کا انتقال ہوا۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ میراث میں اس کا مال آدھا آدھا تقسیم ہوگیا، لیکن ترکہ میں تین بال بھی حضور اقدس ﷺ کے موجود تھے، ایک ایک دونوں نے لے لیا، تیسرے بال کے متعلق بڑے بھائی نے کہا کہ اس کو آدھا آدھا کرلیں۔ چھوٹے بھائی نے کہا: ہرگز نہیں، خدا کی قسم! حضور ﷺ کا موئے مبارک نہیں کاٹا جا سکتا۔ بڑے بھائی نے کہا: کیا تو اس پر راضی ہے کہ یہ تینوں بال تو لے لے اور یہ مال سارا میرے حصے میں لگا دے۔ چھوٹا بھائی خوشی سے راضی ہوگیا۔ بڑے بھائی نے سارا مال لے لیا اور چھوٹے بھائی نے تینوں موئے مبارک لے لئے۔ وہ ان کو اپنی جیب میں ہر وقت رکھتا اور بار بار نکالتا اور ان کی زیارت کرتا اور درود شریف پڑھتا۔ تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا کہ بڑے بھائی کا سارا مال ختم ہوگیا۔ اور چھوٹا بھائی بہت زیادہ مالدار ہوگیا۔ جب اس چھوٹے کی وفات ہوئی تو صلحاء میں سے بعض نے حضورِ اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کو کوئی ضرورت ہو اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر اللہ تعالیٰ شانہ سے دعا کیا کرے۔'' [1]

قرآن وسنت کی روشنی میں تبصرہ:

قارئین محترم! مقام غور ہے کہ جو نبی ﷺ قبروں کو پختہ بنانے، ان پر عمارت بنانے، ان کی مجاوری سے منع کرتے رہے اور جو یہ دعا کرتے رہے:

[1] فضائل اعمال، ص: ۸۶۹۔ فضائل درود شریف، ص: ۳۵۔ مکتبہ رحمانیہ، لاہور۔

((اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثْنَا .)) ❶

''اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا۔''

اور اپنے امتیوں کو حکم دیا کہ:

((وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا ......)) ❷

''میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنانا۔''

وہ ہستی جو کہ یہود و نصاریٰ پر اس وجہ سے لعنت بھیجے کہ انہوں نے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا۔ وہ کس طرح کسی کی قبر پر آنے کا لوگوں کو حکم دے سکتی ہے۔

یہاں یہ بات بھی یاد رکھئے گا کہ علمائے دیوبند قبروں سے فیض حاصل کرنے کے قائل ہیں۔ جیسا کہ ان کی کتابوں سے مترشح ہے۔ ❸

اسی طرح بزرگوں کی روحوں سے بھی مدد لینے کے بھی منکر نہیں ہیں۔ ❹

گیارھواں واقعہ :...... قبر سے ہاتھ نکلنا:

جناب شیخ الحدیث صاحب رقمطراز ہیں؛ مولانا جامی نے ایک نعت لکھی: ''ایک مرتبہ حج کے لیے تشریف لے گئے تو ان کا ارادہ یہ تھا کہ روضہ اقدس کے پاس کھڑے ہو کر اس نظم کو پڑھیں گے۔ جب حج کے بعد مدینہ منورہ کی حاضری کا ارادہ کیا تو امیر مکہ نے خواب میں حضورِ اقدس ﷺ کی زیارت کی۔ حضورِ اقدس ﷺ نے خواب میں ان کو یہ ارشاد فرمایا: کہ اس کو (جامی کو) مدینہ نہ آنے دیں۔ امیر مکہ نے ممانعت کر دی۔ مگر ان پر جذبہ وشوق اس قدر غالب تھا کہ چھپ کر مدینہ منورہ کی طرف چل دیے۔ امیر مکہ نے دوبارہ خواب دیکھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: وہ آ رہا ہے۔ اس کو یہاں نہ آنے دو۔ امیر نے آدمی

❶ مسند احمد: ٢/ ٢٤٦.

❷ سنن ابی داؤد، باب زیارۃ القبور، رقم: ٢٠٤٢۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ المهند علی المفند.

❹ سوانح قاسمی.

دوڑائے اور ان کو راستہ سے پکڑوا کر بلایا، ان پر سختی کی اور جیل خانہ میں ڈال دیا۔ اس پر امیر کو تیسری مرتبہ حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کوئی مجرم نہیں بلکہ اس نے کچھ اشعار کہے ہیں، جن کو یہاں آ کر میری قبر پر کھڑے ہو کر پڑھنے کا ارادہ کر رہا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو قبر سے مصافحہ کے لیے ہاتھ نکلے گا، جس میں فتنہ ہوگا۔ اس پر ان کو جیل سے نکالا گیا اور بہت اعزاز و اکرام کیا گیا۔'' [1]

بارھواں واقعہ :...... آخر ہاتھ نکل آیا:

حضرت شیخ لکھتے ہیں:

''سیّد احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ مشہور اکابر صوفیہ میں سے ہیں، ان کا قصہ مشہور ہے کہ جب ۵۵۵ھ میں وہ زیارت کے لیے حاضر ہوئے اور قبر اطہر کے قریب کھڑے ہو کر دو شعر پڑھے تو دست مبارک باہر نکلا اور انھوں نے اس کو چوما۔'' [2]

اب ان اشعار کا ترجمہ بھی زکریا صاحب نے نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

1۔ آپ کے فراق سے کائنات عالم کا ذرہ ذرہ جاں بلب ہے اور دم توڑ رہا ہے۔ اے رسولِ خدا نگاہ کرم فرمایئے۔ اے ختم المرسلین رحم فرمایئے۔

2۔ عاجزوں کی دستگیری، بے کسوں کی مدد فرمایئے۔ اور مخلص عشق کی دلجوئی و دلداری کیجیے۔ مزید اشعار کا ترجمہ فضائل اعمال، ص۸۹۳ پر ملاحظہ فرمالیں۔

تبصرہ:

الغرض یہ اشعار رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کو مخاطب کر کے لکھے گئے ہیں۔ اور آپ سے مدد طلب کی گئی ہے۔ حالانکہ یہ واقعہ بالکل من گھڑت ہے۔ اس واقعہ سے کیا معلوم ہوا یہ کہ:

---

[1] فضائل اعمال، ص: ۸۹۰، مکتبہ رحمانیہ۔

[2] فضائل اعمال، ص: ۸۹۰۔ مکتبہ رحمانیہ، لاہور۔

1: رسول اللہ ﷺ کو مولانا جامی کے ارادے کا تو علم ہو گیا۔لیکن احمد رفاعی کی آمد کا علم نہ ہوا۔

2: جامی کے اشعار پڑھنے پر قبر سے ہاتھ نکلنے پر تو اندیشہ فتنہ تھا لیکن رفاعی صاحب کے اشعار پر ہاتھ نکلا۔کیا اس سے بھی فتنہ برپا ہوا؟ یہ کیا بات ہوئی کہ ایک مرتبہ ہاتھ نکلے تو اندیشہ فتنہ، دوسری مرتبہ کوئی مسئلہ نہیں۔

3: رسول اللہ ﷺ کو نا صرف علم غیب ہے، آپ سینوں کے راز بھی جان لیتے ہیں۔

4: رسول اللہ ﷺ قبر میں زندہ ہیں اور لوگوں کی پکار سنتے ہیں، تبھی تو اشعار سن کر ہاتھ باہر نکلا۔

5: اب اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس طرح ہاتھ نکلنے میں کیا فلسفہ ہے؟

الغرض یہ واقعہ بالکل تعلیمات اسلام کے خلاف شرک کے چور دروازے کھولتا ہے۔

محترم قارئین ! یہ ڈھیر میں سے مٹھی بھر حوالے بھی بیان نہیں کیے۔ ابھی ہم نے وہ حوالے بیان کیے ہیں، جن سے عقیدہ توحید وغیرہ پر کسی نہ کسی طرح زد پڑتی ہے۔ اگر ایسی روایات وغیرہ بیان کرنا شروع کردی جائیں جو کہ فضائل اعمال میں ضعیف و موضوع ہیں تو ایک مستقل کتاب منصۂ شہود پر آ جائے گی، لہٰذا ہم اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سے صرف نظر کرتے ہیں کہ اصل مقصود کتاب کی تردید نہیں، بلکہ لوگوں کو یہ دعوتِ فکر دینا مقصود ہے کہ جسے ہم گلستان سمجھ رہے ہیں کہیں وہ خارستان تو نہیں؟

آخر میں ایک اہم بات یہ کہ جب قرآن و حدیث میں شرعی امور کے بے شمار فضائل و درجات بیان ہوئے ہیں تو ہمیں ضعیف و موضوع روایات اور دیگر مبنی بر شرک واقعات کی آخر ضرورت ہی کیا ہے؟
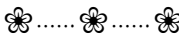
چند لمحات فیضانِ سنت کے ساتھ

برصغیر پاک و ہند میں تبلیغی جماعت کے مقابلے میں بریلوی مکتبہ فکر نے کراچی شہر میں مولوی شاہ احمد نورانی صاحب کی رہائش گاہ پر اپنی دعوت کو عام کرنے کی غرض سے ایک جماعت بنام ''دعوتِ اسلامی'' قائم کی۔ اور اس کا امیر مولوی الیاس قادری عطار کو مقرر کیا گیا۔ ان کا مرکز کراچی شہر میں ہی پرانی سبزی منڈی پر ہے۔

الیاس قادری صاحب نے تبلیغی جماعت کے نصاب ''فضائل اعمال'' کے مقابلے میں ''فیضانِ سنت'' کتاب مرتب کی۔ جس میں موضوع، ضعیف، بلا سند احادیث و اقوال، عجیب و غریب واقعات کی بھرتی کی۔ جس کا مختصر سا تجزیہ سطور ذیل میں احاطہ تحریر کیا جارہا ہے۔ ان شاء اللہ۔

''فیضانِ سنت'' ابتداء میں مفصل ایک جلد پر مشتمل کتاب تھی، جس کا تفصیلی جائزہ ''میٹھی میٹھی سنتیں یا......؟'' کتاب میں لیا گیا ہے۔ اب یہ کتاب از سرنو ترتیب کے ساتھ طبع ہوئی ہے۔ جس کے ٹائٹل پر ''تخریج شدہ فیضانِ سنت جلد اوّل'' لکھا ہے۔ اس تخریج شدہ ایڈیشن میں خوابوں، عجیب و غریب واقعات کے ساتھ ساتھ ضعیف و من گھڑت فضائل کی بھرمار ہے۔ اور ایسی ایسی چیزوں کو دین و مذہب کے نام پر پیش کیا گیا ہے۔ جن کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرامین، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت میں دور دور تک تذکرہ تک نہیں ملتا۔

مسئلہ نیت:

قرآن و صحیح احادیث میں اخلاص، اور درستگی نیت پر کافی ترغیب دلائی ہے کہ تمام کام خالص رضائے الٰہی کے مقاصد کے پیش نظر انجام دیئے جائیں، لیکن اس میں شریعت نے

ہمیں ہر جگہ پابند نہیں کیا کہ فلاں مقام پر، یا فلاں کام کرتے وقت یہ الفاظ زبان سے ادا کرنے ہیں۔ یا یہ نیت کرنی ہے۔ بلکہ رسولِ مقبول ﷺ کی حدیث ہے۔

((اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ .))

''یعنی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔''

یہ حدیث بیان کرنے والے ہادیٔ عالم ﷺ نے کوئی مخصوص الفاظ، یا مخصوص نظریہ سوائے رضائے الٰہی کے بیان نہیں کیا۔ لیکن الیاس قادری صاحب ہر ایک کام کی بیسیوں نیتیں بیان کیے جاتے ہیں۔ مثلاً لکھتے ہیں:

''یا اللہ! فیضانِ سنت عام ہو جانے کے تئیس حروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی (۲۳) نیتیں۔'' [1]

آگے حضرت نے وہ نیتیں بیان کی ہیں۔

یہ تو ہے امیر دعوت اسلامی کا طریقہ کار۔ اب آئیں محمد رسول اللہ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کی طرف۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے قرآنِ مقدس کی تلاوت کے وقت کسی قسم کی کوئی نیت بیان نہیں فرمائی نہ ہی جنتی جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہے۔

کیا قرآن سے زیادہ فیضانِ سنت اہم کتاب ہے کہ اس کے لیے خاص اہتمام کیا جارہا ہے۔ بلکہ اس کے درس دینے کے باقاعدہ طریقے، ص ۱۱، ۱۲ پر بیان کیے ہیں۔ حالانکہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ قرآن وصحیح احادیث کا درس دیا جاتا۔ اور اس کے سیکھنے سکھانے کی ترغیب دلائی جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ ''دعوتِ اسلامی'' کا رکن سینے سے فیضانِ سنت لگائے اور اس کا درس مساجد، مدارس، بازاروں، گلیوں میں دیتا اور اس کا مطالعہ کرتا تو نظر آئے گا۔ لیکن قرآن ان کے ہاتھ میں نظر نہیں آئے گا۔ اس کی وجہ ''فیضانِ سنت، ص: xii'' پر کچھ یوں رقم ہے:

---

[1] فیضان سنت، ص ۷، مکتبہ المدینہ، کراچی۔

صرف فیضانِ سنت ہی کا درس:

''(۱۹) فیضانِ سنت کے علاوہ مکتبۃ المدینۃ سے شائع ہونے والے مدنی رسائل سے بھی درس دے سکتے ہیں۔''

اس پر نمبرا ڈال کر حاشیہ کچھ یوں لکھا گیا ہے:

''(۱) امیر اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کے رسائل کے علاوہ کسی اور کتاب سے درس کی اجازت نہیں۔ مرکزی مجلس شوریٰ۔''

معلوم یہ ہوا کہ صرف کتب الیاس قادری ہی کا درس دیا جائے گا۔ وہاں درس قرآن کی اجازت نہیں ہے۔

بات چل رہی تھی نیت کی تو چند اور نیتیں ملاحظہ ہوں۔

کھانے کی نیتیں:

الیاس قادری صاحب کھانے کی نیتیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کھانے کی ۴۳ نیتیں پیش خدمت ہیں۔'' ❶

آگے حضرت نے وہ نیتیں بیان کی ہیں۔

بیت الخلاء جانے کی نیتیں:

الیاس قادری صاحب بیت الخلاء جانے کی ۱۴ نیتیں بیان کرتے ہیں۔ ❷

وضو کی نیتیں:

الیاس قادری صاحب وضو کی ۱۷ نیتیں بیان فرماتے ہیں۔ ❸

اعتکاف کی نیتیں:

فیضانِ سنت، ص ۱۱۹۱ پر اجتماعی اعتکاف کی ۴۱ نیتیں بیان فرماتے ہیں۔

---

❶ فیضانِ سنت، ص: ۱۸۲.
❷ فیضانِ سنت، ص: ۶۴۱.
❸ فیضانِ سنت، ص: ۶۴۲.

خوشبو کی نیتیں:

الیاس قادری صاحب نے خوشبو لگانے کی صفحہ نمبر ۱۲۲۵ پر سینتالیس ۴۷ نیتیں تحریر کی ہیں۔
اب اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ قادری صاحب نے کن ذرائع سے یہ نیتیں تحریر کی ہیں، لیکن یہ بات ہم ان شاء اللہ وثوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ ان نیتوں کا قرآن وصحیح احادیث سے قطعاً کوئی ثبوت نہیں ملتا، بلکہ یہ حضرت صاحب کی ذہنی اختراع ہے۔

فیضانِ سنت میں قادری صاحب نے عجیب وغریب قصے، کہانیاں، واقعات وخواب نقل کیے ہیں۔ تاکہ لوگ دعوتِ اسلامی میں شامل ہو جائیں۔ دعوتِ اسلامی چونکہ بریلوی مکتبہ فکر کی جماعت ہے۔ لہٰذا ان کے عقائد بھی وہی ہیں یعنی غیر اللہ سے مدد مانگنا، انھیں مشکل کشا جاننا، رسول اللہ ﷺ نور من نور اللہ، حاضر وناظر، عالم الغیب ہیں۔ اور ایسے واقعات بھی نقل کیے گئے ہیں، جن سے بزرگوں کا فوت ہو جانے کے بعد مدد کرنا، لوگوں کی راہنمائی کرنا وغیرہ ثابت ہوتا ہے۔ الغرض فضائل اعمال میں بیان کردہ واقعات کی مثل ہیں۔ پس نام وکردار تبدیل ہوتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں: حضرت لکھتے ہیں:

> ''ایک عاشق رسول ﷺ کا بیان اپنے انداز والفاظ میں پیش کرنے کی کوشش کرتا ہوں، ہمارا مدنی قافلہ ''ناکہ کھارڑی'' (بلوچستان، پاکستان) میں سنتوں کی تربیت کے لیے حاضر ہوا تھا، مدنی قافلے کے ایک مسافر کے سر میں چار چھوٹی چھوٹی گانٹھیں ہوگئی تھیں، جن کے سبب ان کو آدھا سیسی (یعنی آدھے سر) کا درد ہوا کرتا تھا، جب درد اُٹھتا تو درد کی طرف والے چہرے کا حصہ سیاہ پڑ جاتا اور وہ تکلیف کے سبب اس قدر تڑپتے کہ دیکھا نہ جاتا۔ ایک رات اسی طرح وہ درد سے تڑپنے لگے، ہم نے گولیاں کھا کر ان کو سلا دیا۔ صبح اُٹھے تو ہشاش بشاش تھے۔ انہوں نے بتایا کہ الحمدللہ عزوجل مجھ پر کرم ہو گیا۔ میرے خواب میں سرکار رسالت مآب ﷺ نے بمع چار یار علیہم الرضوان کرم

فرمایا۔ سرکارِ مدینہ ﷺ نے میری جانب اشارہ کرتے ہوئے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اس کا درد ختم کردو۔'' چنانچہ یارِ غار و یارِ مزار سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے میرا اس طرح مدنی آپریشن کیا کہ میرا سر کھول دیا اور میرے دماغ میں چار کالے دانے نکالے، اور فرمایا: ''بیٹا! اب تمھیں کچھ نہیں ہوگا۔'' واقعی وہ اسلامی بھائی بالکل تندرست ہو چکے تھے، سفر سے واپسی پر انھوں نے دوبارہ چیک اپ کروایا۔ ڈاکٹر نے حیران ہو کر کہا: بھائی کمال سے تمہارے دماغ کے چاروں دانے غائب ہو چکے ہیں۔ اس پر اس نے رو رو کر مدنی قافلے میں سفر کی برکت اور خواب کا تذکرہ کیا۔'' [1]

اس کتاب میں اس طرح کے بیشمار خواب و واقعات میں کسی کا اپینڈکس کا درد صحیح ہوگیا، تو کسی کا ہیپاٹائٹس سی کا مرض ختم ہوگیا۔ الغرض کہ دعوتِ اسلامی میں شمولیت اور فیضانِ سنت کے درس و مطالعہ کی یہ سب برکات ہیں۔

ہاں کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ واقعہ مذکورہ تو خواب ہے، لیکن جناب اس بندے کے پاس نبی اکرم ﷺ اور خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم بنفس نفیس تشریف لائے ہیں، کیونکہ بیدار ہونے پر اور ڈاکٹر کو دکھانے پر معلوم ہوا کہ وہ دانے جو سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نکالے تھے، غائب تھے۔ اگر یہ خواب ہوتا تو ایسا ہونا ممکن نہیں۔ کیونکہ خواب خواب، حقیقت حقیقت ہے۔ مثلاً خواب میں کوئی دیکھتا ہے کہ اسے گولی لگ گئی ہے۔ یا وہ اوپر سے نیچے گر گیا ہے، لیکن بیدار ہونے پر اس پر زخم یا چوٹ کا کوئی اثر نہیں ہوتا، کیونکہ معاملہ خواب کا تھا۔ اس بات پر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو جانے کے بعد مع خلفاءِ اربعہ راشدین رضی اللہ عنہم کے تشریف لائے۔ اور آپ علم غیب رکھتے ہیں اور لوگوں کی مشکل کشائی کرتے ہیں۔ حالانکہ مذکورہ نظریات صراحتاً قرآن و احادیث کے مخالف ہیں۔

---

[1] فیضانِ سنت، ص: ۴۶۔

صاحب مزار نے مدد فرمائی:

الیاس قادری صاحب نے یہ عنوان قائم کر کے لکھا ہے:

''سبحان اللہ عزوجل! اولیاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ مزارات میں رہتے ہوئے بھی اپنے مہمانوں کی خاطر مدارات فرماتے ہیں۔'' [1]

آ گے صفحہ ۲۰۹ پر عنوان قائم کیا ہے:

''اولیاء بعد وفات بھی نفع پہنچاتے ہیں۔ میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! پہلے کے لوگ بزرگوں کے بارے میں کتنا اچھا عقیدہ رکھتے تھے اور بوقت ضرورت ان سے اپنی حاجتیں طلب کرتے تھے۔ ان کا یہ ذہن بنا ہوا ہوتا تھا کہ اللہ والے بعطائے الٰہی عزوجل مدد کیا کرتے ہیں۔ بہرحال اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ اپنے رب کائنات عزوجل کی عنایات سے مزارات میں حیات ہوتے ہیں۔ آنے جانے والوں کی بات سنتے ہیں، ہدایات واستعانت کرتے ہیں۔ اور اپنے گھر والوں کے معاملات کی بھی خبر رکھتے ہیں۔''

قارئین محترم! یہ فکر و فلسفہ لے کر دعوت اسلامی اُٹھی ہے۔ اور اسی کو فیضان سنت و دیگر لٹریچر میں عام کیا گیا ہے۔ تحریر مذکور ہی کو لے لیں۔ اس کی تردید میں ایک مستقل کتاب یہ لکھی جاسکتی ہے اور واضح قرآنی تعلیمات خلاف ہے۔ تفصیل کے شائقین ہماری کتاب ''شرک کے چور دروازے'' ملاحظہ فرمائیں۔

رسول اللہ ﷺ سے دعویٰ محبت:

عموماً دعوتِ اسلامی کے بھائی عشق و محبت رسول ﷺ کے دعوے کرتے نظر آتے ہیں، حالانکہ صرف زبانی دعوؤں سے بات نہیں، بلکہ قرآنی اصول کے مطابق اطاعت و اتباع سے محبت معلوم ہوتی ہے۔ فیضانِ سنت میں قادری صاحب رسول اللہ ﷺ کے اسم گرامی قدر عموماً مختلف القابات کے ساتھ ایک سطر یا ڈیڑھ سطر میں لکھا ہے، جس سے عموماً محبت کو ثابت کرنے کا تاثر پیش کیا گیا ہے۔ لیکن اسی کتاب میں مولوی احمد رضا خان بریلوی

[1] فیضانِ سنت، ص: ۲۰۸.

کا نام قادری صاحب کس انداز سے لکھتے ہیں، ملاحظہ ہو:

"میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، ولی نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مجدد دین وملت، حاجی سنت، ماحی بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، باعث خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں۔" [1]

اگر القابات سے محبت والفت کا اندازہ ہوتا ہے تو پھر قادری صاحب کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ احمد رضا خان صاحب سے محبت ہے۔ بہر حال پسند اپنی اپنی۔

حاصل کلام یہ کہ اس کتاب فیضانِ سنت میں سنت کے نام پر اپنی آراء کو اور خود ساختہ خلاف قرآن وحدیث نظریات کو بیان کیا گیا ہے۔ حالانکہ قرآن وصحیح احادیث میں سنت واعمال کی اس قدر فضیلت ہے کہ ہمیں کہیں اور سے واقعات تلاش کرنے کی قطعاً حاجت نہیں ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ

[1] فیضانِ سنت، ص: ۱۴۸۷